پاک و ہند میں زبان زدِ عوام و خواص

غیر معتبر روایات کا فنی جائزہ

8

مفتی طارق امیر خان صاحب

متخصص فی الحدیث جامعہ فاروقیہ کراچی

مکتبہ عمر فاروق

پاک و ہند میں زبان زدِ عوام و خواص

غیر معتبر روایات کا فنی جائزہ

تحقیق

مُفتی طارق امیر خان صاحب

متخصص فی الحدیث جامعہ فاروقیہ کراچی

مکتبہ عمر فاروق

4/491 شاہ فیصل کالونی کراچی

Tel: 021-34604566 Cell: 0334-3432345

نام کتاب ---------------- غیر معتبر روایا کا فنی جائزہ

تالیف ---------------- مفتی طارق امیر خان صاحب

اشاعت اوّل ---------------- مارچ 2023ء

تعداد ---------------- 1100

طابع ---------------- القادر پرنٹنگ پریس کراچی

ناشر ---------------- مکتبہ عمر فاروق 4/491 شاہ فیصل کالونی کراچی

021-34604566 Cell: 0334-3432345

ای میل ---------------- maktabaumarfarooq@gmail.com

قارئین کی خدمت میں

کتاب ہذا کی تیاری میں تصحیح کتابت کا خاص اہتمام کیا گیا ہے، تاہم اگر پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو التماس ہے کہ ضرور مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں ان اغلاط کا تدارک کیا جا سکے۔ جزاکم اللہ

ملنے کے پتے

فہرستِ مضامین	صفحہ نمبر
مقدمہ	۱۴

فہرست روایات

	من قال لا إله إلا الله ''، تو اس کہنے والے کے پچاس سال کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں، علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ اگر اس شخص کے گناہ اتنے نہ ہوں، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس کے والدین اور اس کے رشتہ دار اور عام مسلمانوں کے بھی معاف ہو جائیں گے''۔	
روایت⑤	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی میں پیالے میں موجود ثرید کا تسبیح کرنا، اور بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کا اسے سننا، پھر درخواست کی گئی کہ سب ہی لوگوں کو سنوایا جائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر کسی کو ان میں سے سنائی نہ دے تو لوگ سمجھیں گے کہ یہ گناہ گار ہے۔	۸۶
روایت⑥	''سورۂ یاسین کا نام تورات میں معمہ ہے کہ اپنے پڑھنے والے کے لئے دنیا و آخرت کی بھلائیوں پر مشتمل ہے، اور یہ دنیا و آخرت کی مصیبت کو دور کرتی ہے، اور آخرت کی ہَول کو دور کرتی ہے، اس سورت کا نام رافعہ خافضہ بھی ہے یعنی مؤمنوں کے رتبے بلند کرنے والی اور کافروں کو پست کرنے والی''۔ نیز اس میں یہ مضمون بھی ہے: ''سورۂ یاسین کا سننا اللہ کے راستے میں بیس دینار خرچ کرنے کے برابر ہے، اور اس کا پڑھنا بیس حج کرنے کے برابر ہے، جس نے سورۂ یاسین لکھ کر اس کا پانی پی لیا تو یہ پڑھنے والے کے سینے میں ہزار یقین، ہزار نور، ہزار برکتیں، ہزار رحمتیں اور ہزار رزق داخل کرے گی، اور یہ سورت اس سے ہر قسم کی کھوٹ اور بیماری نکال دے گی''۔	۹۷
روایت⑦	''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جنت والے جنت میں	۱۳۸

	بھی علماء کے محتاج ہوں گے، اس کی وجہ یہ ہے کہ جنتی ہر جمعہ کو اللہ کی زیارت کے لئے جائیں گے، باری تعالی ان سے فرمائیں گے: جو چاہو تمنا کرو، چنانچہ جنتی علماء سے جا کر ملیں گے کہ ہم کیا تمنا کریں؟ علماء کہیں گے: تم یہ یہ تمنا کرو، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: چنانچہ جنت والے جنت میں بھی ان کے ایسے ہی محتاج ہوں گے جیسے وہ دنیا میں ان کے محتاج ہیں"۔	
روایت ⑧	"آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص کسی بچہ کی پرورش کرے یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کہنے لگے تو اس سے حساب معاف ہے"۔	۱۴۹
روایت ⑨	"آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: حالت اسلام میں کسی شخص کے بچے کی ولادت ہو، پھر وہ لا الہ الا اللہ کہنے تک پہنچ جائے تو اللہ تعالی اس کے والدین کو جنت میں داخل فرمائیں گے"۔	۱۶۶
روایت ⑩	"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "التكبر على المتكبر صدقة". متکبر کے ساتھ تکبر کرنا صدقہ ہے"۔	۱۷۱
روایت ⑪	ایک غریب صحابی رضی اللہ عنہ کا اپنی بیٹی کی شادی کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر معاونت کی درخواست کرنا، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ان کو پسینہ مبارک عطا فرمانا، اس سے خوشبو کا پھیلنا، اور صحابی رضی اللہ عنہ کے خاندان کا خوشبو والے گھرانے سے مشہور ہو جانا۔	۱۷۶
روایت ⑫	دوسروں کو اللہ تعالی کی جانب دعوت دینے /امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرنے پر حور سے نکاح۔	۱۸۸
روایت ⑬	"آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پشت پر موجود مہر نبوت میں یہ الفاظ لکھے ہوئے تھے: "سر حيث شئت، فإنك منصور". چلو پھرو جہاں چاہو، آپ کی مدد کی جائے گی"۔	۱۹۲

روایت نمبر	روایت	صفحہ
روایت⑭	رسول اللہ ﷺ کے ذمہ ایک یہودی کا قرض، آپ ﷺ کا یہودی سے مہلت طلب کرنا، اور اس یہودی کا آپ ﷺ کو اپنے پاس قرض کی ادائیگی تک روکے رکھنا مہلت نہ دینا، اور آپ ﷺ کا اسی جگہ ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور اگلے روز صبح کی نماز بھی وہیں ادا کرنا، اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اس پر رنج کا اظہار کرنا، آخر کار یہودی کا اسلام قبول کرنا۔	۲۰۳
روایت⑮	عالم ارواح میں اللہ تعالی نے روحوں سے پوچھا: کیا میں تمھارا رب نہیں ہوں؟ تو سب سے پہلے اللہ کے حبیب ﷺ نے "بلی" (یعنی کیوں نہیں) فرمایا۔	۲۱۳
روایت⑯	عورت کو چرخے کے کاتنے کی آواز پر اللہ کے راستے میں تکبیر اور اپنا کاتا ہوا کپڑا شوہر کو پہنانے پر ہر ہر تانے بانے کے بدلہ ایک لاکھ نیکیوں کا ملنا۔	۲۱۹
روایت⑰	چرخے کے کاتنے کی آواز پر کلمہ لا الہ الا اللہ کہنے کے برابر ثواب، اور عورت کے اپنے شوہر اور بچوں کے لئے کپڑا کاتنے پر ہر دھاگے کے بدلہ ایک ایک نور اور ہر کپڑے کے بدلہ ایک لاکھ بیس ہزار شہروں کا ملنا۔	۲۲۲
روایت⑱	آپ ﷺ کا حضرت الیاس علیہ السلام سے ملاقات کرنا، اور حضرت الیاس علیہ السلام کا امت محمدیہ میں شمولیت کی دعا کرنا۔	۲۳۳
روایت⑲	عید الاضحی کی رات دو نفل جس میں سورۂ فاتحہ اور آخری تین قل پندرہ مرتبہ، سلام کے بعد تین مرتبہ آیت الکرسی، اور استغفار پندرہ مرتبہ پڑھنے پر اہل جنت میں شمار، تمام گناہ معاف، ہر آیت کے بدلے حج وعمرہ کا ثواب، ساٹھ غلام آزاد کرنے کا اجر، اور اگر انتقال ہو گیا تو شہادت کا اجر ملے گا۔	۲۵۴
روایت⑳	"رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر کوئی شخص سورۂ اخلاص	۲۶۵

	چار سو مرتبہ پڑھے تو اس کے لئے چار سو شہیدوں کا ثواب لکھا جائے گا، ان میں ہر شہید ایسا ہو گا جس کا گھوڑا ذبح کر دیا گیا ہو اور اس کا خون بھی بہایا گیا ہو، اور اگر کوئی شخص اس کو ایک ہزار مرتبہ پڑھ لے تو اس وقت تک اس کا انتقال نہیں ہو گا جب تک وہ اپنا مقام جنت میں نہ دیکھ لے، یا جب تک اس کو جنت میں اس کا مقام نہ دکھلا دیا جائے''۔	
روایت (۲۱)	''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کے بہترین لوگ علماء ہیں، اور علماء میں بہترین حلم والے ہیں، خبر دار! بلاشبہ اللہ تعالیٰ جاہل فحش گو کے ایک گناہ کو معاف کرنے سے پہلے رحم کرنے والے عالم کے چالیس گناہ معاف فرماتے ہیں، اور رحم کرنے والا عالم جب قیامت کے دن آئے گا تو اس کے نور کی وجہ سے روشنی ہو جائے گی، چنانچہ وہ اس میں ایسے چلے گا جیسے روشن ستارہ چلتا ہے''۔	۲۸۶
روایت (۲۲)	''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میں نے آسمان و زمین اور سورج و چاند کے پیدا کرنے سے دو ہزار سال (اور ایک روایت کے مطابق بیس لاکھ سال) پہلے اپنے نام کے ساتھ محمد ﷺ کا نام عرش پر لکھ دیا تھا''۔	۲۹۹
روایت (۲۳)	''رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''أفضل العبادات أحمزها''. عبادات میں افضل عبادت وہ ہے جس میں مشقت زیادہ ہو''۔	۳۳۱
روایت (۲۴)	''نبی ﷺ نے جبریل علیہ السلام سے فرمایا: اللہ عز و جل فرماتے ہیں: ''اور ہم نے آپ کو اور کسی بات کے واسطے نہیں بھیجا مگر دنیا جہاں کے لوگوں پر مہربانی کرنے کے لئے''، کیا آپ	۳۴۱

	کو بھی اس رحمت سے کوئی چیز پہنچی ہے؟ جبریل علیہ السلام نے فرمایا: جی ہاں، مجھے بھی اس رحمت میں سے حصہ ملا ہے، میں انجام سے ڈرتا تھا، پھر مجھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے امن حاصل ہوگیا، کیونکہ اللہ تعالی نے اپنے اس ارشاد سے میری تعریف کی ہے: "جو قوت والا ہے مالکِ عرش کے نزدیک ذی رتبہ ہے، وہاں اس کا کہنا مانا جاتا ہے امانت دار ہے"۔	
روایت (۲۵)	"جب اللہ تعالی کا یہ ارشاد نازل ہوا: "اور آپ کو تمام جہان والوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے"، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبریل علیہ السلام سے فرمایا: کیا آپ کو بھی اس رحمت میں سے کچھ حصہ ملا ہے؟ جبریل علیہ السلام نے کہا: جی ہاں، اللہ تعالی نے مجھ سے پہلے ہزاروں فرشتے پیدا کئے، سب کا نام جبریل رکھا، اور اللہ رب العزت نے ان سب سے پوچھا: میں کون ہوں؟ ان کو جواب معلوم نہ تھا تو وہ پگھلنے لگے، پھر جب اللہ نے مجھے پیدا کیا اور مجھ سے کہا: میں کون ہوں؟ تو، اے محمد! مجھ سے آپ کے نور نے کہا: آپ کہہ دیجئے کہ آپ اللہ ہیں کوئی معبود نہیں سوائے آپ کے"۔	۳۴۵

صفحہ نمبر	فصل دوم (مختصر نوع)	نمبر شمار
۳۵۰	ایک صحابی رضی اللہ عنہ کا نماز پڑھنے کے بعد فوراً نکل جانا، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پوچھنے پر بتانا کہ گھر میں صرف یہی ایک ہی چادر ہے، لہذا میں گھر جا کر یہ چادر اپنی اہلیہ کو دیتا ہوں اور وہ نماز ادا کرتی ہیں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صحابی رضی اللہ عنہ کو اپنی چادر عطا کرنا، اور صحابی رضی اللہ عنہ کا تاخیر سے گھر پہنچنا، اور اہلیہ کے پوچھنے پر پورا قصہ بتانا، اور صحابی رضی اللہ عنہ کی اہلیہ کا یہ کہنا کہ آج آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اپنے رب کی شکایت کر کے آئے ہو۔	روایت ①
۳۵۳	جب نماز کا حکم نازل ہوا تو صحابہ رضی اللہ عنہم خوش ہو گئے کہ ہمیں اللہ تعالی سے مانگنے کا ذریعہ مل گیا۔	روایت ②
۳۵۴	حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم کا خوبصورت اور چمکدار پیالے میں موجود شہد اور بال کو مختلف اشیاء کے ساتھ تشبیہ دینا۔	روایت ③
۳۵۹	"إني إذا أطعت رضيت، وإذا رضيت باركت، وليست لبركتي نهاية، وإني إذا عصيت غضبت، وإذا غضبت لعنت ولعنتي تبلغ السابع من الولد". بے شک جب میری اطاعت کی جائے تو میں راضی ہو جاتا ہوں، اور جب میں راضی ہوتا ہوں تو برکت دیتا ہوں اور میری برکت کی کوئی حد نہیں ہے، اور اگر میری نافرمانی کی جائے تو میں ناراض ہوتا ہوں، اور اگر میں ناراض ہو جاؤں تو لعنت کرتا ہوں اور میری لعنت اولاد میں سات پشتوں تک پہنچتی ہے۔	روایت ④
۳۶۲	حضرت ایوب علیہ السلام سے ان کی بیماری کے ایام کے بعد پوچھا	روایت ⑤

	گیا کہ یہ صحت کا زمانہ اچھا ہے یا وہ بیماری کا زمانہ اچھا تھا؟ حضرت ایوب علیہ السلام نے فرمایا: صحت بھی اللہ تعالی کی نعمت ہے، اور بیماری بھی اللہ تعالی کی نعمت ہے، لیکن ایک عجیب بات ہے کہ جب میں بیمار تھا اور صبح ہوتی تو اللہ رب العزت پوچھتے تھے کہ ایوب تیرا کیا حال ہے؟ مجھے اس بات سے اتنی لذت ملتی تھی کہ پورا دن مجھے کوئی تکلیف نہیں ہوتی تھی، اور جب شام ہوتی تو اللہ تعالی پھر عیادت فرماتے تھے کہ ایوب تیرا کیا حال ہے؟ اس سے ساری رات مجھے کوئی تکلیف محسوس نہیں ہوتی تھی، بیماری تو چلی گئی لیکن اللہ رب العزت کی عیادت کرنے کا لطف اور مزہ مجھے آج بھی یاد آتا ہے۔	
روایت ⑥	فرشتوں کا بندہ کی توبہ پر آسمان میں چراغاں کرنا۔	۳۶۳
روایت ⑦	شہد کی مکھیوں کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ بتانا کہ ہم پھلوں کا رس چوستے وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتی ہیں، جس کی وجہ سے شہد میں مٹھاس پیدا ہو جاتی ہے۔	۳۶۴
روایت ⑧	"آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: "من أراد أن ينظر إلى ميت يمشي على وجه الأرض، فلينظر إلى أبي بكر". جو شخص یہ چاہتا ہے کہ وہ میت کو زمین پر چلتا ہوا دیکھے، تو اسے چاہئے کہ وہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھے"۔	۳۶۷
روایت ⑨	حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا اپنی اور غیر محرم مردوں کی نگاہ کے چاند پر اکٹھا ہونے کی وجہ سے پہلی تاریخ کا چاند نہ دیکھنا۔	۳۶۹
روایت ⑩	تشہد کی حالت میں جس شخص کی انگلیاں گھٹنوں سے نیچے ہوں گی تو وہ قیامت کے دن کاٹ دی جائیں گی۔	۳۷۰

روایت	مضمون	صفحہ
روایت⑪	مال داروں، مصیبت زدہ، نوجوانوں، غلاموں اور فقیروں سے اللہ تعالی کے حقوق کی کوتاہی سے متعلق قیامت کے دن سوال کا ہونا، اور حضرت سلیمان علیہ السلام کا بادشاہت، حضرت ایوب علیہ السلام کا ان کی بیماری، حضرت یوسف علیہ السلام کا خوبصورتی اور غلامی، حضرت عیسی علیہ السلام کا فقر کے باوجود اللہ تعالی کے ذکر سے غافل نہ ہونا۔	۳۷۱
روایت⑫	جنتی جنت میں اللہ تعالی کا پہلا دیدار آٹھ لاکھ برس تک کرتے رہیں گے۔	۳۷۷
روایت⑬	جنتیوں کا تین سو سال تک باری تعالی کا دیدار کرنا۔	۳۷۸
روایت⑭	''نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو عورت نماز پڑھ کر اپنے خاوند کے لئے دعا نہ مانگے تو اس کی نماز قبول نہیں ہوتی''۔	۳۸۰
روایت⑮	حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی میں دیمک کی وجہ سے نقصان کا ہونا اور اس کی حفاظت کے لئے کشتی کے چاروں کونوں پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نام لکھنا۔	۳۸۲
روایت⑯	جس بندہ نے اپنے غصہ کے گھونٹ کو پیا، جبکہ وہ غصہ کو پورا کرنے کی حالت میں تھا، تو اللہ تعالی قیامت کے دن ہر ہر گھونٹ کے بدلہ میں اس بندے کو اپنا مشاہدہ عطا فرمائیں گے۔	۳۸۴
روایت⑰	''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:''من تعمم قاعدا أو تسرول قائما ابتلاه الله تعالى ببلاء لا دواء له''. جس نے بیٹھ کر عمامہ باندھا، یا کھڑے ہو کر پاجامہ یا شلوار پہنی تو اللہ تعالی اسے ایسی مصیبت میں مبتلا فرمائیں گے جس کی کوئی دواء نہیں ہو گی''۔	۳۸۶

روایت⑱	”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: موسم ربیع (بہار) کی سردی کو غنیمت سمجھو، اس لئے کہ وہ تمہارے بدنوں پر وہی عمل کرتی ہے جو تمہارے درختوں پر کرتی ہے، اور موسم خزاں کی سردی سے بچو، اس لئے کہ وہ تمہارے جسموں پر وہی عمل کرتی ہے جو تمہارے درختوں پر کرتی ہے“۔	۳۹۰
روایت⑲	جو شخص اس طرح درود شریف پڑھے گا، آپ ﷺ اس کی شفاعت فرمائیں گے، اور اسے، اس کے والدین، عزیز واقارب اور اس کے دوست احباب کو رتبۂ شفاعت عطا فرمائیں گے: ”اللهم صل على محمد وتقبل شفاعته الكبرى، وارفع درجته العليا، وآته سؤله في الآخرة والأولى كما آتيت إبراهيم وموسى“.	۳۹۳
روایت⑳	”آپ ﷺ نے فرمایا ہے: ”إن لله جنة ليس فيها حور ولا قصور، يتجلى فيها ربنا ضاحكا“. بیشک اللہ تعالی کی ایک جنت ہے جس میں نہ حور ہے نہ قصور (محلات)، اس میں اللہ تعالی ہنستے ہوئے تجلی فرمائے گا“۔	۳۹۷
روایت㉑	”آپ ﷺ کا ارشاد ہے: ”أبو أمامة كنز الأدب والصيانة“. ابوامامہ رضی اللہ عنہ ادب اور صیانت کا خزانہ ہیں“۔	۳۹۸
روایت㉒	”آپ ﷺ کا ارشاد ہے: ”الوقاية خير من العلاج“. پرہیز علاج سے بہتر ہے“۔	۳۹۹
روایت㉓	”آپ ﷺ کا ارشاد ہے: جس بندہ نے ایسی جگہ پر نگاہ ڈالی جہاں پر نگاہ ڈالنے سے منع کیا گیا ہے، تو اسے ایک نظر کے بدلے میں جہنم میں چالیس سال تک جلنا پڑے گا“۔	۴۰۰
روایت㉔	بد نظری کی وجہ سے اللہ تعالی کے دیدار سے محروم ہونا۔	۴۰۱

مقدمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی، أما بعد!

اللہ جل جلالہ کا عظیم فضل ہوا کہ اس نے بندہ اور میرے ساتھیوں کو کتاب ""غیر معتبر روایات کا فنی جائزہ"" کے حصہ ہشتم کی تالیف کی توفیق بخشی۔

یہ حصہ حسبِ سابق ان تمام اصول وضوابط پر برقرار ہے، جو پہلے سات حصوں میں تھے،اس مجموعہ میں سابقہ ساتھیوں کے ساتھ ساتھ ایک جماعت شریک رہی ہے، خصوصاً مولوی محمد سلیم صاحب اور مولوی حمزہ نذیر صاحب کے تعاون کا میں انتہائی شکر گزار ہوں۔

طارق امیر خان

(03423210056)

متخصص فی علوم الحدیث

جامعہ فاروقیہ کراچی

فصل اول (مفصل نوع)

روایت نمبر ①

روایت: " قالوا: ما لنا منها؟ قال: بكل شعرة حسنة، قالوا: يا رسول الله! فالصوف؟ قال: بكل شعرة من الصوف حسنة". صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ہمارے لئے اس قربانی میں کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہر بال کے بدلہ میں ایک نیکی ہے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اون کے بدلہ میں کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اون کے ہر بال کے بدلہ میں ایک نیکی ہے۔

حکم: شدید ضعیف ہے، بیان نہیں کر سکتے۔

روایت کا مصدر

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اپنی "مسند"[1] میں تخریج فرماتے ہیں:

"حدثنا يزيد بن هارون، أخبرنا سلام بن مسكين، عن عائذ الله المجاشعي، عن أبي داود، عن زيد بن أرقم قال: قلت: أو قالوا: يا رسول الله! ما هذه الأضاحي؟ قال: سنة أبيكم إبراهيم، قالوا: ما لنا منها؟ قال: بكل شعرة حسنة، قالوا: يا رسول الله! فالصوف؟ قال: بكل شعرة من الصوف حسنة".

ابو داؤد[2] (نفیع بن حارث) سے منقول ہے کہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے یا صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ قربانی کیا

---

[1] مسند أحمد: ۳۴/۳۲، رقم: ۱۹۲۸۳، ت: شعيب الأرنؤوط، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۲۰هـ.

[2] واضح رہے کہ ابو داؤد نفیع بن حارث اعمی زیر بحث روایت حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے عنعنہ کے ساتھ روایت کر رہا ہے،

ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ہمارے لئے اس قربانی میں کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہر بال کے بدلہ میں ایک نیکی ہے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اون کے بدلہ میں کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اون کے ہر بال کے بدلہ میں ایک نیکی ہے۔

بعض دیگر مصادر

زیر بحث روایت حافظ عبد بن حمید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "مسند"[1] میں، امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "سنن"[2] میں، حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء الکبیر"[3] میں، حافظ ابوالحسین عبدالباقی بن قانع بن مرزوق اموی رحمۃ اللہ علیہ نے "معجم الصحابۃ"[4] میں، حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے "المجروحین"[5] میں اور امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "المعجم الکبیر"[6] میں تخریج کی ہے، اور امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے حافظ مزی رحمۃ اللہ علیہ نے "تہذیب الکمال"[7] میں تخریج کی ہے۔

اسی طرح یہ روایت حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے "الکامل"[8] میں، حافظ ابو بکر

جبکہ آگے ابوداؤد نفیع بن حارث اعمی کے ترجمہ میں تفصیل آرہی ہے کہ اس نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے کچھ نہیں سنا۔

[1] المنتخب من مسند عبد بن حميد: ۲۲۲/۱، رقم: ۲۵۹، ت: أبو عبد الله مصطفى، داربلنسية ـ الرياض، الطبعة الثانية ۱٤۲۳هـ.

[2] سنن ابن ماجه: ۳۰۵/٤، رقم: ۳۱۲۷، ت: شعيب الأرنؤوط، دار الرسالة العالمية ـ دمشق، الطبعة الأولى ۱٤۳۰هـ.

[3] الضعفاء الكبير: ٤۱۹/۳، ت: عبد المعطي أمين قلعجي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۰٤هـ.

[4] معجم الصحابة: ۲۲۸/۱، ت: أبو عبد الرحمن صلاح بن سالم المصراتي، مكتبة الغرباء الأثرية ـ المدينة المنورة.

[5] المجروحين: ٥٥/۳، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ۱٤۱۲هـ.

[6] المعجم الكبير: ۱۹۷/٥، رقم: ٥۰۷٥، ت: حمدي عبدالمجيد السلفي، مكتبة ابن تيمية ـ القاهرة.

[7] تهذيب الكمال: ۹٤/۱٤، ت: بشار عواد معروف، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۰٥هـ.

[8] الكامل في الضعفاء: ٦۳/۷، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

محمد بن اسماعیل بغدادی مستملی رحمۃ اللہ علیہ نے "فضل یوم عرفة"[1] میں اور امام ابو عبد اللہ حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے "المستدرك"[2] میں تخریج کی ہے، اور امام ابو عبد اللہ حاکم رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے "السنن الکبری"[3] میں تخریج کی ہے۔

نیز امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے "السنن الکبری"[4] میں امام ابو عبد اللہ حاکم رحمۃ اللہ علیہ کے طریق کے علاوہ سے بھی زیر بحث روایت کی تخریج کی ہے۔

نیز حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت "أربع مجالس"[5] میں تخریج کی ہے، اور حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے قاضی ابو بکر محمد بن عبد الباقی رحمۃ اللہ علیہ نے "أحاديث الشيوخ"[6] میں تخریج کی ہے۔

اسی طرح زیر بحث روایت حافظ ابو القاسم قوام السنہ رحمۃ اللہ علیہ نے "الترغيب والترهيب"[7] میں تخریج کی ہے۔

---

[1] فضل يوم عرفة: ٨٦/١، رقم: ٨، مخطوط من الشاملة.

[2] المستدرك: ٤٢٢/٢، رقم: ٣٤٦٧، ت: مصطفى عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٢هـ.

[3] السنن الكبرى للبيهقي: ٤٣٩/٩، رقم: ١٩٠١٧، ت: محمد عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٤هـ.

[4] السنن الكبرى للبيهقي: ٤٣٨/٩، رقم: ١٩٠١٦، ت: محمد عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٤هـ.

"سنن الکبری" کے اس طریق کی عبارت ملاحظہ ہو: "أخبرنا أبو الحسن علي بن أحمد بن عبدان، أنبأ أحمد بن عبيد، ثنا هشام بن علي السيرافي، ثنا هدبة بن خالد، ثنا سلام بن مسكين، عن عائذ الله، عن أبي داود، عن زيد بن أرقم رضي الله عنه أنهم قالوا لرسول الله صلى الله عليه وسلم: ما هذه الأضاحي؟ قال: سنة أبيكم إبراهيم عليه السلام، قالوا: ما لنا فيها من الأجر؟ قال: بكل قطرة حسنة".

[5] أربع مجالس للخطيب البغدادي: ٤/١، رقم: ٣، مخطوط من الشاملة.

[6] أحاديث الشيوخ الثقات: ٨٤٠/٢، رقم: ٣٠٠، ت: الشريف حاتم بن عارف العونى، دار عالم الفوائد ـ مكة المكرمة.

[7] الترغيب والترهيب: ٢٤٢/١، رقم: ٣٥٦، ت: أيمن بن صالح، دار الحديث ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤١٤هـ.

تمام سندیں سند میں موجود راوی سلام بن مسکین پر آکر مشترک ہو جاتی ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت اپنی "سنن"[1] میں تعلیقاً ان الفاظ سے نقل کی ہے:

"ويروى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه قال: في الأضحية لصاحبها بكل شعرة حسنة. ويروى بقرونها". رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے: صاحبِ قربانی کے لئے قربانی کے ہر بال کے بدلہ میں ایک نیکی ہے، اور یہ بھی نقل کیا گیا ہے کہ قربانی کے سینگ کے بدلہ میں ایک نیکی ہے۔

روایت پر ائمہ کا کلام

امام ابو عبد اللہ حاکم رحمۃ اللہ علیہ کا قول

امام ابو عبد اللہ حاکم رحمۃ اللہ علیہ "المستدرك"[2] میں تخریج روایت کے بعد فرماتے ہیں:

---

[1] سنن الترمذي: ٨٣/٤، رقم: ١٤٩٣، ت: إبراهيم عطوه عوض، مكتبة مطبعة مصطفى البابي الحلبي وأولاده ـ مصر، الطبعة الأولى ١٣٨٢هـ.

"سنن الترمذی" کی مکمل عبارت ملاحظہ ہو: "حدثنا أبو عمرو مسلم بن عمرو بن مسلم الحذاء المدني، قال: حدثنا عبد الله بن نافع الصائغ أبو محمد، عن أبي المثنى، عن هشام بن عروة، عن أبيه، عن عائشة، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ما عمل آدمي من عمل يوم النحر أحب إلى الله من إهراق الدم، إنه ليأتي يوم القيامة بقرونها وأشعارها وأظلافها، وأن الدم ليقع من الله بمكان قبل أن يقع من الأرض، فطيبوا بها نفسا. وفي الباب عن عمران بن حصين، وزيد بن أرقم، هذا حديث حسن غريب، لا نعرفه من حديث هشام بن عروة إلا من هذا الوجه، وأبو المثنى اسمه سليمان بن يزيد، روى عنه ابن أبي فديك.

ويروى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه قال: في الأضحية لصاحبها بكل شعرة حسنة. ويروى بقرونها".

[2] المستدرك على الصحيحين: ٤٢٢/٢، رقم: ٣٤٦٧، ت: مصطفى عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٢هـ.

"هذا حديث صحيح الإسناد، ولم يخرجاه". یہ حدیث "صحیح الاسناد" ہے، اور شیخین رحمہما اللہ تعالیٰ نے اس کی تخریج نہیں کی۔

واضح رہے کہ امام ابو عبد اللہ حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت کو "صحیح الاسناد" قرار دیا ہے، جبکہ امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ ہی سند میں موجود راوی ابو داؤد نفیع بن حارث اعمی کے بارے میں "المدخل"[۱] میں فرماتے ہیں: "روى عن بريدة الأسلمي، وأنس بن مالك أحاديث موضوعة". یہ بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ اور انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے انتساب سے من گھڑت احادیث روایت کرتا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "التلخيص"[۲] میں امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "(قلت:) عائذ الله، قال أبو حاتم: منكر الحديث". میں کہتا ہوں: اس میں عائذ اللہ ہے، ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ "منکر الحدیث" ہے۔

حافظ منذری رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ منذری رحمۃ اللہ علیہ "الترغيب والترهيب"[۳] میں زیر بحث روایت ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"قال الحاكم: صحيح الإسناد، قال الحافظ: بل واهيه، عائذ الله: هو المجاشعي، وأبو داود: هو نفيع بن الحارث الأعمى، وكلاهما ساقط". حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: یہ "صحیح الاسناد" ہے، حافظ (منذری رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: بلکہ یہ "واہی

---

[۱] المدخل إلى الصحيح: ص:۲۱۸، رقم:۲۱۰، ت: ربيع بن هادي عمير المدخلي، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۰٤هـ.

[۲] التلخيص بذيل المستدرك: ۳۸۹/۲، ت: يوسف عبد الرحمن المرعشلي، دار المعرفة ـ بيروت.

[۳] الترغيب والترهيب: ۹۹/۲، ت: إبراهيم شمس الدين، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثالثة ۱٤۲٤هـ.

الاسناد" ہے، اور عائذ اللہ وہ مجاشعی ہے، اور ابو داؤد وہ نفیع بن حارث اعمی ہے، اور یہ دونوں ساقط ہیں۔

حافظ ابن ملقن رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن ملقن رحمۃ اللہ علیہ "البدر المنير"[1] میں امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے حدیث نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

" ثم قال: صحيح، وفيه نظر، لأن فيه عائذ الله المجاشعي، قال البخاري: لا يصح حديثه، وقال أبو حاتم: منكر الحديث، وقال ابن حبان: يروي المناكير، لا يجوز الاحتجاج به". پھر حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے، اور اس (حاکم رحمۃ اللہ علیہ کے کلام) میں نظر ہے، اس لئے کہ اس روایت میں عائذ اللہ مجاشعی ہے، بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اس کی حدیث صحیح نہیں ہے"، اور ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ "منکر الحدیث" ہے، اور ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "مناکیر روایت کرتا ہے، اس سے احتجاج جائز نہیں ہے"۔

حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ "المغني"[2] میں فرماتے ہیں:

"ابن ماجه، والحاكم وصححه، والبيهقي من حديث زيد بن أرقم، في حديث فيه: بكل شعرة حسنة، قالوا: فالصوف؟ قال: بكل شعرة من الصوف

---

[1] البدر المنير: ٢٧٤/٩، ت: أبو محمد عبد الله بن سلمان، دار الهجرة ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

[2] المغني عن حمل الأسفار: ص: ٢١٦، رقم: ٨٤٧، ت: أبو محمد أشرف بن عبد المقصود، مكتبة دار طبرية ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

حسنة. وفي رواية للبيهقي: بكل قطرة حسنة. قال البخاري: لا يصح".

ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ، حاکم رحمۃ اللہ علیہ اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اس کی تخریج کی ہے، اور حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اسے صحیح کہا ہے، حدیث کے الفاظ یہ ہیں: قربانی کے ہر بال کے بدلہ میں ایک نیکی ہے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اون کے بدلہ میں کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اون کے ہر بال کے بدلہ میں ایک نیکی ہے، اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک روایت میں ہے: قربانی کے ہر قطرے کے بدلہ میں ایک نیکی ہے، بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "إتحاف المهرة"[1] میں "مستدرک" کے حوالے سے زیر بحث روایت ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "وقال: صحيح الإسناد، قلت: فيه ثلاثة من الضعفاء". اور حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ "صحیح الاسناد" ہے، میں کہتا ہوں: اس میں تین ضعیف راوی ہیں۔

حافظ ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ "الزواجر"[2] میں فرماتے ہیں:

"صححه الحاكم، واعترض بأن في سنده ساقطين". حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو "صحیح" کہا ہے، اور اس پر اعتراض کیا گیا ہے کہ اس کی سند میں دو ساقط راوی ہیں۔

---

[1] إتحاف المهرة: ٥٩٧/٤، رقم: ٤٧١٤، ت: زهير بن ناصر الناصر، مجمع الملك فهد ـ المدينة المنوره، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

[2] الزواجر عن اقتراف الكبائر: ١٦٩/١، مطبعة حجازي ـ القاهرة، الطبعة ١٣٥٦هـ.

علامہ نجم الدین غزی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ نجم الدین غزی رحمۃ اللہ علیہ ”حسن التنبه“[1] میں زیر بحث روایت کے بارے میں فرماتے ہیں:

”وروى ابن ماجه، والحاكم، وقال: صحيح الإسناد، واعترض في تصحيحه...“. ”ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ اور حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اسے روایت کیا ہے، اور حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے ”صحیح الاسناد“ کہا ہے، اور ان کی تصحیح پر اعتراض کیا گیا ہے۔۔۔“۔

حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ ”الضعفاء الکبیر“[2] میں عائذ اللہ مجاشعی کے ترجمہ میں فرماتے ہیں:

”عائذ الله المجاشعي: عن أبي داود، لا يعرف إلا به، حدثني آدم بن موسى، قال: سمعت البخاري قال: عائذ الله المجاشعي، عن أبي داود، روى عنه سلام بن مسكين، لا يصح حديثه، وهذا الحديث حدثناه محمد بن إسماعيل ...“.
”عائذ اللہ مجاشعی یہ ابوداؤد سے روایت کرتا ہے، یہ صرف اسی سے معروف ہے، مجھے آدم بن موسی نے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں: میں نے بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا: عائذ اللہ مجاشعی یہ ابوداؤد سے روایت کرتا ہے، اس سے سلام بن مسکین نے روایت کی ہے، اس کی حدیث صحیح نہیں ہے، (حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) اور یہ حدیث ہمیں محمد بن اسماعیل نے بیان کی ہے۔۔۔“[3]۔

---

[1] حسن التنبه لما ورد في التشبه: ١٤٧/١، دار النوادر ـ الكويت، الطبعة الأولى ١٤٣٢هـ.
[2] الضعفاء الكبير: ٤١٩/٣، رقم: ١٤٦٠، ت: عبد المعطي أمين قلعجي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.
[3] حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ کی مکمل عبارت ملاحظہ ہو: ”عائذ الله المجاشعي: عن أبي داود، لا يعرف إلا به، حدثني آدم بن

پھر حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ نے مذکور حافظ ابو جعفر محمد بن اسماعیل بن سالم سے زیر بحث روایت تخریج کی ہے۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحین"[1] میں نفیع بن حارث اعمی کے ترجمہ میں فرماتے ہیں:

"کان ممن یروي عن الثقات الأشیاء الموضوعات توهما، لا یجوز الاحتجاج به ولا الروایة عنه إلا علی جهة الاعتبار". یہ ان لوگوں میں سے ہے جو بطور توہم ثقہ راویوں کے انتساب سے من گھڑت اشیاء نقل کرتے ہیں، اس سے احتجاج جائز نہیں ہے، اور اس سے روایت کرنا بھی جائز نہیں ہے مگر اعتبار کے طور پر۔

چند سطروں کے بعد حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "وهو الذي روی عن زید بن أرقم قال: قالوا: یا رسول الله! ما هذه الأضاحي؟...". "یہ وہی شخص ہے جس نے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ قربانی کیا ہے؟..."[2]۔

موسی، قال: سمعت البخاري قال: عائذ الله المجاشعي، عن أبي داود، روی عنه سلام بن مسکین، لا یصح حدیثه، وهذا الحدیث حدثناه محمد بن إسماعیل، حدثنا عاصم بن علي، حدثنا سلام بن مسکین، عن عائذ الله المجاشعي، عن أبي داود، عن زید بن أرقم، قالوا: یا رسول الله! هذا الأضحی ما هو؟ قال: سنة أبیکم إبراهیم، قالوا: فما لنا فیه؟ قال: بکل شعرة حسنة، قالوا: فالصوف؟ قال: بکل شعرة من الصوف".

[1] المجروحین: ۵۵/۳، ت: محمود إبراهیم زاید، دار المعرفة ۔ بیروت، الطبعة ۱۴۱۲ھ۔

[2] "المجروحین" کی مکمل عبارت ملاحظہ ہو: "نفیع بن الحارث أبو داود الأعمی القاص الهمداني: من أهل الکوفة، یروي عن بریدة الأسلمي، وأنس بن مالك، روی عنه إسماعیل بن أبي خالد، والعلاء بن المسیب، کان ممن یروي عن الثقات الأشیاء الموضوعات توهما، لا یجوز الاحتجاج به ولا الروایة عنه إلا علی جهة الاعتبار،

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ ”الکامل“[1] میں تخریج روایت کے بعد فرماتے ہیں:

”وهذا يعرف بعائذ الله، وليس يرويه عنه غير سلام بن مسكين، وأبو داود الذي لم يسم هو نفيع بن الحارث“. اور یہ روایت عائذ اللہ سے معروف ہے، اور اس عائذ اللہ سے سلام بن مسکین کے علاوہ کوئی روایت نہیں کرتا، اور ابو داؤد جس کا نام نہیں ذکر کیا گیا، وہ نفیع بن حارث ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ ”السنن الکبری“[2] میں تخریج روایت کے بعد فرماتے ہیں:

”أخبرنا أبو سعد الماليني، أنبأ أبو أحمد بن عدي، قال: سمعت ابن حماد، يقول: قال البخاري: عائذ الله المجاشعي عن أبي داود، روى عنه سلام بن مسكين، لا يصح حديثه“. بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عائذ اللہ مجاشعی، ابو داود سے روایت کرتا ہے، اور عائذ اللہ سے سلام بن مسکین روایت کرتے ہیں، اس کی حدیث صحیح نہیں ہے۔

أخبرنا الهمداني، قال: حدثنا عمرو بن علي، قال: كان يحيى وعبد الرحمن لا يحدثان عن أبي داود نفيع، سمعت الحنبلي قال: سمعت أحمد بن زهير يقول: سئل يحيى بن معين عن أبي داود الأعمى فقال: ليس بثقة ولا مأمون، قال أبو حاتم: وهو الذي روى عن زيد بن أرقم قال: قالوا: يا رسول الله! ما هذه الأضاحي؟ قال: سنة أبيكم إبراهيم، قالوا: فما لنا فيها من الأجر؟ قال بكل شعرة حسنة، أخبرناه أبو يعلى، قال حدثنا هدبة بن خالد، قال حدثنا سلام بن مسكين، عن عائذ الله، عن أبي داود، عن زيد بن أرقم“.

[1] الكامل في الضعفاء:٦٣/٧،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[2] السنن الكبرى للبيهقي:٤٣٩/٩،رقم:١٩٠١٨،ت:محمد عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٤هـ.

اس کے بعد امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام نقل کیا ہے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ "المجموع"[1] میں امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا نقل کردہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "وأبو داود هذا أيضا ضعيف". اور یہ ابو داؤد بھی "ضعیف" ہے۔

حافظ ابو الحسن ابن ترکمانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابو الحسن ابن ترکمانی رحمۃ اللہ علیہ "الجوهر النقي"[2] میں فرماتے ہیں:

"ثم ذكر البيهقي قوله عليه السلام في الأضاحي: (سنة أبيكم إبراهيم)، وفي سنده عائذ الله المجاشعي، عن أبي داود نفيع بن الحارث، فحكى (عن البخاري، قال: عائذ الله المجاشعي، عن أبي داود، لا يصح حديثه)، قلت: سكت البيهقي عن أبي داود نفيع، وهو متروك، ذكره الذهبي في كتابيه: الكاشف والضعفاء".

پھر بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے قربانی کے بارے میں آپ علیہ السلام کے ارشاد: "تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے" کو ذکر کیا ہے، اور اس کی سند میں عائذ اللہ مجاشعی ہے، جو ابو داؤد نفیع بن حارث سے روایت کر رہا ہے، بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا ہے کہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عائذ اللہ مجاشعی، ابو داؤد نفیع بن حارث سے روایت کرتا ہے، اس کی حدیث صحیح نہیں ہے، میں (ابن ترکمانی رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں: بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ابو داود نفیع کے بارے میں سکوت اختیار کیا ہے، حالانکہ وہ متروک

---

[1] المجموع شرح المهذب: ٣٨٦/٨، إدارة الطباعة المنيرية.

[2] الجوهر النقي على سنن البيهقي: ٢٦١/٩، دائرة المعارف العثمانية - حيدر آباد الدكن، الطبعة الأولى ١٣٥٦هـ.

ہے، اسے ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "الکاشف" اور "ضعفاء" میں ذکر کیا ہے۔

حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ "تذكرة الحفاظ"[1] میں زیر بحث روایت ذکر کر کے فرماتے ہیں:

"رواه نفيع بن الحارث، أبو داود الأعمى، عن زيد بن أرقم، ونفيع هذا سئل عنه يحيى فقال: ليس بثقة ولا مأمون". اسے نفیع بن حارث ابوداؤد اعمی نے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، اور اس نفیع کے بارے میں یحیی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا تو فرمایا کہ یہ "لیس بثقۃ ولا مامون" ہے۔

امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کا قول

امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ "زوائد ابن ماجة"[2] میں زیر بحث روایت ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"هذا إسناد ضعيف، أبو داود هذا اسمه: نفيع بن الحارث، وهو متروك، واتهم بالوضع". یہ سند ضعیف ہے، ابوداؤد کا نام نفیع بن حارث ہے، اور یہ "متروک" ہے، اور اسے حدیث گھڑنے میں متہم قرار دیا گیا ہے۔

علامہ ابو الحسن محمد بن عبد الہادی سندی حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے "شرح سنن ابن ماجة"[3] میں امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

---

[1] تذكرة الحفاظ: ص: ۲۲۹، رقم: ٥٥٤، ت: حمدي عبد المجيد، دار الصميعي - الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

[2] زوائد ابن ماجة: ص: ٤١١، رقم: ١٠٢٩، ت: محمد مختار حسين، دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٤هـ.

[3] شرح سنن ابن ماجة القزويني: ٢٧٣/٢، دار الجيل - بيروت.

سند میں موجود راوی ابو معاذ عائذ اللہ مجاشعی کے بارے میں ائمہ رجال کے اقوال

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ "التاريخ الكبير"[1] اور "الضعفاء"[2] میں عائذ اللہ مجاشعی کا ترجمہ قائم کر کے فرماتے ہیں: "عن أبي داود، روى عنه سلام بن مسكين، لا يصح حديثه". یہ ابو داؤد سے روایت کرتا ہے، اس سے سلام بن مسکین روایت کرتا ہے، اس کی حدیث صحیح نہیں ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "الكاشف"[3] میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو نقل کیا ہے۔

حافظ ساجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "لا يصح حديثه"[4]. اس کی حدیث صحیح نہیں ہے۔

حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "منكر الحديث" کہا ہے[5]۔

حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ "الضعفاء الكبير"[6] میں فرماتے ہیں: "عائذ الله المجاشعي: عن أبي داود، لا يعرف إلا به، حدثني آدم بن موسى، قال: سمعت البخاري قال: عائذ الله المجاشعي، عن أبي داود، روى عنه سلام بن مسكين، لا يصح حديثه، وهذا الحديث حدثناه محمد بن إسماعيل ...". "عائذ اللہ مجاشعی

---

[1] التاريخ الكبير:٣٩٢/٦،رقم:٩٧١٤،ت:مصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٩هـ.

[2] الضعفاء للبخاري:ص:٩٦،رقم:٢٨٩،ت:محمود إبراهيم زايد،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

[3] الكاشف: ٥٢٨/١،رقم:٢٥٥٣،ت:محمد عوامة،دار القبلة للثقافة الإسلامية ـ جدة،الطبعة ١٤١٣هـ.

[4] انظر إكمال تهذيب الكمال:١٥٩/٧،رقم:٢٦٧٨،ت:أبو عبد الرحمن عادل بن محمد،الفاروق الحديثة ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[5] الجرح والتعديل:٣٨/٧،رقم:٢٠١،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.

[6] الضعفاء الكبير:٤١٩/٣،رقم:١٤٦٠،ت:عبد المعطي أمين قلعجي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

یہ ابو داؤد سے روایت کرتا ہے، یہ صرف اسی سے معروف ہے، مجھے آدم بن موسی نے بیان کیا ہے، وہ فرماتے ہیں: میں نے بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا: "عائذ اللہ مجاشعی یہ ابو داؤد سے روایت کرتا ہے، اس سے سلام بن مسکین نے روایت کی ہے، اس کی حدیث صحیح نہیں ہے"، (حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) اور یہ حدیث ہمیں محمد بن اسماعیل نے بیان کی ہے۔۔۔"[1]۔

پھر حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ نے مذکور ابو جعفر محمد بن اسماعیل بن سالم سے زیر بحث روایت تخریج کی ہے۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحين"[2] میں فرماتے ہیں: "يروي عن أبي داود، أحسبه نفيع، روى عنه سلام بن مسكين، منكر الحديث على قلته، لا يجوز تعديله إلا بعد السبر، ولو كان ممن يروي المناكير ووافق الثقات في الأخبار لكان عدلا مقبول الرواية، إذ الناس أحوالهم على الصلاح والعدالة، حتى يتبين منهم ما يوجب القدح، فيجرح بما ظهر منه من الجرح، هذا حكم المشاهير من الرواة، وأما المجاهيل الذين لم يرو عنهم إلا الضعفاء، فهم متروكون على الأحوال كلها".

یہ ابو داؤد سے روایت کرتا ہے، میرا گمان یہ ہے کہ ابو داؤد کا نام نفیع ہے،

---

[1] حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ کی مکمل عبارت ملاحظہ ہو: "عائذ الله المجاشعي: عن أبي داود، لا يعرف إلا به، حدثني آدم بن موسى، قال: سمعت البخاري قال: عائذ الله المجاشعي، عن أبي داود، روى عنه سلام بن مسكين، لا يصح حديثه، وهذا الحديث حدثناه محمد بن إسماعيل، حدثنا عاصم بن علي، حدثنا سلام بن مسكين، عن عائذ الله المجاشعي، عن أبي داود، عن زيد بن أرقم، قالوا: يا رسول الله! هذا الأضحى ما هو؟ قال: سنة أبيكم إبراهيم، قالوا: فما لنا فيه؟ قال: بكل شعرة حسنة، قالوا: فالصوف؟ قال: بكل شعرة من الصوف".

[2] المجروحين: ۱۹۲/۲، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ۱٤۱۲هـ.

عائذ اللہ سے سلام بن مسکین روایت کرتا ہے، قلت روایت کے باوجود یہ منکر الحدیث ہے، اس کی تعدیل کرنا جائز نہیں ہے مگر سبر (اعتبار) کے بعد، اگر یہ اُن لوگوں میں سے ہو جو مناکیر روایت کرتے ہیں اور اخبار میں ثقات کی موافقت کرتے ہیں تو یہ عادل، مقبول الروایہ ہوگا، اس لئے کہ لوگوں کے احوال صلاح اور عدالت پر ہیں، یہاں تک کہ اگر اِن میں ایسی چیز ظاہر ہو جائے جو جرح کا موجب ہو، چنانچہ اس سے ظاہر ہونے والے امر جرح کی وجہ سے اس کی جرح کی جائے گی، یہ حکم اُن راویوں کے اعتبار سے ہے جو مشاہیر ہیں، البتہ ایسے مجاہیل جن سے صرف ضعفاء ہی روایت کرتے ہیں وہ تمام احوال میں متروک ہی ہوں گے۔

نیز حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے عائذ اللہ مجاشعی کو "الثقات"[1] میں بھی ذکر کیا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "المغني"[2] میں حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو نقل کیا ہے۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الکامل"[3] میں عائذ اللہ مجاشعی کے ترجمہ میں فرماتے ہیں: "عن أبي داود، روى عنه سلام بن مسكين، لا يصح حديثه". یہ ابوداؤد سے روایت کرتا ہے، اس سے سلام بن مسکین روایت کرتا ہے، اس کی حدیث صحیح نہیں ہے۔

اس کے بعد حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے سابقہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کرکے زیر بحث روایت تخریج کی ہے۔

---

[1] الثقات: ٢٧٧/٥، دائرة المعارف العثمانية ـ حيدر آباد الدكن، الطبعة ١٣٩٣هـ.

[2] المغني في الضعفاء: ٥١٣/١، رقم: ٣٠٢٤، ت: أبي الزهراء حازم القاضي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

[3] الكامل في الضعفاء: ٦٣/٧، رقم: ١٥١٥، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "میزان الاعتدال"[1] میں عائذ اللہ مجاشعی کے ترجمہ میں فرماتے ہیں: "عن أبي داود نفيع، قال أبو حاتم: منكر الحديث، وعنه سلام بن مسكين، حديثه في الأضحية: وأن بكل شعرة حسنة، وقال البخاري: لا يصح حديثه". یہ ابوداؤد نفیع سے روایت کرتا ہے، ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ منکر الحدیث ہے، اور اس سے سلام بن مسکین روایت کرتا ہے، اور اس عائذ اللہ مجاشعی کی قربانی کے باب میں ایک حدیث ہے: "ہر بال کے بدلہ میں ایک نیکی ہے"، بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ اس کی حدیث صحیح نہیں ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "تقريب التهذيب"[2] میں عائذ اللہ مجاشعی کو "ضعیف" کہا ہے۔

سند میں موجود راوی ابوداؤد نفیع بن حارث اعمی ہمدانی کوفی سبیعی دارمی (المتوفی مابین ۱۰۰ – ۱۱۰ھ[3]) کے بارے میں ائمہ رجال کے اقوال

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے ابوداؤد نفیع کو "ليس بشيء "[4] کہا ہے۔

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: "ولم يكن أبو داود ثقة"[5]. ابوداؤد ثقہ نہیں تھا۔

---

[1] ميزان الاعتدال:٣٦٤/٢،رقم:٤١٠٣،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت .

[2] تقريب التهذيب:ص:٢٨٩،رقم:٣١١٦،ت:محمد عوامه،دار الرشيد ـ حلب،الطبعة الثالثة ١٤١١هـ.

[3] امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "التاریخ الصغیر" میں ابوداؤد نفیع بن حارث اعمی ہمدانی کو ان افراد میں ذکر کیا ہے جن کا انتقال ۱۰۰ھ اور ۱۱۰ھ کے درمیان ہوا ہے(التاريخ الصغير:٣٠٣/١،ت:محمود إبراهيم زايد،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٠٦هـ).

[4] من كلام أبي زكريا يحيى بن معين برواية ابن طهمان:ص:٧٧،رقم:٢١٩،ت:أحمد محمد نور سيف، دار المامون للتراث ـ دمشق .

[5] تاريخ يحيى بن معين برواية الدوري:٢١٧/١،رقم:١٤٠٧،ت:عبد الله أحمد حسن،دار القلم ـ بيروت .

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مقام پر اسے "ليس بثقة ولا مأمون" کہا ہے[1]۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ "التاريخ الكبير"[2]، "التاريخ الصغير"[3] میں نفیع بن حارث ابو داؤد اعمی کا ترجمہ قائم کر کے فرماتے ہیں: "يتكلمون فيه". محدثین اس کے بارے میں کلام کرتے ہیں۔

نیز امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ "الضعفاء"[4] میں فرماتے ہیں: "يتكلمون فيه، قال ابن مهدي: يعرف وينكر". محدثین اس کے بارے میں کلام کرتے ہیں، ابن مہدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ معروف و منکر روایات لاتا ہے۔

حافظ جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ "أحوال الرجال"[5] میں فرماتے ہیں: "كذاب، تناول قوما من الصحابة فرشق". یہ کذاب ہے، صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کے بارے میں کلام کرتا تھا، چنانچہ اس پر جرح کی گئی ہے۔

حافظ ہمام بن یحیی عوذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "قدم علينا أبو داود الأعمى، فجعل يقول: حدثنا البراء، قال: وحدثنا زيد بن أرقم، فذكرنا ذلك لقتادة، فقال: كذب، ما سمع منهم، إنما كان ذلك سائلا يتكفف الناس زمن طاعون الجارف"[6].
ہمارے پاس ابو داؤد آیا تھا، اور کہنے لگا: ہمیں براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان

---

[1] انظر المجروحين: ٥٥/٣، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ١٤١٢هـ.
[2] التاريخ الكبير: ١٠/٨، رقم: ١١٧٣١، ت: مصطفى عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٩هـ.
[3] التاريخ الصغير: ٣٠٣/١، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.
[4] الضعفاء للبخاري: ص: ١٢٠، رقم: ٣٨١، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.
[5] أحوال الرجال: ص: ١٤٣، رقم: ٧١، ت: عبد العليم عبد العظيم البستوى، حديث أكادمي ـ فيصل آباد ـ باكستان، الطبعة الأولى ١٤١١هـ.
[6] الصحيح لمسلم: ص: ٢١، ت: محمد فواد عبد الباقي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.

کی، اور ہمیں زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی، ہم نے یہ بات قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے ذکر کی، تو قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس نے جھوٹ بولا ہے، اس نے ان سے کچھ نہیں سنا، یہ تباہ کن طاعون کے زمانے میں لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلا کر مانگتا تھا۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے "العلل ومعرفة الرجال"[1] میں اپنی متصل سند سے قتادہ بن دعامہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہی قول نقل کیا ہے۔

حافظ ہمام بن یحیی عوذی رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں: "دخل أبو داود الأعمى على قتادة، فلما قام، قالوا: إن هذا يزعم أنه لقي ثمانية عشر بدريا، فقال قتادة: هذا كان سائلا قبل الجارف، لا يعرض في شيء من هذا، ولا يتكلم فيه، فوالله! ما حدثنا الحسن عن بدري مشافهة، ولا حدثنا سعيد بن المسيب عن بدري مشافهة، إلا عن سعد بن مالك"[2]. ابو داؤد اعمی، قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا، جب وہ چلا گیا، تو لوگ کہنے لگے کہ اس کا کہنا ہے کہ اس نے اٹھارہ بدری صحابہ رضی اللہ عنہم سے ملاقات کی ہے، قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: یہ تباہ کن طاعون کے زمانے سے پہلے لوگوں سے مانگتا تھا، اس کی اس طرف کوئی توجہ ہی نہیں تھی، اور اس نے اس بارے میں کوئی بات بھی نہیں کی، اللہ کی قسم! حسن رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں کسی بدری صحابی رضی اللہ عنہ سے بالمشافہہ حدیث بیان نہیں کی، اور نہ ہی سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ نے کسی بدری صحابی رضی اللہ عنہ سے بالمشافہہ حدیث بیان کی، سوائے سعد بن مالک رحمۃ اللہ علیہ کے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ "المنهاج"[3] میں ابو داؤد نفیع بن حارث اعمی کے بارے

---

[1] العلل ومعرفة الرجال: ص: ۱۷۸، رقم: ۳۱۷، ت: وصي الله بن محمد عباس، الدار السلفية ـ الهند، الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.

[2] الصحيح لمسلم: ص: ۲۲، ت: محمد فواد عبد الباقي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٢هـ

[3] المنهاج شرح صحيح مسلم: ١/١٠٧، المطبعة المصرية ـ الأزهر، الطبعة الأولى ١٣٤٧هـ.

میں ’’صحیح مسلم‘‘ کی عبارت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ’’المراد بهذا الكلام إبطال قول أبي داود الأعمى هذا، وزعمه أنه لقي ثمانية عشر بدريا، فقال قتادة: الحسن البصري، وسعيد بن المسيب أكبر من أبي داود الأعمى، وأجل وأقدم سنا، وأكثر اعتناء بالحديث، وملازمة أهله، والاجتهاد في الأخذ عن الصحابة، ومع هذا كله ما حدثنا واحد منهما عن بدري واحد، فكيف يزعم أبو داود الأعمى أنه لقي ثمانية عشر بدريا؟ هذا بهتان عظيم‘‘. اس کلام سے مراد ابو داؤد اعمی کے قول کے بطلان کو بتانا ہے، اور اس بات کو باطل کہنا مراد ہے کہ اس کا کہنا یہ ہے کہ اس نے اٹھارہ بدری صحابہ رضی اللہ عنہم سے ملاقات کی ہے، چنانچہ قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ، ابو داؤد اعمی سے بڑے ہیں، اور عمر میں بھی بڑے اور مقدم ہیں، اور ان کی حدیث کی جانب توجہ زیادہ ہے، اور ان کی محدثین سے ملازمت زیادہ ہے، نیز صحابہ رضی اللہ عنہم سے حصول کی جستجو بھی بڑھ کر ہے، اس سب کے باوجود ان دونوں میں سے کسی ایک نے بھی کسی بدری صحابی رضی اللہ عنہ سے ہمیں کچھ بیان نہیں کیا، تو ابو داؤد اعمی یہ کیسے گمان کرتا ہے کہ وہ اٹھارہ بدری صحابہ رضی اللہ عنہم سے ملا ہے؟ یہ بہت بڑا بہتان ہے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ ’’المنهاج‘‘[1] میں ابو داؤد نفیع بن حارث اعمی کے بارے میں فرماتے ہیں: ’’متفق على ضعفه‘‘. اس کے ضعف پر اتفاق ہے۔

حافظ عمرو بن علی فلاس رحمۃ اللہ علیہ نے ابو داؤد اعمی کو ’’متروك الحديث‘‘ کہا ہے[2]۔

---

[1] المنهاج شرح صحيح مسلم: ۱/۱۰۵، المطبعة المصرية ۔ الأزهر، الطبعة الأولى ۱۳۴۷هـ.

[2] انظر الجرح والتعديل: ۸/۴۹۰، رقم: ۲۲۴۲، دار الكتب العلمية ۔ بيروت، الطبعة الأولى ۱۳۷۲هـ.

حافظ عمرو بن علی فلاس رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: ”كان يحيى وعبد الرحمن لا يحدثان عن نفيع أبي داود، سمعت عبد الرحمن يقول: عن سفيان، عن إسماعيل، عن رجل، عن أنس، فقال له رجل: هذا أبو داود؟ قال: لم يسمه“[1]. یحیی رحمۃ اللہ علیہ اور عبد الرحمن رحمۃ اللہ علیہ، نفیع ابو داؤد کے انتساب سے حدیث بیان نہیں کرتے تھے، میں نے عبد الرحمن رحمۃ اللہ علیہ کو سفیان، عن اسماعیل، عن رجل، عن انس رضی اللہ عنہ کے طریق سے روایت کرتے سنا تو ایک شخص نے کہا کہ یہ رجل ابو داؤد ہے؟ فلاس رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: عبد الرحمن رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا نام ذکر نہیں کیا۔

حافظ ابو محمد طلق بن غنام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”قال لی شريك: جلست إلى أبي داود الأعمى، فجعل يقول: سمعت ابن عمر، وسمعت ابن عباس، وسمعت أبا سعيد، وسمعت أنس بن مالك، وجلست إليه مجلسا آخر: فجعل حديث ذا لذا، وحديث ذا لذا، ولو شئت أن يقول: سمعت عبد الله بن مسعود، لقاله“[2]. مجھ سے شریک نے کہا: میں ابو داؤد اعمی کے پاس بیٹھا، تو وہ کہنے لگا: میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا، اور میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا، اور میں نے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے سنا، اور میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، شریک فرماتے ہیں: میں اس کے ساتھ ایک دوسری مجلس میں بیٹھا تھا، تو ابو داؤد اعمی نے مجلس میں اِس کی حدیث اُس کی بنا دی، اُس کی حدیث اِس کی بنا دی، اور اگر میں چاہتا کہ وہ یہ کہہ دے کہ میں نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کو فرماتے سنا، تو وہ یہ کہہ دیتا۔

حافظ ابو عبد اللہ محمد بن احمد مقدمی قاضی رحمۃ اللہ علیہ ”کتاب التاریخ“[3] میں

[1] انظر الضعفاء الكبير: ٣٠٧/٤، رقم: ١٩٠٨، ت: عبد المعطي أمين، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.
[2] انظر الجرح والتعديل: ٤٩٠/٨، رقم: ٢٢٤٢، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.
[3] كتاب التاريخ وأسماء المحدثين وكناهم: ص: ١٠٢، رقم: ٤٥٢، ت: محمد بن إبراهيم اللحيدان، دار الكتاب والسنة ـ

ابوداؤد نفیع بن حارث اعمی کے بارے میں فرماتے ہیں: "ضعيف، منكر الحديث". ضعیف، منکرالحدیث ہے۔

حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "منكر الحديث، ضعيف الحديث"[1]. یہ منکرالحدیث، ضعیف الحدیث ہے۔

حافظ ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "لم يكن بشيء" کہا ہے[2]۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے نفیع بن حارث کو "متروك الحديث" کہا ہے[3]۔

حافظ ساجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كان منكر الحديث، يكذب"[4]. یہ منکر الحدیث ہے، جھوٹ بولتا ہے۔

حافظ ابوبشر دولابی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "متروك الحديث" کہا ہے[5]۔

حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ "الضعفاء الكبير"[6] میں نفیع بن حارث کے بارے میں فرماتے ہیں: "ممن يغلو في الرفض". یہ ان لوگوں میں سے ہے جو رفض میں غلو کرنے والے ہیں۔

الباكستان،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

[1] الجرح والتعديل:٤٩٠/٨،رقم:٢٢٤٢،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.

[2] انظر الجرح والتعديل:٤٩٠/٨،رقم:٢٢٤٢،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.

[3] انظر الكامل في الضعفاء:٣٢٩/٨،رقم:١٩٨٨،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[4] انظر إكمال تهذيب الكمال:٧٨/١٢،رقم: ٤٨٦١،ت:أبو عبد الرحمن عادل بن محمد،الفاروق الحديثة ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[5] انظر إكمال تهذيب الكمال:٧٨/١٢،رقم: ٤٨٦١،ت:أبو عبد الرحمن عادل بن محمد،الفاروق الحديثة ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[6] الضعفاء الكبير:٣٠٦/٤،رقم:١٩٠٨،ت:عبد المعطي أمين قلعجي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے نفیع بن حارث کو "الثقات"[1] میں ذکر کیا ہے۔

نیز حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ ہی اسے "المجروحین"[2] میں ذکر کر کے فرماتے ہیں: "كان ممن يروي عن الثقات الأشياء الموضوعات توهما، لا يجوز الاحتجاج به ولا الرواية عنه إلا على جهة الاعتبار". یہ ان لوگوں میں سے ہے جو بطور توہم ثقہ راویوں کے انتساب سے من گھڑت اشیاء نقل کرتے ہیں، اس سے احتجاج جائز نہیں ہے، اور اس سے روایت کرنا بھی جائز نہیں ہے مگر اعتبار کے طور پر۔

چند سطر آگے چل کر پھر حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت ان الفاظ سے تخریج کی ہے:

"وهو الذي روى عن زيد بن أرقم قال: قالوا: يا رسول الله! ما هذه الأضاحي؟..." "یہ وہی شخص ہے جس نے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ قربانی کے جانور کیا ہیں؟۔۔۔"[3]۔

---

[1] الثقات: ٤٨٢/٥، دائرة المعارف العثمانية ـ حيدر آباد الدكن، الطبعة الأولى ١٣٩٣هـ.

[2] المجروحين: ٥٥/٣، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ١٤١٢هـ.

[3] "المجروحین" کی مکمل عبارت ملاحظہ ہو: "نفيع بن الحارث أبو داود الأعمى القاص الهمداني: من أهل الكوفة، يروي عن بريدة الأسلمي، وأنس بن مالك، روى عنه إسماعيل بن أبي خالد، والعلاء بن المسيب، كان ممن يروي عن الثقات الأشياء الموضوعات توهما، لا يجوز الاحتجاج به ولا الرواية عنه إلا على جهة الاعتبار، أخبرنا الهمداني، قال: حدثنا عمرو بن علي، قال: كان يحيى وعبد الرحمن لا يحدثان عن أبي داود نفيع، سمعت الحنبلي قال: سمعت أحمد بن زهير يقول: سئل يحيى بن معين عن أبي داود الأعمى فقال: ليس بثقة ولا مأمون، قال أبو حاتم: وهو الذي روى عن زيد بن أرقم قال: قالوا: يا رسول الله! ما هذه الأضاحي؟ قال: سنة أبيكم إبراهيم، قالوا: فما لنا فيها من الأجر؟ قال بكل شعرة حسنة، أخبرناه أبو يعلى، قال حدثنا هدبة بن خالد، قال حدثنا سلام بن مسكين، عن عائذ الله، عن أبي داود، عن زيد بن أرقم".

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الکامل "[1] میں ابو داؤد نفیع بن حارث اعمی کے ترجمہ میں چند احادیث ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "ولنفيع هذا أحاديث سوى ما ذكرت، وهو في جملة الغالين بالكوفة". اور اس نفیع کی میری ذکر کردہ روایات کے علاوہ بھی روایات ہیں، اور یہ کوفہ کے غالی لوگوں میں سے تھا۔

امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ "العلل الواردة"[2] میں فرماتے ہیں: "وأبو داود هذا: هو نفيع بن الحارث الأعمى، وكان ضعيفا، رماه قتادة بالكذب". اور یہ ابو داؤد نفیع بن حارث اعمی ہے، اور یہ ضعیف ہے، قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے جھوٹا کہا ہے۔

امام ابو عبد اللہ حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ "المدخل "[3] میں فرماتے ہیں: "روى عن بريدة الأسلمي وأنس بن مالك أحاديث موضوعة". یہ بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ اور انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے انتساب سے من گھڑت احادیث روایت کرتا ہے۔

حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ "المسند المستخرج "[4] میں ابو داؤد نفیع بن حارث اعمی کے بارے میں فرماتے ہیں: "روى عن أنس والبراء وزيد بن أرقم وبريدة أحاديث منكرة، روى عن [كذا في الأصل، والصحيح: عنه] إسماعيل بن أبي خالد، والعلاء المسيب، وأبان بن تغلب، لاشيء". انس رضی اللہ عنہ، براء رضی اللہ عنہ، زید بن ارقم رضی اللہ عنہ اور بریدہ رضی اللہ عنہ کے انتساب سے منکر احادیث روایت کرتا

---

[1] الكامل في الضعفاء:٣٢٩/٨،رقم:١٩٨٨،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[2] العلل الواردة:١٥/١٢،ت:محفوظ الرحمن زين الله السلفي،دار طيبة ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.

[3] المدخل إلى الصحيح:ص:٢١٨،رقم:٢١٠،ت:ربيع بن هادي عمير المدخلي،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[4] المسند المستخرج على صحيح مسلم:٨٤/١،رقم:٢٥٣،ت:محمد حسن محمد حسن إسماعيل،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

ہے، اس سے اسماعیل بن ابی خالد، علاء بن مسیب اور ابان بن تغلب نے روایت کیا ہے، یہ لا شیء ہے۔

حافظ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ "الاستغناء"[1] میں فرماتے ہیں: "واتفق أهل العلم بالحديث على نكارة حديثه وضعفه، وكذبه بعضهم، وأجمعوا على ترك الرواية عنه، وليس عندهم بشيء". محدثین اہل علم کا اس کی حدیث کی نکارت اور ضعف پر اتفاق ہے، اور بعض نے اسے جھوٹا کہا ہے، اور اس کی روایت کے ترک پر اجماع کیا ہے، اور یہ محدثین کے نزدیک لیس بشیء ہے۔

حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "ذخيرة الحفاظ"[2] میں ایک روایت کے تحت نفیع بن حارث کو "متروك الحديث" کہا ہے۔

علامہ محمد بن عبد الرحمن بن علی نمیری رحمۃ اللہ علیہ "الإعلام"[3] میں ایک روایت کے تحت فرماتے ہیں: "ليس بالقوي عندهم". محدثین کے نزدیک قوی نہیں ہے۔

حافظ مزی رحمۃ اللہ علیہ "تحفة الأشراف"[4] میں ابو داؤد نفیع بن حارث اعمی کے بارے میں فرماتے ہیں: "أحد الضعفاء المتروكين". ضعیف، متروک راویوں میں سے ایک ہے۔

---

[1] الإستغناء في معرفة المشهورين: ٦٠٤/١، رقم: ٦٧٠، ت: عبد الله مرحول السوالمة، دار ابن تيمية ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

[2] ذخيرة الحفاظ: ص: ٢١١٧، رقم: ٤٩٠٦، ت: عبد الرحمن بن عبد الجبار الفريوائي، دار السلف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.

[3] كتاب الإعلام بفضل الصلاة على النبي والسلام: ص: ٤٥، رقم: ٨١، ت: حسين محمد علي شكري، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ٢٠٠٩ء.

[4] تحفة الأشراف بمعرفة الأطراف: ١٤٤/٩، رقم: ١١٨٨٩، ت: عبد الصمد شرف الدين، المكتب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠٣هـ.

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "الکاشف"[1] میں ابو داؤد نفیع بن حارث اعمی کے بارے میں فرماتے ہیں: "ترکوه، وكان يترفض". محدثین نے اسے ترک کر دیا ہے، اور یہ رافضی تھا۔

نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "المغني"[2] میں فرماتے ہیں: "هالك، تركوه". ہالک ہے، محدثین نے اسے ترک کر دیا ہے۔

حافظ علائی رحمۃ اللہ علیہ "جامع التحصيل"[3] میں فرماتے ہیں: "قال أحمد بن حنبل: أبو داود الأعمى يقول: سمعت العبادلة ابن عمر، وابن عباس، وابن الزبير، ولم يسمع شيئا، قلت: ليس هذا إرسالا، بل نفيع هذا كذاب، متروك، وإنما ذكرته تبعا لابن أبي حاتم، والضياء". احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابو داؤد اعمی کہتا ہے کہ میں نے عبادلہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما، ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے سنا ہے، حالانکہ اس نے ان سے کچھ نہیں سنا، میں (حافظ علائی رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں: یہ ارسال نہیں ہے، بلکہ یہ نفیع کذاب، متروک ہے، اور میں نے اسے ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ اور ضیاء رحمۃ اللہ علیہ کی اتباع میں ذکر کیا ہے۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ "البداية والنهاية"[4] میں ایک روایت کے تحت فرماتے ہیں: "وأبو داود هذا هو نفيع بن الحارث الأعمى أحد المتروكين الضعفاء".

---

[1] الكاشف: ٣٢٥/٢، رقم: ٥٨٧٠، ت: محمد عوامة، دار القبلة للثقافة الإسلامية ـ جدة، الطبعة ١٤١٣هـ.

[2] المغني في الضعفاء: ٤٦٤/٢، رقم: ٦٦٦٨، ت: أبو الزهراء حازم القاضي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

[3] جامع التحصيل في أحكام المراسيل: ص: ٢٩٢، رقم: ٨٣٦، ت: حمدي عبد المجيد السلفي، عالم الكتب ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠٧هـ.

[4] البداية والنهاية: ٣٢١/٥، مكتبة المعارف ـ بيروت، الطبعة السادسة ١٤٠٩هـ.

ابوداؤد یہ نفیع بن حارث اعمی ہے، جو متروک، ضعفاء راویوں میں سے ایک ہے۔

نیز حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "تفسیر"[۱] میں ایک روایت کے تحت ابوداؤد نفیع بن حارث اعمی کو "كذاب" کہا ہے۔

حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے "مجمع الزوائد" میں مختلف احادیث کے تحت ابوداؤد اعمی کو "ضعيف جدا"[۲]، "متروك"[۳] اور "كذاب"[۴] کہا ہے۔

حافظ ابن ناصر الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ نے "جامع الآثار"[۵] میں ایک روایت کے تحت نفیع بن حارث اعمی کو "أحد المتروكين" کہا ہے۔

حافظ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ "مغاني الأخيار"[۶] میں فرماتے ہیں: "كوفي، متروك، كذبه ابن معين". کوفی ہے، متروک ہے، ابن معین رحمۃ اللہ علیہ نے اسے جھوٹا کہا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "التقريب"[۷] میں فرماتے ہیں: "متروك، وقد كذبه ابن معين". متروک ہے، اور ابن معین رحمۃ اللہ علیہ نے اسے جھوٹا کہا ہے۔

---

[۱] تفسير ابن كثير:٣٦٥/٦،ت:محمد حسين شمس الدين،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

[۲] مجمع الزوائد:٢٥٢/٣،ت:حسام الدين القدسي،دار الكتاب العربي ـ بيروت .

[۳] مجمع الزوائد:١١٩/٥،ت:حسام الدين القدسي،دار الكتاب العربي ـ بيروت .

[۴] مجمع الزوائد:١٩٤/٤،ت:حسام الدين القدسي،دار الكتاب العربي ـ بيروت .

[۵] جامع الآثار في السير و مولد المختار:٣١٣/٧،ت:أبو يعقوب نشأت كمال،دار الفلاح ـ الفيوم،الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.

[۶] مغاني الأخيار في شرح أسامي رجال معاني الآثار:٥٦٥/٣،رقم:٦٩٣،ت:محمد حسن محمد حسن إسماعيل، دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ.

[۷] تقريب التهذيب:ص:٥٦٥،رقم:٧١٨١،ت:محمد عوامه،دار الرشيد ـ حلب،الطبعة الثالثة ١٤١١هـ.

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "إتحاف المهرة"[1] میں ایک روایت کے تحت فرماتے ہیں: "وهو متروك، متهم بالوضع، لكن ابن حبان خالف ذلك، فذكره في الثقات، والحق عندي أنه غيره، فقد ذكره البخاري فقال: إنه كوفي، لم يصح حديثه. فما أدري كيف خفي هذا على ابن حبان؟". یہ متروک، متہم بالوضع ہے، لیکن ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں مخالفت کی ہے، انہوں نے اسے "ثقات" میں ذکر کیا ہے، اور میرے نزدیک حق یہ ہے کہ وہ اس کے علاوہ ہے، کیونکہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا ذکر کرتے ہوئے کہا: یہ کوفی ہے، اس کی حدیث صحیح نہیں ہے، مجھے معلوم نہیں کہ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ پر یہ کیسے مخفی ہو گیا؟

علامہ ابن عرق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزيه الشريعه"[2] میں ابو داؤد اعمی کو وضاعین و متہمین کی فہرست میں شمار کر کے "كذاب" کہا ہے۔

علامہ ابن علان شافعی مکی رحمۃ اللہ علیہ "الفتوحات الربانية"[3] میں نفیع بن حارث اعمی کے بارے میں فرماتے ہیں: "متروك عندهم، وكذبه يحيى بن معين". محدثین کے نزدیک متروک ہے، اور یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے اسے جھوٹا کہا ہے۔

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

امام ابو عبداللہ حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "یہ حدیث صحیح الاسناد ہے، اور شیخین رحمہما اللہ تعالیٰ نے اس کی تخریج نہیں کی"۔

---

[1] إتحاف المهرة: ٥١٠/١٣، رقم: ١٧٠٧٤، ت: عبد القدوس محمد نذير، مجمع الملك فهد ـ المدينة المنوره، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

[2] تنزيه الشريعه: ١٣٢/١، رقم: ١٨، ت: عبد الطيف، محمد بن صديق الغماري، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

[3] الفتوحات الربانية على الأذكار النواوية: ٧٩/٥، ت: عبد المنعم خليل إبراهيم، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.

امام ابو عبد اللہ حاکم رحمۃ اللہ علیہ ہی ایک دوسرے مقام پر اسی حدیث کی سند میں موجود راوی ابو داؤد نفیع بن حارث اعمی کے بارے میں فرماتے ہیں: ''یہ بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ اور انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے انتساب سے من گھڑت احادیث روایت کرتا ہے''۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ، امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ کی پہلی عبارت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ''میں کہتا ہوں: اس میں عائذ اللہ ہے، ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ منکر الحدیث ہے''۔

حافظ منذری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: یہ صحیح الاسناد ہے، حافظ (منذری رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: بلکہ یہ ''واہی'' ہے، اور عائذ اللہ وہ مجاشعی ہے، اور ابو داؤد وہ نفیع بن حارث اعمی ہے، اور یہ دونوں ساقط ہیں''۔

حافظ ابن ملقن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے، اور اس (حاکم رحمۃ اللہ علیہ کے کلام) میں نظر ہے، اس لئے کہ اس روایت میں عائذ اللہ مجاشعی ہے، بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''اس کی حدیث صحیح نہیں ہے''، اور ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ منکر الحدیث ہے، اور ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: منا کیر روایت کرتا ہے، اس سے احتجاج جائز نہیں ہے''۔

علامہ ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو ''صحیح'' کہا ہے، اور اس پر اعتراض کیا گیا ہے کہ اس کی سند میں دو ساقط راوی ہیں''۔

علامہ نجم الدین غزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ اور حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اسے روایت کیا ہے، اور حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے ''صحیح الاسناد'' کہا ہے، اور ان کی تصحیح پر اعتراض کیا گیا ہے۔۔۔''۔

حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”عائذ اللہ مجاشعی یہ ابو داؤد سے روایت کرتا ہے، یہ صرف اسی سے معروف ہے، مجھے آدم بن موسی نے بیان کیا ہے، وہ فرماتے ہیں: ”میں نے بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا: عائذ اللہ مجاشعی یہ ابو داؤد سے روایت کرتا ہے، اس سے سلام بن مسکین نے روایت کی ہے، اس کی حدیث صحیح نہیں ہے“، (حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) اور یہ حدیث ہمیں محمد بن اسماعیل نے بیان کی ہے۔۔۔“۔

اس کے بعد حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ نے مذکور ابو جعفر محمد بن اسماعیل بن سالم سے زیر بحث روایت تخریج کی ہے۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”نفیع بن حارث ان لوگوں میں سے ہے جو بطور توہم ثقہ راویوں کے انتساب سے من گھڑت اشیاء نقل کرتے ہیں، اس سے احتجاج جائز نہیں ہے، اور اس سے روایت کرنا بھی جائز نہیں ہے مگر اعتبار کے طور پر“۔

چند سطروں کے بعد حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”یہ وہی شخص ہے جس نے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ قربانی کے جانور کیا ہیں؟۔۔۔“۔

اس کے بعد حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت ذکر کی ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اس روایت کی تخریج کے بعد فرماتے ہیں: ”بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عائذ اللہ مجاشعی، ابو داؤد سے روایت کرتا ہے، اور عائذ اللہ سے سلام بن مسکین روایت کرتے ہیں، اس کی حدیث صحیح نہیں ہے“۔

حافظ ابو الحسن ابن ترکمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے قربانی کے

بارے میں آپ علیہ السلام کے ارشاد: ”تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے“ کو ذکر کیا ہے، اور اس کی سند میں عائذ اللہ مجاشعی ہے، جو ابو داؤد نفیع بن حارث سے روایت کر رہا ہے، بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا ہے کہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”عائذ اللہ مجاشعی، ابو داؤد نفیع بن حارث سے روایت کرتا ہے، اس کی حدیث صحیح نہیں ہے“، میں (ابن ترکمانی رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں: بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ابو داؤد نفیع کے بارے میں سکوت اختیار کیا ہے، حالانکہ وہ متروک ہے، اسے ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ”الکاشف“ اور ”ضعفاء“ میں ذکر کیا ہے“۔

حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”اس حدیث کو نفیع بن حارث ابو داؤد اعمی نے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، اور اس نفیع کے بارے میں یحیی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا تو فرمایا کہ یہ لیس بثقۃ ولا مامون ہے“۔

امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ زیر بحث روایت کے بارے میں فرماتے ہیں: ”یہ سند ضعیف ہے، ابو داؤد کا نام نفیع بن حارث ہے، اور یہ ”متروک“ ہے، اور اسے حدیث گھڑنے میں متہم قرار دیا گیا ہے“۔

علامہ ابو الحسن محمد بن عبد الہادی سندی حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

ان تمام ائمہ کرام کے اقوال کا حاصل یہ ہے کہ یہ روایت بہر صورت ”ضعفِ شدید“ سے خالی نہیں ہے، چنانچہ اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

روایت نمبر ⑵

روایت: ”آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مؤمن اپنے گناہ کو ایسا سمجھتا ہے کہ گویا ایک پہاڑ کے نیچے بیٹھا ہے اور وہ پہاڑ اس پر گرنے لگا، اور فاجر شخص گناہ کو ایسا سمجھتا ہے کہ گویا ایک مکھی بیٹھی تھی اڑا دی“۔

حکم: شدید ضعیف ہے، بیان نہیں کر سکتے، تاہم یہی الفاظ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول کے طور پر ثابت ہیں، اس لئے اسے صرف حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول کہہ کر بیان کرنا چاہیے، واللہ اعلم۔

روایت کا مصدر

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ ”الغرائب الملتقطة“[1] میں فرماتے ہیں:

”قال: أخبرنا أبو بكر أحمد بن محمد الزنجوي، أخبرنا القاضي الحسين بن محمد الفلاكي، أخبرنا محمد بن الحسن المستملي، أخبرنا محمد بن عبد الله الشيباني الكوفي، عن رجاء بن يحيى الكاتب، عن محمد بن الحسين [كذا في الأصل، والصحيح: الحسن]، عن عبد الله بن عبد الرحمن الأصم، عن الفضيل بن يسار، عن وهب بن عبد الله الهنائي، عن أبي حرب بن أبي الأسود الديلي، عن أبيه، عن أبي ذر رفعه : يا أبا ذر! كن للعمل بالتقوى أشد اهتماما منك بالعمل، يا أبا ذر! إن الله إذا أراد بعبد خيرا جعل الذنوب بين عينيه يمثله، يا أبا ذر، إن المؤمن يرى ذنبه كأنه تحت صخرة يخاف أن

---

[1] الغرائب الملتقطة من مسند الفردوس:١٣٠/٨،رقم:٣١٤٨،ت:حسن علي ورسمه،جميعة دار البر ـ دبئي، الطبعة الأولى ١٤٣٩هـ.

تقع علیه، والکافر یری ذنبه کأنه ذباب یمر علی أنفه، یا أبا ذر! لا تنظر إلی صغر الخطب، ولکن انظر إلی عظم من عصیت، یا أبا ذر! لا یکون الرجل من المتقین، حتی یحاسب نفسه أشد من محاسبة الشریك لشریکه، فیعلم من أین مطعمه، ومن أین مشربه، ومن أین ملبسه، أمن حل ذلك أم من حرام".

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے ابوذر! عمل میں عمل سے زیادہ تقوی کا اہتمام رکھو، اے ابوذر! جب اللہ تعالی کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتے ہیں تو گناہوں کو اس کی آنکھوں کے سامنے مثال بنا کر رکھتے ہیں، اے ابوذر! مومن اپنے گناہ کو ایسا سمجھتا ہے گویا کہ وہ ایک چٹان کے نیچے بیٹھا ہے اور وہ چٹان اس پر گرنے لگی ہے، اور کافر شخص اپنے گناہ کو ایسا سمجھتا ہے گویا کہ ایک مکھی اس کے ناک سے گزر رہی ہے، اے ابوذر! معاملہ کے چھوٹے ہونے کو مت دیکھو، لیکن اس ذات کی عظمت پر نظر رکھو جس کی تم نے نافرمانی کی ہے، اے ابوذر! کوئی شخص اس وقت تک متقی لوگوں میں سے نہیں ہو سکتا جب تک شریک کے اپنے شریک کے محاسبہ سے زیادہ سخت اپنا محاسبہ نہ کرے، کہ اسے معلوم ہو کہ اس کا کھانا کہاں سے آیا ہے؟ اس کا پینا کہاں سے آیا ہے؟ اور اس کا لباس کہاں سے آیا ہے؟ کیا یہ حلال ہے یا حرام؟

سند میں موجود راوی ابوالمفضل محمد بن عبداللہ بن محمد شیبانی (المتوفی ۳۸۷ھ) کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ "تاریخ بغداد"[1] فرماتے ہیں: "وکان یروي

[1] تاریخ بغداد:۴۹۹/۳،رقم:۱۰۳۰،ت:بشار عواد معروف،دار الغرب الإسلامي ـ بیروت،الطبعة الأولی ۱۴۲۲هـ.

غرائب الحديث، وسؤالات الشيوخ، فكتب الناس عنه بانتخاب الدارقطني، ثم بان كذبه، فمزقوا حديثه، وأبطلوا روايته، وكان بعد يضع الأحاديث للرافضة، ويملي في مسجد الشرقية".

اور یہ غریب احادیث اور شیوخ کے سوالات روایت کرتا ہے، لوگوں نے دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ کے انتخاب کی بناء پر اس سے احادیث کو لکھا، پھر ان کا جھوٹا ہونا ظاہر ہوا تو لوگوں نے اس کی احادیث کو پھاڑ دیا، اور اس کی روایات کو باطل قرار دیا، اور اس کے بعد یہ رافضیوں کے لئے احادیث گھڑ کر شرقیہ مسجد میں لکھواتا تھا۔

حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے "تاریخ دمشق"[1] میں اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "میزان الاعتدال"[2] میں حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "لسان المیزان"[3] میں حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: "وقال الأزهري: كان يحفظ، وأساء الثناء عليه، وقال: كان دجالا كذابا، ما رأيت له أصلا قط، واتهمه الدارقطني بالتركيب، وقال العتيقي: كان كثير التخليط".

اور ازہری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ حافظ تھا، اور اس کی برائی بیان کی، اور پھر فرمایا: یہ دجال اور جھوٹا تھا، میں نے کبھی بھی اس کی اصل نہیں دیکھی، اور دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے

[1] تاريخ دمشق:١٦/٥٤،رقم:٦٥٦٥،ت:محب الدين أبي سعيد عمر بن غرامة العمروي،دار الفكر ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

[2] ميزان الاعتدال:٦٠٨/٣،رقم:٧٨٠٢،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت .

[3] لسان الميزان:٢٥٤/٧،رقم:٧٠١٨،ت:عبد الفتاح أبو غده،دار البشار الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

ترکیب کی وجہ سے اس کو متہم قرار دیا، اور عتیقی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: یہ "کثیر التخلیط" ہے۔

نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "تاریخ الإسلام"[1] میں مزید یہ بھی فرماتے ہیں: "وكان حافظا عارفا بالفن، أخباريا مصنفا، لكن لحقه الإدبار". اور یہ حافظ اور فن کو جاننے والا تھا، اخباری اور مصنف تھا، لیکن اس کو پلٹنا لاحق ہو گیا۔

حافظ حمزہ بن محمد بن طاہر دقاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: "كان يضع الحديث، وقد كتبت عنه، وكان له سمت ووقار"[2]. وہ حدیث گھڑتا تھا، اور میں نے اس سے احادیث کو لکھا ہے، اور یہ سنجیدہ اور وقار والا تھا۔

حافظ ابو ذر ہروی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كتبت عنه في المعجم للمعرفة، ولم أخرج عنه في تصانيفي شيئا، وتركت الرواية عنه، لأني سمعت الدارقطني يقول: كنت أتوهمه من رهبان هذه الأمة، وسألته الدعاء لي، فنعوذ بالله من الحور بعد الكور، وقال أبو ذر: يعني سبب ذلك، أنه قعد للرافضة، وأملى عليهم أحاديث ذكر فيها مثالب الصحابة، وكانوا يتهمونه بالقلب والوضع...."[3].

"میں نے "معجم" میں معرفت کے لئے اس کی روایات کو لکھا ہے، اور میں نے اپنی تصانیف میں اس کی کوئی حدیث بھی تخریج نہیں کی، اور میں نے اس سے روایت لینا ترک کر دیا تھا، اس لئے کہ میں نے دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: میں

[1] تاريخ الإسلام:٦٢٤/٨،رقم:٢٧٥،ت:بشار عواد معروف،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.

[2] تاريخ بغداد:٥٠٠/٣،رقم:١٠٣٠،ت:بشار عواد معروف،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[3] لسان الميزان:٢٥٥/٧،رقم:٧٠١٨،ت:عبد الفتاح أبو غده،دار البشار الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

گمان کرتا تھا کہ یہ اس امت کے راہبوں میں سے ہے، اور میں نے اسے اپنے لئے دعا کا بھی کہا تھا، ہم صلاح کے بعد فساد سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں، اور ابو ذر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، یعنی اس کی وجہ یہ بنی کہ یہ رافضیوں کے واسطہ بیٹھ کر انھیں صحابہ رضی اللہ عنہم کے عیوب پر مشتمل احادیث لکھواتا تھا، اور محدثین اس کو قلب اور وضع کی وجہ سے متہم قرار دیتے ہیں۔۔۔"۔

سند میں موجود راوی ابو جعفر محمد بن حسن بن شمون بصری کے بارے میں کلام

تلاش بسیار کے باوجود اہل سنت والجماعت کی کتب میں محمد بن حسن بن شمون کا ترجمہ نہیں مل سکا، البتہ شیعوں کی کتب میں اس کا ترجمہ ملتا ہے، چنانچہ ابو العباس احمد بن علی نجاشی کی کتاب "رجال النجاشي"[1] میں محمد بن حسن بن شمون کے بارے میں لکھا ہے:

"وكان ضعيفا جدا، فاسد المذهب". یہ ضعیف جداً ہے، فاسد المذہب ہے۔

یہی کلام ابو منصور حسن بن یوسف مطہر اسدی نے "خلاصة الأقوال"[2] میں، اور مصطفی بن حسین حسینی تفرشی نے اپنی کتاب "نقد الرجال"[3] میں ذکر کیا کیا ہے۔

سند میں موجود راوی عبد اللہ بن عبد الرحمن اصم بصری مسمعی کے بارے میں ائمہ کا کلام

حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ "الضعفاء الكبير"[4] میں فرماتے ہیں: "مجهول بالنقل،

---

[1] رجال النجاشي: ص: ۳۲۰، رقم: ۸۹۹، شركة الأعلمي للمطبوعات ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۳۱هـ.

[2] خلاصة الأقوال في معرفة الرجال: ص: ۳۹٦، رقم: ۱۵۹۹، ت: جواد القيومي، مؤسسة نشر الفقاهة ـ قم، الطبعة ۱٤۳۱هـ.

[3] نقد الرجال: ۱۷۵/٤، رقم: ٤۵۸۹، مؤسسة آل البيت لأحياء التراث ـ قم.

[4] الضعفاء الكبير: ۲۷۳/۲ رقم: ۸۳۵، ت: عبد المعطي أمين قلعجي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۰٤هـ.

ولا يتابع على حديثه، ولا يعرف إلا به". مجہول بالنقل ہے، اور اس کی حدیث پر متابعت نہیں کی جاتی، اور یہ صرف اسی سے معروف ہے[1]۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "میزان"[2] میں فرماتے ہیں: "لا يتابع على حديثه". اس کی حدیث کی متابعت نہیں کی جاتی۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "لسان"[3] میں حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "المغني"[4] میں فرماتے ہیں: "عن أبيه، أتى بحديث منكر، لا يعرف". اپنے والد سے روایت کرتا ہے، یہ ایک منکر حدیث لایا ہے، یہ معروف نہیں ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "ديوان الضعفاء"[5] میں فرماتے ہیں: "عن أبيه، له حديث وهو منكر". اپنے والد سے روایت کرتا ہے، اس کی ایک منکر حدیث ہے۔

روایت کا حکم

سند میں موجود راوی ابوالمفضل محمد بن عبداللہ بن محمد شیبانی کے بارے میں ائمہ رجال نے جرح کے شدید الفاظ استعمال کئے ہیں، جیسے:

---

[1] تاہم شیعوں کی کتب میں عبداللہ بن عبدالرحمن اصم بصری مسمعی کا ترجمہ ان الفاظ سے قائم کیا گیا ہے: "ضعيف، غال، ليس بشيء". انظر (رجال النجاشي:ص:۲۰۹،رقم:۵٦٦،شركة الأعلمي للمطبوعات ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۳۱هـ)، و(نقد الرجال:۱۱۹/۳،رقم:۳۱۲٦،مؤسسة آل البيت لأحياء التراث ـ قم).

[2] ميزان الاعتدال:٤٥٤/۲،رقم:٤٤۲۳،ت: علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت.

[3] لسان الميزان:۳۰۳/۳،رقم:۲۸۱۸،ت:عبد الفتاح أبو غدة،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۲۳هـ.

[4] المغني في الضعفاء:٥٤۸/۱،رقم:۳۲٤٤،ت:أبي الزهراء حازم القاضي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۱۸هـ.

[5] ديوان الضعفاء:ص:۲۲۱،رقم:۲۲۲٦،ت:حماد بن محمد الأنصاري،مطبعة النهضة الحديثة ـ مكة المكرمة.

"یہ غریب احادیث اور شیوخ کے سوالات روایت کرتا ہے، لوگوں نے دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ کے انتخاب کی بناء پر اس سے احادیث کو لکھا، پھر ان کا جھوٹا ہونا ظاہر ہوا تو لوگوں نے اس کی احادیث کو پھاڑ دیا، اور اس کی روایات کو باطل قرار دیا، اور اس کے بعد یہ رافضیوں کے لئے احادیث گھڑ کر شرقیہ مسجد میں لکھواتا تھا" (حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ، نیز حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے)، "ازہری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ حافظ تھا، اور اس کی برائی بیان کی، اور پھر فرمایا: یہ دجال اور جھوٹا تھا، میں نے کبھی بھی اس کی اصل نہیں دیکھی، اور دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے ترکیب کی وجہ سے اس کو متہم قرار دیا" (حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ)، "حدیث گھڑتا تھا" (حافظ حمزہ بن محمد بن طاہر دقاق رحمۃ اللہ علیہ)، "میں نے "معجم" میں معرفت کے لئے اس کی روایات کو لکھا ہے، اور میں نے اپنی تصانیف میں اس کی کوئی حدیث بھی تخریج نہیں کی، اور میں نے اس سے روایت لینا ترک کر دیا تھا، اس لئے کہ میں نے دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: میں گمان کرتا تھا کہ یہ اس امت کے راہبوں میں سے ہے، اور میں نے اسے اپنے لئے دعا کا بھی کہا تھا، ہم صلاح کے بعد فساد سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں، اور ابو ذر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، یعنی اس کی وجہ یہ بنی کہ یہ رافضیوں کے واسطہ بیٹھ کر انھیں صحابہ رضی اللہ عنہم کے عیوب پر مشتمل احادیث لکھواتا تھا، اور محدثین اس کو قلب اور وضع کی وجہ سے متہم قرار دیتے ہیں۔۔۔" (حافظ ابو ذر ہروی رحمۃ اللہ علیہ)، اور خاص اس تناظر میں کہ ابو المفضل شیبانی اس روایت کے نقل کرنے میں متفرد بھی ہے یہ روایت کسی بھی طرح "ضعفِ شدید" سے خالی نہیں ہو سکتی، اس لئے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

اہم نوٹ

زیر بحث روایت کی تفصیل آپ دیکھ چکے ہیں، البتہ یہ مضمون کہ ''مؤمن اپنے گناہوں کو ایسے دیکھتا ہے گویا کہ وہ کسی ایسے پہاڑ کے نیچے بیٹھا ہے کہ جس کے اس کے اوپر گر جانے کا اس کو خوف ہو، اور فاجر اپنے گناہوں کو ایسا دیکھتا ہے گویا کوئی مکھی اس کی ناک پر سے گزر گئی''، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول کے طور پر ملتا ہے، اس لئے اسے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول کے طور پر بیان کرنا چاہئے، چنانچہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''صحیح''[1] میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول کے طور پر اسے ان الفاظ سے تخریج کیا ہے:

''حدثنا أحمد بن يونس، حدثنا أبو شهاب، عن الأعمش، عن عمارة بن عمير، عن الحارث بن سويد، حدثنا عبد الله حديثين: أحدهما عن النبي صلى الله عليه وسلم، والآخر عن نفسه، قال: إن المؤمن يرى ذنوبه كأنه قاعد تحت جبل يخاف أن يقع عليه، وإن الفاجر يرى ذنوبه كذباب مر على أنفه ...''.

''مؤمن اپنے گناہوں کو ایسے دیکھتا ہے گویا کہ وہ کسی ایسے پہاڑ کے نیچے بیٹھا ہے کہ جس کے اس کے اوپر گر جانے کا اس کو خوف ہو، اور فاجر اپنے گناہوں کو ایسا دیکھتا ہے گویا کوئی مکھی اس کی ناک پر سے گزر گئی۔۔۔''۔

بعض دیگر مصادر

یہی روایت حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول کے طور پر موقوفاً امام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے ''الزھد''[2] میں، علامہ ابوعبدالرحمن محمد بن فضیل

---

[1] الصحيح للبخاري:٦٨/٨،ت:محمد زهير بن ناصر الناصر،دار طوق النجاة ـبيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ .

[2] كتاب الزهد:ص:٢٣،رقم:٦٩ ،ت:حبيب الرحمن الأعظمي،مؤسسة الرسالة ـ بيروت .

بن غزوان ضبی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الدعاء''[۱] میں، حافظ ابو بکر بن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے ''المصنف''[۲] میں، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''مسند''[۳] میں، امام ہناد بن سری کوفی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الزھد''[۴] میں، اور امام ہناد بن سری کوفی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''سنن''[۵] میں تخریج کی ہے۔

اسی طرح یہ روایت حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول کے طور پر حافظ ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے ''التوبۃ''[۶] میں اور حافظ ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے ''شرح السنۃ''[۷] میں تخریج کی ہے۔

نیز یہی روایت حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول کے طور پر امام ابو بکر احمد بن عمرو بزار رحمۃ اللہ علیہ نے ''مسند البزار''[۸] میں، امام ابو یعلی احمد بن علی بن مثنی تمیمی موصلی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''مسند''[۹] میں، اور امام ابو یعلی موصلی رحمۃ اللہ علیہ کے

---

[۱] كتاب الدعاء:ص:۳۲۵،رقم:۱۳۲،ت:عبد العزيز بن سليمان بن إبراهيم البعيمي،مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الأولى ۱٤۱۹هـ.

[۲] الكتاب المصنف في الأحاديث والآثار:۱۰٤/۷،رقم:۳٤٥۳۸،ت:كمال يوسف الحوف،دار التاج ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۰۹هـ.

[۳] مسند أحمد:۱۳۱/٦،رقم:۳٦۲۷،ت:شعيب الأرنؤوط،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۲۰هـ.

[٤] كتاب الزهد:٤٤۸/۲،رقم:۸۸۸ ،ت:عبد الرحمن عبد الجبار الفريوائي،دار الخلفاء للكتاب الإسلامي ـ الكويت،الطبعة الأولى ۱٤۰٦هـ.

[٥] سنن الترمذي:۲۷۲/٤،رقم:۲٤۹۷،ت:بشار عواد معروف،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۲۲هـ.

[٦] كتاب التوبة:ص:۳۹،رقم:۱٤،ت:مجدي السيد إبراهيم،مكتبة القرآن ـ القاهرة .

[۷] شرح السنة:۸٥/٥ ،رقم:۱۳۰۲،ت:شعيب الأرناؤوط ومحمد زهير الشاوش،المكتب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۰۳هـ.

[۸] مسند البزار:۸۱/٥،رقم:۱٦٥٤،ت:عادل بن سعد،مكتبة العلوم والحكم ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ۱٤۲٦هـ.

[۹] مسند أبي يعلى الموصلي:۳٦/۹،رقم:٥۱۰۰،ت:حسين سليم أسد،دار المامون للتراث ـ دمشق،الطبعة الأولى ۱٤۰۷هـ.

طریق سے حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے "التوبة"[1] میں اور حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے "حلیة الأولیاء"[2] میں تخریج کی ہے۔

اسی طرح یہ روایت امام ابو سعید ہیثم بن کلیب بن سریج شاشی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "مسند"[3] میں، علامہ ابو علی اسماعیل بن محمد صفار بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے "الفوائد المنتقاة"[4] میں، امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے "شعب الإیمان"[5] اور "السنن الکبری"[6] میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول کے طور پر تخریج کی ہے۔
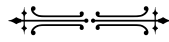
[1] انظر مجموع فيه التوبة وغيره لابن عساكر:ص:٣٦،رقم:٤،ت:أبو عبد الله مشعل بن باني الجبرين المطيري، دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[2] حلية الأولياء:١٢٩/٤،دار الفكر ـ بيروت،الطبعة١٤١٦هـ.

[3] المسند للشاشي:٢٦٣/٢،رقم:٨٣٨،ت:محفوظ الرحمن زين الله،مكتبة العلوم والحكم ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ١٤١٤هـ.

[4] انظر مجموع فيه مصنفات أبي العباس الأصم وإسماعيل الصفار:ص:٣١٨،رقم:٥،ت:نبيل سعد الدين جرار،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة١٤٢٥هـ.

[5] شعب الإيمان:٣١٢/٩،رقم:٦٧٠٢،ت:عبد العلي عبد الحميد حامد،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى١٤٢٣هـ.

[6] السنن الكبرى:٣١٨/١٠،رقم:٢٠٧٦٧،ت:محمد عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٤هـ.

روایت نمبر(۳)

روایت: ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”احذروا الدنیا، فإنها أسحر من هاروت وماروت“. دنیا سے بچو، کیونکہ یہ ہاروت اور ماروت سے زیادہ جادو کرنے والی ہے“۔

حکم: منکر، بے اصل ہے، بیان نہیں کر سکتے۔

زیر بحث روایت دو طرق سے منقول ہے: (۱) روایت بطریق ابو الدرداء رَہاوی (۲) روایت بطریق محمد بن عامر رملی۔

روایت بطریق ابو الدرداء رَہاوی

حافظ ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ ”ذم الدنیا“[۱] میں تخریج فرماتے ہیں:

”وحدثنا أبو حاتم الرازي، أخبرنا هشام بن عمار، حدثني صدقة، عن عتبة بن أبي حكيم، أخبرنا أبو الدرداء الرهاوي، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:احذروا الدنيا، فإنها أسحر من هاروت وماروت“.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دنیا سے بچو، کیونکہ یہ ہاروت اور ماروت سے زیادہ جادو کرنے والی ہے۔

بعض دیگر مصادر

زیر بحث روایت حافظ ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے ”الزھد“[۲] میں بھی تخریج

---

[۱] انظر موسوعة رسائل ابن أبي الدنيا ٦٩/٢،رقم:١٣٢،ت:محمد عبد القادر أحمد عطا،مؤسسة الكتب الثقافية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٣هـ.

[۲] كتاب الزهد:ص:٥٣،رقم:٧٧،دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.

کی ہے، امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے "شعب الإيمان"[1] میں حافظ ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے اسے تخریج کیا ہے۔

نیز حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے "نوادر الأصول"[2] میں زیر بحث روایت تخریج کی ہے، جس میں بقیہ نے مذکورہ سند میں موجود صدقہ کی متابعت کی ہے، اور اس میں ابو الدرداء رہاوی کے بعد "عن عبداللہ بن بسر مازنی" لکھا ہے۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "ميزان الاعتدال"[3] میں "ابو الدرداء رہاوی عن رجل لہ صحبۃ" کے ترجمہ میں زیر بحث روایت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "ولا يدرى من هو ذا، هذا منكر الحديث، لا أصل له"[4]. معلوم نہیں کہ یہ کون ہے، اور یہ منکر الحدیث ہے، اس روایت کی کوئی اصل نہیں ہے۔

---

[1] شعب الإيمان: ١٠٣/١٣، رقم: ١٠٠٢٢، ت: عبد العلي عبد الحميد حامد، مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے روایت تخریج کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "وقال غيره عن هشام بإسناده عن رجل من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم".

[2] نوادر الأصول: ١٥٩/١، رقم: ١٠٤، ت: توفيق محمد تكلة، دار النوادر ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.

"نوادر الاصول" کی عبارت ملاحظہ ہو: "حدثنا عمر بن أبي عمر، قال: حدثنا محمد بن وهب الواسطي، قال: حدثنا بقية، قال: حدثني عتبة بن أبي حكيم، قال: حدثنا أبو الدرداء الرهاوي، عن عبد الله بن بسر المازني قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: اتقوا الدنيا، فوالذي نفسي بيده، إنها لأسحر من هاروت وماروت".

[3] ميزان الاعتدال: ٥٢٢/٤، رقم: ١٠١٧٢، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

[4] حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "لسان المیزان" میں، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول بجائے "منکر الحدیث" کے "منکر" لکھا ہے، واللہ اعلم۔ (انظر لسان الميزان: ٦٥/٩، رقم: ٨٨٤٥، ت: عبد الفتاح أبو غده، دار البشائر الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.)

حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ نے "المغني"[1] میں، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "لسان المیزان"[2] میں، علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ نے "تذکرة الموضوعات"[3] میں اور علامہ نجم الدین غزی رحمۃ اللہ علیہ نے "إتقان"[4] میں حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔

نیز علامہ مرتضی زبیدی رحمۃ اللہ علیہ نے "إتحاف السادة"[5] میں حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔

علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت کو "طبقات الشافعية"[6] میں ان احادیث کی فہرست میں ذکر کیا ہے جن کی سند انہیں نہیں ملی۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "الإصابة"[7] میں ابو الدرداء کے ترجمہ میں

---

[1] المغني عن حمل الأسفار: ۸۷۷/۱، رقم: ۳۲۰۷، ت: أبو محمد أشرف بن عبد المقصود، مكتبة دار طبرية ـ الرياض، الطبعة الأولى ۱٤۱۵هـ.

[2] لسان الميزان: ٦٥/۹، رقم: ۸۸٤۵، ت: عبد الفتاح أبو غده، دار البشائر الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۲۳هـ.

[3] تذكرة الموضوعات: ص: ۱۷۳، دار إحياء التراث العربي ـ بيروت، الطبعة الثانية ۱۳۹۹هـ.

[4] إتقان مايحسن: ص: ۳۱، رقم: ٦۹، ت: يحيي مراد، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۲۵هـ.

[5] إتحاف السادة المتقين: ۵۵۰/۹، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الخامسة ۱٤۳۳هـ.

[6] طبقات الشافعية الكبرى: ۳٤۵/٦، ت: عبد الفتاح محمد الحلو ومحمود محمد الطناحي، هجر للطباعة والنشر والتوزيع، الطبعة الثانية ۱٤۱۳هـ.

[7] الإصابة: ۱۰۳/۷، رقم: ۹۸۷۳، عادل أحمد عبد الموجود وعلى محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۵هـ.

فرماتے ہیں:

”غیر منسوب، قد أرسل حدیثا، فذکرہ بعضھم في الصحابة، فوھم، فأخرج ابن أبي الدنیا، والبیھقي في الشعب من طریقه بسندہ الی أبي الدرداء الرھاوي، قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: احذروا الدنیا، فإنھا أسحر من ھاروت وماروت. الحدیث، قال البیھقي: قال بعضھم: عن أبي الدرداء الرھاوي، عن رجل من الصحابة، وقال الذھبي: لا ندري من أبو الدرداء؟ والخبر منکر، لا أصل له“.

یہ کسی کی جانب منسوب نہیں ہے، اس نے مرسلاً حدیث نقل کی ہے، بعض نے اسے صحابہ میں ذکر کر دیا، اُنھیں وہم ہوا ہے، ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے طریق سے ”شعب“ میں بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ابو الدرداء رَہاوی سے روایت تخریج کی ہے، ابوالدرداء رَہاوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دنیا سے بچو، کیونکہ یہ ہاروت اور ماروت سے زیادہ جادو کرنے والی ہے، الحدیث، بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض نے کہا: یہ عن رجل من الصحابہ کے طریق سے ہے، اور ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہمیں معلوم نہیں کہ ابوالدرداء کون ہے؟ اور خبر منکر ہے، اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔

علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ ”کشف الخفاء“[۱] میں زیر بحث روایت لا کر ابو الدرداء کے بارے میں حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کر کے فرماتے ہیں:

”وأقول: الظاھر أنه الصحابي، فلیتأمل، ثم رأیت النجم قال: رواہ البیھقي

[۱] کشف الخفاء: ۵۷/۱، رقم: ۱۳۹، مکتبة القدسي ۔ القاھرة، الطبعة ۱۳۵۱ھ۔

عن أبي الدرداء الرهاوي مرسلا، انتهى، فإن ثبت فهو غير الصحابي قطعا، ووصله بعضهم عن رجل من الصحابة، والحديث ضعيف، كما قال المناوي، ورواه أحمد في الزهد عن مصعب بن سعد مرسلا بلفظ: احذروا الدنيا فإنها خضرة حلوة".

اور میں (علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں کہ بظاہر یہ صحابی ہے، غور کر لیا جائے، پھر میں نے نجم رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا، وہ فرماتے ہیں: اسے بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ابو الدرداء رہاوی سے مرسلاً روایت کیا ہے، انتہی، اگر یہ بات ثابت ہے تو وہ قطعی طور پر صحابی نہیں ہے، اور بعض نے اس روایت کو عن رجل من الصحابہ کے طریق سے موصولاً ذکر کیا ہے، اور حدیث ضعیف ہے، جیسا کہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے، اور اسے احمد رحمۃ اللہ علیہ نے زہد میں مصعب بن سعد سے مرسلاً ان الفاظ سے روایت کیا ہے: دنیا سے بچو، کیونکہ یہ سرسبز میٹھی چیز ہے۔

سند میں موجود راوی ابو الدرداء رَہاوی کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے "الجرح والتعديل"[1] میں ابو الدرداء رَہاوی کا ترجمہ قائم کر کے سکوت کیا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "ميزان الاعتدال"[2] میں ابو الدرداء رَہاوی کے ترجمہ میں یہ روایت ذکر کی، پھر فرماتے ہیں: "ولا يدرى من هو ذا، هذا منكر الحديث، لا أصل له". معلوم نہیں کہ یہ کون ہے، اور یہ منکر الحدیث ہے، اس روایت کی کوئی اصل نہیں ہے۔

---

[1] الجرح والتعديل: ۳٦۸/۹، رقم: ۱٦۹۱، دار الكتب العلمية۔ بيروت، الطبعة الأولى ۱۳۷۲ھ۔
[2] ميزان الاعتدال: ۵۲۲/٤، رقم: ۱۰۱۷۲، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة۔ بيروت.

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ہی نے "المغني"[1] میں ابو الدرداء رہاوی کو "لا یعرف" کہا ہے۔

روایت بطریق ابو الدرداء رَہاوی کا حکم

آپ سابقہ تفصیل میں دیکھ چکے ہیں کہ روایت بطریق ابو الدرداء رہاوی کو حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "منکر، بے اصل" قرار دیا ہے، اور حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ نجم الدین غزی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ مرتضی زبیدی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے، لہذا اسے اس طریق سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

روایت بطریق ابن عمر رضی اللہ عنہما

علامہ یوسف بن حسن ابن عبد الہادی مقدسی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ "النهاية"[2] میں "اتصال روايتنا بالخطيب البغدادي" کا عنوان قائم کر کے فرماتے ہیں:

"قرأت على النظام، أخبركم ابن المحب إجازة، أنا محمد بن أبي نصر، أنا ابن البخاري، أنا الخشوعي، أنا أبو محمد السلمي، أنا أحمد بن علي بن ثابت الخطيب البغدادي إجازة، أنا أبو الحسن الهمداني، أنا أبو العباس الكندي، ثنا يحيى بن إسماعيل القزويني، ثنا جعفر بن عامر الضبعي، ثنا محمد بن عامر، عن مالك بن أنس، عن نافع، عن ابن عمر، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: قال أخي عيسى عليه السلام: معاشر الحواريين!

---

[1] المغني في الضعفاء: ۵۸۳/۲، رقم: ۷۴۵۱، ت: أبو الزهراء حازم القاضي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۸هـ.

[2] النهاية في اتصال الرواية: ص: ۱۸۱، رقم: ۲۹۷، دار النوادر ـ سوريا، الطبعة الأولى ۱۴۳۲هـ.

احذروا الدنيا لا تسحركم، لهي والله! أشد سحرا من هاروت وماروت، واعلموا أن الدنيا مدبرة، والآخرة مقبلة، وإن لكل واحدة منهما بنون، فكونوا من أبناء الآخرة دون بني الدنيا، فإن اليوم عمل ولا حساب، وغدا الحساب ولا عمل".

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے بھائی عیسی علیہ السلام نے فرمایا: اے حواریوں کی جماعت! دنیا سے بچ کر رہو کہ تم پر جادو نہ کردے، اللہ کی قسم! دنیا ہاروت وماروت سے زیادہ سخت جادو والی ہے، اور جان لو کہ دنیا پیٹھ پھیر کر جارہی ہے، اور آخرت آگے سے آرہی ہے، اور ان میں ہر ایک کے فرزند ہیں، تم آخرت کے فرزند بنو، دنیا کے فرزند مت بنو، اس لئے کہ آج عمل ہے حساب نہیں، اور کل حساب ہوگا عمل نہیں۔

سند میں موجود راوی ابوعبداللہ محمد بن عامر بن رشید بن خباب رَملی کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحين"[1] میں فرماتے ہیں: "يقلب الأخبار، ويروي عن الثقات ما ليس من أحاديثهم". اخبار میں قلب کرتا ہے، اور ثقات کے انتساب سے ایسی احادیث روایت کرتا ہے جو ان کی احادیث میں سے نہیں ہوتیں۔

حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "تذكرة الحفاظ"[2] میں، حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ

---

[1] المجروحين: ٣٠٤/٢، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة - بيروت، الطبعة ١٤١٢هـ.

[2] تذكرة الحفاظ: ص: ٩٤، رقم: ٢٠٥، ت: حمدي عبد المجيد، دار الصميعي - الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

نے "الضعفاء"[1] میں، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "میزان الاعتدال"[2]، "المغني"[3] اور "دیوان الضعفاء"[4] میں حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

نیز حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ اسی محمد بن عامر رملی کو "ثقات"[5] میں ذکر کر کے فرماتے ہیں: "لم أر في حديثه مما في القلب منه شيء إلا حديثا واحدا". میں نے اس کی حدیث میں ایسا کچھ نہیں دیکھا جس کی وجہ سے دل میں کچھ ہو سوائے ایک حدیث کے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "لسان"[6] میں حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو ذکر کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔

حافظ ابن یونس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "هو من أهل فلسطين، يروي عن الوليد بن مسلم، وبقية بن الوليد، قدم مصر قديما وكتبت عنه، آخر من حدث عنه ابن القياس، وقد حدثنا عنه غير واحد"[7]. محمد بن عامر اہل فلسطین میں

---

[1] الضعفاء والمتروكين:٧٢/٣،رقم:٣٠٥٠،ت:أبو الفداء عبد الله القاضي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٠٦هـ.

[2] ميزان الاعتدال:٥٨٨/٣،رقم:٧٧٢١،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت .

[3] المغني في الضعفاء:٣٢٣/٢،رقم:٥٦٥٧،ت:أبو الزهراء حازم القاضي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤١٨هـ.

[4] ديوان الضعفاء:ص:٣٥٧،رقم:٣٧٨٣،ت:حماد بن محمد الأنصاري،مكتبة النهضة الحديثية ـ المكة المكرمة، الطبعة١٣٨٧هـ.

[5] الثقات:٩٦/٩،دائرة المعارف العثمانية ـ حيدر آباد الدكن، الطبعةالأولى ١٣٩٣هـ.

[6] لسان الميزان:٢٢١/٧،رقم:٦٩٥١،ت:عبد الفتاح أبو غدة،مكتب المطبوعات الإسلامية ـ حلب،الطبعة الأولى١٤٢٣هـ.

[7] انظر الثقات ممن لم يقع في الكتب الستة:٣٥٤/٨،رقم:٩٩٣٤،ت:شادي بن محمد بن سالم آل نعمان، مركز النعمان للبحوث والدراسات الإسلامية وتحقيق التراث والترجمة ـ اليمن،الطبعةالأولى ١٤٣٢هـ.

سے ہے، ولید بن مسلم اور بقیہ بن ولید سے روایت کرتا ہے، یہ بہت پہلے مصر آیا تھا اور میں نے اس سے لکھا ہے، سب سے آخر میں اس سے روایت کرنے والے ابن قیاس ہیں، اور مجھ سے کئی افراد نے اس کی روایات بیان کی ہیں۔

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن عامر رَملی کو "مجھول" کہا ہے[1]۔

علامہ سبط ابن عجمی رحمۃ اللہ علیہ "الکشف الحثیث"[2] میں محمد بن عامر خراسانی کے ترجمہ میں فرماتے ہیں: "محمد بن عامر الرملي اضطرب فيه كلام ابن حبان في توثيقه وتجريحه، وقال الخطيب مجهول". محمد بن عامر رَملی کی توثیق اور جرح کے بارے میں ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں اضطراب ہے، اور خطیب رحمۃ اللہ علیہ نے اسے مجہول کہا ہے۔

اہم نوٹ:

واضح رہے کہ سند میں موجود راوی جعفر بن عامر ضُبَعی اور یحیی بن اسماعیل قزوینی کا ترجمہ تلاش بسیار کے باوجود نہیں مل سکا۔

روایت بطریق ابن عمر رضی اللہ عنہما کا حکم

سند میں موجود راوی محمد بن عامر رَملی کے بارے میں حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ ایک مقام پر فرماتے ہیں: "اخبار میں قلب کرتا ہے، اور ثقات کے انتساب سے ایسی احادیث روایت کرتا ہے جو ان کی احادیث میں سے نہیں ہوتیں"، حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ

---

[1] انظر ميزان الاعتدال:۵۸۹/۳،رقم: ۷۷۲۱،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت .

[2] الكشف الحثيث:ص:۲۳٤،رقم: ٦٨٠،ت:صبحي السامرائي،مكتبة النهضة العربية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٧هـ.

ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اعتماد کیا ہے، اور حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ ہی نے ایک دوسرے مقام پر محمد بن عامر کو "ثقات" میں ذکر کیا ہے۔

نیز سند میں موجود راوی جعفر بن عامر ضُبَعی اور یحیی بن اسماعیل قزوینی کا ترجمہ تلاش بسیار کے باوجود نہیں مل سکا، اور قطع نظر اس سند کے نفسِ متن کے بارے میں حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرما چکے ہیں کہ "اس کی کوئی اصل نہیں ہے"، اس لئے زیر بحث روایت کو اس طریق سے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

آپ ما قبل تفصیل میں دیکھ چکے ہیں کہ دو مختلف سندوں سے منقول زیر بحث روایت کے متن کو حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "منکر، لا اصل لہ" کہا ہے، اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ، علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ نجم الدین غزی رحمۃ اللہ علیہ نے اعتماد کیا ہے، اس لئے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

اہم نوٹ:

واضح رہے کہ زیرِ بحث روایت بعض مقامات پر ام درداء صغری رحمۃ اللہ علیہا اور حجاج بن ارطاۃ کے قول کے طور پر بھی مروی ہے، لہذا ان حضرات کی جانب اسے منسوب کیا جا سکتا ہے، ملاحظہ ہو:

زیرِ بحث الفاظ بقول ام درداء رحمۃ اللہ علیہا

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ "الزھد"[1] میں تخریج فرماتے ہیں:

---

[1] الزهد:ص:١٣٦،رقم:٩٢٠،ت:محمد عبد السلام شاهين،دار الكتب العلمية ـبيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.

"حدثنا عبد الله، حدثنا أبي، حدثنا سيار، حدثنا جعفر، حدثنا شيخ من بني تميم يقال له: أبو هزار، قال: قالت لي أم الدرداء: أبا هزار، ألا أحدثك ما يقول الميت على سريره؟ قال: قلت: بلى، قالت: فإنه ينادي: يا أهلاه! ويا جيراناه! ويا حملة سريراه! لا تغرنكم الدنيا كما غرتني، ولا تلعبن بكم كما لعبت بي، فإن أهلي لم يحملوا عني من وزري شيئا، ولو حاطون [كذا في الأصل، وفي الزهد للبيهقي: ولو حاجوني] اليوم عند الله لحجوني، قالت أم الدرداء: الدنيا أسحر لقلب العبد من هاروت وماروت، وما آثرها عبد قط إلا أصرعت خده".

ابو ہزار فرماتے ہیں کہ مجھے ام درداء رحمۃ اللہ علیہا نے کہا: اے ابو ہزار! میں تمہیں نہ بتاؤں کہ چارپائی پر رکھی میت کیا کہتی ہے؟ ابو ہزار فرماتے ہیں کہ میں نے کہا: کیوں نہیں، وہ فرماتی ہیں: میت کہتی ہے: اے گھر والو! اے پڑوسیو! اے میری چارپائی کو اٹھانے والو! تمہیں دنیا دھوکے میں نہ ڈال دے، جیسا کہ اس نے مجھے دھوکے میں ڈال دیا تھا، اور وہ تم سے ایسا نہ کھیلے جیسا وہ مجھ سے کھیلی ہے، کیونکہ میرے گھر والوں نے میرے بوجھ میں سے کچھ بھی نہیں اٹھایا، اور اگر وہ آج کے دن اللہ کے ہاں مجھ سے جھگڑا کریں تو وہ مجھ پر غالب آجائیں گے، پھر ام درداء رحمۃ اللہ علیہا فرماتی ہیں: دنیا بندے کے دل پر ہاروت و ماروت سے زیادہ جادو کرتی ہے، اور جو بندہ کبھی بھی اسے ترجیح دے گا تو یہ اسے ذلیل کردے گی۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے "الزهد"[1] میں امام احمد بن حنبل کے طریق سے، اور حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے "تاريخ دمشق"[2] میں امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے اس کی تخریج کی ہے۔

---

[1] كتاب الزهد الكبير: ص: ٢٠٢، رقم: ٥٠٦، ت: عامر أحمد حيدر، دار الجنان ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.
[2] تاريخ دمشق: ١٦٣/٧٠، ت: عمر بن غرامة العمروي، دار الفكر ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

اہم نوٹ:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے ام درداء صغری رحمۃ اللہ علیہا سے نقل کرنے والے راوی کا نام ''ہذّان'' لکھا ہے، واللہ اعلم۔

زیرِ بحث الفاظ بقول ارطاۃ بن منذر

حافظ خطیب رحمۃ اللہ علیہ ''تاریخ بغداد''[1] میں تخریج فرماتے ہیں:

''أخبرنا هلال بن المحسن الكاتب، قال: أخبرنا أحمد بن محمد بن الجراح الخزاز، قال: حدثنا محمد بن القاسم الأنباري، قال: حدثني أبي، قال: حدثنا أحمد بن محمد اليَتَاخِي، قال: سمعت عبد الله بن الفرج، يقول: قال: وكان عبد الله بن الفرج يغشاه بشر بن الحارث لزهده وفضله: قال أرطاة بن المنذر: احذروا الدنيا، لا تسحركم، فهي والله! أسحر من هاروت وماروت''.

ارطاۃ بن منذر فرماتے ہیں: دنیا سے بچ کر رہو، وہ تم پر جادو نہ کردے، کیونکہ یہ دنیا اللہ کی قسم! ہاروت وماروت سے زیادہ جادو کرنے والی ہے۔

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہ قول ''تاریخ دمشق''[2] میں تخریج کیا ہے۔

---
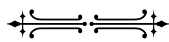
[1] تاريخ بغداد: ۲۲۸/۱۱، رقم: ۵۱۲۲، ت: بشار عواد، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۲۲هـ.
[2] تاريخ دمشق: ۱٤/۸، ت: عمر بن غرامة العمروي، دار الفكر ـ بيروت، الطبعة ۱٤۱٥هـ.

روایت نمبر④

روایت: ”آپ ﷺ کا ارشاد ہے: جب کوئی شخص قبروں پر گزرتے ہوئے یہ کلمات کہے: ”السلام على أهل لا إله إلا الله، من أهل لا إله إلا الله، يا أهل لا إله إلا الله! كيف وجدتم قول لا إله إلا الله؟ يا لا إله إلا الله بحق لا إله إلا الله، اغفر لمن قال لا إله إلا الله، واحشرنا في زمرة من قال لا إله إلا الله“، تو اس کہنے والے کے پچاس سال کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں، علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ اگر اس شخص کے گناہ اتنے نہ ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کے والدین اور اس کے رشتہ دار اور عام مسلمانوں کے بھی معاف ہو جائیں گے“۔

حکم: من گھڑت

روایت کا مصدر

حافظ عبد الکریم رافعی قزوینی رحمۃ اللہ علیہ ”التدوین“[1] میں تخریج فرماتے ہیں:

”أنبأنا الحافظ أبو منصور الديلمي، عن أبيه، أنبا أبو الحسن علي بن محمد بن أحمد بن حمدان بقراءتي عليه، أنبا أبو القاسم عثمان بن أحمد بن محمد بن علي بن مزد بن النهاوندي بقراءتي عليه بقزوين، ثنا أبو شجاع سعدون بن محمد النردجردي، ثنا علي بن يعقوب الزيات بمصر، ثنا يعقوب بن إسحاق الجرجاني، ثنا إبراهيم بن عبد الله الصغاني، حدثنا عبد الرزاق، عن أبيه، عن مِيْنا بن سعد بن طَرِيف [كذا في الأصل، وفي الزيادات: مِيْنا عن سعد بن طَرِيف]،

---

[1] التدوين في أخبار قزوين: ٣٩٥/٣، ت: عزيز الله العطاردي، دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة ١٤٠٨هـ.

عن الأضبغ بن سنانه [كذا في الأصل، والصحيح: أصبغ بن نُباتة]، قال كنت مع علي بن أبي طالب رضي الله عنه، فمر بالمقابر، فقال: السلام على أهل لا إله إلا الله، من أهل لا إله إلا الله، يا أهل لا إله إلا الله! كيف وجدتم قول لا إله إلا الله؟ يا لا إله إلا الله بحق لا إله إلا الله، اغفر لمن قال لا إله إلا الله، واحشرنا في زمرة من قال لا إله إلا الله، قال علي رضي الله عنه: سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول: قالها إذا مر بالمقابر غفر له ذنوب خمسين سنة، قال: يا رسول الله! من لم يكن له ذنوب خمسين سنة، قال: لوالديه ولقرابته ولعامة المسلمين".

اصبغ بن نُباتہ کہتے ہیں کہ میں علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا، ان کا گزر قبروں پر ہوا تو انہوں نے کہا: السلام علی اہل لا الہ الا اللہ، من اہل لا الہ الا اللہ، یا اہل لا الہ الا اللہ، کیف وجدتم قول لا الہ الا اللہ، یالا الہ الا اللہ، بحق لا الہ الا اللہ، اغفر لمن قال لا الہ الا اللہ، واحشرنا فی زمرۃ من قال لا الہ الا اللہ، علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے: جب کوئی شخص قبروں پر گزرتے ہوئے یہ کلمات کہے تو اس کہنے والے کے پچاس سال کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں، علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ اگر اس شخص کے گناہ اتنے نہ ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس کے والدین اور اس کے رشتہ دار اور عام مسلمانوں کے بھی معاف ہو جائیں گے۔

بعض دیگر مصادر

زیر بحث روایت علامہ ابو الحسن ہکاری نے "هدية الأحياء"[1] میں تخریج

---

[1] هدية الأحياء للأموات: ص: ١٤٨، مخطوط.

کی ہے، اور حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "الزیادات"[1] میں بطریق ابن نجار رحمۃ اللہ علیہ یہ حدیث نقل کی ہے، تمام سندیں سند میں موجود راوی ابو شجاع سعدون بن محمد پر آکر مشترک ہو جاتی ہیں۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ "الزیادات"[2] میں زیر بحث روایت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"الأصبغ ليس بشيء، وسعد بن طَرِيف، قال ابن حبان: يضع على الفور، ومِيْنا كذاب، وهمام والد عبد الرزاق، قال العقيلي: حديثه غير محفوظ، وعبد الرزاق عمي في آخر عمره، فكان ابن أخته أحمد بن عبد الله بن داود، يدس في كتبه الأباطيل حتى رماه عباس العنبري بالكذب من أجل ذلك، قال النسائي: فيه نظر لمن كتب عنه بأخرة، وقال ابن عدي: حدث بأحاديث لم يوافق عليها، وإبراهيم بن عبد الله الصنعاني هو ابن أخي عبدالرزاق، قال الدارقطني وغيره: كذاب، فالإسناد كله ظلمات".

اصبغ لیس بشیء ہے، سعد بن طریف فوراً حدیث گھڑ لیتا ہے، مینا جھوٹا ہے، عقیلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عبدالرزاق کے والد ہمام کی حدیث غیر محفوظ ہے،

---

[1] الزيادات على الموضوعات:٦٢٤/٢،رقم:٧٦٣،ت:رامز خالد حاج حسن،مكتبة المعارف ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.

[2] الزيادات على الموضوعات:٦٢٥/٢،رقم:٧٠١،ت:رامز خالد حاج حسن،مكتبة المعارف ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.

اور عبد الرزاق آخری عمر میں نابینا ہو گئے تھے، ان کا بھانجا احمد بن عبد اللہ بن داؤد ان کی کتابوں میں اباطیل شامل کر دیتا تھا، یہاں تک کہ عباس عنبری نے اسے اسی وجہ سے جھوٹا کہہ دیا، نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان سے آخری عمر میں جن لوگوں نے روایات لکھی ہیں ان میں نظر ہے، اور ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ ایسی روایات بیان کرتا ہے جن میں اس کی موافقت نہیں کی جاتی، ابراہیم بن عبد اللہ صنعانی جو عبد الرزاق کا بھتیجا ہے، اسے دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے حضرات نے کذاب کہا ہے، چنانچہ یہ سند تمام تر ظلمات سے بھری ہوئی ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ "تنزيه الشريعة"[1] میں زیر بحث روایت کے بارے میں فرماتے ہیں: "وإسناده ظلمات، وفيه أربعة منسوبون إلى الكذب". اس کی سند میں ظلمات ہیں، اور اس میں چار افراد کو جھوٹ بولنے کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔

ذیل میں اصبغ بن نُباتہ، سعد بن طریف، مینا بن ابی مینا اور ابراہیم بن عبد اللہ صنعانی کے بارے میں ائمہ رجال کے اقوال تفصیل سے لکھے جائیں گے:

سند میں موجود راوی ابو القاسم اصبغ بن نُباتہ تمیمی حنظلی دارمی مجاشعی کوفی کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ ابو بکر بن عیاش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "الأصبغ بن نُباتة وهيثم هؤلاء كلهم الكذابون"[2]. اصبغ بن نُباتہ اور ہیثم کذاب ہیں۔

---

[1] تنزيه الشريعة: ٢/٣٣٦، رقم: ٦٦، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف وعبد الله محمد الصديق، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

[2] الضعفاء الكبير: ١/١٣٠ رقم: ١٦٠، ت: عبد المعطي أمين قلعجي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

حافظ جریر بن عبد الحمید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كان المغيرة لا يعبأ بحديث الأصبغ بن نُباتة"[1]. مغیرہ (یعنی بن مقسم ضبی رحمۃ اللہ علیہ)، اصبغ بن نُباتہ کی حدیث میں مشغول نہیں ہوتے تھے۔

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے اصبغ بن نُباتہ کو "ليس بشيء" کہا ہے[2]۔

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مقام پر اصبغ بن نُباتہ کو "ليس بثقة" کہا ہے[3]۔

حافظ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ "الطبقات الكبرى"[4] میں فرماتے ہیں: "وكان شيعيا، وكان يضعف في روايته". یہ شیعہ تھا، اور اس کی روایت میں تضعیف کی جاتی ہے۔

حافظ عمرو بن علی فلاس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ما سمعت يحيى ولا عبد الرحمن حدثا عن الأصبغ بن نُباتة شيئا قط"[5]. میں نے یحیی اور عبد الرحمن سے کبھی نہیں سنا کہ ان دونوں نے اصبغ بن نُباتہ کے انتساب سے کچھ بیان کیا ہو۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "التاريخ الكبير"[6] میں اصبغ بن نُباتہ کو ذکر کر کے

---

[1] تهذيب الكمال:٣٠٨/٣،رقم:٥٣٧،ت:بشار عواد معروف،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٠٧هـ.

[2] انظر الكامل في الضعفاء:١٠٢/٢،رقم:٢٢٠،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[3] انظر الكامل في الضعفاء:١٠٢/٢،رقم:٢٢٠،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[4] الطبقات الكبرى:٢٤٧/٦،رقم:٢٢٣٢،ت:محمد عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية١٤١٨هـ.

[5] الضعفاء الكبير:١٢٩/١رقم:١٦٠،ت:عبد المعطي أمين قلعجي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[6] التاريخ الكبير:٢٨/٢،رقم:١٥٩٥،ت:مصطفى عبد القادر أحمد عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ٢٠٠٨هـ.

سکوت فرمایا ہے۔

حافظ جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ ”أحوال الرجال“[1] میں فرماتے ہیں: ”وكان أصبغ بن نُباتة زائغا“. اور اصبغ بن نُباتہ منحرف تھا۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ”الکنی“[2] میں اصبغ بن نُباتہ کا ترجمہ قائم کرکے سکوت کیا ہے۔

حافظ عجلی رحمۃ اللہ علیہ نے اصبغ بن نُباتہ کو ”ثقة“ کہا ہے[3]۔

علامہ ابو عبید آجری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”قيل لأبي داود: الأصبغ بن نُباتة ليس بثقة؟ قال: بلغني هذا عن يحيى بن معين“[4]. ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا: کیا اصبغ بن نُباتہ لیس بثقہ ہے؟ ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مجھے یہ بات یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے پہنچی ہے۔

حافظ ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ ”الجرح والتعديل“[5] میں فرماتے ہیں: ”سألت أبي عن أصبغ بن نُباتة، فقال: لين الحديث، قلت وعقيصا؟ فقال بابتهم، غير أن أصبغ أشبه“. میں نے اپنے والد سے اصبغ بن نُباتہ کے بارے میں پوچھا تو

---

[1] أحوال الرجال:ص:٤٤،رقم:١٧،ت:عبد العليم عبد العظيم البستوي،حديث اكادمي ـفيصل آباد باكستان .

[2] الكنى و الأسماء:ص:٦٨٧،رقم:٢٧٧٢،ت:عبد الرحيم محمد أحمد القشقري،الجامعة الإسلامية ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[3] تاريخ الثقات:ص:٧١،رقم:١٠٩،ت:عبد المعطي قلعجي،دار الكتب العلمية ـبيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

[4] سؤالات أبي عبيد الآجري:١/١٧٠،رقم:٧٨،ت:عبد العليم عبد العظيم البستوي، مؤسسة الريان ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

[5] الجرح والتعديل:٢/٣٢٠،رقم:١٢١٣،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.
محقق علامہ عبد الرحمن معلمی ”بابتهم“ کے تحت لکھتے ہیں: ”يعني من ضربهم، وأبو حاتم كثيرا ما يستعمل هذه الكلمة في هذا المعنى، ووقع في م (ما منهم)“.

والد نے کہا: وہ لین الحدیث ہے، میں نے کہا: اور عقیص؟ والد نے کہا: وہ انہی میں سے ہے، تاہم اصبغ اشبہ ہے۔

حافظ یعقوب بن سفیان فسوی رحمۃ اللہ علیہ "المعرفة"[1] میں فرماتے ہیں: "سعد بن طَرِيف، وأصبغ بن نُباتة، وسعد الإسكاف، وإسماعيل بن مسلم المكي يعرف حديثه وينكر". سعد بن طریف، اصبغ بن نُباتہ، سعد اسکاف اور اسماعیل بن مسلم مکی ان کی حدیث معروف و منکر ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء"[2] میں اصبغ بن نُباتہ کو "متروك الحديث" کہا ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دوسرے مقام پر اسے "ليس بثقة" کہا ہے[3]۔

امام ابو بکر بزار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "أكثر أحاديثه عن علي، لا يرويها غيره"[4]. اس کی اکثر احادیث علی رضی اللہ عنہ سے ہیں، جسے کوئی دوسرا نقل نہیں کرتا۔

حافظ ساجی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "منكر الحديث" کہا ہے[5]۔

حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ "الضعفاء الكبير"[6] میں فرماتے ہیں: "كان يقول بالرجعة". یہ رجعت کا قائل تھا۔

---

[1] المعرفة والتاريخ:٣/٦٦،ت:أكرم ضياء العمري،مكتبة الدار ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ١٤١٠هـ.

[2] الضعفاء والمتروكين:ص:١٥٦،رقم:٦٤،ت،محمود إبراهيم زايد،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

[3] تهذيب الكمال:٣/٣١٠،رقم:٥٣٧،ت:بشار عواد معروف،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٠٧هـ.

[4] انظر إكمال تهذيب الكمال:٢/٢٥٢،رقم:٥٧٣،ت:عادل محمد وأسامة بن إبراهيم،الفاروق الحديثة،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[5] انظر إكمال تهذيب الكمال:٢/٢٥٢،رقم:٥٧٣،ت:أبو عبد الرحمن عادل بن محمد،الفاروق الحديثة ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[6] الضعفاء الكبير:١/١٢٩رقم: ١٦٠،ت:عبد المعطي أمين قلعجي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحین"[1] میں فرماتے ہیں: "وهو ممن فتن بحب علي، أتى بالطامات في الروايات فاستحق من أجلها الترك".
اور یہ ان لوگوں میں سے جو علی رضی اللہ عنہ کی محبت کی وجہ سے فتنہ میں پڑ گئے، یہ روایات میں طامات لاتا تھا، چنانچہ ان روایات کی وجہ سے یہ ترک کا مستحق ہوا ہے۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الکامل"[2] میں اصبغ بن نُباتہ کے بارے میں فرماتے ہیں: "صاحب علي بن أبي طالب، يروي عنه أحاديث غير محفوظة". یہ صاحبِ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہے، یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے انتساب سے غیر محفوظ احادیث روایت کرتا ہے۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ چند سطروں کے بعد فرماتے ہیں: "والأصبغ بن نُباتة لم أخرج له هاهنا شيئا، لأن عامة ما يرويه عن علي لا يتابعه عليه أحد، وهو بين الضعف، وله عن علي أخبار وروايات، وإذا حدث عن الأصبغ ثقة فهو عندي لا بأس بروايته، وإنما أتى الإنكار من جهة من روى عنه، لأن الراوي عنه لعله يكون ضعيفا".

اور میں نے یہاں اصبغ بن نُباتہ سے کچھ تخریج نہیں کیا، اس لئے کہ یہ عام طور پر علی رضی اللہ عنہ سے ایسی روایات بیان کرتا ہے جس پر اس کی کوئی بھی متابعت نہیں کرتا، اور اس کا ضعف واضح ہے، اور اس کی علی رضی اللہ عنہ کے انتساب سے روایات اور اخبار ہیں، اور جب اصبغ سے کوئی ثقہ راوی روایت کرے تو میرے نزدیک اس کی

---

[1] المجروحين: ١٧٤/١، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ١٤١٢هـ.
[2] الكامل في الضعفاء: ١٠٢/٢، رقم: ٢٢٠، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

روایت ''لا بأس'' ہے، اور اس میں انکار اس سے روایت کرنے والے کی طرف سے آتا ہے، اس لئے کہ ہو سکتا ہے کہ اس سے روایت کرنے والا راوی ضعیف ہو۔

حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الضعفاء''[1] میں اصبغ بن نُباتہ کو ''منكر الحديث'' کہا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ''الكاشف''[2] میں فرماتے ہیں: ''تركوه''. محدثین نے اسے ترک کر دیا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ''المغني''[3] میں فرماتے ہیں: ''واه، غال في تشيعه، تركه النسائي، (وقال ابن معين: ليس بثقة)''. یہ واہی ہے، تشیع میں غالی ہے، نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ترک کر دیا، اور ابن معین رحمۃ اللہ علیہ نے لیس بثقۃ کہا ہے۔

علامہ سبط ابن عجمی رحمۃ اللہ علیہ ''الكشف الحثيث''[4] میں فرماتے ہیں: ''كذاب، متروك''. کذاب، متروک ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ ''تقريب التهذيب''[5] میں فرماتے ہیں: ''متروك، رمي بالرفض''. متروک ہے، اس پر رفض کا اتہام ہے۔

---

[1] الضعفاء والمتروكون: ص:١٥٦، رقم:١١٨، ت:موفق بن عبد الله بن عبد القادر، مكتبة المعارف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[2] الكاشف: ٢٥٤/١، رقم:٤٥٣، ت:محمد عوامة وأحمد محمد نمر الخطيب، دار القبلة للثقافة الإسلامية ـ جدة، الطبعة الأولى ١٤١٣هـ.

[3] المغني في الضعفاء: ١٤١/١، رقم:٧٧١، ت:أبي الزهراء حازم القاضي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

[4] الكشف الحثيث: ص:٧٣، رقم:١٥٩ ت:صبحي السامرائي، مكتبة النهضة العربية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٧هـ.

[5] تقريب التهذيب: ص:١١٣، رقم:٥٣٧ ت:محمد عوامة، دار الرشيد ـ سوريا، الطبعة الثالثة ١٤١١هـ.

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزيه الشريعة"[1] میں اصبغ بن نُباتہ کو وضاعین و متہمین کی فہرست میں شمار کرکے "كذاب" کہا ہے۔

سند میں موجود راوی سعد بن طریف اِسکاف حذاء حنظلی کوفی (المتوفی مابین ۱۴۰ – ۱۵۰ھ[2]) کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے سعد بن طریف کو "ليس بشيء" کہا ہے[3]۔

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: "لا يحل لأحد أن يروي عن سعد بن طَرِيف"[4]. کسی کے لئے حلال نہیں کہ وہ سعد بن طریف سے روایت کرے۔

حافظ عمرو بن علی فلاس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ضعيف الحديث، وهو يغرق في التشيع"[5]. یہ ضعیف الحدیث ہے، اور یہ تشیع میں ڈوبا ہوا تھا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ "التاريخ الكبير"[6]، "التاريخ الصغير"[7] اور "الضعفاء"[8] میں فرماتے ہیں: "ليس بالقوي عندهم". یہ محدثین کے نزدیک لیس بالقوی ہے۔

---

[1] تنزيه الشريعة: ٤٠/١، رقم: ٣١١، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف وعبد الله محمد الصديق، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

[2] امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "التاریخ الصغیر" میں موصوف کو ان افراد میں ذکر کیا ہے جن کا انتقال ۱۴۰ اور ۱۵۰ھ کے درمیان ہوا ہے (التاريخ الصغير: ٥٤/٢، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ).

[3] تاريخ يحيى بن معين برواية الدوري: ٣٣١/١، رقم: ٢٢٢٧، ت: عبد الله أحمد حسن، دار القلم ـ بيروت.

[4] انظر الجرح والتعديل: ٨٧/٤، رقم: ٣٧٩، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.

[5] انظر الكامل في الضعفاء: ٣٨٣/٤، رقم: ٧٩٦، ت: عادل أحمد وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[6] التاريخ الكبير: ٦٦/٤، رقم: ٤٨٥٠، ت: مصطفى عبد القادر أحمد عطا، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ٢٠٠٨هـ.

[7] التاريخ الصغير: ٦٠/٢، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

[8] الضعفاء الصغير: ٥٦/١، رقم: ١٤٨، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

حافظ جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ نے "أحوال الرجال"[1] میں اسے "مذموم" کہا ہے۔

حافظ عجلی رحمۃ اللہ علیہ نے سعد بن طریف کو "ضعیف الحدیث" کہا ہے[2]۔

حافظ ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "کوفي، لین" کہا ہے[3]۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "ضعیف" کہا ہے[4]۔

حافظ ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "منکر الحدیث، ضعیف الحدیث، [متروك الحدیث]" کہا ہے[5]۔

حافظ یعقوب بن سفیان فسوی رحمۃ اللہ علیہ "المعرفة والتاریخ"[6] میں فرماتے ہیں: "أصبغ بن نُباتة، وسعد الإسکاف، وإسماعیل ابن مسلم المکي، یعرف حدیثهم وینکر". اصبغ بن نُباتہ، سعد اسکاف اور اسماعیل بن مسلم مکی ان کی احادیث یعرف وینکر ہیں۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء"[7] میں اسے "متروك الحدیث" کہا ہے۔

حافظ ساجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "لا یحل لأحد أن یروي عنه، لیس بشيء، عنده مناکیر یطول ذکرها"[8]. کسی کے لئے اس سے روایت کرنا حلال نہیں ہے،

---

[1] أحوال الرجال:ص:۷۸،رقم:۵۳،ت:عبد العلیم عبد العظیم البستوي،حدیث اکادمي ـ فیصل آباد باکستان .

[2] تاریخ الثقات:ص:۱۷۹،رقم:۵۲۳،ت:عبد المعطي قلعجي،دار الکتب العلمیة ـ بیروت،الطبعة الأولی ۱٤۰۵هـ.

[3] انظر الجرح والتعدیل:۸۷/٤،رقم:۳۷۹،دار الکتب العلمیة ـ بیروت،الطبعة الأولی ۱۳۷۲هـ.

[4] سؤالات أبي عبید الآجري:ص:۱۱۹،رقم:۵۵،ت:محمد علي قاسم العمري،المجلس العلمي ـ المدینة المنورة،الطبعة ۱۳۹۹هـ.

[5] الجرح والتعدیل:۸۷/٤،رقم:۳۷۹،دار الکتب العلمیة ـ بیروت،الطبعة الأولی ۱۳۷۲هـ.

[6] المعرفة والتاریخ:٦٦/۳،ت:أکرم ضیاء العمري،مکتبة الدار ـ المدینة المنورة،الطبعة الأولی ۱٤۱۰هـ.

[7] الضعفاء والمتروکین:ص:۱۳۰،رقم:۲۹٦،ت:بوران الضناوي وکمال یوسف الحوت،مؤسسة الکتب الثقافیة ـ بیروت،الطبعة الأولی ۱٤۰۵هـ.

[8] انظر إکمال تهذیب الکمال:۲۳٦/۵،رقم:۱۸۸۱،ت:أبو عبد الرحمن عادل بن محمد،الفاروق الحدیثة ـ القاهرة،

یہ لیس بشیءہے،اس کے پاس مناکیر ہیں جس کا ذکر طویل ہے۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحین"[1] میں لکھتے ہیں:" كان يضع الحديث على الفور". یہ فوراً حدیث گھڑ لیتا تھا۔

علامہ سبط ابن عجمی رحمۃ اللہ علیہ نے"الكشف الحثيث"[2] میں اور علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے"تنزيه الشريعة"[3] میں حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کا قول ذکر کیا ہے۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے"الكامل"[4] میں سعد بن طریف کو"ضعيف جدا" کہا ہے۔

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ "العلل"[5] میں ایک روایت کے تحت سعد بن طریف کے بارے میں فرماتے ہیں:"فأما حديث علي فالمتهم به سعد بن طَرِيف، فإنه كان يضع الحديث". حدیث علی رضی اللہ عنہ میں سعد بن طریف متہم ہے، کیونکہ یہ حدیث گھڑتا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ"الكاشف"[6] میں فرماتے ہیں:"شيعي، واه، ضعفوه". یہ شیعی،واہی ہے، محدثین نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[1] المجروحين: ٣٥٧/١،ت:محمود إبراهيم زايد،دار المعرفة ـ بيروت .

[2] الكشف الحثيث:ص:١٢٤،رقم:٣٠٧ت:صبحي السامرائي،مكتبة النهضة العربية ـبيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٧هـ.

[3] تنزيه الشريعة:٦٢/٢،رقم:٥،ت:عبد الوهاب عبد اللطيف وعبد الله محمد الصديق،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

[4] الكامل في الضعفاء: ٣٨٧/٤،رقم:٧٩٦،ت:عادل أحمد وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت .

[5] العلل المتناهية:٢٢٥/٢،رقم:١١٩٠،ت:إرشاد الحق الأثري،إدارة العلوم الأثرية ـ فيصل آباد،باكستان،الطبعة الأولى ١٣٩٩هـ.

[6] الكاشف: ٤٢٩/١،رقم: ١٨٣١،ت:محمد عوامة،دار القبلة للثقافة الإسلامية ـ جدة،الطبعة الأولى ١٤١٣هـ.

نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "المغني"[۱] میں فرماتے ہیں: "مجمع على ضعفه، واتهمه ابن حبان". اس کے ضعف پر اجماع ہے، اور ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے اسے متہم قرار دیا ہے۔

حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ "مجمع الزوائد"[۲] میں ایک روایت کے تحت فرماتے ہیں: "وقد أجمعوا على ضعفه". اور اس کے ضعف پر سب کا اجماع ہے۔

حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ "مجمع الزوائد"[۳] میں ایک دوسرے مقام پر ایک روایت کے تحت فرماتے ہیں: "وفيه سعد بن طَريف، واتهم بالوضع". اور اس میں سعد بن طریف ہے، اور یہ حدیث گھڑنے میں مَتہم ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "التقریب"[۴] میں فرماتے ہیں: "متروك، ورماه ابن حبان بالوضع، وكان رافضيا". متروک ہے، ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے اسے حدیث گھڑنے میں متہم قرار دیا ہے، اور یہ رافضی تھا۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزيه الشريعة"[۵] میں سعد بن طریف کو وضاعین و متہمین کی فہرست میں شمار کر کے حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ذکر کیا ہے۔

---

[۱] المغني في الضعفاء: ۳۹۵/۱، رقم: ۲۳٤٦، ت: أبي الزهراء حازم القاضي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

[۲] مجمع الزوائد: ۲۳/۲، ت: حسام الدين القدسي، دار الكتاب العربي ـ بيروت.

[۳] مجمع الزوائد: ۲۰۳/۱، ت: حسام الدين القدسي، دار الكتاب العربي ـ بيروت.

[۴] تقريب التهذيب: ص: ۲۳۱، رقم: ۲۲٤۱ ت: محمد عوامة، دار الرشيد ـ سوريا، الطبعة الثالثة ١٤١١هـ.

[۵] تنزيه الشريعة: ٦۲/۱، رقم: ۵، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف، عبد الله محمد الصديق، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

سند میں موجود راوی مینا[1] بن ابی مینا مولی عبد الرحمن بن عوف قرشی زہری خرّاز[2] کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ عباس دوری رحمۃ اللہ علیہ، حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل فرماتے ہیں: "ومیناء، لیس بثقة، وربما قال یحیی: من مِیْناء؟ أبعده الله"[3]. مینا ثقہ نہیں ہے اور یحیی رحمۃ اللہ علیہ بسا اوقات فرماتے: کون مینا؟ اللہ اسے دور کرے۔

حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "منكر الحديث، روى أحاديث في أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم مناكير، لا يعبأ بحديثه، [كان يكذب]"[4].
مینا منکر الحدیث ہے، یہ اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں منکر احادیث روایت کرتا ہے، اس کی حدیث میں مشغول نہ ہوا جائے، یہ جھوٹ بولتا تھا۔

حافظ ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے مینا کو "لیس بقوي" کہا ہے[5]۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء"[6] میں اسے "لیس بثقة" کہا ہے۔

---

[1] حافظ ابن ماکولا رحمۃ اللہ علیہ "الاکمال" میں فرماتے ہیں: "وأما مينا بكسر الميم، وبعد الياء نون يمد ويقصر، فمن مده كتبه بالألف، ومن قصره كتبه بالياء، فهو مينا مولى أبي عامر الراهب، شهد تبوكا مع النبي صلى الله عليه وسلم، قاله مصعب، ومينا رجل من أهل صنعاء، يحدث عن ابن مسعود، وأبي هريرة، روى عنه همام بن نافع الصنعاني أبو عبد الرزاق أنكروا حديثه" (الإكمال في رفع الارتياب: ۳۰۷/۷، الفاروق الحديثة ـ القاهرة).

[2] یہ مینا حضرت عثمان کی بیعت کے وقت بالغ ہوئے ہیں، چنانچہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ "التاریخ الکبیر" میں تحریر فرماتے ہیں: "قال أحمد: عن عبد الرزاق، أخبرني أبي، نا ميناء، قال: أخذت البقرة، وآل عمران من أبي هريرة، واحتلمت حين بويع لعثمان". (التاريخ الكبير: ۳۴۳/۷، رقم: ۱۱۳۸۸، ت: مصطفى عبد القادر أحمد عطا، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ۲۰۰۸ هـ).

[3] تاريخ ابن معين برواية الدوري: ۸۰/۳، رقم: ۳۲۹، ت: أحمد محمد نور سيف، مركز البحث العلمي وإحياء التراث الإسلامي ـ مكة، الطبعة الأولى ۱۳۹۹ هـ.

[4] الجرح والتعديل: ۳۹۵/۸، رقم: ۱۸۱۱، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱۳۷۲ هـ.

[5] انظر الجرح والتعديل: ۳۹۵/۸، رقم: ۱۸۱۱، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱۳۷۲ هـ.

[6] الضعفاء والمتروكين: ص: ۲۳۱، رقم: ۶۱۰، ت: بوران الضناوي وكمال يوسف الحوت، مؤسسة الكتب الثقافية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۰۵ هـ.

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحین"[1] میں فرماتے ہیں:"منكر الحديث، قليل الرواية، روى أحرفا يسيرة لا تشبه أحاديث الثقات، وجب التنكب عن روايته". یہ منکرالحدیث ہے، قلیل الروایہ ہے، چند حروف ہی روایت کرسکا ہے، جو ثقہ لوگوں کی حدیث کے مشابہ نہیں ہیں، اس سے روایت کرنے سے بچنا واجب ہے۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے موصوف کو "الثقات"[2] میں بھی ذکر کیا ہے۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الكامل"[3] میں تحریر فرماتے ہیں: "ومينا هذا أظن أن عامة ما يرويه هو ما ذكرته، ويبين على حديثه أنه يغلو في التشيع". اس مینا کی اکثر احادیث میں ذکر کرچکا ہوں، اور اس کی حدیث میں یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ تشیع میں غالی ہے۔

حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "المؤتلف"[4] میں "منكر الحديث" کہا ہے۔

حافظ جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ "أحوال الرجال"[5] میں فرماتے ہیں: "أنكر الأئمة حديثه لسوء مذهبه ولما حدث من العضل". ائمہ نے اس کے سوء مذہب کی

[1] المجروحين:۲۲/۳،ت:محمود إبراهيم زايد،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.
[2] الثقات:٤٥٥/٥،دائرة المعارف العثمانية ـ حيدر آباد الدكن،الطبعة ١٣٩٣هـ.
[3] الكامل في الضعفاء:٢٢٠/٨،رقم:١٩٣٩،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت.
[4] المؤتلف والمختلف:٢١٠٥/٤،ت:موفق بن عبد الله بن عبد القادر،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.
[5] أحوال الرجال:ص:٢٥٣،رقم:٢٦٣،ت:عبد العليم عبد العظيم البستوي،حديث اكادمي ـ فيصل آباد باكستان.

وجہ سے، نیز اس کے معضل احادیث بیان کرنے کی وجہ سے اسے ترک کر دیا تھا۔

حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ "الضعفاء"[1] میں فرماتے ہیں: "روى عنه، همام بن نافع أحاديث مناكير، لا يتابع منها على شيء". اس سے ہمام بن نافع نے ایسی منکر احادیث روایت کی ہیں، جن میں کسی میں بھی اس کی متابعت نہیں کی جاتی۔

حافظ ابن ماکولا رحمۃ اللہ علیہ "الإكمال"[2] میں فرماتے ہیں: "أنكروا حديثه". محدثین نے اس کی حدیث کا انکار کیا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے مینا کو "الكاشف"[3] میں "ضعفوه" اور "ميزان"[4] میں "ساقط" کہا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "التقريب"[5] میں فرماتے ہیں: "متروك، ورمي بالرفض، وكذبه أبو حاتم". یہ متروک ہے، اور اس پر رفض کا اتہام ہے، اور اسے ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے جھوٹا کہا ہے۔

علامہ سبط ابن عجمی رحمۃ اللہ علیہ نے مینا کو "الكشف الحثيث"[6] میں ذکر کر کے حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے۔

---

[1] الضعفاء الكبير: ٢٥٣/٤، رقم: ١٨٤٩، ت: عبد المعطي أمين قلعجي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[2] الإكمال: ٣٠٨/٧، الفاروق الحديثة ـ القاهرة.

[3] الكاشف: ٣١٢/٢، رقم: ٥٧٧٠، ت: محمد عوامة وأحمد محمد نمر الخطيب، دار القبلة للثقافة الإسلامية ـ جدة، الطبعة الأولى ١٤١٣هـ.

[4] ميزان الاعتدال: ٢٣٨/٤، رقم: ٨٩٨٢، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

[5] تقريب التهذيب: ص: ٥٥٦، رقم: ٧٠٥٩، ت: محمد عوامة، دار الرشيد ـ سوريا، الطبعة الثالثة ١٤١١هـ.

[6] الكشف الحثيث: ص: ٢٦٥، رقم: ٨٠١، ت: صبحي السامرائي، مكتبة النهضة العربية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٧هـ.

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزيه الشريعة"[1] میں مینا کو وضاعین و متہمین کی فہرست میں شمار کرکے حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا ہے۔

سند میں موجود راوی ابراہیم بن عبد اللہ بن ہمام ابن اخی عبد الرزاق صنعانی کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحين"[2] میں تحریر فرماتے ہیں: "يروي عن عبد الرزاق المقلوبات الكثيرة التي لا يجوز الاحتجاج لمن يرويها لكثرتها".
یہ عبد الرزاق سے ایسی بہت سے مقلوب احادیث روایت کرتا ہے جن سے ایسے شخص کے لئے احتجاج درست نہیں جو اسے روایت کرے، کیونکہ ایسی روایات کثرت سے ہیں۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے "الكامل"[3] میں اسے "منكر الحديث" کہا ہے۔

حافظ ابو الفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "متروك الحديث، كذاب، لا يكتب حديثه"[4]. متروک الحدیث، کذاب ہے، اس کی حدیث کو نہ لکھا جائے۔

حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ "الضعفاء"[5] میں ابراہیم بن عبد اللہ کے بارے میں

---

[1] تنزيه الشريعة: ۱۲۱/۱، رقم: ۳۹۸، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف وعبد الله محمد الصديق، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۰۱هـ.

[2] المجروحين: ۱۱۸/۱، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱۳۷۲هـ.

[3] الكامل في الضعفاء: ٤٤۰/۱، رقم: ۱۱۳، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[4] الضعفاء والمتروكين: ٤۱/۱، رقم: ۸۵، ت: أبو الفداء عبد الله القاضي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۰٦هـ.

[5] الضعفاء والمتروكون: ص: ۱۰۷، رقم: ۲۱، ت: موفق بن عبد الله بن عبد القادر، مكتبة المعارف ـ الرياض، الطبعة الأولى ۱٤۰٤هـ.

فرماتے ہیں: "كذاب، يضع الحديث". یہ جھوٹا ہے، حدیث گھڑتا ہے۔

حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ "المسند المستخرج"[1] میں فرماتے ہیں: "حدث بالموضوعات عن عمه". یہ اپنے چچا (یعنی عبد الرزاق) کے انتساب سے من گھڑت حدیث نقل کرتا ہے۔

حافظ ابو عبد اللہ حاکم رحمۃ اللہ علیہ "المدخل"[2] میں فرماتے ہیں: "حدث عنه عمه [كذا في الأصل، والصحيح: عن عمه] بأحاديث موضوعة". یہ اپنے چچا (یعنی عبد الرزاق) کے انتساب سے من گھڑت حدیث نقل کرتا ہے۔

حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "تذكرة الحفاظ"[3] میں ایک روایت کے تحت ابراہیم بن عبد اللہ صنعانی کو "كذاب" کہا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "ميزان الاعتدال"[4] میں ابراہیم بن عبد اللہ کے ترجمہ میں فرماتے ہیں: "فمن مصائبه". اس کے مصائب میں سے ہے، اس کے بعد حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے تین احادیث نقل کیں، پھر فرماتے ہیں: "فهذه الأشياء من وضع هذا المدبر". یہ چیزیں اس مدبر نے گھڑی ہیں۔

علامہ سبط ابن عجمی رحمۃ اللہ علیہ نے "الكشف الحثيث"[5] میں حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ،

---

[1] المسند المستخرج على صحيح مسلم: ۵۸/۱، رقم: ۷، ت: محمد حسن محمد حسن إسماعيل، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

[2] المدخل: ص: ١١٦، رقم: ۷، ت: ربيع بن هادي عمير المدخلي، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[3] تذكرة الحفاظ: ص: ٣٢٤، رقم: ٨١٥، ت: حمیدي بن عبد المجيد بن إسمعيل السلفي، دار الصميعي ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

[4] ميزان الاعتدال: ٤٢/١، رقم: ١٢٧، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

[5] الكشف الحثيث: ص: ٣٦، رقم: ١٢، ت: صبحي السامرائي، مكتبة النهضة العربية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٧هـ.

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزيه الشريعة"[1] میں ابراہیم بن عبداللہ صنعانی کو وضاعین و متہمین کی فہرست میں شمار کرکے حافظ دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو ذکر کیا ہے۔

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی اتباع میں علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت کو "من گھڑت" کہا ہے، اس لئے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

---

[1] تنزيه الشريعة: ٢٢/١، رقم: ٣٧، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف وعبد الله محمد الصديق، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.
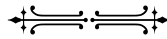
روایت نمبر⑤

روایت: آپ ﷺ کی موجودگی میں پیالے میں موجود ثرید کا تسبیح کرنا، اور بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کا اسے سننا، پھر درخواست کی گئی کہ سب ہی لوگوں کو سنوایا جائے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر کسی کو ان میں سے سنائی نہ دے تو لوگ سمجھیں گے کہ یہ گناہ گار ہے۔

حکم: شدید ضعیف ہے، بیان نہیں کر سکتے، تاہم یہ مضمون ثابت ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم کھانا کھاتے ہوئے تسبیح سنا کرتے تھے۔

روایت کا مصدر

حافظ ابو شیخ اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ "العظمۃ"[1] میں تخریج فرماتے ہیں:

"حدثنا أبو العباس الهروي، حدثنا مسلم بن حاتم، حدثنا أبو بكر الحنفي، حدثنا زياد بن ميمون، عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه قال: أتي رسول الله صلى الله عليه وسلم بطعام ثريد فقال: إن هذا الطعام يسبح، قالوا: يا رسول الله! وتفقه تسبيحه؟ قال: نعم، ثم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لرجل: أدن هذه القصعة من هذا الرجل، فأدناها، فقال: نعم يا رسول الله! صلى الله عليه وسلم، هذا الطعام يسبح، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أدنيها من آخر، فأدناها منه، فقال: يا رسول الله! صلى الله عليه وسلم هذا الطعام يسبح، فقال: أدنها من آخر، فأدناها منه فقال: يا رسول الله! صلى الله عليه وسلم هذا الطعام يسبح، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ردها، فقال رجل: يا رسول الله! صلى الله عليه وسلم لو أمرت على القوم جميعا،

[1] كتاب العظمة: ١٧٢٦/٥، رقم: ١١٩٢، ت: رضاء الله بن محمد إدريس، دار العاصمة - الرياض.

فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا إله إلا الله، إنها لو سكنت عند رجل لقالوا من ذنب، ردها، فردها“.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ثرید کا کھانا پیش کیا گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ کھانا تسبیح کررہا ہے، کسی نے عرض کیا: آپ اس کی تسبیح سمجھتے ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں سمجھتا ہوں، اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص سے فرمایا: اس کو فلاں شخص کے قریب کردو، وہ پیالہ ان کے قریب کیا گیا، تو صحابی رضی اللہ عنہ نے کہا، جی ہاں، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ کھانا تسبیح کررہا ہے، اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو فلاں شخص کے قریب کردو، وہ پیالہ ان کے قریب کیا گیا، تو اس نے بھی کہا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ کھانا تسبیح کررہا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اسے دوسرے کے قریب کرو، وہ پیالہ ان کے قریب کیا گیا تو اس نے بھی کہا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ کھانا تسبیح کررہا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اسے واپس کردو، تو ایک شخص نے کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اگر آپ سب لوگوں کے لئے ہی یہ حکم فرمادیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لا الہ الا اللہ، اگر یہ برتن کسی کے پاس خاموش ہوگیا تو لوگ کہیں گے کہ گناہ کی وجہ سے ہے، اسے واپس کردو، چنانچہ اس نے اسے واپس کردیا۔

سند میں موجود راوی ابو عمار زیاد بن میمون بصری ثقفی فاکہی (المتوفی مابین ۱۵۰ — ۱۶۰ھ [1]) کے بارے میں ائمہ رجال کے اقوال

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ”التاريخ الكبير“ [2] میں فرماتے ہیں: ”تركوه، قال علي

[1] امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ”التاریخ الصغیر“ میں زیاد بن میمون کو ان افراد میں ذکر کیا ہے جن کا انتقال ۱۵۰ اور ۱۶۰ھ کے درمیان ہوا ہے(التاريخ الصغير:۱۰٤/۲،ت:محمود إبراهيم زايد،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة الاولى ١٤٠٦هـ).

[2] التاريخ الكبير:۳۱۳/۳،رقم:٤١٤٦،ت:مصطفى عبد القادر،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٩هـ.

بن نصر: أخبرنا بشر بن عمر سألت زياد بن ميمون أبا عمارة عن حديث رواه عن أنس، فقال: ويحكم احسبوا كنت يهوديا أو نصرانيا أو مجوسيا، قد رجعت عما كنت أحدث به عن أنس، لم أسمع من أنس شيئا".

زیاد بن میمون کو ائمہ نے ترک کر دیا تھا، علی بن نصر فرماتے ہیں کہ ہمیں بشر بن عمر نے بتایا کہ میں نے زیاد بن میمون ابو عمارہ سے اس حدیث کے بارے میں سوال کیا، جو انہوں نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، اس پر زیاد نے کہا: تمہارا ناس ہو، تم یہ سمجھ لو کہ میں یہودی تھا، یا نصرانی یا مجوسی تھا، جو روایتیں میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتا تھا، ان سے میں نے رجوع کر لیا ہے، میں نے انس رضی اللہ عنہ سے کچھ نہیں سنا۔

یہی کلام امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "التاريخ الصغير"[1] **میں بھی ذکر کیا ہے۔**

نیز امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ "الضعفاء"[2] **میں زیاد بن میمون کے بارے میں فرماتے ہیں:** "صاحب الفاكهة، سمع أنسا، تركوه". **یہ صاحب فاکہہ ہے، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتا ہے، ائمہ نے اس سے روایت کرنے کو ترک کر دیا تھا۔**

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ اپنی "صحيح"[3] **کے مقدمہ میں فرماتے ہیں:** "وحدثنا الحسن الحُلْوَاني، قال: سمعت يزيد بن هارون، وذكر زياد بن ميمون، فقال: حلفت ألا أروي عنه شيئا، ولا عن خالد بن مَحْدُوْج، وقال: لقيت

---

[1] التاريخ الصغير: ١٣٦/٢، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة - بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

[2] الضعفاء الصغير: ص: ٤٩، رقم: ١٢٤، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة - بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

[3] صحيح مسلم: ٢٤/١، ت: محمد فؤاد عبد الباقي، دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.

زياد بن ميمون، فسألته عن حديث، فحدثني به عن بكر المُزَنِي، ثم عدت إليه، فحدثني به عن مُوَرِّق، ثم عدت إليه، فحدثني به عن الحسن، وكان ينسبهما إلى الكذب، قال الحُلْوَانِي: سمعت عبد الصمد، وذكرت عنده زياد بن ميمون، فنسبه إلى الكذب"۔

"۔۔۔یزید بن ہارون نے زیاد کے بارے میں قسم کھا کر فرمایا کہ میں زیاد بن میمون سے روایت نہیں کروں گا، اور نہ ہی خالد بن محدُوج سے روایت کروں گا، اور فرمایا: میں نے زیاد بن میمون سے ملاقات کی تو میں نے ان سے ایک حدیث کے بارے میں پوچھا، تو وہ حدیث زیاد نے مجھ سے بکر مزنی کے واسطہ سے روایت کی، پھر دوبارہ میں ان کے پاس آیا تو وہی روایت اس نے مجھ سے موَرِّق کے واسطہ سے نقل کی، پھر دوبارہ جب میں ان کے پاس آیا تو وہی روایت اس نے مجھ سے حسن کے واسطہ سے نقل کی، حُلوانی فرماتے ہیں کہ زیاد بن میمون اور خالد بن محدُوج کو یزید بن ہارون کذب کی طرف منسوب کرتے تھے، حُلوانیؒ فرماتے ہیں جب میں نے عبد الصمد کے سامنے زیاد کا ذکر کیا، تو انہوں نے زیاد کو کذب کی طرف منسوب کیا"۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ ہی نے "الكنى "[1] میں زیاد بن میمون کو "متروك الحديث" کہا ہے۔

حافظ یزید بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "تركت أحاديث زياد بن ميمون، وكان كذابا، قد استبان لي كذبه"[2] میں نے زیاد بن میمون کی احادیث کو ترک

[1] الكنى والأسماء: ۵۸۷/۱،رقم: ۲۳۹٤،ت:عبد الرحيم محمد أحمد،المجلس العلمي ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[2] الجرح والتعديل: ٥٤٤/٣،رقم: ٢٤٥٨،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣٧١هـ.

کر دیا ہے، اور وہ کذاب تھا، اس کا جھوٹ میرے لئے واضح ہو گیا تھا۔

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "حديث زياد أبي عمار ليس بشيء"[1]. زیاد ابو عمار کی حدیث لیس بشیء ہے۔

حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كان يقال: إنه كذاب، ترك حديثه"[2]. کہا جاتا تھا کہ یہ جھوٹا ہے، اس کی حدیث ترک کر دی گئی ہے۔

حافظ ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے زیاد بن میمون کو "واهي الحديث" کہا ہے[3]۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء والمتروكين"[4] میں زیاد بن میمون کو "متروك الحديث" کہا ہے۔

حافظ ابو داؤد طیالسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "أتينا زياد بن ميمون، فسمعته يقول: أستغفر الله، وضعت هذه الأحاديث"[5]. ہم زیاد بن میمون کے پاس آئے، تو میں نے ان کو یہ کہتے ہوئے سنا: استغفر اللہ میں نے یہ احادیث گھڑی ہیں۔

حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ "الضعفاء الكبير"[6] میں فرماتے ہیں: "حدثنا محمد قال: حدثنا الحسن قال: سمعت عبد الصمد، وذكر عنده زياد بن ميمون،

---

[1] تاريخ يحيي بن معين رواية الدوري:٩٥/٤،رقم:٣٣٢٥،ت:أحمد محمد نور سيف،جامعة الملك عبد العزيز ـ مكة المكرمة،الطبعة الأولى ١٣٩٩هـ.

[2] الجرح والتعديل:٥٤٥/٣،رقم:٢٤٥٨،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣٧١هـ.

[3] سؤالات البرذعي:ص:٢٢٢،رقم:٣٨٩،ت:أبو عمر محمد بن علي،الفاروق الحديثة ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ.

[4] الضعفاء والمتروكين:ص:١٨١،رقم:٢٢٢،ت،محمود إبراهيم زايد،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

[5] الضعفاء الكبير:٧٧/٢،رقم:٥٢٦،ت:عبد المعطي أمين قلعجي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[6] الضعفاء الكبير:٧٧/٢،رقم:٥٢٦،ت:عبد المعطي أمين قلعجي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

فقال: إني أخاف أن أكون قد أيمت [كذا في الأصل، وفي بعض المخطوطات: أثمت[۱]] في ذكره حين ذكرته، ونسبه إلى الكذب"۔

"۔۔۔عبد الصمد کے سامنے جب زیاد بن میمون کا تذکرہ کیا گیا، تو عبد الصمد نے فرمایا: مجھے اس بات کا خوف ہے کہ میں زیاد کا تذکرہ کرتے ہوئے گناہ گار ہو جاؤں گا، اور انہوں نے زیاد کو کذب کی طرف منسوب کیا"۔

حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ بذات خود اس زیاد کے بارے میں فرماتے ہیں: "وزياد بن ميمون يكذب"[۲]. زیاد بن میمون جھوٹ بولتا ہے۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحين"[۳] میں فرماتے ہیں: "كان يروي عن أنس، ولم يره، ولا سمع منه شيئا، وهو صاحب حديثه الطويل في قصة الجماع". زیاد حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتا تھا، حالانکہ زیاد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو نہیں دیکھا تھا، اور نہ ہی ان سے کچھ سنا تھا، اور جماع سے متعلق ایک لمبی حدیث روایت کرنے والا بھی یہی زیاد ہے۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الكامل"[۴] میں زیاد بن میمون کی چند روایات نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "ولزياد أبي عمار غير ما ذكرت من الحديث عن

---

[۱] الضعفاء الكبير مخطوط: مكان وجودها من المكتبة العثمانية بطولقة بسكرة الجزائر، نشرها جمال عزون الجزائري.
والضعفاء الكبير مخطوط: مكتبة الأستاذ الدكتور محمد بن تركي التركي، ص: ۱۲۹.

[۲] الضعفاء الكبير: ۹۸/۱، رقم: ۱۱۳، ت: عبد المعطي أمين قلعجي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[۳] المجروحين: ۳۰۵/۱، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ١٤١٢هـ.

[۴] الكامل في الضعفاء: ۱۲۹/٤، رقم: ٦٨٦، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

أنس، ولا أعرف له عن غير أنس، وأحاديثه مقدار ما يرويه لا يتابعه أحد عليه". زیاد ابو عمار کی اس کے علاوہ بھی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایات ہیں، اور میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے علاوہ سے اس کی روایات کو نہیں جانتا، اور زیاد بن میمون کی جتنی مرویات ہیں اس میں کوئی ان کی متابعت کرنے والا نہیں ہے۔

حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے زیاد بن میمون کو "ضعیف" کہا ہے[1]۔

حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ "المسند المستخرج"[2] میں زیاد بن میمون کے بارے میں فرماتے ہیں: "صاحب الفاكهة، سمع أنس بن مالك، متروك". یہ صاحبِ فاکہہ ہے، اس نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، یہ متروک ہے۔

حافظ خلیلی رحمۃ اللہ علیہ "الإرشاد"[3] میں ایک مقام پر زیاد بن میمون کے بارے میں لکھتے ہیں: "والحمل فيه على زياد، لأنه يروي عن أنس المناكير التي لا يتابع عليها". اس میں ذمہ داری زیاد پر ہے، کیوں کہ وہ انس رضی اللہ عنہ سے ایسی مناکیر نقل کرتا ہے، جس میں اس کی متابعت نہیں کی جاتی۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "ديوان الضعفاء"[4] میں فرماتے ہیں: "هالك، اعترف بالكذب". یہ ہالک ہے، اس نے خود جھوٹ کا اعتراف کیا ہے۔

---

[1] ميزان الاعتدال:٩٤/٢،رقم:٢٩٦٧،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت .

[2] المسند المستخرج على صحيح مسلم:ص:٦٦،رقم:٧٦،ت:محمد حسن محمد حسن إسماعيل،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

[3] الإرشاد في معرفة علماء الحديث:٦٦٤/٢،رقم: ٤٢٠،ت:محمد سعيد بن عمر إدريس،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.

[4] ديوان الضعفا:ص:١٤٩،رقم: ١٥١٠،ت:حماد بن محمد الأنصاري،مكتبة النهضة الحديثة ـ مكة المكرمة.

حافظ علائی رحمۃ اللہ علیہ "جامع التحصیل"[1] **میں لکھتے ہیں:** "زياد بن ميمون أحد الضعفاء المتروكين، روى عن أنس، وأقر لعبد الرحمن بن مهدي وأبي داود الطيالسي أنه لم يسمع منه، ولا فائدة في ذكره هنا، لأنه كذاب، وضع أحاديث كثيرة، وإنما ذكرتها تبعا لابن أبي حاتم". **زیاد بن میمون ضعفاء متروکین میں سے ایک ہے، حضرت انس** رضی اللہ عنہ **سے روایت کرتا ہے، اس نے عبد الرحمن بن مہدی** رحمۃ اللہ علیہ **اور ابو داؤد طیالسی** رحمۃ اللہ علیہ **کے سامنے اقرار کیا ہے کہ اس نے حضرت انس** رضی اللہ عنہ **سے نہیں سنا، اور یہاں اس کے ذکر کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے، کیوں کہ یہ جھوٹا ہے، اس نے بہت سی حدیثیں گھڑی ہیں، اور میں نے صرف ابن ابی حاتم** رحمۃ اللہ علیہ **کی اتباع میں اسے ذکر کر دیا ہے۔**

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ **نے** "المطالب العالية"[2] **میں زیاد بن میمون کو** "متروك" **کہا ہے۔**

علامہ سبط ابن عجمی رحمۃ اللہ علیہ "الكشف الحثيث"[3] **میں زیاد بن میمون کے ترجمہ میں فرماتے ہیں:** "ويقال له زياد أبو عمار البصري وزياد بن أبي عمار، وزياد بن أبي حسان، يدلسونه لئلا يعرف في الحال، وقال أبو داود: أتيته فقال: أستغفر الله، وضعت هذه الأحاديث". **اور اس کو زیاد ابو عمار بصری، زیاد بن ابو عمار اور زیاد بن ابو حسان کہا جاتا ہے، لوگ اس کے نام میں تدلیس کرتے**

---

[1] جامع التحصيل: ص: ۱۷۸، رقم: ۲۰۸، ت: حمدي عبد المجيد السلفي، عالم الكتب ـ بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۰۷هـ.

[2] المطالب العالية بزوائد المسانيد الثمانية: ۷۰۹/۵، رقم: ۹۸۱، ت: باسم بن طاهر خليل عناية، دار العاصمة ـ الرياض، الطبعة الأولى ۱٤۱۹هـ.

[3] الكشف الحثيث: ص: ۱۲۱، رقم: ۲۹۹، ت: صبحي السامرائي، عالم الكتب ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۰۷هـ.

ہیں تاکہ اس کا حال معلوم نہ ہو سکے، اور ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں اس کے پاس آیا تو اس نے کہا: استغفر اللہ میں نے یہ احادیث گھڑی ہیں۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ "تنزيه الشريعة"[1] میں زیاد بن میمون ثقفی کو وضاعین و متہمین کی فہرست میں ذکر کر کے فرماتے ہیں: "ويقال له زياد بن أبي حسان، وزياد ابن أبي عمار، وزياد أبو عمار، هالك، اعترف بالكذب". اور اس کو زیاد بن ابو حسان، زیاد بن ابو عمار اور زیاد ابو عمار بھی کہا جاتا ہے، یہ ہالک ہے، اس نے جھوٹ کا اعتراف کیا ہے۔

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

تفصیل گزر چکی ہے کہ سند میں موجود راوی ابو عمار زیاد بن میمون بصری ثقفی فَاکِہِیُ کے بارے میں ائمہ رجال نے جرح کے شدید الفاظ استعمال کئے ہیں، مکرر ملاحظہ ہوں:

"ترکوہ" (امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ)، "متروک الحدیث" (امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ، امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ)، "ہم زیاد بن میمون کے پاس آئے، تو میں نے ان کو یہ کہتے ہوئے سنا: استغفر اللہ میں نے یہ احادیث گھڑی ہیں" (حافظ ابو داؤد طیالسی رحمۃ اللہ علیہ)، "میں نے زیاد بن میمون کی احادیث کو ترک کر دیا ہے، اور وہ کذاب تھا، اس کا جھوٹ میرے لئے واضح ہو گیا تھا" (حافظ یزید بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ)، "زیاد ابو عمار کی حدیث لیس بشیءٍ ہے" (حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ)، "کہا جاتا ہے کہ یہ جھوٹا ہے، اس کی حدیث ترک کر دی گئی تھی" (حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ)، "جھوٹ بولتا ہے" (حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ)،

---

[1] تنزيه الشريعة: ٦١/١، رقم: ١٦، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف، وعبد الله محمد الصديق، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

"متروک" (حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ)، "ہالک ہے، اس نے جھوٹ کا اعتراف کیا ہے" (حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ)، "جھوٹا ہے، اس نے بہت سی حدیثیں گھڑی ہیں" (حافظ علائی رحمۃ اللہ علیہ)۔

آپ ابو عمار زیاد بن میمون کے بارے میں ائمہ رجال کی شدید جرح ملاحظہ فرما چکے ہیں، نیز استقراءً ابو عمار زیاد بن میمون اس حدیث کے نقل کرنے میں متفرد بھی ہے، چنانچہ خاص اس تناظر میں زیر بحث روایت کسی بھی طرح ضعف شدید سے خالی نہیں ہو سکتی، اس لئے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

اہم فائدہ:

واضح رہے کہ یہ مضمون صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کھانے کی تسبیح سن لیا کرتے تھے، چنانچہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "صحیح"[1] میں تخریج کیا ہے:

"حدثني محمد بن المثنى، حدثنا أبو أحمد الزبيري، حدثنا إسرائيل، عن منصور، عن إبراهيم، عن علقمة، عن عبد الله، قال: كنا نعد الآيات بركة، وأنتم تعدونها تخويفا، كنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في سفر، فقل الماء، فقال: اطلبوا فضلة من ماء، فجاءوا بإناء فيه ماء قليل، فأدخل يده في الإناء، ثم قال: حي على الطهور المبارك، والبركة من الله، فلقد رأيت الماء ينبع من بين أصابع رسول الله صلى الله عليه وسلم، ولقد كنا نسمع تسبيح الطعام وهو يؤكل".

[1] صحيح البخاري: ١٩٤/٤، ت: محمد زهير بن ناصر الناصر، دار طوق النجاة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم آیات (یعنی معجزات و کرامات) کو برکت شمار کرتے تھے، اور تم لوگ ان کو خوف (یعنی ڈر و ہلاکت) کی چیز شمار کرتے ہو، ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے، پانی کم ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم بچا ہوا پانی تلاش کر کے لاؤ، چنانچہ صحابہ رضی اللہ عنہم ایک برتن لائے جس میں تھوڑا سا پانی تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا ہاتھ برتن میں داخل کیا، پھر فرمایا: مبارک پانی کی جانب آؤ، اور برکت اللہ کی جانب سے ہے، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے دیکھا کہ پانی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگلیوں کے درمیان سے پھوٹ رہا تھا، اور ہم کھانا کھاتے ہوئے کھانے کی تسبیح سنا کرتے تھے۔
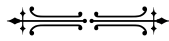
روایت نمبر⑥

روایت: ''سورۂ یاسین کا نام تورات میں معمہ ہے کہ اپنے پڑھنے والے کے لئے دنیاو آخرت کی بھلائیوں پر مشتمل ہے، اور یہ دنیاو آخرت کی مصیبت کو دور کرتی ہے، اور آخرت کی ہَول کو دور کرتی ہے،
اس سورت کا نام رافعہ خافضہ بھی ہے یعنی مؤمنوں کے رتبے بلند کرنے والی اور کافروں کو پست کرنے والی''۔

نیز اس میں یہ مضمون بھی ہے: ''سورۂ یاسین کا سننا اللہ کے راستے میں بیس دینار خرچ کرنے کے برابر ہے، اور اس کا پڑھنا بیس حج کرنے کے برابر ہے، جس نے سورۂ یاسین لکھ کر اس کا پانی پی لیا تو یہ پڑھنے والے کے سینے میں ہزار یقین، ہزار نور، ہزار برکتیں، ہزار رحمتیں اور ہزار رزق داخل کرے گی، اور یہ سورت اس سے ہر قسم کی کھوٹ اور بیماری نکال دے گی''۔

حکم: چار مختلف سندوں سے منقول اس روایت کو حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''من گھڑت، باطل'' کہا ہے، اور حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ''منکر'' کہا ہے، اس لئے اس روایت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

زیر بحث روایت چار مختلف طرق سے منقول ہے: ① روایت بطریق اسماعیل بن یحیی بغدادی ② روایت بطریق محمد بن عبد سمرقندی ③ روایت بطریق احمد بن ہارون ④ روایت بطریق سلیمان بن مرقاع

روایت بطریق اسماعیل بن یحیی

زیر بحث روایت حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے "تاریخ بغداد"[1] میں اسماعیل بن یحیی کے ترجمہ میں ان الفاظ سے تخریج کی ہے:

"أخبرنا أبو بكر البرقاني، قال: أخبرنا منصور البُوْشَنْجِي بها، قال: حدثنا أحمد بن جعفر بن نصر الجمال، قال: حدثنا العباس بن إسماعيل الرقي، قال: حدثنا إسماعيل بن يحيى البغدادي، عن سفيان الثوري، عن أبي إسحاق، عن الحارث، عن علي، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من سمع سورة يس عدلت له عشرين دينارا في سبيل الله، ومن قرأها عدلت عشرين حجة، ومن كتبها وشربها أدخلت جوفه ألف يقين وألف نور، وألف بركة وألف رحمة وألف رزق، ونزعت منه كل غل وداء".

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سورۂ یاسین کا سننا اللہ کے راستے میں بیس دینار خرچ کرنے کے برابر ہے، اور اس کا پڑھنا بیس حج کرنے کے برابر ہے، جس نے سورۂ یسین لکھ کر اس کا پانی پی لیا تو یہ پڑھنے والے کے سینے میں ہزار یقین، ہزار نور، ہزار برکتیں، ہزار رحمتیں اور ہزار رزق داخل کرے گی، اور یہ سورت اس سے ہر قسم کی کھوٹ اور بیماری نکال دے گی۔

نیز حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت "الموضوعات"[2] میں تخریج کی ہے۔

---

[1] تاريخ بغداد: ٢٢٢/٧، رقم: ٣٢٣٧، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[2] كتاب الموضوعات: ٢٤٦/١، ت: عبد الرحمن محمد عثمان، المكتبة السلفية ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ١٣٨٦هـ.

روایت بطریق اسماعیل بن یحیی پر ائمہ کا کلام

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ "کتاب الموضوعات"[1] میں زیر بحث روایت مختلف طرق سے تخریج کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "هذا الحديث من جميع طرقه باطل، لا أصل له". یہ حدیث تمام طرق سے باطل ہے، اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔

اس کے بعد اسی خاص طریق حضرت علی رضی اللہ عنہ پر کلام کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"أما حديث علي: فإن المتهم به إسماعيل بن يحيى، قال ابن عدي: يحدث عن الثقاة بالبواطيل، وقال الدارقطني: كذاب متروك". جہاں تک حدیث علی رضی اللہ عنہ کا تعلق ہے تو اس میں اسماعیل بن یحیی متہم راوی ہے، ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اسماعیل بن یحیی ثقات کے انتساب سے باطل روایات نقل کرتا تھا، دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو کذاب متروک کہا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "میزان"[2] میں اسماعیل بن یحیی کے بارے میں دیگر ائمہ کے اقوال ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"مجمع على تركه، ومن بلاياه: عن الثوري، عن أبي إسحاق، عن الحارث، عن علي مرفوعا، قال: من سمع يس عدلت له عشرين دينارا في سبيل الله،

---

[1] كتاب الموضوعات: ۲۴۷/۱، ت: عبد الرحمن محمد عثمان، المكتبة السلفية ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ۱۳۸۶هـ.

[2] ميزان الاعتدال: ۲۵۳/۱، رقم: ۹۶۵، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

ومن قرأها عدلت له عشرين حجة، ومن كتبها وشربها أدخلت جوفه ألف يقين، وألف نور، وألف بركة، وألف رحمة، وألف رزق، ونزعت عنه كل غل وداء. رواه العباس بن إسماعيل الرقي عنه".

اسماعیل بن یحیی کے ترک پر اجماع ہے، اور اس کے بلایا میں سے عن الثوری، عن ابی اسحاق، عن الحارث، عن علی رضی اللہ عنہ مرفوعاً کے طریق سے یہ روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سورۂ یاسین کا سننا اللہ کے راستے میں بیس دینار خرچ کرنے کے برابر اور اس کا پڑھنا بیس حج کرنے کے برابر ہے، اور جس نے سورہ یسین لکھ کر اس کا پانی پی لیا تو یہ پڑھنے والے کے سینے میں ہزار یقین، ہزار نور، ہزار برکتیں، ہزار رحمتیں اور ہزار رزق داخل کرے گی، اور یہ سورت اس سے ہر قسم کی کھوٹ اور بیماری نکال دے گی، اسے عباس بن اسماعیل رقی نے اسماعیل بن یحیی سے روایت کیا ہے۔

نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "تلخیص الموضوعات"[1] میں زیر بحث روایت ذکر کر کے فرماتے ہیں: "وإسماعيل متهم". (اس روایت میں) اسماعیل متہم راوی ہے۔

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ "اللآلئ المصنوعة"[2] میں زیر بحث روایت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

---

[1] تلخيص كتاب الموضوعات: ص: ٦٨، رقم: ١٤٥، ت: أبو تميم ياسر بن إبراهيم بن محمد، مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

[2] اللآلئ المصنوعة: ٢١٣/١، ت: أبو عبد الرحمن صلاح بن محمد بن عويضة، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

"ورواه أحمد بن هارون، عن عمرو بن أيوب، عن محمد بن إسماعيل بن عياش، عن أبيه، عن الثوري نحوه، باطل، آفته إسماعيل وأحمد بن هارون، اتهمه ابن عدي بوضع الحديث".

اور اسے احمد بن ہارون نے بھی عمرو بن ایوب، عن محمد بن اسماعیل بن عیاش، عن ابیہ، عن الثوری نحوہ کے طریق سے روایت کیا ہے، (یہ روایت) باطل ہے، اس میں آفت اسماعیل اور احمد بن ہارون ہیں، اور ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے حدیث گھڑنے میں متہم قرار دیا ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ "تنزيه الشريعة"[1] زیر بحث روایت ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"(خط) من حديث علي، وفيه إسماعيل بن يحيى التيمي، ورواه أيضا أحمد بن هرون [كذا في الأصل] من طريق آخر، لكن أحمد بن هرون [كذا في الأصل] كذاب، متهم بالوضع كما مر، قلت: حديث أبي بكر الآتي في الفصل الثاني: سورة يس تدعى المعمة، شاهد لهذا الحديث، والله تعالى أعلم".

اسے خطیب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کیا ہے، اور اس میں اسماعیل بن یحییٰ تیمی ہے، اور اسے احمد بن ہارون نے بھی ایک دوسرے طریق سے روایت کیا ہے، لیکن احمد بن ہارون کذاب، حدیث گھڑنے میں متہم ہے، جیسا

---

[1] تنزيه الشريعة: ٢٨٦/١، رقم: ٤، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

کہ گزر چکا ہے، میں (علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں: حدیث ابو بکر رضی اللہ عنہ جو فصل ثانی میں آئے گی: سورۂ یاسین کو معمہ کہا جاتا ہے،اس حدیث کے لئے شاہد ہے، واللہ تعالی اعلم۔

واضح رہے کہ حدیث ابو بکر رضی اللہ عنہ کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ "الفوائد المجموعة"[1] میں زیر بحث روایت ذکر کرکے فرماتے ہیں: "رواه الخطيب عن علي رضي الله عنه مرفوعا، وهو موضوع". خطیب رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے طریق سے مرفوعاً روایت کیا ہے،اور یہ روایت من گھڑت ہے۔

سند میں موجود راوی ابو علی اسماعیل بن یحیی بن عبید اللہ بغدادی تیمی کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ صالح بن محمد جزرہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كان يضع الحديث "[2]. یہ حدیث گھڑتا ہے۔

حافظ ازدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ركن من أركان الكذب، لا تحل الرواية عنه"[3]. یہ جھوٹ کے ارکان میں سے ایک رکن ہے، اس سے روایت کرنا حلال نہیں ہے۔

---

[1] الفوائد المجموعة:ص:۳۰۰،رقم:۱۱،ت:عبدالرحمن بن يحيى المعلمي،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة١٤١٦هـ.

[2] ميزان الاعتدال:۲۵۳/۱،رقم:۹٦٥،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت .

[3] ميزان الاعتدال:۲۵۳/۱،رقم:۹٦٥،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت .

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحین"[1] میں فرماتے ہیں: "كان ممن يروي الموضوعات عن الثقات، وما لا أصل عن الأثبات، لا يحل الرواية عنه، ولا الاحتجاج به بحال". یہ ثقہ راویوں کے انتساب سے من گھڑت روایات نقل کرتا ہے، اور اثبات کے انتساب سے بے اصل روایات نقل کرتا ہے، اس سے روایت کرنا حلال نہیں ہے، اور نہ ہی اس سے کسی حالت میں احتجاج کرنا حلال ہے۔

حافظ ابو علی حسین بن علی بن یزید نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ نے اسماعیل بن یحیی تیمی کو "كذاب" کہا ہے[2]۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الكامل"[3] میں اسماعیل بن یحیی کے بارے میں فرماتے ہیں: "يحدث عن الثقات بالبواطيل، يحدث عن شعبة و[عن] الثوري ومسعر، وابن جريج وغيرهم". یہ ثقہ راویوں کے انتساب سے باطل روایات نقل کرتا تھا، شعبہ، ثوری، مسعر، ابن جریج اور ان کے علاوہ کے انتساب سے روایات نقل کرتا تھا۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الكامل"[4] میں اسماعیل بن یحیی کی چند احادیث ذکر کرکے مزید فرماتے ہیں: "ولإسماعيل بن يحيى غير ما ذكرت، وعامة ما يرويه من الحديث بواطيل عن الثقات وعن الضعفاء". اور اسماعیل بن یحیی کی میری ذکر کردہ روایات کے علاوہ بھی احادیث ہیں، اور اکثر یہ ثقہ اور ضعیف راویوں کے انتساب سے بواطیل نقل کرتا ہے۔

---

[1] المجروحين: ۱۲٦/۱، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة- بيروت، الطبعة ۱٤۱۲هـ.

[2] تاريخ بغداد: ۲۲۳/۷، رقم: ۳۲۳۷، ت: بشار عواد، دار الغرب الإسلامي - بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۲۲هـ.

[3] الكامل: ٤۹۱/۱، رقم: ۱۲۹، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية - بيروت.

[4] الكامل: ٥۰۱/۱، رقم: ۱۲۹، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية - بيروت.

حافظ دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء"[۱] میں اسماعیل بن یحیی کو "متروك، كذاب" کہا ہے۔

حافظ دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: "يكذب على مالك، والثوري، وغيرهما"[۲]. اسماعیل بن یحیی، مالک، ثوری اور ان کے علاوہ پر جھوٹ بولتا تھا۔

امام ابو عبد اللہ حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ "المدخل"[۳] میں فرماتے ہیں: "روى عن مالك بن أنس، ومسعر بن كدام، وابن أبي ذئب وغيرهم أحاديث موضوعة". اس نے مالک بن انس، مسعر بن کدام اور ابن ابی ذئب وغیرہ کے انتساب سے من گھڑت احادیث روایت کی ہیں۔

حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ "المسند المستخرج"[۴] میں فرماتے ہیں: "عن مسعر ومالك حدث بالموضوعات، يشمئز القلب وينفر من حديثه، متروك". اسماعیل بن یحیی نے مسعر اور مالک کے انتساب سے من گھڑت احادیث روایت کی ہیں، اس کی حدیث سے دل منقبض ہوتا ہے، متنفر ہوتا ہے، یہ متروک ہے۔

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ "تاریخ بغداد"[۵] میں ایک روایت کے تحت

---

[۱] الضعفاء والمتركون: ص: ۱۳۷، رقم: ۸۱، ت: موفق بن عبد الله، مكتبة المعارف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[۲] لسان الميزان: ۱۸۲/۲، رقم: ۱۲۵۹، ت: عبد الفتاح أبو غدة، مكتب المطبوعات الإسلامية ـ حلب، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[۳] المدخل إلى الصحيح: ص: ۱۱۷، رقم: ۸، ت: ربيع بن هادي عمير المدخلي، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[۴] المسند المستخرج على صحيح مسلم: ۵۸/۱، رقم: ۱۲، ت: محمد حسن محمد حسن إسماعيل، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

[۵] تاريخ بغداد: ۲۰۶/۲، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

فرماتے ہیں: "وإسماعيل كان كذابا". اور اسماعیل کذاب ہے۔

حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ "تذكرة الحفاظ"[1] میں ایک روایت کے تحت فرماتے ہیں: "وإسماعيل هذا يروي الموضوعات [عن الثقات] وما لا أصل له". اور یہ اسماعیل ثقہ راویوں کے انتساب سے من گھڑت اور بے اصل روایات نقل کرتا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "ديوان الضعفاء"[2] میں لکھتے ہیں: "متروك كأبيه". اسماعیل بن یحیی اپنے والد کی طرح متروک راوی ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "ميزان"[3] میں فرماتے ہیں: "عن أبي سنان الشيباني، وابن جريج، ومسعر بالأباطيل". ابو سنان شیبانی، ابن جریج اور مسعر کے انتساب سے باطل روایات نقل کرتا ہے۔

چند سطروں کے بعد فرماتے ہیں: "مجمع على تركه". اس کے ترک پر اجماع ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزيه الشريعة"[4] میں اسماعیل بن یحیی بن عبیداللہ کو وضاعین و متہمین کی فہرست میں شمار کیا ہے۔

---

[1] تذكرة الحفاظ: ص:۲۷۳، رقم:٦٧٦، ت:حمدي بن عبد المجيد بن اسماعيل السلفي، دار الصميعي ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

[2] ديوان الضعفاء: ص:۳۸، رقم:٤٥٥، ت:حماد بن محمد الأنصاري، مكتبة النهضة الحديثية ـ مكة، الطبعة ١٣٨٧هـ.

[3] ميزان الاعتدال: ۲۵۳/۱، رقم:٩٦٥، ت:علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

[4] تنزيه الشريعة: ٤٠/١، رقم:٣٠٥، ت:عبد الوهاب عبد اللطيف وعبد الله محمد الصديق، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

روایت بطریق اسماعیل بن یحیی کا حکم

روایت بطریق اسماعیل بن یحیی کو حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے ''من گھڑت'' قرار دیا ہے، اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کی موافقت کی ہے، نیز علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسے ''من گھڑت'' کہا ہے، لہذا زیر بحث روایت کو اس طریق سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

روایت بطریق محمد بن عبد سمرقندی

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ''تاریخ بغداد''[1] میں محمد بن عبد سمرقندی کے ترجمہ میں تخریج فرماتے ہیں:

''أخبرنا أبو منصور عبد الله بن عيسى بن إبراهيم المحتسب بهمذان، قال: حدثنا أبو الطيب أحمد بن محمد بن العباس بن هشام النهاوندي، قال: حدثنا محمد بن عبد بن عامر بن مرداس السمرقندي، قال: حدثنا عصام بن يوسف، قال: حدثنا شعبة، عن حميد الطويل، عن أنس بن مالك، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: سورة ياسين تدعى في التوراة المعمة، قيل: يا رسول الله! وما المعمة؟ قال: تعم صاحبها بخير الدنيا والآخرة، وتكابد عنه بلوى الدنيا، وتدفع عنه أهاويل الآخرة، وتدعى القاضية الدافعة، تدفع عن صاحبها كل سوء، وتقضي له كل حاجة، ومن قرأها عدلت له عشرين حجة، ومن سمعها عدلت له ألف دينار في سبيل الله، ومن كتبها وشربها أدخلت

---

[1] تاريخ بغداد:٦٧٤/٣،رقم:١١٦٩،ت:بشارعواد معروف،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

جوفه ألف نور، وألف يقين، وألف بركة، وألف رحمة، ونزعت منه كل غل وداء"۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سورۂ یاسین کا نام تورات میں معمہ ہے کہ اپنے پڑھنے والے کے لئے دنیا وآخرت کی بھلائیوں پر مشتمل ہے، اور یہ دنیا وآخرت کی مصیبت کو دور کرتی ہے، اور آخرت کی ہولناکیوں کو دور کرتی ہے، اور اسے قاضیہ دافعہ کہا جاتا ہے، یہ اپنے پڑھنے والے سے ہر برائی دور کرتی ہے، اور اس کی ہر حاجت پوری کرتی ہے، اور جس نے سورۂ یاسین کو پڑھا اسے بیس حج کے برابر ثواب ملے گا، اور جس نے اسے سنا اسے اللہ کے راستے میں بیس دینار خرچ کرنے کے برابر ثواب ملے گا، اور جس نے اسے لکھ کر اس کا پانی پی لیا تو سورۂ یاسین اس کے سینے میں ہزار نور، ہزار یقین، ہزار برکتیں اور ہزار رحمتیں داخل کرے گی، اور یہ سورت اس سے ہر قسم کی کھوٹ اور بیماری نکال دے گی۔

نیز حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی "الموضوعات"[1] میں زیر بحث روایت حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے تخریج کی ہے۔

روایت بطریق محمد بن عبد سمرقندی پر ائمہ کا کلام

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ "تاریخ بغداد"[2] میں تخریج روایت کے بعد

[1] كتاب الموضوعات: ٢٤٦/١، ت: عبد الرحمن محمد عثمان، المكتبة السلفية ۔ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ١٣٨٦هـ۔

[2] تاريخ بغداد: ٦٧٤/٣، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ۔ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ۔

فرماتے ہیں:

”وهذا الحديث بهذا الإسناد باطل أيضا، وإنما يحفظ من حديث محمد بن عبد الرحمن بن أبي بكر الجُدْعَاني، عن سليمان بن مرقاع، عن هلال، عن الصلت، عن أبي بكر الصديق، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم“.

اور یہ حدیث اس اسناد سے بھی باطل ہے، اور محمد بن عبد الرحمن بن ابی بکر جُدْعَانی، عن سلیمان بن مرقاع، عن ہلال، عن الصلت، عن ابی بکر الصدیق، عن رسول اللہ ﷺ کے طریق سے محفوظ ہے۔

واضح رہے کہ جُدْعَانی کا طریق آگے آرہا ہے، اور اس کے بارے میں حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام بھی آرہا ہے۔

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ زیر بحث روایت کو ”الموضوعات“[1] میں مختلف طرق سے نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

”هذا الحديث من جميع طرقه باطل، لا أصل له“. یہ روایت تمام طرق سے باطل ہے، اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔

اس کے بعد خاص اسی طریق حضرت انس رضی اللہ عنہ پر کلام کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”قال الدارقطني: محمد بن عبد يكذب ويضع“. دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ محمد بن عبد جھوٹ بولتا ہے اور حدیث گھڑتا ہے۔

---

[1] الموضوعات: ۲٤۷/۱، ت: عبد الرحمن محمد عثمان، المكتبة السلفية ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ۱۳۸٦هـ.

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "تلخیص الموضوعات"[۱] میں روایت بطریق محمد بن عبد سمرقندی کے بارے میں فرماتے ہیں: "وروى محمد بن عبد السمرقندي، وهو كاذب". اور اسے محمد بن عبد سمرقندی نے روایت کیا ہے، اور وہ جھوٹا ہے۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ "اللآلئ"[۲] میں نقل روایت کے بعد لکھتے ہیں: "باطل، محمد بن عبد يضع". یہ روایت باطل ہے، (سند میں موجود راوی) محمد بن عبد حدیث گھڑتا ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ "تنزيه الشريعة"[۳] میں اس طریق کے بارے میں فرماتے ہیں:

"(خط) من حديث أنس، وفيه محمد بن عبد بن عامر السمرقندي". اسے خطیب رحمۃ اللہ علیہ نے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کیا ہے، اور اس میں محمد بن عبد بن عامر سمرقندی ہے۔

---

[۱] تلخيص كتاب الموضوعات: ٦٨/١، رقم: ١٤٥، ت: أبو تميم ياسر بن إبراهيم بن محمد، مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

[۲] اللآلئ المصنوعة: ٢١٣/١، ت: أبو عبد الرحمن صلاح بن محمد بن عويضة، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

[۳] تنزيه الشريعة: ٢٨٩/١، رقم: ١٢، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ "الفوائد المجموعة"[1] میں زیر بحث روایت کے بارے میں فرماتے ہیں:

"رواه الخطيب عن أنس مرفوعا، وهو موضوع، اتهم بوضعه محمد بن عبد بن عامر السمرقندي". اسے خطیب رحمۃ اللہ علیہ نے انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے، اور یہ من گھڑت ہے، اور محمد بن عبد بن عامر سمرقندی اس حدیث کے گھڑنے میں متہم ہے۔

سند میں موجود راوی ابو بکر محمد بن عبد بن عامر تمیمی سُغدِی سمرقندی (المتوفی فی حدود ۳۰۰ھ) کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ ابن یونس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "لم يكن بالمحمود في الحديث"[2]. حدیث میں محمود نہیں تھا۔

حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ "الضعفاء"[3] میں فرماتے ہیں: "يكذب، ويضع". محمد بن عبد جھوٹ بولتا ہے، اور حدیث گھڑتا ہے۔

فقیہ ابو الحسین یعقوب بن موسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "لقيت جماعة يحدثون عن محمد بن عبد السمرقندي أحاديث موضوعة، قد حدث بها في بلدان

---

[1] الفوائد المجموعة:ص:۳۰۰،رقم:۱۱،ت:عبدالرحمن بن يحيى المعلمي،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة١٤١٦هـ.

[2] تاريخ بغداد:٦٧٧/٣،رقم:١١٦٩،ت:بشارعواد معروف،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[3] الضعفاء والمتركون:ص:٣٥١،رقم:٤٥٨،ت:موفق بن عبد الله،مكتبة المعارف ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

شتى، فسألت جعفر بن الحجاج المعروف ببكارة الموصلي بها عنه، فقال: قدم علينا الموصل وحدث بأحاديث مناكير، فاجتمع جماعة من الشيوخ وصرنا إليه لننكر عليه، فإذا هو جالس في مسجد يعرف بمسجد النبي صلى الله عليه وسلم، وله مجلس، وعنده خلق من كتبة الحديث ومن العامة، قال: فلما بصر بنا من بعيد علم أنا قد اجتمعنا للإنكار عليه، فقال قبل أن نصل إليه: حدثنا قتيبة بن سعيد، عن ابن لهيعة، عن أبي الزبير، عن جابر بن عبد الله، أن رسول الله، صلى الله عليه وسلم قال: القرآن كلام الله غير مخلوق.

قال: فوقفنا ولم نجسر أن نقدم عليه خوفا من العامة، قال: فرجعنا ولم نجسر أن نكلمه"[1].

میں نے ایک جماعت سے ملاقات کی جو محمد بن عبد سمرقندی سے من گھڑت احادیث بیان کرتی ہے، جو اس نے مختلف شہروں میں بیان کی ہیں، میں نے جعفر بن حجاج جو کہ بکارہ موصلی سے معروف ہیں، سے محمد بن عبد کے متعلق پوچھا، تو انہوں نے کہا: وہ ہمارے پاس موصل آیا تھا، اور اس نے منکر احادیث بیان کیں، چنانچہ شیوخ کی ایک جماعت جمع ہوئی اور ہم اس کے پاس گئے تا کہ اس پر انکار کریں، یہ ایک مسجد میں بیٹھا ہوا تھا جو مسجد نبی ﷺ کے نام سے معروف تھی، اور اس کی مجلس لگی ہوئی تھی، اور اس کے پاس حدیث لکھنے والے اور عام لوگوں کی ایک خلقت تھی، جعفر بن حجاج کہتے ہیں: جب محمد بن عبد نے ہمیں دور سے دیکھا تو وہ سمجھ گیا کہ ہم اس پر انکار کرنے کے لئے جمع ہوئے ہیں، تو اس نے ہمارے

---

[1] تاريخ بغداد:٦٧٦/٣،رقم:١١٦٩،ت:بشارعواد معروف،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

پہنچنے سے پہلے ہی یہ حدیث بیان کرنا شروع کر دی کہ ہمیں قتیبہ بن سعید نے ابن لہیعہ، عن ابی الزبیر، عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے طریق سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قرآن اللہ کا کلام ہے، مخلوق نہیں ہے۔

جعفر بن حجاج کہتے ہیں: چنانچہ ہم رک گئے، اور عام لوگوں کے خوف سے ہم نے اس کے پاس جانے کی جسارت نہیں کی، جعفر بن حجاج کہتے ہیں: ہم واپس لوٹ آئے، اور ہم نے اس سے بات کرنے کی جسارت نہیں کی۔

حافظ ابو سعد عبد الرحمن بن محمد ادریسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "حدث بالعراق، وخراسان، ولم أر لأهل بلده عنه شيئا، يحدث بالمناكير على الثقات، يتهم بالكذب، وكأنه كان يسرق الأحاديث والإفرادات يحدث بها، ويتابع الضعفاء والكذابين في رواياتهم عن الثقات بالأباطيل"[1]. اس نے عراق اور خراسان میں حدیث بیان کی ہے، اور میں نے اس کے شہر والوں کی اس سے کوئی روایت نہیں دیکھی، ثقہ راویوں کے انتساب سے مناکیر روایت کرتا ہے، جھوٹ بولنے میں متہم ہے، گویا کہ احادیث اور افرادات میں سرقہ کر کے بیان کرتا تھا، اور ثقہ راویوں کے انتساب سے اباطیل روایت کرنے میں ضعیف اور کذاب راویوں کی متابعت کرتا تھا۔

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ اپنی "تاریخ"[2] میں فرماتے ہیں: "كان يقدم بنيسابور وسائر المدن، فيحدث عن عصام وقتيبة وصالح بن محمد الترمذي وأقرانهم

[1] تاريخ بغداد:٦٧٧/٣،رقم:١١٦٩،ت:بشارعواد معروف،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[2] انظر لسان الميزان:٣٢٥/٣،رقم:٧١٢٨،ت:عبد الفتاح أبو غده،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

بأحاديث معضلات، ورأيت عند مشايخنا بالعراق من حديثه بما لم يحدث بمثله بخراسان، سمعت جماعة من مشايخنا يذكرون أن آخر ما ورد عليهم سنة اثنتين وتسعين ومئتين، وأظنه توفي فيها في البادية، وعجائبه لا يحتملها هذا الموضع". یہ نیشاپور اور باقی شہروں میں آتا تھا، چنانچہ اس نے عصام، قتیبہ، صالح بن محمد ترمذی اور ان کے اقران کے انتساب سے معضل احادیث بیان کیں، اور میں نے عراق میں اپنے مشائخ کے پاس اس کی حدیث میں سے ایسی احادیث دیکھیں کہ اس جیسی احادیث خراسان میں بیان نہیں کی گئیں، میں نے اپنے بعض مشائخ کی ایک جماعت سے سنا: وہ ذکر کرتے ہیں کہ وہ ان کے پاس آخری مرتبہ سن ۲۹۲ھ میں آیا، اور میرا خیال یہ ہے کہ یہ اسی سن میں دیہات میں فوت ہوا ہے، اور اس کے عجائب اتنے ہیں کہ یہ جگہ اس کی محتمل نہیں ہے۔

حافظ خلیلی رحمۃ اللہ علیہ "الإرشاد"[1] میں فرماتے ہیں: "روى عن شيوخ ثقات مناكير لا يتابع عليها، روى عن عصام البلخي وقتيبة، وقال الحفاظ: لم يدرك عصاما، وروى عن إبراهيم بن الأشعث عن فضيل بن عياض أحاديث مسندة، وزهد الفضيل، وروى الموضوعات عن الثقات، سكتوا عنه، وروى عنه جماعة من العلماء الكبار، لا أدري كيف ذلك؟ وروى عنه بقزوين أبو الحسن القطان، وأبو منصور الفقيه، وعلي بن عمر الصيدناني، وأدركنا من أصحابه علي بن أحمد بن صالح المقرئ، وروى عنه من لم يكن هذا الشأن من صناعته بهمذان، وبغداد جماعة، وأطبق الحفاظ على أن حديثه متروك،

[1] الإرشاد في معرفة علماء الحديث:۹۸۳/۳،رقم:۹۱۲،ت:محمد سعيد بن عمر إدريس،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ۱٤۰۹هـ.

ورد قزوين سنة ثلاثمائة، وحدثني ابن أبي زرعة الحافظ عن عبد الله بن محمد البغدادي عنه أحاديث، عفا الله عنا وعنه“.

ثقہ شیوخ کے انتساب سے ایسی منا کیر روایت کرتا ہے جن میں اس کی متابعت نہیں کی جاتی، عصام بلخی اور قتیبہ سے روایت کی ہے، اور حفاظ فرماتے ہیں کہ اس نے عصام کو نہیں پایا، اور ابراہیم بن اشعث، عن فضیل بن عیاض کی سند سے مسند احادیث روایت کی ہیں، اور فضیل کے زہد سے متعلق روایت کی ہے، اور ثقہ راویوں کے انتساب سے من گھڑت احادیث روایت کرتا ہے، محدثین نے اس کے بارے میں سکوت اختیار کیا ہے، اور اس سے کبار علماء کی ایک جماعت نے روایت کی ہے، مجھے معلوم نہیں کہ انہوں نے ایسا کیوں کیا؟ اور قزوین میں اس سے ابوالحسن قطان، ابو منصور فقیہ اور علی بن عمر صید نانی نے روایت کی ہے، اور ہم نے اس کے اصحاب میں سے علی بن صالح مقری کو پایا ہے، اور اس سے ہمذان میں سے ایسے افراد نے روایت کی ہے جن کی فن حدیث، صناعت نہیں تھی، اور بغداد میں ایک جماعت نے روایت کی ہے، اور حفاظ کا اس پر اتفاق ہے کہ بلاشبہ اس کی حدیث متروک ہے، اور یہ قزوین میں سن تین سو میں آیا، اور مجھے حافظ ابن ابی زرعہ نے عن عبداللہ بن محمد بغدادی کے طریق سے اس کی احادیث بیان کی ہیں، اللہ تعالی ہمیں اور اسے معاف فرمائے۔

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ”تاریخ بغداد“[1] میں فرماتے ہیں: ”قدم بغداد، وحدث بها وبغيرها عن يحيى بن يحيى النيسابوري، وعبد الله بن

[1] تاريخ بغداد:٦٧١/٣،رقم:١١٦٩،ت:بشار عواد معروف،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

عبد الرحمن الدارمي، وقتيبة بن سعيد، وعصام، وإبراهيم ابني يوسف البلخيين، ومحمد بن سلام البَيْكَنْدِي، وحبان بن موسى المروزي، وإسحاق بن راهويه أحاديث منكرة وباطلة". **یہ بغداد آیا، اور بغداد میں اور دیگر شہروں میں یحیی بن یحیی نیشا پوری، عبد اللہ بن عبد الرحمن دارمی، قتیبہ بن سعید، عصام، ابراہیم ابنی یوسف بلخی، محمد بن سلام بیکَندِی، حبان بن موسی مروزی اور اسحاق بن راہویہ کے انتساب سے منکر اور باطل احادیث بیان کی ہیں۔**

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "تاريخ الإسلام"[1] **میں** "أحد المتروكين" **اور** "ديوان الضعفاء"[2] **میں** "كذاب" **کہا ہے۔**

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "ميزان الاعتدال"[3] **میں اس کے بارے میں فرماتے ہیں:** "معروف بوضع الحديث". **حدیث گھڑنے میں معروف ہے۔**

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "المغني"[4] **میں فرماتے ہیں:** "كان يضع الحديث". **محمد بن عبد حدیث گھڑتا تھا۔**

علامہ سبط ابن عجمی رحمۃ اللہ علیہ نے "الكشف الحثيث"[5] **میں حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ،**

---

[1] تاريخ الإسلام:١٠٣٥/٦،رقم:٤٥٥،ت:بشار عواد معروف،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.

[2] ديوان الضعفاء:ص:٣٦٤،رقم:٣٨٥٩،ت:حماد بن محمد الانصاري،مكتبة النهضة الحديثة ـ مكة المكرمة، الطبعة ١٣٨٧هـ.

[3] ميزان الاعتدال:٦٣٣/٣،رقم:٧٩٠٠،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت .

[4] المغني في الضعفاء:٣٤٣/٢،رقم:٥٧٩٠،ت:أبو الزهراء حازم القاضي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

[5] الكشف الحثيث:ص:٢٣٩، رقم:٦٩٩،ت:صبحي السامرائي،مكتبة النهضة العربية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٧هـ.

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اکتفاء کیا ہے۔

حافظ ابن ناصر الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ "جامع الآثار"[1] میں ایک روایت کے تحت فرماتے ہیں: "السمر قندي هذا مشهور بالوضع". یہ سمرقندی حدیث گھڑنے میں مشہور ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ "تنزیه الشریعه"[2] میں محمد بن عبد سمرقندی کو وضاعین و متہمین کی فہرست میں شمار کرکے فرماتے ہیں: "معروف بوضع الحديث". حدیث گھڑنے میں معروف ہے۔

روایت بطریق محمد بن عبد سمرقندی کا حکم

روایت بطریق محمد بن عبد سمرقندی کو حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے "باطل" کہا ہے، اور حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "باطل، لا اصل لہ" کہا ہے، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے، اور علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "من گھڑت" کہا ہے، اس لئے زیر بحث روایت کو اس طریق سے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

روایت بطریق احمد بن ہارون

حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ "حلية الأولياء"[3] میں تخریج فرماتے ہیں:

---

[1] جامع الآثار في السير و مولد المختار:۲۹۲/۲،ت:أبو يعقوب نشأت كمال،دار الفلاح ـ الفيوم،الطبعة الأولى ۱٤۳۱هـ.

[2] تنزيه الشريعة:۱۰۹/۱،رقم:۱۹۲،ت:عبد الوهاب عبد اللطيف و عبد الله محمد الصديق الغماري،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ۱٤۰۱هـ.

[3] حلية الأولياء:۱۳٦/۷،دار الفكر ـ بيروت،الطبعة ۱٤۱٦هـ.

"حدثنا سليمان بن أحمد، ثنا أحمد بن هارون البَرْدَعِي، ثنا عمرو بن أيوب الحمصي، ثنا محمد بن إسماعيل بن عياش، حدثني أبي، عن سفيان الثوري، عن أبي إسحاق، عن الحارث، عن علي، قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: من قرأ يس عدلت له عشرين حجة، ومن كتبها ثم شربها أدخلت جوفه ألف يقين، وألف رحمة، ونزعت منه كل غل وداء".

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جس نے سورۂ یاسین کو پڑھا اسے بیس حج کے برابر ثواب ملے گا، اور جس نے اسے لکھ کر اس کا پانی پی لیا تو سورۂ یاسین اس کے سینے میں ہزار یقین اور ہزار رحمتیں داخل کرے گی، اور اس سے ہر قسم کی کھوٹ اور بیماری نکال دے گی۔

بعض دیگر مصادر

زیر بحث روایت حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے حافظ ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ بن ابو بکر المعروف ابن باز قضاعی بَلَنْسِی رحمۃ اللہ علیہ نے "المعجم"[1] میں تخریج کی ہے۔

روایت بطریق احمد بن ہارون پر ائمہ کا کلام

حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ "حلية الأولياء"[2] میں تخریج روایت کے بعد فرماتے ہیں:

---

[1] المعجم في أصحاب القاضي الإمام أبي علي الصدفي:ص:۱۹۵،مكتبة الثقافة الدينية ـ الظاهر،الطبعة الأولى ۱٤۲۰هـ.

[2] حلية الأولياء:۱۳٦/۷،دار الفكر ـ بيروت،الطبعة ۱٤۱٦هـ.

”غريب من حديث الثوري، تفرد به محمد بن إسماعيل عن أبيه“. یہ ثوری کی حدیث میں غریب ہے، اسے محمد بن اسماعیل اپنے والد سے روایت کرنے میں متفرد ہے۔

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ زیر بحث روایت کو ”الموضوعات“[1] میں مختلف طرق سے تخریج کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ”هذا الحديث باطل من جميع طرقه، لا أصل له“. یہ روایت تمام طرق سے باطل ہے، اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔

اس کے بعد خاص اسی طریق پر کلام کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”وأما أحمد بن هارون فاتهمه ابن عدي بوضع الحديث“. اور احمد بن ہارون کو ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث گھڑنے میں متہم قرار دیا ہے۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ”اللآلئ“[2] میں حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ ”تنزيه الشريعة“[3] میں زیر بحث روایت ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

---

[1] كتاب الموضوعات: ٢٤٧/١، ت:عبد الرحمن محمدعثمان، المكتبة السلفية ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ١٣٨٦هـ.

[2] اللآلئ المصنوعة: ٢١٣/١، ت:أبو عبد الرحمن صلاح بن محمد بن عويضة، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

[3] تنزيه الشريعة: ٢٨٦/١، رقم: ٤، ت:عبد الوهاب عبد اللطيف، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

"(خط) من حديث علي، وفيه إسماعيل بن يحيى التيمي، ورواه أيضا أحمد بن هرون [كذا في الأصل] من طريق آخر، لكن أحمد بن هرون [كذا في الأصل] كذاب، متهم بالوضع كما مر، قلت: حديث أبي بكر الآتي في الفصل الثاني: سورة يس تدعى المعمة، شاهد لهذا الحديث، والله تعالى أعلم".

اسے خطیب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کیا ہے، اور اس میں اسماعیل بن یحیی تیمی ہے، اور اسے احمد بن ہارون نے بھی ایک دوسرے طریق سے روایت کیا ہے، لیکن احمد بن ہارون کذاب، حدیث گھڑنے میں متہم ہے، جیسا کہ گزر چکا ہے، میں (علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں: حدیث ابو بکر رضی اللہ عنہ جو فصل ثانی میں آئے گی: سورہ یاسین کو معمہ کہا جاتا ہے، اس حدیث کے لئے شاہد ہے، واللہ تعالی اعلم۔

تنبیہ: واضح رہے کہ حدیث ابو بکر رضی اللہ عنہ کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

سند میں موجود راوی ابو جعفر احمد بن ہارون بن موسی بلدی کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الكامل"[1] میں احمد بن ہارون کے بارے میں فرماتے ہیں: "كان يقرئ في جامع حران، كان يخرج لنا نسخا لشيوخ الجزيرة المتقدمين مثل عبد الكريم، وخُصَيْف، وسالم الأفطس، وعبد الوهاب بن بُخْت وغيرهم عن شيوخ له نسخ موضوعة مناكير، ليس عند أحد منها شيء،

[1] الكامل: ۳۳۳/۱، رقم: ۴۸، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

كنا نتهمه بوضعها، وسمعت أبا عروبة يقول: يتهم هذا الرجل بوضع هذه النسخ، وكان يضعفه".

یہ جامع حران میں پڑھاتا تھا، مقام جزیرہ کے متقدمین شیوخ کے نسخے ہمارے لئے نکالتا تھا، جیسے: عبدالکریم، خُصَیف، سالم افطس، عبدالوہاب بن بُخت، اور ان کے علاوہ ان کے شیوخ کے حوالے سے اس کے پاس من گھڑت، منکر نسخے تھے، جبکہ ان شیوخ میں سے کسی ایک سے بھی ان مرویات میں سے کچھ نہیں ہے، ہم ان نسخوں کے گھڑنے میں اس کو متہم سمجھتے ہیں، اور میں (ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ) نے ابو عروبہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: یہ شخص (احمد بن ہارون) ان نسخوں کے گھڑنے میں متہم ہے اور وہ اس کو ضعیف قرار دیتے تھے۔

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء"[1] میں، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "ميزان الاعتدال"[2]، "ديوان"[3] اور "المغني"[4] میں اور علامہ سبط ابن عجمی رحمۃ اللہ علیہ نے "الكشف الحثيث"[5] میں حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔

---

[1] الضعفاء والمتروكين: ۹۱/۱، رقم: ۲٦۸، ت: أبو الفداء عبد الله القاضي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۰٦هـ.

[2] ميزان الاعتدال: ۱٦۲/۱، رقم: ٦٤۷، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

[3] ديوان الضعفاء: ۱۱/۱، رقم: ۱۱۸، ت: حماد بن محمد الأنصاري، مكتبة النهضة الحديثية ـ مكة، الطبعة ۱۳۸۷هـ.

[4] المغني في الضعفاء: ۹۷/۱، رقم: ٤۸۰، ت: أبو الزهراء حازم القاضي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۸هـ.

[5] الكشف الحثيث: ص: ۵۹، رقم: ۱۰٤، ت: صبحي السامرائي، مكتبة النهضة العربية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۰۷هـ.

نیز حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الکامل "[1] میں احمد بن ہارون کی چند احادیث تخریج کرنے کے بعد مزید فرماتے ہیں: "وهذه الأحاديث التي ذكرتها مع أحاديث أخرى له ونسخ موضوعة لم أذكرها لكثرتها عندي، وهو بين الأمر في الضعف، وكان يخرج إلينا تصانيف، وحديثا من نسخ الخراسانيين، مثل سالم الأفطس وغيرهم عجائب". اور یہ احادیث جو میں نے ذکر کی ہیں ان کے علاوہ بھی میرے پاس اس کی احادیث اور گھڑے ہوئے نسخے ہیں جن کو میں نے کثرت کی وجہ سے ذکر نہیں کیا ہے، اور ضعف میں اس کا معاملہ واضح ہے، اور یہ ہمارے پاس تصانیف اور خراسانیین کی حدیث کے نسخے لاتا تھا، جیسے: سالم افطس وغیرہ کے عجائب۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "لسان المیزان "[2] میں حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کے اس کلام پر اعتماد کیا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "المغني "[3] میں احمد بن ہارون کو "کذاب، متهم" کہا ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ "تنزیه الشریعه "[4] میں احمد بن ہارون کو وضاعین

---

[1] الكامل: ۳۳٤/۱، رقم: ٤٨، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[2] لسان الميزان: ٦٨٧/۱، رقم: ٨٨٨، ت: عبد الفتاح أبو غدة، مكتب المطبوعات الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[3] المغني في الضعفاء: ٩٧/۱، رقم: ٤٨٠، ت: أبو الزهراء حازم القاضي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

[4] تنزيه الشريعة: ٣٥/۱، رقم: ٢٣٦، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

و متہمین کی فہرست میں شمار کر کے فرماتے ہیں: ”كذاب، متهم بوضع الحديث“. کذاب ہے، حدیث گھڑنے میں متہم ہے۔

روایت بطریق احمد بن ہارون کا حکم

زیر بحث روایت کو حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے ”باطل، لا اصل لہ“ کہا ہے، اور حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے، اس لئے اسے اس طریق سے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

روایت بطریق محمد بن عبدالرحمن جُدْعانی

حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ ”نوادر الأصول“[1] میں تخریج فرماتے ہیں:

”نا أبي رحمه الله ونا عبد الأعلى، قالا: نا ابن أبي أويس، قال: حدثني محمد بن عبد الرحمن بن أبي بكر الجُدْعاني، عن سليمان بن مرقاع الجندي، عن هلال بن [كذا في الأصل، والصحح: عن] الصلت: أن أبا بكر رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: سورة يس تدعى في التوراة المعمة، قيل: وما المعمة؟ قال: تعم صاحبها خير الدنيا والآخرة، وتكابد عنه بلوى الدنيا، وتدفع عنه أهاويل الآخرة، وتدعى الدافعة والقاضية، تدفع عن صاحبها كل سوء، وتقضي له كل حاجة، ومن قرأها، عدلت له عشرين حجة، ومن سمعها، عدلت له ألف دينار في سبيل الله، ومن كتبها، ثم شربها، أدخلت جوفه ألف دواء، وألف نور، وألف يقين، وألف بركة، وألف رحمة، ونزع منه كل غل وداء“.

---

[1] نوادر الأصول: ٨٩/٦، رقم: ١٣٥٢، ت: توفيق محمود تكله، دار النوادر۔ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: سورۂ یاسین کا نام تورات میں معمہ ہے کہ اپنے پڑھنے والے کے لئے دنیا وآخرت کی بھلائیوں پر مشتمل ہے، اور یہ دنیا وآخرت کی مصیبت کو دور کرتی ہے، اور آخرت کی ہولناکیوں کو دور کرتی ہے، اور اسے دافعہ قاضیہ کہا جاتا ہے، یہ اپنے پڑھنے والے سے ہر برائی دور کرتی ہے، اور اس کی ہر حاجت پوری کرتی ہے، اور جس نے سورۂ یاسین کو پڑھا اسے بیس حج کے برابر ثواب ملے گا، اور جس نے اسے سنا اسے اللہ کے راستے میں بیس دینار خرچ کرنے کے برابر ثواب ملے گا، اور جس نے اسے لکھ کر اس کا پانی پی لیا تو سورۂ یاسین اس کے سینے میں ہزار دواء، ہزار نور، ہزار یقین، ہزار برکتیں اور ہزار رحمتیں داخل کرے گی، اور یہ سورت اس سے ہر قسم کی کھوٹ اور بیماری نکال دے گی۔

بعض دیگر مصادر

زیرِ بحث روایت حافظ آدم بن ابی ایاس رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے "جزء"[1] میں، حافظ ابو عبد اللہ محمد بن ایوب بن یحیی بن ضریس بجلی رازی رحمۃ اللہ علیہ نے "فضائل القرآن"[2] میں، حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء الکبیر"[3] میں، امام ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ نے "الکشف والبیان"[4] میں، حافظ ابو العباس مستغفری رحمۃ اللہ علیہ نے "فضائل

[1] جزء آدم بن أبي إياس: ٣/١، رقم: ٢، مخطوط من الشاملة.

[2] فضائل القرآن وما أنزل من القرآن بمكة وما أنزل بالمدينة: ص: ١٠٠، رقم: ٢١٦، ت: عروة بدير، دار الفكر ـ دمشق، الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.

[3] الضعفاء الكبير: ١٤٣/٢، رقم: ٦٣٧، ت: عبد المعطي أمين قلعجي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[4] الكشف والبيان: ١١٨/١، ت: أبو محمد بن عاشور، دار إحياء التراث العربي ـ بيرت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

القرآن"[1] میں، امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے "شعب الإیمان"[2] میں اور حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے "تاریخ بغداد"[3] میں تخریج کی ہے، اور حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "الموضوعات"[4] میں تخریج کی ہے۔

اور علامہ یحیی بن حسین شجری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "كتاب الأمالي"[5] میں تخریج کی ہے، اسی طرح یہی روایت حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "الغرائب الملتقطة"[6] میں ذکر کی ہے، تمام سندیں سند میں موجود راوی اسماعیل بن ابی اویس پر آکر مشترک ہو جاتی ہیں۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ "المراسیل"[7] میں فرماتے ہیں:

---

[1] فضائل القرآن: ۵۹۶/۲، رقم: ۸۷۵، ت: أحمد بن فارس السلوم، دار ابن حزم ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۲۷هـ.

[2] شعب الإيمان: ۹٦/٤، رقم: ۲۲۳۷، ت: عبد العلي عبد الحامد، مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الأولى ۱٤۲۳هـ.

[3] تاريخ بغداد: ٦۷٤/۳، رقم: ۱۱٦۹، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۲۲هـ.

[4] كتاب الموضوعات: ۲٤۷/۱، ت: عبد الرحمن محمد عثمان، المكتبة السلفية ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ۱۳۸٦هـ.

[5] الأمالي للشجري: ۱۵۵/۱، رقم: ۵۷٤، ت: محمد حسن محمد حسن إسماعيل، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۲۲هـ.

[6] الغرائب الملتقطة: ۷۷۲/٤، رقم: ۱۷۳۳، ت: إيروان سفيان، جمعية دار البر ـ دبئي، الطبعة الأولى ۱٤۳۹هـ.

[7] كتاب المراسيل: ص: ۹۲، رقم: ۳۳۲، ت: شكر الله بن نعمة الله قوجاني، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱۳۹۷ هـ.

"سئل أبو زرعة عن الحديث الذي رواه إسماعيل بن أبي أويس، (عن) محمد بن عبد الرحمن بن أبي بكر الجُدْعاني، (عن) سليمان بن مرقاع الجندي، (عن) هلال، (عن) الصلت، (عن) أبي بكر الصديق، فقال أبو زرعة: الصلت، (عن) أبي بكر مرسل".

ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ سے اس حدیث کے متعلق پوچھا گیا جسے اسماعیل بن ابی اویس، عن محمد بن عبد الرحمن بن ابی بکر الجدعانی، عن سلیمان بن مرقاع الجندی، عن ہلال، عن الصلت، عن ابی بکر الصدیق کے طریق سے روایت کرتا ہے، تو ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: صلت جو ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتا ہے وہ مرسل ہے۔

حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ "الضعفاء الكبير"[1] میں سلیمان بن مرقاع کے ترجمہ میں زیرِ بحث اور ایک دوسری روایت تخریج کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"كلاهما منكران، ولا يتابع عليهما، ولا يعرفان إلا به". یہ دونوں روایتیں منکر ہیں، اور ان دونوں کا متابع نہیں ہے، اور یہ دونوں صرف اسی سے معروف ہیں۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الكامل"[2] میں محمد بن عبد الرحمن جدعانی کے ترجمہ میں اسے "منکر الحدیث" کہنے کے بعد فرماتے ہیں:

---

[1] الضعفاء الكبير: ١٤٣/٢، رقم: ٦٣٧، ت: عبد المعطي أمين قلعجي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[2] الكامل في ضعفاء الرجال: ٣٩٨/٧، رقم: ١٦٦٤، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

"ومحمد بن عبد الرحمن الجُدْعاني هذا روى عن سليمان بن مرقاع حديثا لأبي بكر الصديق عن النبي صلى الله عليه وسلم في فضل ياسين".

اور محمد بن عبدالرحمن جُدعانی نے سلیمان بن مرقاع سے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سورۂ یاسین کی فضیلت میں روایت کی ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ "شعب الإيمان"[1] میں تخریج روایت کے بعد فرماتے ہیں:

"تفرد به محمد بن عبد الرحمن هذا عن سليمان، وهو منكر". یہ محمد بن عبدالرحمن اسے سلیمان سے روایت کرنے میں متفرد ہے، اور یہ منکر ہے۔

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ "تاريخ بغداد"[2] میں تخریج روایت کے بعد فرماتے ہیں:

"ولا أعلم يروى هذا الحديث إلا من طريق الجُدْعاني، وفي إسناده غير واحد من المجهولين، وقد سرق متنه محمد بن عبد، ووضع الإسناد الذي قدمناه".

اور مجھے معلوم نہیں کہ یہ حدیث جُدعانی کے طریق کے علاوہ بھی منقول ہے، اور اس کی اسناد میں ایک سے زائد مجہول راوی موجود ہیں، اور اس حدیث کا متن محمد بن

[1] شعب الإيمان: ٩٦/٤، رقم: ٢٢٣٧، ت: عبد العلي عبد الحامد، مكتبة الرشد - الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[2] تاريخ بغداد: ٦٧٥/٣، رقم: ١١٦٩، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي - بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

عبد نے سرقہ کیا ہے، اور اس کی ایک سند گھڑلی ہے، جسے ہم ماقبل میں ذکر کر چکے ہیں۔

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ زیر بحث روایت "الموضوعات"[1] میں مختلف طرق سے تخریج کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "هذا الحديث من جميع طرقه باطل، لا أصل له". یہ حدیث تمام طرق سے باطل ہے، اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔

آگے خاص اسی طریق پر کلام کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "وأما حديث أبي بكر فقال النسائي: محمد بن عبد الرحمن الجدعاني متروك الحديث". جہاں تک حدیث ابی بکر رضی اللہ عنہ کا تعلق ہے نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: محمد بن عبد الرحمن جُدعانی متروک الحدیث ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "تلخيص الموضوعات"[2] میں سابقہ ذکر کردہ طریق اسماعیل بن یحیی اور محمد بن عبد الرحمن نقل کرکے فرماتے ہیں: "ويروى بسند مظلم أو كذب عن أبي بكر نحوه". یہ روایت مظلم سند یا جھوٹی سند سے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے انتساب سے بھی منقول ہے۔

نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "میزان"[3] میں ابو غرارہ محمد بن عبد الرحمن جُدعانی کے ترجمہ میں فرماتے ہیں:

---

[1] كتاب الموضوعات: ٢٤٧/١، ت: عبد الرحمن محمد عثمان، المكتبة السلفية ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ١٣٨٦هـ.

[2] تلخيص كتاب الموضوعات: ٦٨/١، رقم: ١٤٥، ت: أبو تميم ياسر بن إبراهيم بن محمد، مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

[3] ميزان الاعتدال: ٦٢٠/٣، رقم: ٧٨٣٤، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

”[قلت: أتى بخبر باطل، أنا أتهمه به في يس: من قرأها عدلت له عشرين حجة، ومن كتبها وشربها دخل جوفه ألف دواء وألف نور ... الحديث، رواه إسماعيل بن أبي أويس عنه، عن سليمان بن مرقال [كذا في الأصل، والصحيح: المرقاع]، عن هلال بن [كذا في الأصل، والصحيح: عن] الصلت، عن أبي بكر الصديق مرفوعا، سليمان أيضا ضعيف]“.

میں کہتا ہو: یہ (جُدْعانی) ایک باطل خبر لایا ہے، میں اس کو ہی اس خبر میں متہم سمجھتا ہوں، وہ خبر سورۂ یاسین کی فضیلت کے متعلق ہے کہ جس شخص نے اسے پڑھا اس کو بیس حج کے برابر ثواب ملے گا، اور جس شخص نے اسے لکھ کر اس کا پانی پی لیا تو اس کے سینے میں ہزار دواء اور ہزار نور داخل ہوں گے، الحدیث، اسے اسماعیل بن ابی اویس نے جُدْعانی، عن سلیمان بن مرقاع، عن ہلال عن الصلت، عن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے طریق سے مرفوعاً روایت کیا ہے، اور سلیمان بھی ضعیف ہے۔

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ”اللآلئ المصنوعة“[1] میں فرماتے ہیں:

”باطل، والجُدْعاني متروك، (قلت:) أخرجه ابن الضريس في فضائل القرآن، والبيهقي في شعب الإيمان، وقال: تفرد به الجُدْعاني عن سليمان وهو منكر، والعقيلي أورده في ترجمة سليمان وقال: منكر، لا يتابع عليه، وكذا في الميزان ولسانه، وليس في الثلاثة للجُدْعاني ذكر، وأما الخطيب فقال: لا أعلم يروى هذا الحديث إلا من طريق الجُدْعاني، وفي إسناده غير واحد من المجهولين،

[1] اللآلئ المصنوعة: ۲۱۳/۱، ت: أبو عبد الرحمن صلاح بن محمد بن عويضة، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۷هـ.

وقد سرق متنه محمد بن عبد، ووضع له الإسناد الذي تقدم، والله أعلم“.

یہ باطل ہے، اور جُدْعانی متروک ہے، میں (علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں: اس روایت کو ابن ضریس رحمۃ اللہ علیہ نے ”فضائل القرآن“ اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ”شعب الایمان“ میں تخریج کیا ہے، اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جُدْعانی، سلیمان سے روایت کرنے میں متفرد ہے اور وہ منکر ہے، اور عقیلی رحمۃ اللہ علیہ یہ روایت سلیمان کے ترجمہ میں نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ سلیمان منکر راوی ہے، اس کی متابعت نہیں کی جاتی، اور اسی طرح ”میزان“ اور ”لسان“ میں بھی ہے، اور ان تینوں کتابوں میں جُدْعانی کا کوئی ذکر نہیں ہے، خطیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ یہ حدیث جُدْعانی کے طریق کے علاوہ کسی نے روایت کی ہو، اور اس کی سند میں کئی مجہول راوی ہیں، اور اس کا متن محمد بن عبد نے سرقہ کرکے اس کے لئے ایک اسناد گھڑ لی ہے جو ما قبل میں گزر چکی ہے، واللہ اعلم۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ ”تنزیه الشریعة“[1] میں حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

”الجُدْعاني لم يتهم بل وثق، فقال: فيه أحمد وأبو زرعة: لا بأس به، فغاية حديثه أن يكون ضعيفا“. جُدْعانی متہم نہیں ہے، بلکہ اس کی توثیق کی گئی ہے، چنانچہ اس کے بارے میں احمد رحمۃ اللہ علیہ اور ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ لا بأس بہ ہے، تو زیادہ سے زیادہ یہ بات ہے کہ اس کی حدیث ضعیف ہوگی۔

[1] تنزيه الشريعة: ٢٨٩/١، رقم: ١٢، ت: عبد الله محمد الصديق الغماري، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

اہم نوٹ:

واضح رہے کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ کا محمد بن عبد الرحمن جُدْعانی کے بارے میں "لا بأس به" کہنا اس صورت میں درست ہے جب محمد بن عبد الرحمن جُدْعانی اور محمد بن عبد الرحمن ابو غرارہ کو ایک شخص قرار دیا جائے، حالانکہ یہ امر مختلف فیہ ہے، جیسا کہ عنقریب آئے گا۔

علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ "الفوائد المجموعة"[1] میں لکھتے ہیں:

"وقد رواه العقيلي عن أبي بكر الصديق رضي الله عنه مرفوعا، وفي إسناده محمد بن عبد الرحمن بن أبي بكر الجُدْعاني، وهومتروك، وقد أخرجه البيهقي في الشعب من طريقه، وفي إسناده: مجاهيل وضعفاء".

اور اس روایت کو عقیلی رحمۃ اللہ علیہ نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے طریق سے مرفوعاً روایت کیا ہے، اور اس کی سند میں محمد بن عبد الرحمن جُدْعانی ہے، اور وہ متروک ہے، اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے "شعب" میں اسی طریق سے اس کی تخریج کی ہے اور اس کی سند میں مجاہیل اور ضعیف راوی موجود ہیں۔

سند میں موجود راوی سلیمان بن مرقاع کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ "الضعفاء الكبير"[2] میں لکھتے ہیں: "منكر الحديث، ولا يتابع عليه في حديثه". سلیمان بن مرقاع منکر الحدیث ہے اور حدیث میں

---

[1] الفوائد المجموعة: ۳۰۱/۱، رقم: ۱۲، ت: عبد الرحمن بن يحيي المعلمي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة ١٤١٦هـ.

[2] الضعفاء الكبير: ١٤٣/٢ رقم: ٦٣٧، ت: عبد المعطي أمين قلعجي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

اس کی متابعت نہیں کی جاتی۔

اس کے بعد حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ نے سلیمان بن مرقاع کی دو احادیث نقل کر کے اُنہیں منکر کہا ہے، ان میں ایک زیر بحث روایت بھی ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "میزان"[1]، "دیوان"[2] اور "المغني"[3] میں اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "لسان المیزان"[4] میں حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے۔

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء"[5] میں سلیمان بن مرقاع کو "منکر الحدیث" کہا ہے۔

سند میں موجود راوی محمد بن عبد الرحمن بن ابی بکر جُدعانی کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

اہم نوٹ: واضح رہے کہ سند میں موجود راوی محمد بن عبد الرحمن بن ابی بکر جُدعانی کی تعیین میں ائمہ کا اختلاف ہے، چنانچہ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الکامل"[6] میں

---

[1] ميزان الاعتدال:٢٢٢/٢،رقم:٣٥٠٩،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت .

[2] ديوان الضعفاء:١٧٥/١،رقم:٤٥٥،ت:حماد بن محمد الأنصاري،مكتبة النهضة الحديثية ـ مكة،الطبعة ١٣٨٧هـ.

[3] المغني في الضعفاء:٤٤٤/١،رقم:٢٦٢٢،ت:أبي الزهراء حازم القاضي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

[4] لسان الميزان:١٧٥/٣،رقم:٣٦٤٦،ت:عبد الفتاح أبو غدة،مكتب المطبوعات الإسلامية ـ حلب،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[5] الضعفاء والمتروكين:٢٤/٢،رقم:١٥٤٥،ت:أبو الفداء عبد الله القاضي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

[6] الكامل في ضعفاء الرجال:٣٩٨/٧،رقم:١٢٩٢،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت .

محمد بن عبد الرحمن جُدْعانی کو منکر الحدیث کہہ کر نیز اس کے بارے میں ائمہ کے اقوال نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

”وقد قيل: إن محمد بن عبد الرحمن الجُدْعاني هو غير محمد بن عبد الرحمن أبو غِرَازة، وقيل: أبو غِرَازة غير الجُدْعاني هذا، وجميعا ينسبان إلى جدعان، وجميعا من أهل المدينة، فإن كان غيره: فلأبي غِرَازة عن القاسم، عن عائشة في الرفق يمن. حدثناه أحمد بن حفص عن إبراهيم الشافعي، عن أبي غِرَازة.

وإن كان أبو غِرَازة والجُدْعاني واحدا: فجميعا لهما غير ما ذكرت، فقد اشتبها، لأنهما كانا في وقت واحد بالمدينة، ويحتمل أن يكونا جميعا واحدا، ويحتمل أن يكون هذا غير ذاك، وقد ذكرت لكل واحد منهما ما انكر عليها“.

اور کہا گیا ہے کہ محمد بن عبد الرحمن جُدْعانی یہ محمد بن عبد الرحمن ابو غرازہ کے علاوہ ہے، اور کہا گیا ہے کہ ابو غرازہ، جُدْعانی کے علاوہ ہے، اور یہ دونوں جدعان کی طرف منسوب ہوتے ہیں، اور دونوں اہل مدینہ میں سے ہیں، اگر یہ دونوں ایک دوسرے کا غیر ہوں تو ابو غرازہ، عن القاسم، عن عائشہ کے طریق سے ”فی الرفق یمن“ روایت کرتا ہے، جسے احمد بن حفص نے ہمیں ابراہیم شافعی، عن ابی غرازہ کی سند سے روایت کیا ہے، اور اگر ابو غرازہ اور جُدْعانی دونوں ایک ہی ہوں تو میری ذکر کردہ احادیث کے علاوہ بھی ان دونوں کی روایات ہیں، چنانچہ یہ مشتبہ ہو گئے ہیں، اس لئے کہ یہ دونوں ایک ہی وقت میں مدینہ میں تھے، اور یہ احتمال بھی ہے کہ یہ دونوں ایک ہی ہوں، اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ ایک دوسرے کا غیر ہوں، اور

ان دونوں میں سے ہر ایک پر جو انکار ہوا ہے میں نے اسے ذکر کر دیا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ "التاریخ الصغیر"[1] میں محمد بن عبد الرحمن جُدعانی مکی کا ترجمہ قائم کر کے فرماتے ہیں: "عن عبيد الله بن عمر، سمع منه إسماعيل بن أبي أويس، منكر الحديث". یہ عبید اللہ بن عمر سے روایت کرتا ہے، اس سے اسماعیل بن ابی اویس نے سماعت کی ہے، یہ منکر الحدیث ہے۔

واضح رہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "التاریخ الصغیر"[2] میں محمد بن عبد الرحمن ابو غرارہ قرشی کا الگ ترجمہ قائم کیا ہے۔

حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء الكبير"[3] میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے۔

---

[1] التاريخ الصغير: ١٩٦/٢، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

[2] التاريخ الصغير: ١٦٢/٢، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

"التاریخ الصغیر" کی عبارت ملاحظہ ہو: "محمد بن عبد الرحمن أبو غِرَارة القرشي، وهو ابن أبي مليكة التيمي الجُدْعاني، روى عنه أبو عاصم ومسدد، سمع أباه، سمع القاسم عن عائشة رضي الله عنها، عن النبي صلى الله عليه وسلم: الرفق يمن. نسبه إبراهيم الشافعي، وقال لي إسماعيل: سمعت محمد بن عبد الرحمن بن أبي بكر الجُدْعاني القرشي المليكي منذ ستين سنة، عن عبيد الله وسليمان بن مرتاع [كذا في الأصل].

حدثني إبراهيم بن المنذر، ثنا عبد الرحمن بن أبي بكر المليكي، عن امرأته جبرة، عن أبيها، عن عائشة، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: اطلبوا الخير عند حسان الوجوه. قال ابن عياش: عن جبرة بنت محمد بن ثابت بن سباع، عن أبيها مثله.

حدثني ابن منير، ثنا سلمه، ثنا عبد الله، ثنا عثمان بن الأسود، عن محمد بن عبد الرحمن بن أبي بكر، عن ابن عياش، عن النبي صلى الله عليه وسلم: آية ما بيننا وبين المنافقين لا يتضلعون من زمزم".

[3] الضعفاء الكبير: ١٠١/٤ رقم: ١٦٥٥، ت: عبد المعطي أمين قلعجي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

حافظ ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ ”الجرح والتعدیل“[1] میں محمد بن عبد الرحمن بن ابی بکر جُدْعانی کا ترجمہ قائم کرکے فرماتے ہیں: ”روى عن سليمان بن مرقاع الجندي، عن مجاهد، روى عنه عبد الحميد، واسمعيل ابنا أبي أويس، سمعت أبي يقول ذلك، وسألته عنه فقال: ضعيف الحديث“. اس نے سلیمان بن مرقاع جندی عن مجاہد کے طریق سے روایت کی ہے، اور اس سے عبد الحمید اور ابو اویس کے دونوں بیٹوں نے روایت کی ہے، (عبد اللہ بن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) میں نے اپنے والد کو اسی طرح فرماتے ہوئے سنا ہے، اور میں نے ان کے متعلق والد سے پوچھا تو آپ نے فرمایا: یہ ضعیف الحدیث ہے[2]۔

اس کے بعد حافظ ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن عبد الرحمن ابو غرارہ قرشی جُدْعانی تمیمی زوج جبرہ کے نام سے الگ ترجمہ قائم کیا ہے، جس میں ابو غرارہ کے بارے میں حافظ ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ”لا بأس به“ نقل کیا ہے[3]۔

---

[1] الجرح والتعديل: ۳۱۱/۷، رقم: ۱۶۹۵، دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة الأولى ۱۳۷۱هـ.

[2] الجرح والتعديل: ۳۱۱/۷، رقم: ۱۶۹۵، دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة الأولى ۱۳۷۱هـ.

بظاہر حافظ ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے یہی ترجمہ چند صفحات آگے جاکر مکرر قائم کیا ہے، ملاحظہ ہو: ”محمد بن عبد الرحمن الجُدْعاني، روى عن عبيد الله بن عمر، روى عنه عبد الحميد، وإسمعيل ابنا أبي أويس، نا عبد الرحمن، قال: سمعت أبي يقول ذلك، وسألته عنه فقال: هو مكي، ضعيف الحديث، منكر الحديث“ (الجرح والتعديل: ۳۲٤/۷، رقم: ۱۷٤۸، دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة الأولى ۱۳۷۱هـ).

[3] الجرح والتعديل: ۳۱۱/۷، رقم: ۱٦۹٦، دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة الأولى ۱۳۷۱هـ.

حافظ ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ کی مکمل عبارت ملاحظہ فرمائیں: ”محمد بن عبد الرحمن أبو غِرَارة القرشي الجُدْعاني التيمي زوج جبرة، وهو محمد بن عبد الرحمن بن أبي بكر بن عبيد الله بن أبي مليكة، روى عن موسى بن عقبة، وعبيد الله بن عمر، ومحمد بن المنكدر، وروى عن أبيه، عن القاسم بن محمد، روى عنه أبو عاصم النبيل، وإسمعيل بن أبي أويس، ومسدد، وإبراهيم بن محمد الشافعي، والمقدمي، سمعت أبي يقول ذلك، نا عبد الرحمن، نا محمد بن

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء"[1] میں جُدعانی کو "متروك الحديث" کہا ہے۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحين"[2] میں ان الفاظ سے ترجمہ قائم فرماتے ہیں: "محمد بن عبد الرحمن بن أبي بكر بن أبي مليكة المليكي القرشي الجُدْعاني، كنيته أبو غرارة، من أهل المدينة، زوج جبرة بنت محمد بن ثابت بن سباع، يروي عن أبيه وعبيد الله بن عمر، روى عنه أبو عاصم، وابن أبي أويس، كان ممن يروي المناكير عن المشاهير، وينفرد عن الثقات بالمقلوبات، لا يحتج به".

محمد بن عبد الرحمن بن ابی بکر بن ابی ملیکہ ملیکی قرشی جُدعانی، اس کی کنیت ابو غرارہ ہے، جبرہ بنت محمد بن ثابت بن سباع کے خاوند ہیں، وہ اپنے والد اور عبید اللہ بن عمر سے روایت کرتا ہے، اور اس سے ابو عاصم اور ابن ابی اویس نے روایت کی ہے، یہ ان لوگوں میں سے ہے جو مشہور محدثین کے انتساب سے منکر روایات نقل کرتے ہیں، اور ثقہ راویوں سے مقلوبات نقل کرنے میں منفرد ہے، اس کی حدیث سے احتجاج کرنا درست نہیں ہے۔

حافظ سمعانی رحمۃ اللہ علیہ "الأنساب"[3] میں فرماتے ہیں: "عبد الرحمن بن أبی بکر

حمويه بن الحسن، قال: نا أبو طالب، قال: سألت أحمد يعني ابن حنبل: عن أبي غِرَارة محمد بن عبد الرحمن، قال: لا بأس به، من أهل مكة، نا عبد الرحمن، قال: سألت أبي عن محمد بن عبد الرحمن ابن أبي بكر بن عبيد الله بن أبي مليكة، قال: كنيته أبو غِرَارة، وهو شيخ، نا عبد الرحمن، قال: سئل أبو زرعة عن أبي غِرَارة، فقال: مكي، لا بأس به".

[1] الضعفاء والمتروكين: ٢١٤/١، رقم: ٥٣٩، ت: بوران الضناوي وكمال يوسف الحوت، مؤسسة الكتب الثقافية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

[2] المجروحين: ٢٦١/٢، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ١٤١٢هـ.

[3] الأنساب: ٤٣٢/١٢، رقم: ٣٩٣٦، ت: عبدالرحمن بن يحيى المعلمي، مجلس دائرة المعارف العثمانية ـ

بن عبيد الله بن عبد الله بن أبي مليكة بن عبد الله بن جدعان بن عمرو بن كعب بن سعد بن تيم بن مرة المليكي الجُدْعاني، يروي عن عمه ابن أبى مليكة، وطاوس، والزهري، والقاسم، روى عنه ابنه محمد بن عبد الرحمن، منكر الحديث جدا، يتفرد عن الثقات بما لا يشبه حديث الأثبات، فلا أدري كثرة الوهم في أخباره منه أو من أبيه، على أن أكثر روايته ومدار حديثه يدور على أبيه، وأبوه فاحش الخطأ، فمن هاهنا اشتبه أمره، ووجب تركه". عبدالرحمن بن ابی بکر بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن ابی میلکہ بن عبد اللہ بن جدعان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ ملیکی جدعانی، یہ اپنے چچا ابن ابی ملیکہ اور طاؤس، زہری اور قاسم سے روایت کرتا ہے، اور اس سے اس کے بیٹے محمد بن عبدالرحمن نے روایت کی ہے، یہ منکر الحدیث جداً ہے، وہ ثقات سے ایسی روایات نقل کرنے میں متفرد ہے جو اثبات کی حدیث کے مشابہ نہیں ہوتیں، اب مجھے نہیں معلوم کہ اس کی اخبار میں وہم اس کی طرف سے ہے یا اس کے باپ کی طرف سے ہے، اس کی اکثر روایات اور اس کی حدیث کا مدار اس کے باپ پر ہوتا ہے، اور اس کا باپ فاحش الخطاء ہے، اس لئے اس کا معاملہ مشتبہ ہو گیا، اور اس کا ترک کرنا واجب ہو گیا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "تقريب التهذيب"[۱] میں فرماتے ہیں: "قيل إن أبا غِرَارة غير الجُدْعاني، فأبو غِرَارة لين الحديث، والجُدْعاني متروك، وهما من السابعة". کہا جاتا ہے کہ ابو غرارہ، جُدعانی کے علاوہ ہے، ابو غرارہ لین الحدیث ہے، اور جُدعانی متروک ہے، اور یہ دونوں ساتویں طبقے میں سے ہیں۔

حيدر آباد الدكن، الطبعة الاولى ١٣٩٧هـ.

[۱] تقريب التهذيب: ص: ٤٩١/٢، رقم: ٦٠٦٥، ت: محمد عوامة، دار الرشيد ـ حلب، الطبعة الثالثة ١٤١١هـ.

اہم نوٹ:

سند میں موجود راوی ہلال اور صلت کا ترجمہ تلاش بسیار کے باوجود کتب رجال میں نہیں مل سکا۔

روایت بطریق جدعانی کا حکم

حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت بطریق جُدعانی کو "منکر" کہا ہے، اور حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس طریق سے روایت کو "من گھڑت، باطل" کہا ہے، اس لئے زیر بحث روایت کو اس طریق سے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

تفصیل گزر چکی ہے کہ چار مختلف سندوں سے منقول اس زیر بحث روایت کو حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے "من گھڑت، باطل" کہا ہے، اور حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے "منکر" کہا ہے، اس لئے زیر بحث روایت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

روایت نمبر⑦

روایت: ”رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جنت والے جنت میں بھی علماء کے محتاج ہوں گے، اس کی وجہ یہ ہے کہ جنتی ہر جمعہ کو اللہ کی زیارت کے لئے جائیں گے، باری تعالی ان سے فرمائیں گے: جو چاہو تمنا کرو، چنانچہ جنتی علماء سے جاکر ملیں گے کہ ہم کیا تمنا کریں؟ علماء کہیں گے: تم یہ یہ تمنا کرو، آپ ﷺ نے فرمایا: چنانچہ جنت والے جنت میں بھی ان کے ایسے ہی محتاج ہوں گے جیسے وہ دنیا میں ان کے محتاج ہیں“۔

حکم: من گھڑت

روایت کا مصدر

حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ ”تاریخ دمشق“ [1] میں تخریج فرماتے ہیں:

”أخبرنا أبو محمد بن الأكفاني قراءة عليه، حدثنا أبو محمد الكتاني، حدثنا أبو الحسين عبد الوهاب بن جعفر بن علي بن أحمد بن زياد، أنبأنا الشيخ أبو بكر محمد بن أحمد بن سهل بن نصر النَابُلُسِي الشيخ الصالح رحمه الله، أنبأنا عمر بن محمد بن سليمان العطار، حدثني أبو بكر أحمد بن سليمان بن عمرو الأنماطي بحلب، حدثنا مخلد بن مالك، حدثنا مخلد بن يزيد، عن مجاشع بن عمرو، عن محمد بن الزبرقان، عن مقاتل بن حيان، عن أبي الزبير، عن جابر بن عبد الله قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن أهل الجنة ليحتاجون إلى العلماء في الجنة، وذلك أنهم يزورون الله عز وجل

---

[1] تاريخ دمشق: ٥٠/٥١، ت: عمر بن غرامه العمروي، دار الفكر ـ بيروت، الطبعة ١٤١٨ هـ.

في كل جمعة، فيقول لهم: تمنوا علي ما شئتم، فيلتفتون إلى العلماء، فيقولون: ماذا نتمنى؟ فيقولون: تمنوا عليه كذا وكذا، قال: فهم يحتاجون إليهم في الجنة كما يحتاجون إليهم في الدنيا".

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جنت والے جنت میں بھی علماء کے محتاج ہوں گے، اس کی وجہ یہ ہے کہ جنتی ہر جمعہ کو اللہ عزوجل کی زیارت کے لئے جائیں گے، باری تعالی ان سے فرمائیں گے: جو چاہو تمنا کرو، چنانچہ جنتی علماء سے جاکر ملیں گے کہ ہم کیا تمنا کریں؟ علماء کہیں گے: تم یہ یہ تمنا کرو، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: چنانچہ جنتی جنت میں بھی ان کے ایسے ہی محتاج ہوں گے جیسے وہ دنیا میں ان کے محتاج ہیں۔

بعض دیگر مصادر

زیر بحث روایت حافظ دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے "مسند الفردوس"[1] میں اور حافظ ابن العدیم رحمۃ اللہ علیہ نے "بغية الطلب"[2] میں تخریج کی ہے، تمام سندیں سند میں موجود راوی ابو بکر احمد بن سلیمان پر مشترک ہو جاتی ہیں۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "ميزان الاعتدال"[3] میں مجاشع بن عمرو کے ترجمہ میں

---

[1] انظر الغرائب الملتقطة:٦٣١/٢،رقم:٧٩١،ت:محمد مرتضى سليمان يونس،جمعية دار البر ـ دبئي،الطبعة الأولى ١٤٣٩هـ.

[2] بغية الطلب:٧٧٥/٢،ت:سهيل زكار،دار الفكر ـ بيروت .

[3] ميزان الاعتدال:٤٣٧/٣،رقم:٧٠٦٦،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة-بيروت .

زیر بحث روایت نقل کر کے فرماتے ہیں:

"وهذا موضوع، ومجاشع هو راوي كتاب الأهوال والقيامة، وهو جزآن كله خبر واحد موضوع"۔ یہ من گھڑت ہے، (سند کا راوی) مجاشع "کتاب الاہوال والقیامہ" کا راوی ہے، اور یہ دو جزء ہیں، اور وہ پوری ایک ہی روایت ہے جو کہ من گھڑت ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "لسان الميزان"[۱] میں، علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "الزيادات"[۲] میں، علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ نے "تذكرة الموضوعات"[۳] میں، ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے "المصنوع"[۴] میں، علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ نے "كشف الخفاء"[۵] میں، علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے "فيض القدير"[۶] میں، علامہ محمد بن محمد درویش رحمۃ اللہ علیہ نے "أسنى المطالب"[۷] اور علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزيه الشريعة"[۸] میں

---

[۱] لسان الميزان: ٤٦٢/٦، رقم: ٦٣٠٦، ت: عبد الفتاح أبو غده، دار البشائر الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[۲] الزيادات على الموضوعات: ص: ١٧٦، رقم: ١٩٨، ت: رامز خالد حاج حسن، مكتبة المعارف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.

[۳] تذكرة الموضوعات: ص: ١٨، دار إحياء التراث العربي ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٣٩٩هـ.

[۴] المصنوع: ص: ٦٤، رقم: ٥٣، ت: عبد الفتاح أبو غدة، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٣٩٨هـ.

[۵] كشف الخفاء: ٢٢٧/١، رقم: ٦٩٤، مكتبة القدسي ـ القاهرة، الطبعة ١٣٥١هـ.

[۶] فيض القدير: ٤٣٧/٢، رقم: ٢٢٣٥، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٣٩١هـ.

علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ کی مکمل عبارت یہ ہے: "وفيه مُجاشع بن عمرو، قال ابن معين: أحد الكذابين، وقال البخاري، منكر مجهول، وأورد له في الميزان هذا الخبر، ثم قال: وهذا موضوع، ومجاشع هو راوي كتاب الأهوال والقيامة، وهو جزآن كله موضوع، انتهى. وقضية صنيع المصنف أنه لم يره مخرجا لأحد ممن وضع لهم الرموز، وهو عجب فقد خرجه الديلمي باللفظ المزبور عن جابر المذكور".

[۷] أسنى المطالب: ص: ٧٦، رقم: ٢٩٨، ت: مصطفى عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

[۸] تنزيه الشريعة: ٢٧٦/١، رقم: ٨٥، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف وعبد الله محمد الصديق، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے۔

علامہ مرتضیٰ زبیدی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ زبیدی رحمۃ اللہ علیہ "إتحاف"[1] میں فرماتے ہیں: "قال الشهاب القليوبي في البدور المنيرة: هو حديث موضوع". شہاب قلیوبی نے کہا ہے کہ یہ من گھڑت حدیث ہے۔

اس کے بعد علامہ زبیدی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ کی زیر بحث روایت نقل کر کے حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے۔

علامہ غماری رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ غماری رحمۃ اللہ علیہ "المداوي"[2] میں فرماتے ہیں:

"هذا حديث موضوع ظاهر البطلان، لا يخفى أمره على صغار طلبة هذا الفن، فما أدري كيف استجاز المؤلف ذكره، وهو من منفردات مُجاشع بن عمرو الكذاب الوضاع، ومن العجيب كون الشارح نقل عن الذهبي الحكم بوضعه، ثم قال في الصغير: إنه ضعيف".

یہ حدیث من گھڑت ہے، اس کا بطلان بالکل ظاہر ہے، اس فن کے چھوٹے طلبہ پر بھی اس کا معاملہ مخفی نہیں، نہ جانے مؤلف (سیوطی رحمۃ اللہ علیہ) نے کیسے اس کے ذکر کرنے کو جائز سمجھا ہے؟ یہ ان روایات میں سے ہے جسے (سند کا راوی) مجاشع بن عمرو کذاب وضاع تنہا نقل کرنے والا ہے، اور عجیب بات ہے کہ شارح (علامہ

---

[1] إتحاف السادة: ٢٤٩/٥، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الخامسة ١٤٣٣هـ.

[2] المداوي: ٤٦٠/٢، رقم: ١٠٢٦، دار الكتبي ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٩٩٦ء.

مناوی رحمۃ اللہ علیہ) نے ذہبی رحمۃ اللہ علیہ سے اس کے من گھڑت ہونے کو نقل کیا(یعنی فیض القدیر میں)، پھر صغیر (یعنی تیسیر) میں اسے ضعیف کہہ دیا۔

سند میں موجود راوی ابویوسف مجاشع بن عمرو بن حسان اسدی کے بارے میں ائمہ کا کلام

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مجاشع بن عمرو کو "منکر، مجهول" کہا ہے[1]۔

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "قد رأيت (مُجاشع) هذا، كان يكذب، وكان يحدث"[2]. میں نے مجاشع کو دیکھا ہے، یہ جھوٹ بولتا تھا، اور حدیث بیان کرتا تھا۔

حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "متروك الحديث، ضعيف، ليس بشيء"[3]. متروک الحدیث، ضعیف، لیس بشیء ہے۔

حافظ ازدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كذاب دامر، لاتحل الرواية عنه"[4]. یہ جھوٹا، تباہ کن ہے، اس سے روایت کرنا حلال نہیں ہے۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحين"[5] میں فرماتے ہیں: "كان ممن يضع الحديث على الثقات، ويروي الموضوعات عن أقوام ثقات، لا يحل ذكره في الكتب إلا على سبيل القدح فيه، ولا الرواية عنه إلا على سبيل الاعتبار للخواص".

---

[1] ميزان الاعتدال:۳/ ٤٣٦،رقم:٧٠٦٦،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت .

[2] معرفة الرجال: ٦٢/١،رقم: ١٠٠،ت:محمد كامل القصار،مطبوعات مجمع اللغة العربية ـ دمشق،الطبعة١٤٠٥هـ.

[3] الجرح والتعديل:٨/ ٣٩٠،رقم: ١٧٨٥،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣٧١هـ.

[4] الضعفاء والمتروكين:٣٥/٣،رقم:٢٨٤٧،ت:أبو الفداء عبد الله القاضي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٠٦هـ.

[5] المجروحين:١٨/٣،ت:محمود إبراهيم زايد،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعةالأولى ١٤١٢هـ.

یہ ان لوگوں میں سے تھا جو ثقہ لوگوں کے انتساب سے حدیث گھڑتے تھے، اور ثقہ لوگوں کے انتساب سے من گھڑت روایات نقل کرتے تھے، اس کا کتابوں میں ذکر کرنا صرف اس کی مذمت بیان کرنے کی صورت میں ہی حلال ہے، اسی طرح اس سے روایت کرنا بھی حلال نہیں ہے، مگر خواص کے لئے اعتبار کے طور پر۔

حافظ مقدسی رحمۃ اللہ علیہ نے "تذکرة الحفاظ"[1] میں اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "المغني"[2] میں حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔

حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ "الضعفاء الكبير"[3] میں فرماتے ہیں: "حديثه منكر، غير محفوظ". اس کی حدیث منکر، غیر محفوظ ہے۔

اس کے بعد حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ کا قول اور زیر بحث روایت تخریج کی ہے۔

حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ مجاشع کے بارے میں لکھتے ہیں: "بقية بن الوليد يروي عن قوم متروكين، مثل: مُجاشع بن عمرو"[4]. بقیہ بن ولید ایک ایسی قوم سے روایت کرتا ہے جو کہ متروک ہے، جیسے: مجاشع بن عمرو۔

امام ابو احمد حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے مجاشع کو "منكر الحديث" کہا ہے[5]۔

---

[1] تذكرة الحفاظ:ص:١٥٨،رقم:٢٧١،ت:حمدي بن عبد المجيد،دار الصميعي ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

[2] المغني في الضعفاء:٢٤٦/٢،رقم:٥١٧٩،ت:أبو الزهراء حازم القاضي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤١٨هـ.

[3] الضعفاء الكبير:٢٦٤/٤،رقم:١٨٦٩،ت:عبد المعطي أمين قلعجي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[4] سؤالات السلمي للدارقطني:ص:١٤٤،رقم:٩٦،ت:سعد بن عبد الله الحميد وخالد بن عبد الرحمن الجريسى، مكتبة الملك فهد الوطنية ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ.

[5] لسان الميزان:٤٦٢/٦،رقم:٦٣٠٦،ت:عبد الفتاح أبو غدة،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٢٣هـ.

حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ "حلیة الأولیاء"[1] میں ایک دوسری روایت کے تحت فرماتے ہیں: "ولیس محمد بن سعید ولا مُجاشع ممن یعتمد علی روایتهما ومفاریدهما". محمد بن سعید اور مجاشع ان لوگوں میں سے نہیں ہیں جن کی روایتوں اور مفاریدپر اعتماد کیا جاسکے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "تلخیص الموضوعات"[2] میں ایک حدیث کے تحت مجاشع بن عمرو کو "متهم" کہا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "اتحاف المهرة"[3] میں ایک روایت کے تحت مجاشع کے بارے میں فرماتے ہیں: "مُجاشع کذبه یحیی بن معین". مجاشع کو یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے کذاب کہا ہے۔

علامہ سِبط ابن عجمی رحمۃ اللہ علیہ "الکشف الحثیث"[4] میں لکھتے ہیں: "قال ابن حبان: کان یضع الحدیث علی الثقات، ثم إني رأیت في تلخیص المستدرك حدیثا في مناقب معاذ بن جبل، قال الحاکم: غریب حسن، قال الذهبي في تلخیصه: ذا من وضع مُجاشع، انتهی".

ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ ثقات پر حدیث گھڑتا تھا، (علامہ سِبط ابن العجمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) پھر میں نے "تلخیص المستدرک" میں معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ

[1] حلیة الأولیاء: ۲٤٤/۱، دار الفکر ـ بیروت، الطبعة ۱٤۱٦هـ.

[2] تلخیص کتاب الموضوعات: ص: ۲۵۷، رقم: ٦۷۳، ت: أبو تمیم یاسر بن إبراهیم بن محمد، مكتبة الرشد ـ الریاض، الطبعة الأولی ۱٤۱۹هـ.

[3] اتحاف المهرة بالفوائد المبتكرة من أطراف العشرة: ۲۸۵/۱۳، رقم: ۱٦۷۳٤، ت: عبد القدوس محمد نذیر، مجمع الملك فهد ـ المدینة المنوره، الطبعة الأولی ۱٤۱۸هـ.

[4] الکشف الحثیث: ص: ۲۱٤، رقم: ٦۰۰، ت: صبحي السامرائي، مكتبة النهضة العربية ـ بیروت، الطبعة الأولی ۱٤۰۷هـ.

کے مناقب میں ایک حدیث دیکھی، جسے حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے "غریب حسن" کہا ہے، اور ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اس کی تلخیص میں فرماتے ہیں کہ یہ مجاشع کی گھڑی ہوئی روایت ہے، انتہی۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے مجاشع بن عمرو کو وضاعین و متہمین کی فہرست میں شامل کر کے حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا ہے[1]۔

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی اتباع میں علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ، ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ، علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ محمد بن محمد درویش رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت کو "من گھڑت" کہا ہے۔

نیز علامہ غماری رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ شہاب قلیوبی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسے "من گھڑت" کہا ہے، لہذا اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

اہم فائدہ:

حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ "تاریخ دمشق"[2] **ابو عبد الملک صفوان بن صالح ثقفی** کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

"أخبرنا أبو جعفر محمد بن أبي علي، أنا أبو بكر الصفار، أنا أحمد بن علي بن منجويه، أنا أبو أحمد الحاكم، قال: أبو عبد الملك صفوان بن صالح

---

[1] تنزيه الشريعة: ٩٩/١، رقم: ٧، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف وعبد الله محمد، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

[2] تاريخ دمشق: ١٤١/٢٤، ت: عمر بن غرامه العمروي، دار الفكر ـ بيروت، الطبعة ١٤١٥هـ.

الدمشقي، سمع أبا العباس الوليد بن مسلم الدمشقي، وعمر بن عبد الواحد الدمشقي، روى عنه أبو عبد الله محمد بن يحيى الذهلي، وأبو عبد الله محمد بن إسماعيل الجعفي كناه .

أنا محمد بن أحمد بن هارون بن الجندي، نا أبو القاسم علي بن يعقوب بن أبي العقب، نا أبو الليث سلم بن معاذ، قال: سمعت محمد بن عبد الرحمن السراج يقول: قلت لسليمان بن عبد الرحمن إن أبا عبد الملك صفوان بن صالح يأبى أن يحدثنا، وكان صفوان إذا دخل المسجد يبدأ به، فيسلم عليه، ثم يصير إلى مجلسه، فلما دخل سلم عليه .

قال أبو أيوب: إنه بلغني أنك تأبى أن تحدث، فقال له صفوان: يا أبا أيوب! منعنا السلطان، فقال له: ويحك حدث، فإنه بلغني أن أهل الجنة يحتاجون إلى العلماء في الجنة كما يحتاجون إليهم في الدنيا، فيأتيهم الرسول من قبل ربهم عز وجل، فيقول: سلوا ربكم، فيقولون: قد أعطانا ما سألنا، وما لم نسأل، فيقول لهم: سلوا ربكم، فيقولون: ما ندري ما نسأل، فيقول لهم: سلوا ربكم .

فيقول بعضهم لبعض: اذهبوا بنا إلى العلماء الذين كانوا إذا أشكل علينا في الدنيا شيء أتيناهم فيفتحوا علينا، فيأتون العلماء، فيقولون، إنه أتانا رسول من ربنا عز وجل يأمرنا أن نسأل فما ندري ما نسأل، فيفتح الله عز وجل على العلماء، فيقولون لهم: سلوا كذا وكذا، فيسألون فيعطون .

فحدث فلعلك أن تكون منهم، فأتيناه فحدثنا“.

ابو اللیث سلم بن معاذ فرماتے ہیں کہ میں نے محمد بن عبد الرحمن سراج سے

سنا، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے سلیمان بن عبد الرحمن سے کہا: ابو عبد الملک صفوان بن صالح ہمیں احادیث بیان کرنے سے انکار کر دیتے ہیں، اور صفوان جب مسجد تشریف لاتے تو ان سے ابتداء فرماتے، ان کو سلام کرتے، پھر اپنی جگہ تشریف لے جاتے، چنانچہ جب وہ آئے، انہوں نے ان کو سلام کیا۔

ابو ایوب (یعنی سلیمان بن عبد الرحمن) نے ان سے کہا کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ آپ احادیث بیان کرنے سے انکار کر دیتے ہیں، صفوان نے ان کو جواب میں کہا کہ اے ابو ایوب! سلطان نے ہمیں منع کر رکھا ہے، ابو ایوب سلیمان بن عبد الرحمن نے ان سے کہا: تیرا ناس ہو، حدیث بیان کرو، کیونکہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ جنت والے جنت میں علماء کے ایسے ہی محتاج ہوں گے جیسے وہ دنیا میں ان کے محتاج ہیں، چنانچہ جنت والوں کے پاس ان کے رب عزوجل کی جانب سے قاصد آکر کہے گا: اپنے رب سے مانگو، جنتی کہیں گے: ہم نے جو مانگا اور جو ہم نے نہیں مانگا ہمارے رب نے ہمیں سب عطاء کر دیا ہے، پھر بھی وہ ان سے کہے گا: تم اپنے رب سے مانگو، جنتی کہیں گے: ہمیں معلوم نہیں کہ ہم کیا مانگیں؟ وہ قاصد ان سے کہے گا: تم اپنے رب سے مانگو۔

اب جنتی ایک دوسرے سے کہیں گے: ہمیں علماء کے پاس لے چلو، ہمیں دنیا میں جب کوئی مشکل پیش آتی تھی تو ہم ان کے پاس جاتے تھے وہ ہماری مشکل حل کر دیتے تھے، چنانچہ وہ علماء کے پاس آکر کہیں گے: ہمارے پاس ہمارے رب عزوجل کا قاصد آیا تھا، جس نے ہمیں مانگنے کو کہا، لیکن ہمیں معلوم نہیں کہ ہم کیا مانگیں؟ چنانچہ اللہ عزوجل علماء پر یہ بات منکشف کر دیں گے، علماء ان سے کہیں

گے: تم یہ یہ چیزیں مانگو، سو جنتی وہ چیزیں مانگیں گے، چنانچہ ان کو وہ چیزیں دے دی جائیں گی۔

سو تم حدیث بیان کرو، شاید آپ بھی ان میں سے ہوں، چنانچہ جب ہم ان کے پاس آتے تو ہمیں حدیث بیان کرتے تھے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "سير أعلام النبلاء"[1] میں یہ واقعہ نقل کیا ہے، لیکن حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ ابو اللیث سلم بن معاذ نے ابو ایوب سلیمان بن عبد الرحمن سے بات کی تھی، جبکہ حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ ابو ایوب سلیمان بن عبد الرحمن سے سوال کرنے والا محمد بن عبد الرحمن سراج ہے، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت ملاحظہ ہو:

"وقال سلم بن معاذ: قلت لسليمان بن عبد الرحمن: إن صفوان بن صالح يأبى أن يحدثنا، قال: فدخل صفوان، فسلم عليه، فقال سليمان: بلغني أنك تأبى أن تحدث؟ فقال: يا أبا أيوب! منعنا السلطان، قال: ويحك حدث، فإنه بلغني أن أهل الجنة يحتاجون إلى العلماء في الجنة، كما يحتاجون إليهم في الدنيا، فحدث لعلك أن تكون منهم، فحدثنا صفوان".

واضح رہے کہ ابو ایوب سلیمان بن عبد الرحمن دمشقی کی یہ بلاغ بندہ کو تاحال سنداً نہیں مل سکی، واللہ اعلم[2]۔

---

[1] سير أعلام النبلاء: ٤٧٥/١١، ت: شعيب الأرنؤوط وصالح السمر، مؤسسة الرسالة۔ بيروت، الطبعة الاولى ١٤٠٢هـ.

[2] ابو ایوب سلیمان بن عبد الرحمن دمشقی کا تفصیلی ترجمہ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "سير أعلام" میں ان الفاظ سے نقل کیا ہے:

"قال يحيى بن معين: ليس به بأس، وهشام بن عمار أكيس منه، رواه أبو حاتم عنه، ثم قال أبو حاتم: سليمان صدوق، مستقيم الحديث، ولكنه أروى الناس عن الضعفاء والمجهولين، وكان عندي في حد لو أن رجلا

روایت نمبر⑧

روایت: ''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص کسی بچہ کی پرورش کرے یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کہنے لگے تو اس سے حساب معاف ہے''۔

حکم: باطل، من گھڑت

زیر بحث روایت ہشام بن عروہ سے سلیمان شَاذَکُونی اور حسن بن علی سامرِّی نے نقل کی ہے، نیز سلمان شاذ کونی سے دو افراد ابو عمیر عبد الکبیر اور ابراہیم بن براء نے نقل کی ہے، ذیل میں تینوں طریق الگ الگ ذکر کئے جائیں گے:

وضع له حديثا لم يفهم، وكان لا يميز، أبو عبيد الآجري: عن أبي داود، سمعت يحيى بن معين يقول: هشام بن عمار كيس، ثم قال أبو داود: وأبو أيوب يعني سليمان ابن بنت شرحبيل خير من هشام، حدث هشام بأرجح من أربع مائة حديث، ليس لها أصل مسندة كلها، كان فضلك يدور على أحاديث أبي مسهر وغيره، يلقنها هشاما، ويقول هشام: حدثني، قد روي، فلا أبالي من حمل الخطأ، وقال أبو داود أيضا: سليمان ثقة، يخطئ كما يخطئ الناس، قيل له: أحجة هو؟ قال: الحجة أحمد بن حنبل .

وقال معاوية بن صالح، عن يحيى بن معين: ثقة إذا روى عن المعروفين، وقال يعقوب الفسوي: كان صحيح الكتاب، إلا أنه كان يحول، فإن وقع فيه شيء، فمن النقل، وسليمان ثقة، وقال صالح جزرة: لا بأس به، ولكنه يحدث عن الضعفى [كذا في الأصل]، وقال النسائي: صدوق، وقال ابن حبان: يعتبر حديثه إذا روى عن الثقات، فإذا روى عن المجاهيل، ففيها مناكير .

قال الحاكم: قلت للدارقطني: سليمان بن عبد الرحمن؟ قال: ثقة، قلت: أليس عنده مناكير؟ قال: حدث بها عن ضعفاء، فأما هو، فثقة، وذكره أبو زرعة النصري في أهل الفتوى بدمشق، وقال أيضا: سليمان بن عبد الرحمن فقيه أهل دمشق، قال الحافظ أحمد بن جوصا: سمعت إبراهيم بن يعقوب الجوزجاني يقول: كنا عند سليمان بن عبد الرحمن الدمشقي، فلم يأذن للناس ثلاثة أيام، فلما دخلنا عليه واستزدناه، قال: بلغني ورود هذا الغلام الرازي، يعني: أبا زرعة، فدرست للالتقاء به ثلاث مائة ألف حديث، قلت: هو في نفسه صدوق، لكنه لهج برواية الغرائب عن المجاهيل والضعفاء، وله في كتاب أبي عيسى الترمذي حديث الدعاء لحفظ القرآن، يرويه عن الوليد بن مسلم، قال: حدثنا ابن جريج، والحديث شبه موضوع'' (سير أعلام النبلاء: ١٣٧/١١،ت:شعيب الأرنؤوط وصالح السمر،مؤسسة الرسالة۔بيروت،الطبعة الاولى ١٤٠٢ هـ) .

روایت بطریق ابو عمیر عبد الکبیر عن شَاذَکُونی

حافظ ابو بکر محمد بن جعفر خرائطی رحمۃ اللہ علیہ "مکارم الأخلاق"[1] میں تخریج فرماتے ہیں:

"حدثني أخي أحمد بن جعفر، حدثنا عبد الكريم [كذا في الأصل، والصحيح: عبد الكبير] بن عبد الله من ولد أنس، حدثنا سليمان الشَاذَكُوني، حدثنا عيسى بن يونس، عن هشام بن عروة، عن أبيه، عن عائشة رضي الله عنها قالت: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: من ربى صبيا حتى يقول لا إله إلا الله، لم يحاسبه الله عز وجل".

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: جو شخص کسی بچہ کی پرورش کرے یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کہنے لگے تو اللہ عز و جل اس سے حساب نہیں لیں گے۔

بعض دیگر مصادر

زیر بحث روایت امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "المعجم الأوسط"[2]، "المعجم الصغير"[3] اور "مکارم الأخلاق"[4] میں، حافظ ابو طیب محمد بن حمید بن محمد

[1] مكارم الأخلاق:ص:٢١٨،رقم:٦٦٢،ت:أيمن عبد الجبار البحيري،دارالآفاق العربية ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

[2] المعجم الأوسط:١٢٩/٥،رقم:٤٨٦٥،ت:أبو معاذ طارق بن عوض الله وأبو الفضل عبد المحسن بن إبراهيم الحسيني،دار الحرمين ـ القاهرة،الطبعة ١٤١٥هـ.

[3] المعجم الصغير:٢٣/٢،رقم:٧١١،ت:محمد شكور محمود الحاج أمرير،المكتب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

[4] مكارم الأخلاق:ص:٣٥٣،رقم:١١٠،ت:محمد عبد القادر أحمد عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.

حورانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک "جزء"[۱] میں، حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے "الکامل"[۲] میں، اور حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "کتاب الموضوعات"[۳] میں تخریج کی ہے، نیز حافظ ابن نجّار رحمۃ اللہ علیہ نے بھی زیر بحث روایت "ذیل تاریخ بغداد"[۴] میں تخریج کی ہے، تمام سندیں سند میں موجود راوی ابو عمیر عبد الکبیر پر مشترک ہو جاتی ہیں۔

روایت بطریق ابو عمیر پر ائمہ کا کلام

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ "المعجم الأوسط"[۵] میں تخریج روایت کے بعد فرماتے ہیں:

"لم يرو هذا الحديث عن هشام بن عروة إلا عيسى بن يونس، تفرد به سليمان بن داود". یہ روایت ہشام بن عروہ سے صرف عیسی بن یونس نے روایت کی ہے، اس میں سلیمان بن داؤد متفرد ہے۔

---

[۱] الجزء فيه من حديث أبي الطيب الحوراني تحت كتاب سلوك طريق السلف:ص:۱۰۸،رقم:۲۱،ت:أبو عبد الله حمزة الجزائري،الدار الأثرية ـ أردن،الطبعة الأولى ۱٤۳۰هـ.

[۲] الكامل في ضعفاء الرجال:۳۰٤/٤،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[۳] كتاب الموضوعات:۱۷۸/۲،ت:عبد الرحمن محمدعثمان،المكتبة السلفية ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى۱۳۸٦هـ.

[٤] ذيل تاريخ بغداد:٦۱/۱۸،ت:مصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ۱٤۲٥هـ.

[٥] المعجم الأوسط:۱۳۰/٥،رقم:٤۸٦٥،ت:أبو معاذ طارق بن عوض الله وأبو الفضل عبد المحسن بن إبراهيم الحسيني،دار الحرمين ـ القاهرة،الطبعة ۱٤۱٥هـ.

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الکامل"[1] میں سلمان بن داؤد شَاذَکُونی کے ترجمہ میں تخریج روایت کے بعد فرماتے ہیں: "منكر بهذا الإسناد، ولعل البلاء فيه من أبي عمير هذا، فإنه ضعيف". یہ حدیث اس اسناد کے ساتھ منکر ہے، اور شاید اس میں بلاء اس ابو عمیر کی جانب سے ہے، کیونکہ وہ ضعیف ہے۔

حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "ذخيرة الحفاظ"[2] میں، حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "الموضوعات"[3] میں، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "لسان"[4] میں اور علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے "الفوائد المجموعة"[5] میں حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے، نیز حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "اللآلئ المصنوعة"[6] میں اور علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزيه الشريعة"[7] میں حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے

---

[1] الكامل في ضعفاء الرجال: ٣٠٤/٤، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[2] ذخيرة الحفاظ: ٢٢٨٦/٤، رقم: ٥٣١٢، ت: عبد الرحمن بن عبد الجبار الفريوائي، دار السلف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.

[3] كتاب الموضوعات: ١٧٨/٢، ت: عبد الرحمن محمد عثمان، المكتبة السلفية ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ١٣٨٦هـ.

[4] لسان الميزان: ٢٣٨/٥، رقم: ٤٨٦٧، ت: عبد الفتاح أبو غده، دار البشار الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[5] الفوائد المجموعة: ٧٦، رقم: ٣٥، ت: عبد الرحمن بن يحيى المعلمي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة ١٤١٦هـ.

[6] اللآلئ المصنوعة: ٧٧/٢، أبو عبد الرحمن صلاح بن محمد بن عويضة، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

[7] تنزيه الشريعة: ١٣٨/٢، رقم: ٣٤، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف، عبد الله محمد الصديق، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

قول پر اعتماد کیا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "تلخیص الموضوعات"[1] میں زیر بحث روایت کے بارے میں فرمایا ہے: "فيه أبو عمير عبد الكبير متهم، عن الشَاذَكُوني واه". اس میں ابو عمیر عبد الکبیر متہم ہے، جو اسے شَاذَ کُونی واہی سے نقل کر رہا ہے۔

حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ "مجمع الزوائد"[2] میں زیر بحث روایت کے بارے میں فرماتے ہیں:

"رواه الطبراني في الصغير والأوسط، وفيه سليمان بن داود الشَاذَكُوني، وهو ضعيف". اسے طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "صغیر" اور "اوسط" میں روایت کیا ہے، اور اس میں سلیمان بن داؤد شَاذَ کُونی ہے، اور وہ ضعیف ہے۔

سند میں موجود راوی ابو عمیر عبدالکبیر بن محمد بن عبداللہ بن حفص بن ہشام انصاری بخاری اَنَسی بصری (المتوفی ۲۹۱ھ) کے بارے میں ائمہ کا کلام

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ "الضعفاء"[3] میں فرماتے ہیں: "اتهمه ابن عدي

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث کے اس طریق ابو عمیر کے بارے میں مزید یہ بھی کہا ہے: "وأما الطريق الأول فقد اقتصر الحافظ الهيثمي في المجمع بعد عزوه إلى المعجمين الأوسط والصغير على إعلاله بالشاذكوني، وقال: هو ضعيف، والله تعالى أعلم".

[1] تلخيص الموضوعات:ص:۲۰۰، رقم:٤٨١ ت:أبو تميم ياسر بن إبراهيم بن محمد،مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

[2] مجمع الزوائد:١٥٩/٨،ت:حسام الدين القدسي،دار الكتاب العربي ـ بيروت .

[3] الضعفاء والمتروكين:١١٣/٢،رقم:١٩٧٠،ت:عبد الله القاضي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

بوضع الحديث". ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے حدیث گھڑنے میں متہم قرار دیا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "میزان"[1] میں "متهم بالكذب" کہا ہے۔

نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے عبد الکبیر کو "المغني"[2] میں "متهم" اور "ديوان الضعفاء"[3] میں "ليس بثقة" قرار دیا ہے۔

علامہ سبط ابن عجمی رحمۃ اللہ علیہ "الكشف الحثيث"[4] میں فرماتے ہیں: "متهم بالكذب، قال ابن الجوزي في باب ثواب من ربى صبيا: قال ابن عدي: البلاء من أبي عمير انتهى". یہ متہم بالکذب ہے، ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "باب ثواب من ربی صبیا" میں کہا ہے: ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: بلاء ابو عمیر کی جانب سے ہے، انتہی۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزيه الشريعة"[5] میں ابو عمیر عبدالکبیر کو وضاعین و متہمین کی فہرست میں شمار کیا ہے۔

روایت بطریق ابو عمیر عبدالکبیر کا حکم

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت کو ابو عمیر کی "بلاء" میں سے قرار دیا ہے، حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے

---

[1] ميزان الاعتدال: ٦٤٤/٢، رقم: ٥١٥٩، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة-بيروت الطبعة ١٤٠٦هـ.

[2] المغني في الضعفاء: ٤/٢، رقم: ٣٧٧٥، ت: أبو الزهراء حازم القاضي، دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

[3] ديوان الضعفاء: ص: ٢٥٥، رقم: ٢٥٨٧، ت: حماد بن محمد، مكتبة النهضة الحديثة - مكة، الطبعة ١٣٨٧هـ.

[4] الكشف الحثيث: ١٧٢/١، رقم: ٤٥٧ ت: صبحي السامرائي، مكتبة النهضة العربية - بيروت، الطبعة ١٤٠٧هـ.

[5] تنزيه الشريعة: ٨٩/١، رقم: ١٨٩، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف وعبد الله محمد، دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے، نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اکتفاء کیا ہے، اس لئے زیر بحث روایت کو اس سند سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

روایت بطریق ابراہیم بن براء عن شَاذَکُونی

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحین"[1] میں ابراہیم بن براء کے ترجمہ میں ان کے بارے میں "يحدث عن الثقات بالأشياء الموضوعات ..." (یہ ثقہ لوگوں کے انتساب سے من گھڑت احادیث بیان کرتا ہے۔۔۔) نقل کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں:

"وهو الذي روى عن الشَاذَكُوني، عن الدَرَاوَرْدِي، عن هشام بن عروة، عن أبيه، عن عائشة، عن النبي صلى الله عليه وسلم، قال: من ربى صبيا حتى يقول لا إله إلا الله وجبت له الجنة".

یہی وہ شخص ہے جس نے شَاذَکُونی، عن الدَرَاوَرْدِی، عن ہشام بن عروہ، عن ابیہ، عن عائشہ رضی اللہ عنہا کی سند سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے: جو شخص کسی بچہ کی پرورش کرے یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کہنے لگے تو اس کے لئے جنت واجب ہو گئی۔

حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "تذكرة الحفاظ"[2] میں زیر بحث روایت

---

[1] المجروحين: ١١٨/١، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ١٤١٢هـ.

[2] تذكرة الحفاظ: ص: ٣٢٧، رقم: ٨٢٣، ت: حمدي بن عبد المجيد بن إسماعيل السلفي، دار الصميعي ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

نقل کر کے ابراہیم بن براء کو کذاب کہا ہے۔

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ "الموضوعات"[1] میں نقل روایت کے بعد فرماتے ہیں: "وأما طريقه الثاني، فإن إبراهيم حدث بالبواطيل، وقال ابن حبان: حدث عن الثقاة [كذا في الأصل] بالموضوعات".

دوسری سند میں موجود ابراہیم باطل احادیث بیان کرتا ہے، اور ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ثقہ راویوں کے انتساب سے من گھڑت احادیث روایت کرتا ہے۔

نیز حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "اللآلئ"[2] میں اور علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزيه الشريعة"[3] میں حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "میزان"[4] میں "ابراہیم بن براء بن نضر بن انس بن مالک انصاری" کا ترجمہ قائم کیا، پھر آگے جا کر حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کے سابقہ کلام کو نقل کرنے کے بعد زیر بحث روایت کے بارے میں فرماتے ہیں:

"وهذا باطل، قلت: أحسب أن إبراهيم بن البراء هذا الراوي عن

---

[1] كتاب الموضوعات: ١٧٨/٢، ت: عبد الرحمن محمد عثمان، المكتبة السلفية ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ١٣٨٦هـ.

[2] اللآلئ المصنوعة: ٧٧/٢، أبو عبد الرحمن صلاح بن محمد بن عويضة، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

[3] تنزيه الشريعة: ١٣٨/٢، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف، عبد الله محمد صديق، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

[4] ميزان الاعتدال: ٢٢/١، رقم: ٤٩، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

الشَاذكُوني آخر صغير". یہ باطل ہے، میں کہتا ہوں کہ شَاذَکُونی سے نقل کرنے والا یہ راوی کوئی دوسرا ہے جو چھوٹا ہے۔

نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے آگے جاکر ابراہیم بن براء عن شَاذَکُونی کا ترجمہ قائم کیا، پھر فرماتے ہیں:

"عن سليمان الشَاذكُوني بخبر باطل فيمن ربى صبيا حتى يقول لا إله إلا الله، الظاهر أنه آخر غير الأول، والشَاذكُوني فهالك"[1]. ابراہیم بن براء نے سلیمان شَاذَکُونی سے باطل خبر نقل کی ہے، بظاہر یہ ابراہیم پہلے کے علاوہ کوئی دوسرا راوی ہے، اور شَاذَکُونی ہالک ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "لسان الميزان"[2] میں حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اکتفاء کرتے ہوئے آخر میں لکھا ہے: "وأما ابن حبان فجعلهما واحدا". ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے ان دونوں کو ایک قرار دیا ہے۔

نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "تلخيص الموضوعات"[3] میں نقل روایت کے بعد فرمایا ہے: "ورواه إبراهيم بن البراء متهم". اس روایت کو ابراہیم بن براء متہم نے بھی روایت کیا ہے (یعنی شَاذَکُونی سے)۔

سند میں موجود راوی ابراہیم بن براء بن نضر بن انس بن مالک انصاری (المتوفی ۲۲۴ھ او ۲۲۵ھ) کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحين"[4] میں لکھتے ہیں: "إبراهيم بن البراء

---

[1] ميزان الاعتدال: ۲۲/۱، رقم: ۵۰، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

[2] لسان الميزان: ۲۵۰/۱، رقم: ۷۱، ت: عبد الفتاح أبو غدة، دار البشائر الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۲۳ھـ.

[3] تلخيص الموضوعات: ص: ۲۰۰، رقم: ٤۸۱، ت: أبو تميم ياسر بن إبراهيم بن محمد، مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الأولى ۱٤۱۹ھـ.

[4] المجروحين: ۱۱۷/۱، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ۱٤۱۲ھـ.

من ولد النضر بن أنس بن مالك، شيخ كان يدور بالشام، ويحدث عن الثقات بالأشياء الموضوعات، وعن الضعفاء، والمجاهيل بالأشياء المناكير، لا يجوز ذكره في الكتب إلا على سبيل القدح فيه".

ابراہیم بن براء، نضر بن انس بن مالک کی اولاد میں سے ہے، یہ شیخ شام میں گھومتا تھا، اور ثقہ راویوں کے انتساب سے من گھڑت چیزیں بیان کرتا تھا، ضعیف اور مجہول راویوں سے ایسی مناکیر روایت کرتا تھا جن کا ذکر کتابوں میں صرف جرح ہی کے طریقے پر درست ہے۔

اس کے بعد حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت نقل کی ہے۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الكامل"[1] میں لکھتے ہیں: "إبراهيم بن البراء بن النضر بن أنس بن مالك الأنصاري ضعيف جدا، حدث عن شعبة، وحماد بن سلمة، وحماد بن زيد، وغيرهم من الثقات بالبواطيل". ابراہیم بن براء بن نضر بن انس بن مالک انصاری شدید ضعیف ہے، اور یہ شعبہ، حماد بن سلمہ، حماد بن زید اور ان کے علاوہ دیگر ثقہ راویوں کے انتساب سے باطل روایات نقل کرتا ہے۔

اس کے بعد حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ ابراہیم بن براء کی چند روایات ذکر کر کے فرماتے ہیں: "وإبراهيم بن البراء هذا أحاديثه التي ذكرتها وما لم أذكرها كلها مناكير موضوعة، ومن اعتبر حديثه علم أنه ضعيف جدا، وهو متروك الحديث". ابراہیم بن براء اس کی وہ احادیث جن کو میں نے ذکر کیا اور جن کو میں ذکر نہیں کیا ساری مناکیر من گھڑت ہیں، اور جو شخص بھی اس کی حدیث کا اعتبار کرے گا تو وہ

---

[1] الكامل في ضعفاء الرجال: ٤١١/١، رقم: ٨٥ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

جان لے گا کہ یہ شدید ضعیف ہے،اور یہ متروک الحدیث ہے۔

حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ "تذكرة الحفاظ"[۱] میں زیر بحث روایت نقل کرکے فرماتے ہیں: "وإبراهيم كذاب". ابراہیم جھوٹا ہے۔

حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ "الضعفاء"[۲] میں فرماتے ہیں: "يحدث عن الثقات بالبواطيل". ابراہیم بن براء ثقہ راویوں کے انتساب سے باطل روایات نقل کرتا ہے۔

حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ "المسند المستخرج"[۳] میں تحریر فرماتے ہیں: "شيخ بصري، حدث بالشام عن شعبة، وحماد بن سلمة، والدَرَاوَرْدِي مناكير، حدثونا عن بكر بن سهل عنه، لا شيء". شیخ بصری ہے،اس نے شام میں شعبہ، حماد بن سلمہ اور دَرَاوَرْدِی کے انتساب سے مناکیر بیان کی ہیں، محدثین نے بکر بن سہل عنہ کے واسطہ سے ہمیں اس کی احادیث بیان کی ہیں، یہ لاشئ ہے۔

حافظ ابو عبد اللہ حاکم رحمۃ اللہ علیہ "المدخل"[۴] میں تحریر فرماتے ہیں: "شيخ من أهل البصرة، حدث بها وبالشام بأحاديث مناكير عن حماد بن سلمة والدَرَاوَرْدِي وغيرهما". شیخ بصرہ والوں میں سے ہے،اور بصرہ وشام میں اس نے حماد بن سلمہ اور دَرَاوَرْدِی وغیرہ کے انتساب سے مناکیر بیان کی ہیں۔

---

[۱] تذكرة الحفاظ:ص:۳۲۷،رقم:۸۲۳،ت:حمدي بن عبد المجيد بن إسماعيل السلفي،دار الصميعي ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

[۲] الضعفاء الكبير:٤٥/١،رقم:٣١،ت:عبد المعطي أمين قلعجي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[۳] المسند المستخرج:ص:٥٨،رقم:٦،ت:محمد حسن محمد حسن إسماعيل الشافعي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

[۴] المدخل:ص:١١٦،رقم:٦،ت:ربيع بن هادي عمير المدخلي،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ "الموضح"[1] میں فرماتے ہیں: "وإنما كثر الاختلاف في نسب هذا الرجل لأجل ضعفه، ووهاء رواياته، وكان من أهل البصرة فنزل الموصل، وحدث بها وبغيرها من البلدان أحاديث منكرة، عن مالك، وشعبة، والحمادين، وشريك، فغير نسبه من سمع منه تدليسا للرواية عنه، والله أعلم". اس شخص کے ضعف اور اس کی روایات کے واہی ہونے کی وجہ سے اس کی نسبت میں کثرت سے اختلاف واقع ہوا ہے، یہ بصرہ والوں میں سے تھا، پھر موصل آیا، اور وہاں اور اس کے علاوہ دیگر شہروں میں اس نے مالک، شعبہ، حمادین اور شریک کے انتساب سے منکر احادیث بیان کی ہیں، چنانچہ اس سے سننے والوں نے تدلیس کی وجہ سے اس سے روایت کرتے ہوئے اس کی نسبت کو تبدیل کیا ہے۔

حافظ ابن ماکولا رحمۃ اللہ علیہ "الإكمال"[2] میں فرماتے ہیں: "إبراهيم بن البراء بن النضر بن أنس بن مالك الأنصاري ضعيف جدا، حدث عن شعبة، وحماد بن سلمة، وحماد بن زيد، وغيرهم من الثقات بالبواطيل". ابراہیم بن براء بن نضر بن انس بن مالک رضی اللہ عنہ ضعیف جداً ہے، شعبہ، حماد بن سلمہ، حماد بن زید اور ان کے علاوہ ثقات سے باطل روایات نقل کی ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول پہلے گزر چکا ہے، نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "تلخيص الموضوعات"[3] میں زیر بحث روایت کے تحت ابراہیم بن براء کو "متهم" کہا ہے۔

---

[1] موضح أوهام الجمع والتفريق: ٤٠١/١، دار الفكر الإسلامي - بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠٥هـ.

[2] الإكمال في رفع الارتياب: ٣١٤/٢، الفاروق الحديثية - القاهرة.

[3] تلخيص الموضوعات: ص: ٢٠٠، رقم: ٤٨١، ت: أبو تميم ياسر بن إبراهيم بن محمد، مكتبة الرشد - الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "دیوان الضعفاء"[1] میں لکھتے ہیں: "إبراهيم بن البراء: عن الحمادين، اتهم بالوضع". ابراہیم بن براء جو حمادین سے نقل کرتا ہے، متہم بالوضع ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزيه الشريعة"[2] میں ابراہیم بن براء کو کذابین ومتہمین کی فہرست میں شامل کرکے حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابو عبد اللہ حاکم رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے۔

روایت بطریق ابراہیم بن براء کا حکم

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے اس طریق سے زیر بحث روایت کے من گھڑت ہونے کی جانب اشارہ کیا ہے، نیز حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "من گھڑت، باطل" کہا ہے، اس لئے اسے اس طریق سے بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

روایت بطریق حسن بن علی سامرّی عن ہشام

علامہ فقیہ ابو الحسن خلعی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۴۹۲ھ) "خِلَعِيَّات"[3] میں تخریج فرماتے ہیں:

---

[1] ديوان الضعفاء: ص: ١٤، رقم: ١٥٦، ت: حماد بن محمد الأنصاري، مكتبة النهضة الحديثة ـ مكة، الطبعة ١٣٨٧هـ.

[2] تنزيه الشريعة: ٢٠/١، رقم: ١١، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف وعبد الله محمد، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

[3] الخلعيات: ص: ١١٨، رقم: ٢٨٥، ت: أحمد بن حسن الشيرازي، مؤسسة الريان ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.

"أخبرنا أبو محمد إسماعيل بن عمرو بن إسماعيل المقرئ، قال: نا أبو محمد الحسن بن [أبي] الحسين المعدل، قال: نا أبو علي الحسن بن علي بن الحسن السرمري [كذا في الأصل] الأعسم، قال: حدثني أشعث بن محمد الكِلابي، قال: نا عيسى بن يونس، عن هشام بن عروة، عن أبيه، عن عائشة، قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من ربى صبيا حتى يقول لا إله إلا الله لم يحاسبه الله".

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی بچہ کی پرورش کرے یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کہنے لگے تو اللہ عز وجل اس سے حساب نہیں لیں گے۔

روایت بطریق حسن بن علی سامرّی پر ائمہ کا کلام

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "میزان الاعتدال"[1] میں حسن بن علی سامرّی اعسم کے ترجمہ میں فرماتے ہیں:

"وقع لي من حديثه في الخِلَعِيَّات حديثه المرفوع الموضوع، متنه: من ربى صبيا يقول لا إله إلا الله لم يحاسبه الله".

اور میرے سامنے "خِلَعِیَّات" میں ان کی ایک مرفوع من گھڑت حدیث آئی ہے، جس کا متن یہ ہے: جس نے کسی بچے کی تربیت کی یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کہنے لگے تو اللہ عز وجل اس سے حساب نہیں لیں گے۔

---

[1] ميزان الاعتدال: ٥٠٦/١،رقم: ١٩٠١،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة-بيروت.

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "لسان المیزان"[1] میں حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے۔

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ "اللآلیٔ"[2] میں بطریق خِلَعی روایت نقل کر کے فرماتے ہیں: "وأشعب [كذا في الأصل، والصحيح: أشعث] ضعيف، والله أعلم". اور (سند میں موجود راوی) اشعث ضعیف ہے، واللہ اعلم۔

علامہ ابن عرّاق رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ ابن عرّاق رحمۃ اللہ علیہ "تنزيه الشريعة"[3] میں حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام نقل کر کے بعد فرماتے ہیں: "(قلت) هو من طريق الحسن بن علي السَامَرِّي الأعسم، وقضية كلام الذهبي في الميزان اتهامه به".

میں کہتا ہوں: یہ (یعنی اشعث کا طریق) حسن بن سامرّی اعسم کے طریق سے ہے، میزان میں موجود ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کا مقتضی اس سامرّی کا متہم ہونا ہے۔

اہم نوٹ:

واضح رہے کہ ابو علی حسن بن علی بن حسن سامرِّی اعسم کے بارے میں صرف سابقہ ذکر کردہ ائمہ ہی کے اقوال مل سکے ہیں، ذیل میں اشعث بن کِلَابی کے

---

[1] لسان الميزان:٧٩/٣،رقم:٢٣٢٨،ت:عبد الفتاح أبو غدة،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[2] اللآلئ المصنوعة:٧٧/٢،أبو عبد الرحمن صلاح بن محمد بن عويضة،دارالكتب العلمية۔ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

[3] تنزيه الشريعة:١٣٨/٢،رقم:٣٤،ت:عبد الوهاب عبد اللطيف وعبد الله محمد،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

بارے میں ائمہ کے اقوال لکھے جائیں گے۔

سند میں موجود راوی اشعث بن محمد کِلابی کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "میزان"[1] میں لکھتے ہیں: "أتى بخبر موضوع". اشعث بن محمد کِلابی ایک من گھڑت خبر لایا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "لسان المیزان"[2] میں حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "المغني"[3] میں فرماتے ہیں: "جاء بحديث موضوع". اشعث بن محمد کِلابی ایک من گھڑت حدیث لایا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "ذيل ديوان الضعفاء"[4] میں فرماتے ہیں: "مجهول، وحديثه كذب". یہ مجہول ہے، اور اس کی حدیث جھوٹی ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزيه الشريعة"[5] میں اشعث بن محمد کِلابی کو وضاعین و متہمین کی فہرست میں شمار کیا ہے۔

---

[1] ميزان الاعتدال: ٢٦٩/١، رقم: ١٠٠٥، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة۔ بيروت.

[2] لسان الميزان: ٢٠٣/٢، رقم: ١٢٩٢، ت: عبد الفتاح أبو غدة، دار البشائر الإسلامية ۔ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[3] المغني في الضعفاء: ١٢٩/١، رقم: ٧٦٣، ت: أبو الزهراء حازم القاضي، دار الكتب العلمية ۔ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

[4] ذيل ديوان الضعفاء: ص: ٢٤، رقم: ٧٢، ت: حماد بن محمد الأنصاري، مكتبة النهضة الحديثة ۔ مكة، الطبعة ١٣٨٧هـ.

[5] تنزيه الشريعة: ٤٠/١، رقم: ٣٠٩، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف وعبد الله محمد، دار الكتب العلمية ۔ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

روایت بطریق حسن بن علی سامرّی کا حکم

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس طریق سے بھی زیر بحث روایت کو "من گھڑت" کہا ہے، اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے، اس لئے اسے اس طریق سے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

تفصیل گزر چکی ہے کہ زیر بحث روایت مختلف سندوں سے منقول ہے، جس کے من گھڑت ہونے کی جانب حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ کیا ہے، اور حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "باطل، من گھڑت" کہا ہے۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت کو راوی ابو عمیر عبد الکبیر کی "بلاء" میں سے قرار دیا ہے، حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے اعتماد کیا ہے، اس لئے زیر بحث روایت کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

اہم نوٹ:

زیر بحث روایت سے ملتی جلتی ایک روایت اور اس کی مکمل تحقیق آگے آرہی ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں: "من ولد له مولود فبلغ أن يقول: لا إله إلا الله، أدخل الله أباه الجنة". جس کے ہاں کسی بچہ کی ولادت ہوئی پھر وہ لا الہ الا اللہ کہنے کی مدت کو پہنچ گیا، تو اللہ تعالی اس کے والد کو جنت میں داخل فرمائیں گے۔

روایت نمبر⑨

روایت: ’’آپ ﷺ کا ارشاد ہے: حالت اسلام میں کسی شخص کے بچے کی ولادت ہو، پھر وہ لا الہ الا اللہ کہنے تک پہنچ جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے والدین کو جنت میں داخل فرمائیں گے‘‘۔

حکم: شدید ضعیف ہے، بیان نہیں کر سکتے۔

روایت کا مصدر

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے ’’الکامل‘‘[1] میں عبد اللہ بن ضرار کے ترجمہ میں زیر بحث روایت ان الفاظ سے تخریج کی ہے:

’’حدثنا أحمد بن يزيد بن ميمون الصيدلاني، حدثنا يونس بن عبد الأعلى، حدثنا علي بن معبد، عن أشعث بن شعبة، عن عبد الله بن ضرار، عن أنس، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من ولد له ولد في الإسلام، فبلغ أن يقول: لا إله إلا الله، أدخل أباه الجنة‘‘.

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے: حالت اسلام میں کسی شخص کے بچے کی ولادت ہو، پھر وہ لا الہ الا اللہ کہنے تک پہنچ جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے والدین کو جنت میں داخل فرمائیں گے۔

بعض دیگر مصادر

زیر بحث روایت حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے ’’العلل المتناهية‘‘[2] میں حافظ

[1] الكامل في ضعفاء الرجال:٣٩٦/٥،رقم:١٠٦٨،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[2] العلل المتناهية:١٤٥/٢،رقم:١٠٥٠،ت:إرشاد الحق الأثري،إدارة العلوم الأثرية ـ فيصل آباد،باكستان،

ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے تخریج کی ہے، نیز حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے "تاریخ أصبهان"[۱] میں تخریج کی ہے، تمام سندیں سند میں موجود راوی یونس بن عبد الاعلی پر مشترک ہو جاتی ہیں[۲]۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الکامل"[۳] میں عبد اللہ بن ضرار کے ترجمہ میں زیر بحث روایت اور ایک دوسری روایت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"ولعبد الله بن ضرار غير ما ذكرت من الروايات قليل، ومقدار ما يرويه لا يتابع عليه". میری ذکر کردہ روایات کے علاوہ عبد اللہ بن ضرار کی دیگر روایات کم ہیں، اور اس کی روایت کردہ اس مقدار میں اس کی متابعت نہیں کی جاتی۔

حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ "ذخيرة الحفاظ"[۴] میں زیر بحث روایت کے بارے میں فرماتے ہیں:

"رواه عبد الله بن ضرار بن عمرو، عن أنس، وعبد الله لا شيء في

الطبعة الأولى ١٣٩٩هـ.

[۱] تاريخ أصبهان: ٢٦٦/٢، رقم: ١٦٥٣، ت: سيد كسروي حسن، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٠هـ.

[۲] "تاریخ اصبہان" میں عبد اللہ بن ضرار کی جگہ عبد اللہ بن نزار ہے، بظاہر یہ تصحیف ہے نیز "اباہ" کی جگہ "ابویہ" ہے۔

[۳] الكامل في ضعفاء الرجال: ٣٩٦/٥، رقم: ١٠٦٨، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[۴] ذخيرة الحفاظ: ص: ٢٤٣٤، رقم: ٥٦٤٠، ت: عبد الرحمن بن عبد الجبار الفريوائي، دار السلف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.

الحديث، هكذا وقع عبد الله، عن أنس، وقد روى غير هذا: عن أبيه، عن رجل، عن أنس".

اس روایت کو عبد اللہ بن ضرار بن عمرو نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، اور عبد اللہ حدیث میں لاشیء ہے، (یہاں) اسی طرح ہے: عبد اللہ عن انس رضی اللہ عنہ، اوراس کے علاوہ نے عن ابیہ، عن رجل، عن انس رضی اللہ عنہ کہہ کر روایت کیا ہے۔

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ "العلل المتناهية"[1] میں تخریج روایت کے بعد فرماتے ہیں:

"هذا حديث لا يصح، قال يحيى: عبد الله بن ضرار ليس بشيء".
یہ حدیث صحیح نہیں ہے، یحیی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عبد اللہ بن ضرار لیس بشیء ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "تلخيص العلل"[2] میں حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

سند میں موجود راوی ابو معاذ عبد اللہ بن ضرار بن عمرو رجی مَلَطی کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ليس بشيء، ولا يكتب حديثه"[3].

---

[1] العلل المتناهية: ١٠٥٠/٢، رقم: ١٤٦، ت: إرشاد الحق الأثري، إدارة العلوم الأثرية ـ فيصل آباد، باكستان، الطبعة الأولى ١٣٩٩هـ.

[2] تلخيص العلل المتناهية: ٨٧٣/١، رقم: ٦٠٥، ت: أبي عبيد محفوظ الرحمن زين الله، الجامعة الإسلامية ـ المدينة المنورة، الطبعة ١٤٠٠هـ.

[3] انظر الكامل في ضعفاء الرجال: ٣٩٦/٥، رقم: ١٠٦٨، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

یہ لیس بشیء ہے، اس کی حدیث نہیں لکھی جائے گی۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "میزان"[1]، "دیوان"[2] اور "المغني"[3] میں حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "الثقات"[4] میں فرماتے ہیں: "عبد الله بن ضرار بن عمرو المَلَطِي يروي عن أبيه، وأبوه ضعيف، روى عنه النضر بن يزيد، يروي أبوه عن الزهري". عبداللہ بن ضرار بن عمرو ملطی اپنے والد سے روایت کرتا ہے، اور اس کا والد ضعیف ہے، اور نضر بن یزید نے اس سے روایت کی ہے، اس کا والد زہری سے روایت کرتا ہے۔

نیز حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحین"[5] میں حماد بن عمرو نصیبی کے ترجمہ میں ایک روایت کے تحت فرماتے ہیں: "وهذا حديث باطل، لا أصل له، وفي إسناده أربعة ضعفاء: عبد الله بن ضرار وأبوه وحماد بن عمرو ويزيد الرقاشي". یہ باطل حدیث ہے، بے اصل ہے، اور اس کی سند میں چار ضعفاء ہیں: عبداللہ بن ضرار، اس کا والد، حماد بن عمرو، اور یزید رقاشی۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الکامل"[6] میں عبد اللہ بن ضرار کے ترجمہ میں

---

[1] میزان الاعتدال: ۴۴۸/۲، رقم: ۴۳۹۱، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

[2] ديوان الضعفاء: ص: ۲۱۹، رقم: ۲۲۱۱، ت: حماد بن محمد الأنصاري، مطبعة النهضة الحديثية ـ مكة المكرمة.

[3] المغني في الضعفاء: ۵۴۵/۱، رقم: ۳۲۲۴، ت: أبو الزهراء حازم القاضي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۸هـ.

[4] الثقات: ۳۴۶/۸، دائرة المعارف العثمانية ـ حيدر آباد الدكن، الطبعة الأولى ۱۳۹۳هـ.

[5] المجروحين: ۲۵۲/۱، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ۱۴۱۲هـ.

[6] الكامل في ضعفاء الرجال: ۳۹۶/۵، رقم: ۱۰۶۸، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

زیر بحث روایت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "ولعبد الله بن ضرار غير ما ذكرت من الروايات قليل، ومقدار ما يرويه لا يتابع عليه". میری ذکر کردہ روایات کے علاوہ عبد اللہ بن ضرار کی دیگر روایات کم ہیں، اور اس کی روایت کردہ اس مقدار میں اس کی متابعت نہیں کی جاتی۔

حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ "الضعفاء"[1] میں فرماتے ہیں: "ضرار بن عمرو ببغداد والبصرة، عن يزيد الرقاشي، يروي عنه ابناه عبيد الله وعبد الله ضعيفان". ضرار بن عمرو بغداد اور بصرہ جو یزید رقاشی سے نقل کرتا ہے، اور اس سے اس کے دونوں بیٹے عبد اللہ اور عبید اللہ نقل کرتے ہیں، یہ دونوں ضعیف ہیں۔

حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "ذخيرة الحفاظ"[2] میں زیر بحث روایت کے تحت عبد اللہ بن ضرار کو "لا شيء في الحديث" کہا ہے۔

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت کے "ضعفِ شدید" کی جانب اشارہ کیا ہے، اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے، نیز بظاہر حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ بھی اس کے "ضعفِ شدید" کی جانب اشارہ فرما رہے ہیں، اس لئے زیر بحث روایت کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

---

[1] الضعفاء والمتروكون: ص: ۲۵۳، رقم: ۳۰۲، ت: موفق بن عبد الله بن عبد القادر، مكتبة المعارف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[2] ذخيرة الحفاظ: ص: ٢٤٣٤، رقم: ٥٦٤٠، ت: عبد الرحمن بن عبد الجبار الفريوائي، دار السلف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.

روایت نمبر⑩

روایت: ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”التكبر على المتكبر صدقة“. متکبر کے ساتھ تکبر کرنا صدقہ ہے“۔

حکم: حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”یہ حدیث غریب“ ہے، علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ان احادیث کی فہرست میں شامل کیا ہے جن کی سند ان کو نہیں مل سکی ہے، علامہ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”یہ مشہور کلام ہے“، ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ، علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ محمد بن محمد درویش الحوت رحمۃ اللہ علیہ نے علامہ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے، الحاصل اسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

روایت کا مصدر

فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ ”تنبيه الغافلين“[1] میں تحریر فرماتے ہیں:

”وروي عن ابن عمر رضي الله تعالى عنهما، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه قال: إذا رأيتم المتواضعين فتواضعوا لهم، وإذا رأيتم المتكبرين فتكبروا عليهم، فإن ذلك لهم صغار ومذلة، ولكم بذلك صدقة“.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم تواضع کرنے والوں کو دیکھو تو تم بھی ان سے تواضع سے پیش آؤ، اور جب تم تکبر کرنے والوں کو دیکھو تو تم بھی ان کے سامنے تکبر کرو، کیونکہ ایسا کرنا ان کو نیچا دکھانا اور رسوا کرنا ہے، اور تمہیں اس کے بدلہ صدقہ کا اجر ملے گا۔

---

[1] تنبيه الغافلين: ص: ۱۸٦، رقم: ۲۳۵، ت: يوسف علي بديوي، دار ابن كثير - بيروت، الطبعة الثالثة ١٤٢١هـ.

بعض دیگر مصادر

زیر بحث روایت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے "إحياء"[۱] میں، علامہ محمود بن اسماعیل خَیرُ بَیتی رحمۃ اللہ علیہ نے "الدرة"[۲] میں، علامہ خفَاجی رحمۃ اللہ علیہ نے "حاشية الشهاب"[۳] میں اور علامہ اسماعیل حقی استنبولی رحمۃ اللہ علیہ نے "روح البيان"[۴] میں بلا سند ذکر کی ہے۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ نے "المغني"[۵] میں اسے "غريب" کہا ہے۔

علامہ مرتضی زبیدی رحمۃ اللہ علیہ نے "إتحاف"[۶] میں حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

اسی طرح علامہ ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ نے "الزواجر"[۷] میں اور علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ نے "تذكرة الموضوعات"[۸] میں زیر بحث روایت کو "غريب" کہا ہے۔

علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے "طبقات الشافعية"[۹] میں زیر بحث روایت کو ان

---

[۱] إحياء علوم الدين:۳۴۱/۳،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة ۱۴۰۲هـ.

[۲] الدرة الغراء في نصيحة السلاطين والقضاة والأمراء:۲۱۱/۱،مخطوط من الشاملة .

[۳] حاشية الشهاب:۲۱۸/٤،دار صادر ـ بيروت .

[۴] روح البيان:۲۵/۵،دار إحياء التراث العربي ـ بيروت .

[۵] المغني عن حمل الأسفار:۹۵٦/۱، رقم:۳٤۸۷،دار الطبرية ـ الرياض،الطبعة الأولى ۱٤۱۵هـ.

[۶] إتحاف السادة المتقين:۲۵۸/۱۰،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الخامسة ۱٤۳۳هـ.

[۷] الزواجر عن اقتراف الكبائر:٦٤/۱،مطبعة حجازي ـ القاهرة،الطبعة۱۳۵٦هـ.

[۸] تذكرة الموضوعات:ص:۱۹۱،دار إحياء التراث العربي ـ بيروت، الطبعة الثانية ۱۳۹۹هـ.

علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ مزید تحریر فرماتے ہیں: "وقال يحيى: التكبر على ذي التكبر عليك بما له تواضع".

[۹] طبقات الشافعية الكبرى:۳۵٤/٦،ت:محمود محمد الطناحي وعبد الفتاح محمد الحلو،دار إحياء الكتب العربية،الطبعةالثانية ۱٤۱۳هـ.

احادیث کی فہرست میں شامل کیا ہے جن کی سند ان کو نہیں مل سکی ہے۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا قول

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ "الأسرار المرفوعة"[1] میں فرماتے ہیں:

"قال الراوي [كذا في الأصل، والصحيح: الرازي، كذا في كشف الخفاء عن القاري] هو كلام مشهور، قلت: لكن معناه مأثور". رازی رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ یہ مشہور کلام ہے، میں (ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں: اس کا معنی ماثور ہے۔

اہم نوٹ:

واضح رہے کہ "رازی" سے مراد صاحبِ "مفاتیح الغیب" امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، کیونکہ آپ "مفاتيح الغيب"[2] میں فرماتے ہیں:

"وفي الكلام المشهور: التكبر على المتكبر صدقة". اور مشہور کلام میں ہے: متکبر کے سامنے تکبر کرنا صدقہ ہے۔

نیز علامہ ابو حفص ابن عادل دمشقی رحمۃ اللہ علیہ نے "اللباب"[3] میں اور علامہ شمس الدین محمد بن احمد خطیب شربینی رحمۃ اللہ علیہ نے "السراج المنير"[4] میں زیر بحث روایت "وفی الکلام المشہور" کہہ کر نقل کی ہے۔

علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ "كشف الخفاء"[5] میں فرماتے ہیں:

---

[1] الأسرار المرفوعة: ١٦٣، رقم: ١٤٢، ت: محمد الصباغ، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة ١٣٩١هـ.

[2] مفاتيح الغيب: ٥/١٥، دار الفكر ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠١هـ.

[3] اللباب في علوم الكتاب: ٣١٢/٩، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

[4] السراج المنير في الإعانة على معرفة بعض معاني كلام ربنا الحكيم الخبير: ٥١٧/١، المطبعة المصرية ـ بولاق.

[5] كشف الخفاء: ٣١٣/١، رقم: ١٠١١، مكتبة القدسي ـ القاهرة، الطبعة ١٣٥١هـ.

"نقل القاري عن الرازي أنه كلام، ثم قال: لكن معناه مأثور انتهى، والمشهور على ألسنة الناس حسنة بدل صدقة". قاری رحمۃ اللہ علیہ نے رازی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیاہے کہ یہ کلام ہے، پھر قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: لیکن اس کا معنی ماثور ہے، انتہی،اور لوگوں کی زبانوں پر صدقہ کی جگہ حسنہ (نیکی) مشہور ہے۔

علامہ محمد بن محمد درویش رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ محمد بن محمد درویش رحمۃ اللہ علیہ "أسنى المطالب"[1] میں لکھتے ہیں:

"هو من كلام الناس، قاله الرازي". رازی رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ یہ لوگوں کے کلام میں سے ہے۔

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ ، علامہ ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "یہ حدیث غریب" ہے، علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ان احادیث کی فہرست میں شامل کیاہے جن کی سند ان کو نہیں مل سکی ہے، علامہ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "یہ مشہور کلام ہے"، ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ، علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ محمد بن محمد درویش الحوت رحمۃ اللہ علیہ نے علامہ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے، الحاصل اسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

اہم نوٹ

یہ بات پہلے گزر چکی ہے کہ زیر بحث روایت لوگوں کے کلام میں سے ہے،

---

[1] أسنى المطالب:ص:١١٦،رقم:٥١٩،ت:مصطفى عبد القادر عطا،دارالكتب العلمية۔ بيروت،الطبعة الأولى١٤١٨هـ.

ذیل میں ان چند علماء کا ذکر کیا جائے گا جنہوں نے مختلف الفاظ سے اپنے قول کے طور پر یہ مضمون نقل کیا ہے:

امام عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كتب إلي عبد الله بن خُبَيْق، قال: قيل لابن المبارك كم تكتب؟ قال: لعل الكلمة التي أنتفع بها لم أكتبها بعد، وقيل لابن المبارك ما التواضع؟ قال: التكبر على الأغنياء، وقيل لابن المبارك: أوصني، قال: اعرف قدرك"[1].

مجھے عبد اللہ بن خُبَیق نے لکھا کہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا: تم کتنا لکھو گے؟ آپ نے فرمایا: شاید اب تک میں نے ایسا کلمہ نہ لکھا ہو جس سے مجھے نفع حاصل ہو جائے، اور ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا: تواضع کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: مالداروں کے سامنے تکبر کرنا، اور ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا: آپ مجھے وصیت کیجئے: آپ نے فرمایا: اپنی قدر پہچانو۔

حضرت ابو زکریا یحیی بن معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

عارف باللہ علامہ ابو القاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ "الرسالة القشيرية"[2] میں تحریر فرماتے ہیں:

"وقال يحيى بن معاذ: التكبر على من تكبر عليك بماله تواضع".

یحیی بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جو تمہارے ساتھ اپنے مال کی وجہ سے تکبر سے پیش آئے، اس کے سامنے تکبر سے پیش آنا تواضع ہے۔

---

[1] الجرح والتعديل: ١/ ٢٨٠، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.

[2] الرسالة القشيرية: ص: ٢٦٧، ت: عبد الحليم محمود ومحمود بن الشريف، المكتبة التوفيقية ـ القاهرة.

روایت نمبر ⑪

روایت: ایک غریب صحابی رضی اللہ عنہ کا اپنی بیٹی کی شادی کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر معاونت کی درخواست کرنا، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ان کو پسینہ مبارک عطا فرمانا، اس سے خوشبو کا پھیلنا، اور صحابی رضی اللہ عنہ کے خاندان کا خوشبو والے گھرانے سے مشہور ہو جانا۔

حکم: منکر، شدید ضعیف ہے، حتی کہ حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے صاف "من گھڑت" کہا ہے، بہر صورت اسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

روایت کا مصدر

حافظ ابو یعلی موصلی رحمۃ اللہ علیہ "کتاب المعجم"[1] میں تخریج فرماتے ہیں:

"ثنا بشر بن سيحان، ثنا حَلْبَس بن غالب، ثنا سفيان الثوري، عن أبي الزناد، عن عبد الرحمن الأعرج، عن أبي هريرة، قال: جاء رجل إلى النبي صلى الله عليه وسلم، فقال: يا رسول الله! إني زوجت ابنتي، وأنا أحب أن تعينني بشيء، قال: ما عندي شيء، ولكن إذا جاء غدا فأتني بقارورة واسعة الرأس، وعود شجرة، وآية بيني وبينك أن أجيف ناحية الباب، قال: فلما كان في الغد أتاه بقارورة واسعة الرأس، وعود شجرة قال: فجعل النبي صلى الله عليه وسلم يسلت العرق عن ذراعيه حتى امتلأت القارورة، فقال: خذها،

---

[1] كتاب المعجم:ص:١١٧،رقم:١١٨،ت:إرشاد الحق الأثري،إدارة العلوم الأثرية ـ فيصل آباد،باكستان، الطبعة الأولى ١٤٠٧هـ.

وأمر ابنتك أن تغمس هذا العود في القارورة فتطيب به، قال: فكانت إذا تطيبت شم أهل المدينة رائحة ذلك الطيب، فسموا بيت المطيبين".

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا، اے اللہ کے رسول! میں نے اپنی بیٹی کی شادی کی ہے، میں چاہتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی چیز کے ذریعہ میری معاونت فرمائیں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب میں فرمایا: ابھی تو میرے پاس کچھ نہیں ہے، لیکن کل میرے پاس آنا، اور ساتھ میں ایک بڑے منہ والی شیشی اور درخت کی لکڑی بھی لے آنا، اور میرے اور تمہارے درمیان نشانی یہ ہے کہ میں دروازے کو کنارے کی طرف سے کھلا چھوڑ دوں گا، چنانچہ جب کل ہوئی تو وہ شخص بڑے منہ والی شیشی اور لکڑی کو لے کر حاضر ہو گیا، راوی کہتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بازؤوں سے پسینہ سونتنا شروع کیا، یہاں تک کہ شیشی بھر گئی، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ لے لو اور اپنی بیٹی کو حکم کرو کہ اس لکڑی کو شیشی میں ڈبوئے اور پھر اس سے خوشبو لگائے، راوی کہتے ہیں کہ جب بھی وہ خوشبو لگاتی تو مدینہ والے اس خوشبو کی مہک سونگھتے، اور وہ خوشبوؤں والوں کا گھرانہ کہلائے جانے لگا۔

بعض دیگر مصادر

زیر بحث روایت حافظ ابو یعلی موصلی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "مسند"[1] میں بھی مذکورہ سند سے تخریج کی ہے، حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے "الکامل"[2] میں اور

[1] مسند أبي يعلى الموصلي:١٨٥/١١،رقم:٦٢٩٥،ت:حسين سليم أسد،دار المامون للتراث ـ دمشق،الطبعة الأولى١٤٠٧هـ.

[2] الكامل في ضعفاء الرجال:٤٠٢/٣،رقم:٥٦٧،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت .

حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے "تاریخ دمشق"[1] میں حافظ ابو یعلی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے تخریج کی ہے، امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "المعجم الأوسط"[2] میں، حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے "تاریخ بغداد"[3] میں، نیز حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "کتاب الموضوعات"[4] میں حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے تخریج کی ہے، اور حافظ اسماعیل قوام السنہ رحمۃ اللہ علیہ نے "دلائل النبوة"[5] میں تخریج کی ہے، تمام سندیں سند میں موجود راوی بشر بن سیحان پر مشترک ہو جاتی ہیں۔

روایت پر ائمہ کا کلام

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ "المعجم الأوسط"[6] میں تخریج روایت کے بعد فرماتے ہیں:

" لم يرو هذا الحديث عن أبي الزناد إلا سفيان، ولا عن سفيان إلا حَلْبَس، تفرد به بشر". یہ حدیث ابو الزناد سے صرف سفیان نے روایت کی ہے، اور سفیان سے صرف حَلْبَس نے روایت کی ہے، بشر اس میں متفرد ہے۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الکامل"[7] میں حُلَبَس بن محمد کلابی کے ترجمہ

---

[1] تاريخ دمشق: ٤٨/٤، ت: محب الدين أبي سعيدعمر بن غرامة العمروي، دار الفكر ـ بيروت، الطبعة ١٤١٥هـ.

[2] المعجم الأوسط: ١٩٠/٣، رقم: ٢٨٩٥، ت: طارق بن عوض الله، دار الحرمين ـ القاهرة، الطبعة ١٤١٥هـ.

[3] تاريخ بغداد: ٥١٥/٦، ت: بشارعواد معروف، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[4] كتاب الموضوعات: ٢٩٢/١، ت: عبد الرحمن محمدعثمان، المكتبة السلفية ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ١٣٨٨هـ.

[5] دلائل النبوة: ص: ٥٩/، رقم: ٤١، ت: محمدبن محمد الحداد، دار طيبة ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.

[6] المعجم الأوسط: ١٩١/٣، رقم: ٢٨٩٥، ت: طارق بن عوض الله بن محمد، دار الحرمين ـ القاهرة، الطبعة ١٤١٥هـ.

[7] الكامل في ضعفاء الرجال: ٤٠٢/٣، رقم: ٥٦٧، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب

میں زیر بحث روایت تخریج کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"وهذا أيضا عن الثوري بهذا الإسناد منكر، وحَلْبَس بن غالب المذكور في هذا الإسناد، وهو عندي حَلْبَس بن محمد الكلابي، ونسبه ابن الطباع".

اور یہ حدیث بھی ثوری کے انتساب سے اس سند سے منکر ہے، اور اس سند میں مذکور راوی حلبس بن غالب میرے نزدیک حَلْبَس بن محمد کلابی ہے، ابن طباع نے اس کا نسب بیان کیا ہے۔

حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "ذخيرة الحفاظ"[1] میں حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ "كتاب الموضوعات"[2] میں زیر بحث روایت ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"هذا حديث موضوع، وهو مما عملته يدا حَلْبَس، قال الدارقطنى: هو متروك، وقال الأزدي: واه دامر، وقال ابن حبان: لا يحل الاحتجاج به بحال".

یہ حدیث من گھڑت ہے، اور یہ ان احادیث میں سے ہے جن کو حَلْبَس نے گھڑا ہے، دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ اس کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ متروک ہے، اور ازدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: واہی اور دامر ہے، اور ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس سے کسی بھی صورت

العلمية ـ بيروت.

[1] ذخيرة الحفاظ: ۱۲۰۹/۲، رقم: ۲۵۸۶، ت: عبد الرحمن بن عبد الجبار الفريوائي، دار السلف ـ الرياض، الطبعة الأولى ۱٤۱٦هـ.

[2] كتاب الموضوعات: ۲۹۲/۱، ت: عبد الرحمن محمد عثمان، المكتبة السلفية ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ۱۳۸۸هـ.

میں احتجاج درست نہیں ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "تلخیص الموضوعات"[1] میں زیر بحث روایت ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"وضعه حَلْبَس الكلابي على الثوري، عن أبي [الزناد]، عن الأعرج، عن أبي هريرة". اس حدیث کو حَلْبَس کلابی نے ثوری پر ابو الزناد، عن الاعرج، عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کے طریق سے گھڑا ہے۔

نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "ميزان الاعتدال"[2] میں حَلْبَس کے ترجمہ کے تحت زیر بحث روایت ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "وهذا منكر جدا". یہ شدید منکر ہے۔

علامہ عبد الرؤف مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے "فيض القدير"[3] میں حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے اس "میزان" والے قول کو نقل کیا ہے۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ "البداية والنهاية"[4] میں زیر بحث روایت کے بارے میں فرماتے ہیں: "وهذا حديث غريب جدا". یہ حدیث غریب جداً ہے۔

---

[1] تلخيص الموضوعات:ص:٨٧،رقم:١٩٨،ت:أبو تميم ياسر بن إبراهيم بن محمد،مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

[2] ميزان الاعتدال: ٥٨٨/١،رقم:٢٢٣٣،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت .

[3] فيض القدير:٨١/٥،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٣٩١هـ.

[4] البداية والنهاية:٤٢٩/٨،ت:عبد الله بن عبد المحسن التركي،دار هجر ـ مصر،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ "مجمع الزوائد"[1] میں زیر بحث روایت ذکر کرکے فرماتے ہیں: "رواه أبو يعلى، وفيه حَلْبَس بن غالب، وهو متروك". اس کو ابو یعلی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے، اور اس کی سند میں حَلبَس بن غالب ہے، اور وہ متروک ہے۔

حافظ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ "إتحاف الخيرة المهرة"[2] میں زیر بحث روایت ذکر کرکے فرماتے ہیں:

"هذا إسناد ضعيف، حَلْبَس بن غالب الكلابي البصري، بفتح الحاء المهملة وتسكين اللام وفتح الموحدة، قال فيه الدارقطني: متروك، وقال ابن عدي: منكر الحديث، وأورد الذهبي هذا الحديث في كتاب الميزان من طريق ابن عدي، ثنا أبو يعلى الموصلي، قال الذهبي: هذا منكر جدا".

یہ اسناد ضعیف ہے، حَلبَس بن غالب کلابی بصری (حَلبَس، حاء کے فتحہ، لام کے سکون، اور باء کے فتحہ کے ساتھ ہے) کو دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے متروک کہا ہے، اور ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے منکر الحدیث کہا ہے، اور ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کو ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ، ثنا ابو یعلی موصلی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے لاکر فرماتے ہیں: یہ شدید منکر ہے۔

---

[1] مجمع الزوائد: ٤/٢٥٦، ت: حسام الدين القدسي، دار الكتاب العربي ـ بيروت.

[2] إتحاف الخيرة المهرة: ٤/٥٦، رقم: ٣١٦١، ت: أبو تميم ياسر بن إبراهيم، دار الوطن ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ "اللآلئ المصنوعة"[1] میں حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"(قلت) قال في الميزان: هذا منكر جدا، وجليس [كذا في الأصل، والصحيح: حَلْبَس]، قال ابن عدي: منكر الحديث، وقال الدارقطني: متروك، والله أعلم".

میں کہتا ہوں: "میزان" میں ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: یہ شدید منکر ہے، اور حَلْبَس کو ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے منکر الحدیث کہا ہے، اور دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے متروک کہا ہے، واللہ اعلم۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ "تنزيه الشريعة"[2] میں حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام نقل کر کے فرماتے ہیں:

"(تعقب) بأن أكثر ما قيل في حَلْبَس أنه منكر الحديث، وقال الذهبي في الميزان بعد أن أورد الحديث: هذا منكر جدا، وذلك لا يقتضي الحكم بوضعه".

ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ پر بایں طور تعاقب کیا گیا ہے کہ زیادہ سے زیادہ حَلْبَس کے بارے میں منکر الحدیث کا قول کیا گیا ہے، اور ذہبی رحمۃ اللہ علیہ میزان میں یہ حدیث لا کر

---

[1] اللآلئ المصنوعة: ۲۵۲/۱، ت: أبو عبد الرحمن صلاح بن محمد بن عويضة، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

[2] تنزيه الشريعة: ۳۳٤/۱، رقم: ۱۹، ت: عبدالوهاب عبداللطيف وعبد الله محمد الصديق، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

فرماتے ہیں: یہ حدیث شدید منکر ہے، اور یہ اس بات کا تقاضہ نہیں کرتا کہ حدیث پر من گھڑت ہونے کا حکم لگایا جائے۔

علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ "الفوائد المجموعۃ"[1] میں زیر بحث روایت ذکر کرکے فرماتے ہیں:

"رواه الخطيب عن أبي هريرة مرفوعا، وهو موضوع". اسے خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے، اور یہ من گھڑت ہے۔

سند میں موجود راوی حَلْبَس بن محمد کلابی ابو غالب بصری کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحين"[2] میں فرماتے ہیں: "حَلْبَس بن محمد الكلبي شيخ يروي عن سفيان الثوري ما ليس من حديثه، لا يحل الاحتجاج به بحال". حَلْبَس بن محمد کلبی شیخ ہے، سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے انتساب سے وہ احادیث نقل کرتا ہے جو ان کی نہیں ہوتیں، چنانچہ اس سے کسی بھی طرح احتجاج درست نہیں ہے۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الكامل"[3] میں فرماتے ہیں: "منكر الحديث عن

---

[1] الفوائد المجموعة: ص: ٣٢٣، رقم: ١٠، ت: عبد الرحمن بن يحيى المعلمي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة ١٤١٦هـ.

[2] المجروحين: ٢٧٧/١، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ١٤١٢هـ.

[3] الكامل في الضعفاء: ٤٠١/٣، رقم: ٥٦٧، ت: عادل أحمد عبدالموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب

الثقات". یہ ثقات کے انتساب سے منکر الحدیث ہے۔

حافظ ازدی رحمۃ اللہ علیہ نے سند میں موجود راوی حَلْبَس کو "واہ دامر" کہا ہے [1]۔

امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ "العلل الواردة" [2] میں ایک دوسری حدیث کے تحت فرماتے ہیں: "وھو متروك الحديث كوفي". یہ متروک الحدیث ہے، کوفی ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "میزان الاعتدال" [3] میں حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔

نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "المقتنی" [4] میں حَلْبَس کو "واہ" کہا ہے۔

حافظ زین الدین عراقی رحمۃ اللہ علیہ "المغني" [5] میں ایک دوسری روایت کے تحت فرماتے ہیں: "وفيه حَلْبَس بن محمد أحد المتروكين". اور اس کی سند میں حَلْبَس بن محمد ہے جو متروکین میں سے ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ "تنزيه الشريعة" [6] میں حَلْبَس بن محمد کلابی کو وضاعین و متہمین کی فہرست میں شمار کر کے فرماتے ہیں: "قال ابن عدي وأظنه حلبس

العلمية ـ بيروت.

[1] كتاب الموضوعات: ٢٩٢/١، ت: عبد الرحمن محمد عثمان، المكتبة السلفية ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ١٣٨٨هـ.

[2] العلل الواردة: ١٦٩/٥، رقم: ٨٠١، ت: محفوظ الرحمن زين الله السلفي، دار طيبة ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.

[3] ميزان الاعتدال: ٥٨٧/١، رقم: ٢٢٣٣، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

[4] المقتنى في سرد الكنى: ٤/٢، رقم: ٤٨٩٦، ت: محمد صالح عبد العزيز المراد، المجلس العلمي ـ المدينة المنورة، الطبعة ١٤٠٨هـ.

[5] المغني عن حمل الأسفار: ٩٠٥/١، رقم: ٣٣٠٤، ت: أبو محمد أشرف، مكتبة طبرية ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

[6] تنزيه الشريعة: ٥٥/١، رقم: ٥٤، ت: عبد الله محمد الصديق الغماري وعبد الوهاب عبد اللطيف، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

بن غالب، اتهمه ابن الجوزي بالوضع". ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: میرا خیال یہ ہے کہ حَلْبَس بن محمد کلابی حَلْبَس بن غالب ہے، اور ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے حدیث گھڑنے میں متہم قرار دیا ہے۔

علامہ سبط ابن عجمی رحمۃ اللہ علیہ "الكشف الحثيث"[1] میں فرماتے ہیں: "قال الدارقطني: متروك، وقال ابن عدي: منكر الحديث، وساق له ابن عدي حديثا، وقد تعقبه الذهبي بأنه باطل، ثم ساق له ابن عدي حديثا آخر، قال الذهبي: وهذا منكر جدا، ولم يذكر في ترجمته ما يدل على أنه وضاع، لكن قال ابن الجوزي في الحديث الثاني الذي استنكره الذهبي في الموضوعات: وهذا مما عملته يد حَلْبَس انتهى".

حَلْبَس کلبی کو دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے متروک کہا ہے، اور ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے منکر الحدیث کہا ہے، اور ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ حَلْبَس سے ایک روایت لائے ہیں، اور ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا تعاقب کرتے ہوئے اس حدیث کو باطل قرار دیا ہے، پھر ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ ان سے دوسری حدیث لے کر آئے ہیں تو ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ شدید منکر ہے، البتہ اس کے ترجمہ میں کوئی ایسی بات ذکر نہیں کی جو اس کے وضاع ہونے پر دلالت کرے، تاہم ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ دوسری حدیث کے تحت جسے ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے منکر کہا ہے "موضوعات" میں فرماتے ہیں: یہ حدیث حلبس کی گھڑی ہوئی احادیث میں سے ہے، انتہی۔

---

[1] الكشف الحثيث: ص:١٠٣، رقم:٢٥٦، ت: صبحي السامرائي، مكتبة النهضة العربية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٧هـ.

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے حَلْبَس عن ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے منقول اس زیر بحث روایت کو "منکر" کہا ہے، اور حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے، حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "من گھڑت" کہا ہے، نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ایک مقام پر "شدید منکر" بھی کہا ہے۔

اور حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت کو "غریب جداً" کہا ہے، نیز حافظ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے "ضعف شدید" کی جانب اشارہ کیا ہے، الحاصل زیر بحث روایت کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

اہم نوٹ

واضح رہے کہ زیر بحث روایت کی تحقیق گزر چکی ہے، تاہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پسینہ مبارک کا خوشبودار ہونا متعدد احادیث میں آتا ہے، چنانچہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی "صحیح"[1] میں تخریج فرماتے ہیں:

"حدثنا قتيبة بن سعيد، حدثنا محمد بن عبد الله الأنصاري، قال حدثني أبي، عن ثُمامة، عن أنس، أن أم سليم كانت تبسط للنبي صلى الله عليه و سلم نطعا، فيقيل عندها على ذلك النطع، قال: فإذا نام النبي صلى الله عليه و سلم، أخذت من عرقه وشعره، فجمعته في قارورة، ثم جمعته

[1] صحيح البخاري:٦٣/٨،ت:محمد زهير ناصر الناصر،دار طوق النجاة ـ بيروت،الطبعة الأولي ١٤٢٢.

في سك، قال فلما حضر أنس بن مالك الوفاة، أوصى أن يجعل في حنوطه من ذلك السك، قال فجعل في حنوطه“.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے چمڑے کا بستر بچھاتی تھیں، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر قیلولہ فرماتے تھے، جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سو جاتے تو ام سلیم رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پسینے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بالوں کو لیتی تھیں، اور ایک شیشی میں جمع کر دیتی تھیں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پسینے کو ایک دوسری خوشبو میں شامل کر دیتی تھیں، ثُمامہ فرماتے ہیں: جب انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا، تو آپ نے وصیت فرمائی کہ میری حنوط (میت کے جسم پر لگائی جانے والی خوشبو) میں اس خوشبو میں سے لے کر ملایا جائے، ثُمامہ فرماتے ہیں: چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ کی حنوط میں اسے ملایا گیا۔
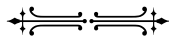
روایت نمبر⑫

روایت: دوسروں کو اللہ تعالی کی جانب دعوت دینے/امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرنے پر حور سے نکاح۔

حکم: حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "میں اس کی اصل پر مطلع نہیں ہو سکا، اور یہ منکر ہے"، علامہ مرتضی زبیدی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے، علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت کو ان روایات میں شمار کیا ہے جن کی سند ان کو نہیں مل سکی ہے، چنانچہ زیر بحث روایت کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

روایت کا مصدر

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے "إحياء علوم الدين"[1] میں زیر بحث روایت بلا سند ان الفاظ سے نقل کی ہے:

"قال أبو ذر الغفاري: قال أبو بكر الصديق رضي الله عنه: يا رسول الله! هل من جهاد غير قتال المشركين؟ فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: نعم، يا أبا بكر! إن لله تعالى مجاهدين في الأرض، أفضل من الشهداء، أحياء مرزوقين، يمشون على الأرض، يباهي الله بهم ملائكة السماء، وتزين لهم الجنة كما تزينت أم سلمة لرسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال أبو بكر رضي الله عنه: يا رسول الله! ومن هم؟ قال: الآمرون بالمعروف، والناهون عن المنكر، والمحبون في الله، والمبغضون في الله.

---

[1] إحياء علوم الدين: ص: ٧٨٦، دار ابن حزم ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٦هـ.

ثم قال: والذي نفسي بيده! إن العبد منهم ليكون في الغُرْفَة فوق الغُرْفَات فوق غُرَف الشهداء، للغرفة منها ثلثمائة ألف باب، منها الياقوت والزمرد الأخضر، على كل باب نور، وإن الرجل منهم ليزوج بثلثمائة ألف حوراء، قاصرات الطرف عين[كذا في الأصل]، كلما التفت إلى واحدة منهن، فنظر إليها تقول له: أتذكر يوم كذا وكذا أمرت بالمعروف ونهيت عن المنكر؟ كلما نظر إلى واحدة منهن ذكرت له مقاما أمر فيه بمعروف ونهى فيه عن منكر".

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا مشرکین سے قتال کے علاوہ بھی کوئی جہاد ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں، اے ابو بکر! یقیناً زمین پر اللہ تعالی کے ایسے مجاہدین ہیں جو شہداء سے افضل ہیں، وہ زندہ ہیں، انہیں روزی دی جاتی ہے، زمین پر چلتے ہیں، اللہ تعالی ان کی وجہ سے آسمان کے فرشتوں کے سامنے فخر کرتے ہیں، جنت ان کے لئے اس طرح آراستہ کی جاتی ہے جس طرح ام سلمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے مزین ہوتیں، ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ کون لوگ ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نیکی کا حکم کرنے والے اور برائی سے منع کرنے والے، اللہ کے لئے محبت کرنے والے، اللہ کے لئے بغض رکھنے والے۔

پھر فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے! بے شک ان میں سے ایک بندہ جنت کے بالاخانوں میں سے اوپر کے بالاخانوں میں ہوگا جو شہداء کے بالاخانوں سے بھی اوپر ہوں گے، اس میں سے ہر کمرے کے تین لاکھ دروازے ہوں گے، اس میں یاقوت سبز زمرد کے دروازیں ہوں گے، ہر دروازے پر نور ہوگا، بے شک ان میں سے ہر ایک شخص کا تین لاکھ حوروں سے نکاح کرایا جائے گا جو

جھکی ہوئی نگاہوں والی ہوں گی، جب بھی یہ ان میں سے کسی ایک کی طرف التفات کرے گا اور دیکھے گا تو وہ کہے گی کہ تجھے یاد ہے فلاں فلاں دن جس میں تو نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کیا تھا؟اور جب بھی وہ ان میں سے کسی ایک کی طرف دیکھے گا تو وہ اسے وہ مقام یاد دلائے گی جہاں اس نے امر بالمعرف اور نہی عن المنکر کیا تھا۔

بعض دیگر مصادر

علامہ محیی الدین ابو زکریا احمد بن ابراہیم ابن نحاس دمشقی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۸۱۴ھ) نے زیر بحث روایت "تنبيه الغافلين "[1] میں بلاسند ذکر کی ہے۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:"لم أقف له على أصل، وهو منكر "[2]. میں اس کی اصل پر مطلع نہیں ہو سکا، اور یہ منکر روایت ہے۔

علامہ مرتضی زبیدی رحمۃ اللہ علیہ نے "إتحاف السادة المتقين"[3] میں حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت کو ان روایات میں شمار کیا ہے جن کی سند ان کو نہیں مل سکی ہے[4]۔

---

[1] تنبيه الغافلين عن أعمال الجاهلين وتحذير السالكين من أفعال الجاهلين: ۲۹/۱،ت:عبد اللطيف حسن عبد الرحمن،دار الكتب العلمية ـ بيروت .

[2] المغني عن حمل الأسفار: ۵۸۷/۱،رقم: ۲۲۵۰،ت:عماد الدين عباس سعيد،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٧هـ.

[3] إتحاف السادة المتقين: ۲۲/۸،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة ۱۴۳۳ھـ.

[4] طبقات الشافعية الكبرى: ۳۲۱/٦،ت:محمود محمد الطناحي وعبد الفتاح محمد الحلو،هجر للطباعة والنشر، الطبعة الثانية ١٤١٣هـ.

روایت کا حکم

حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”میں اس کی اصل پر مطلع نہیں ہو سکا، اور یہ منکر ہے“، علامہ مرتضی زبیدی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے، علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت کو ان روایات میں شمار کیا ہے جن کی سند ان کو نہیں مل سکی ہے، چنانچہ زیر بحث روایت کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔
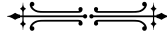
روایت نمبر (۱۳)

روایت: ''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پشت پر موجود مہر نبوت میں یہ الفاظ لکھے ہوئے تھے: ''سر حيث شئت، فإنك منصور''. چلو پھرو جہاں چاہو، آپ کی مدد کی جائے گی''۔

حکم: حافظ ابن دحیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''یہ غریب ہے، اور محدثین نے اس کو منکر سمجھا ہے''، حافظ قطب الدین بن عبد الکریم حلبی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ محب الدین ابن ہائم رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن ناصر الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت کو ''باطل'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ''من گھڑت حدیث کے مشابہ'' قرار دیا ہے، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ زیر بحث روایت اور بعض دیگر روایات کے اجزاء کو نقل کر کے فرماتے ہیں: ''ان میں سے کچھ بھی ثابت نہیں ہے''، نیز حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ ہی دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: ''اس میں منکر الفاظ ہیں اور بہت ساری مخالفتیں ہیں''، اس لئے اس روایت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

روایت کا مصدر

حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ''تاريخ أصبهان''[1] میں اس روایت کی تخریج ان الفاظ سے کی ہے:

''حدثنا عبد الله بن محمد بن جعفر، ثنا القاسم بن فورك، ح وحدثنا عبد الله بن يعقوب، ثنا جدي إسحاق بن إبراهيم بن جميل، قالا: ثنا عبد الله بن أبي زياد القَطَوَاني، ثنا سيار بن حاتم العنزي، ثنا موسى بن سعيد الراسي

[1] تاريخ أصبهان: ۷٦/۱، ت: سيد كسروي حسن، دار الكتب العلمية۔ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۰هـ۔

[كذا في الأصل]، ثنا أبو معاذ، عن أبي سلمة بن عبد الرحمن، عن سلمان الفارسي، قال: إني كنت فيمن ولد برامهرمز، وبها نشأت، وأما أبي فمن أهل أصبهان، وكانت أمي لها غنى وعيش، فأسلمتني أمي إلى الكتاب، وكنت أنطلق مع غلمان من قريتنا إلى أن دنا مني فراغ من كتاب الفارسية، ولم يكن في الغلمان أكبر مني ولا أطول، وكان ثم جبل فيه كهف في طريقنا، فمررت ذات يوم وحدي، فإذا أنا فيه برجل طويل، عليه ثياب شعر ونعلان من شعر، فأشار إلي، فدنوت منه، فقال: يا غلام! تعرف عيسى بن مريم؟ فقلت: لا، ولا سمعت به.

قال: أتدري من عيسى بن مريم؟ هو رسول الله، آمن بعيسى أنه رسول الله وبرسول يأتي من بعده اسمه أحمد، أخرجه الله من غم الدنيا إلى روح الآخرة ونعيمها، قلت: ما نعيم الآخرة؟ قال: نعيمها لا يفنى، فلما قال: إنها لا تفنى، فرأيت الحلاوة والنور تخرج من شفتيه، فعلقه فؤادي، وفارقت أصحابي، وجعلت لا أذهب ولا أجيء إلا وحدي، وكانت أمي ترسلني إلى الكتاب، فأنقطع دونه.

وكان أول ما علمني شهادة أن لا إله إلا الله، وحده لا شريك له، وأن عيسى بن مريم رسول الله، ومحمدا بعده رسول الله، والإيمان بالبعث بعد الموت، فأعطيته ذلك، وعلمني القيام في الصلاة، فكان يقول: إذا قمت في الصلاة، فاستقبلت القبلة، فإن احتوشتك النار، فلا تلتفت، وإن دعتك أمك أو أبوك في صلاة الفريضة فلا تلتفت، إلا أن يدعوك رسول من رسل الله، وإن دعاك وأنت في فريضة، فاقطعها، فإنه لا يدعوك إلا بوحي من الله.

وأمرني بطول القنوت، وزعم أن عيسى عليه السلام قال: طول القنوت الأمان على الصراط، وأمرني بطول السجود، وزعم أن طول السجود الأمان من عذاب القبر، وقال: لا تكونن مازحا لكن جادا حتى تسلم عليك ملائكة الله أجمعين، وقال: لا تعصين في طمع، ولا عبث، حتى لا تحجب عن الجنة طرفة عين، ثم قال: إذا أدركت محمدا الذي يخرج من جبال تهامة، فآمن به، واقرأ عليه السلام مني، وذكر إسلامه بطول".

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں رامہرمز میں پیدا ہوا اور وہیں نشو نما پائی، اور میرے والد اہل اصبہان میں سے تھے، اور میری والدہ مالدار اور خوش حال زندگی گزارنے والی تھیں، چنانچہ میری والدہ نے مجھے مکتب کے حوالے کر دیا، اور میں اپنی بستی کے بچوں کے ساتھ جارہا تھا کہ ایک فارسی مکتب سے تعلق رکھنے والا تیز رفتار آدمی میرے قریب آیا اور بچوں میں مجھ سے زیادہ بڑا کوئی قد آور نہ تھا، اور ہمارے راستے میں ایک پہاڑ تھا جس میں ایک غار تھا، پس ایک دن میں اکیلے وہاں سے گزر رہا تھا کہ اچانک میں نے اس میں ایک لمبا آدمی دیکھا، جس پر بالوں کا لباس تھا، اور اس نے بالوں والے جوتے پہن رکھے تھے، اس نے میری طرف اشارہ کیا، میں اس کے قریب ہوا تو اس نے کہا: اے لڑکے! کیا آپ عیسی بن مریم کو جانتے ہو؟ میں نے جواب دیا: نہیں، اور نہ میں نے ان کے بارے میں سنا ہے۔

اس نے کہا: کیا آپ جانتے ہیں کہ عیسی بن مریم علیہ السلام کون ہیں؟ وہ اللہ کے رسول ہیں، تم عیسی علیہ السلام پر ایمان لاؤ کہ وہ اللہ کے رسول ہیں، اور اس رسول پر جو عیسی علیہ السلام کے بعد آئے گا جن کا نام "احمد" ہوگا، اللہ تعالی نے ان کو دنیا کے غم سے

آخرت کی خوش حال زندگی اور اس کی نعمتوں کی طرف نکالا ہے، میں نے کہا: آخرت کی نعمتیں کیا ہیں؟ اس نے جواب دیا: اس کی نعمتیں ختم نہیں ہوں گی، جب اس نے کہا کہ وہ ختم نہیں ہوں گی تو میں نے اس کے ہونٹوں میں اس کی حلاوت اور نور کو محسوس کیا، پس میرا دل اس کے ساتھ لگ گیا، اور میں نے اپنے ساتھیوں کو چھوڑ دیا، اور میں اکیلے آتا جاتا تھا، اور میری ماں مجھے مکتب بھیج دیتی میں اس سے پہلے ہی الگ ہو جاتا تھا۔

اور سب سے پہلی چیز جو اس نے مجھے سکھائی وہ اس بات کی گواہی تھی کہ اللہ کی ذات اکیلی ہے، اس کا کوئی شریک نہیں ہے، اور یہ کہ عیسی بن مریم علیہ السلام اللہ کے رسول ہیں، اور اس کے بعد محمد اللہ کے رسول ہیں، اور موت کے بعد اٹھنے پر ایمان لانا سکھایا، میں نے ان چیزوں میں اس کی اطاعت کی، اور اس نے مجھے نماز میں کھڑا ہونا سکھایا چنانچہ وہ کہتے تھے: جب تم نماز میں کھڑے ہو تو قبلہ کی طرف منہ کرنا، اگر تمہیں آگ گھیر لے تو اس کی طرف متوجہ نہ ہونا، اور اگر آپ کو اپنے والدین فرض نماز کے اندر بلالیں تو تم ان کی جانب متوجہ نہ ہونا، ہاں اگر تمہیں اللہ کے رسولوں میں سے کوئی رسول پکارے اور تم فرض نماز میں مشغول ہو تو نماز توڑ دو، کیونکہ وہ آپ کو اللہ تعالی کی طرف سے وحی کی وجہ سے پکارتا ہے، اور اس نے مجھے لمبے قیام کا حکم دیا، اور اس کا کہنا تھا کہ عیسی بن مریم علیہما السلام نے فرمایا: لمبا قیام پل صراط پر حفاظت کا ذریعہ ہے، اور اس نے مجھے لمبے سجدوں کا حکم دیا، اور کہا کہ لمبے سجدے عذاب قبر سے حفاظت کا ذریعہ ہیں، اور کہا کہ مذاق کرنے والا نہ بنو، بلکہ سنجیدہ بنو تا کہ اللہ تعالی کے فرشتے تم پر سلام بھیجیں، اور کہا: لالچ اور دنیا کے کاموں میں مشغول ہو کر ہر گز نافرمانی نہ کرنا، تا کہ تجھے پلک جھپکنے کے برابر بھی جنت سے

نہ روکا جائے، پھر کہا: جب آپ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پالو جو کہ تہامہ کے پہاڑوں کی جانب سے آئیں گے تو آپ ان پر ایمان لانا اور ان کو میرا سلام کہنا۔

اور سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے اسلام کا پورا قصہ بیان کیا[1]۔

---

[1] سير أعلام النبلاء: ٥١٦/١، ت: شعيب الأرنوؤط، موسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠٢هـ.

حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے یہ قصہ مختصر نقل کیا ہے، اس کے بعد لمبا قصہ ہے، چنانچہ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ یہاں تک قصہ نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "ثم قال لي: إن أدركت محمد بن عبد الله الذي يخرج من جبال تهامة، فآمن به، واقرأ عليه السلام مني، فإنه بلغني أن عيسى بن مريم عليه السلام قال: من سلم على محمد رآه أو لم يره كان له محمد شافعا ومصافحا، فدخل حلاوة الإنجيل في صدري، قال: فأقام في مقامه حولا، ثم قال: أي بني! إنك قد أحببتني وأحببتك، وإنما قدمت بلادكم هذه، إنه كان لي قريب، فمات، فأحببت أن أكون قريبا من قبره، أصلي عليه، وأسلم عليه، لما عظم الله علينا في الإنجيل من حق القرابة.

يقول الله: من وصل قرابته وصلني، ومن قطع قرابته فقد قطعني، وإنه قد بدا لي الشخوص من هذا المكان، فإن كنت تريد صحبتي، فأنا طوع يديك، قلت: عظمت حق القرابة، وهنا أمي وقرابتي، قال: إن كنت تريد أن تهاجر مهاجر إبراهيم عليه السلام فدع الوالدة والقرابة، ثم قال: إن الله يصلح بينك وبينهم، حتى لا تدعو عليك الوالدة، فخرجت معه، فأتينا نصيبين، فاستقبله اثنا عشر من الرهبان، يبتدرونه، ويبسطون له أرديتهم، وقالوا: مرحبا بسيدنا، وواعي كتاب ربنا، فحمد الله، ودمعت عيناه، وقال: إن كنتم تعظموني لتعظيم جلال الله، فأبشروا بالنظر إلى الله، ثم قال: إني أريد أن أتعبد في محرابكم هذا شهرا، فاستوصوا بهذا الغلام، فإني رأيته رقيقا، سريع الإجابة، فمكث شهرا لا يلتفت إلي، ويجتمع الرهبان خلفه، يرجون أن ينصرف، ولا ينصرف، فقالوا: لو تعرضت له؟ فقلت: أنتم أعظم عليه حقا مني، قالوا: أنت ضعيف، غريب، ابن سبيل، وهو نازل علينا، فلا نقطع عليه صلاته مخافة أن يرى أنا نستثقله، فعرضت له، فارتعد، ثم جثا على ركبتيه، ثم قال: ما لك يا بني! جائع أنت؟ عطشان أنت؟ مقرور أنت؟ اشتقت إلى أهلك؟ قلت: بل أطعت هؤلاء العلماء.

قال: أتدري ما يقول الإنجيل؟ قلت: لا، قال: يقول: من أطاع العلماء فاسدا كان أو مصلحا، فمات، فهو صديق، وقد بدا لي أن أتوجه إلى بيت المقدس، فجاء العلماء، فقالوا: يا سيدنا! امكث يومك تحدثنا وتكلمنا، قال: إن الإنجيل حدثني أنه من هم بخير فلا يؤخره، فقام، فجعل العلماء يقبلون كفيه وثيابه، كل ذلك يقول: أوصيكم ألا تحتقروا معصية الله، ولا تعجبوا بحسنة تعملونها، فمشى ما بين نصيبين والأرض المقدسة شهرا، يمشي نهاره، ويقوم ليله، حتى دخل بيت المقدس، فقام شهرا يصلي الليل والنهار، فاجتمع إليه علماء بيت المقدس، فطلبوا إلي أن أتعرض له، ففعلت، فانصرف إلي، فقال لي كما قال في المرة الأولى، فلما تكلم، اجتمع حوله علماء بيت المقدس، فحالوا بيني وبينه يومهم وليلتهم حتى أصبحوا، فملوا، وتفرقوا، فقال لي: أي بني! إني أريد أن أضع رأسي قليلا، فإذا بلغت الشمس قدمي فأيقظني، قال: وبينه وبين الشمس ذراعان، فبلغته الشمس، فرحمته لطول عنائه وتعبه

في العبادة، فلما بلغت الشمس سرته استيقظ بحرها، فقال: ما لك لم توقظني؟ قلت: رحمتك لطول عنائك، قال: إني لا أحب أن تأتي علي ساعة لا أذكر الله فيها، ولا أعبده، أفلا رحمتني من طول الموقف.

أي بني! إني أريد الشخوص إلى جبل فيه خمسون ومائة رجل، أشرهم خير مني، أتصحبني؟ قلت: نعم، فقام، فتعلق به أعمى على الباب، فقال: يا أبا الفضل! تخرج ولم أصب منك خيرا؟ فمسح يده على وجهه، فصار بصيرا، فوثب مقعد إلى جنب الأعمى، فتعلق به، فقال: من علي من الله عليك بالجنة، فمسح يده عليه، فقام، فمضى يعني: الراهب، فقمت أنظر يمينا وشمالا لا أرى أحدا، فدخلت بيت المقدس، فإذا أنا برجل في زاوية، عليه المسوح، فجلست حتى انصرف، فقلت: يا عبد الله! ما اسمك؟ قال: فذكر اسمه، فقلت: أتعرف أبا الفضل؟ قال: نعم، ووددت أني لا أموت حتى أراه، أما إنه هو الذي من علي بهذا الدين، فأنا أنتظر نبي الرحمة الذي وصفه لي، يخرج من جبال تهامة، يقال له: محمد بن عبد الله، يركب الجمل والحمار والفرس والبغلة، ويكون الحر والمملوك عنده سواء، وتكون الرحمة في قلبه وجوارحه، لو قسمت بين الدنيا كلها لم يكن لها مكان، بين كتفيه كبيضة الحمامة عليها مكتوب باطنها: الله وحده لا شريك له، محمد رسول الله، وظاهرها: **توجه حيث شئت فإنك المنصور،** يأكل الهدية، ولا يأكل الصدقة، ليس بحقود ولا حسود، ولا يظلم معاهدا، ولا مسلما، فقمت من عنده، فقلت: لعلي أقدر على صاحبي.

فمشيت غير بعيد، فالتفت يمينا وشمالا لا أرى شيئا، فمر بي أعراب من كلب، فاحتملوني حتى أتوا بي يثرب، وسموني ميسرة، فجعلت أناشدهم، فلا يفقهون كلامي، فاشترتني امرأة يقال لها خليسة بثلاث مائة درهم، فقالت: ما تحسن؟ قلت: أصلي لربي، وأعبده، وأسف الخوص، قالت: ومن ربك؟ قلت: رب محمد، قالت: ويحك، ذاك بمكة، ولكن عليك بهذه النخلة، وصل لربك لا أمنعك، وسف الخوص، واسع على بناتي، فإن ربك يعني إن تناصحه في العبادة يعطك سؤلك، فمكثت عندها ستة عشر شهرا حتى قدم رسول الله صلى الله عليه وسلم المدينة، فبلغني ذلك وأنا في أقصى المدينة في زمن الخلال، فانتقيت شيئا من الخلال، فجعلته في ثوبي، وأقبلت أسأل عنه، حتى دخلت عليه وهو في منزل أبي أيوب، وقد وقع حب لهم فانكسر، وانصب الماء، فقام أبو أيوب وامرأته يلتقطان الماء بقطيفة لهما لا يكف على النبي صلى الله عليه وسلم، فخرج رسول الله فقال: ما تصنع يا أبا أيوب؟ فأخبره، فقال: لك ولزوجتك الجنة، فقلت: هذا والله محمد رسول الرحمة، فسلمت عليه، ثم أخذت الخلال، فوضعته بين يديه فقال: ما هذا يا بني؟ قلت: صدقة، قال: إنا لا نأكل الصدقة، فأخذته، وتناولت إزاري، وفيه شيء آخر، فقلت: هذه هدية، فأكل وأطعم من حوله، ثم نظر إلي، فقال: أحر أنت أم مملوك؟ قلت: مملوك، قال: ولم وصلتني بهذه الهدية؟ قلت: كان لي صاحب من أمره كذا، وصاحب من أمره كذا، فأخبرته بأمرهما، قال: أما إن صاحبيك من الذين قال الله:" ٱلَّذِينَ ءَاتَيۡنَٰهُمُ ٱلۡكِتَٰبَ مِن قَبۡلِهِۦ هُم بِهِۦ يُؤۡمِنُونَ وَإِذَا يُتۡلَىٰ عَلَيۡهِمۡ ..." الآية، ما رأيت في ما خبرك؟ قلت: نعم، إلا شيئا بين كتفيك، فألقى ثوبه، فإذا الخاتم، فقبلته، وقلت: أشهد أن لا إله إلا الله، وأنك رسول الله.

فقال: يا بني! أنت سلمان، ودعا عليا، فقال: اذهب إلى خليسة، فقل لها: يقول لك محمد: إما أن تعتقي هذا، وإما أن أعتقه، فإن الحكمة تحرم عليك خدمته، قلت: يا رسول الله! أشهد أنها لم تسلم، قال: يا سلمان! أولا تدري ما حدث بعدك؟ دخل عليها ابن عمها، فعرض عليها الإسلام، فأسلمت، فانطلق علي، وإذا هي تذكر رسول الله صلى الله عليه

اہم نوٹ:

واضح رہے کہ مذکورہ قصہ ”تاریخ اصبہان“ میں اختصار کے ساتھ مذکور ہے، لیکن ”سير أعلام النبلاء“[1] اور ”البناية“[2] میں بعینہ اسی سند کے ساتھ تفصیلاً مذکور ہے، جس میں مطلوبہ الفاظ بھی موجود ہیں، اور وہ مطلوبہ الفاظ یہ ہیں:

”بين كتفيه كبيضة الحمامة عليها مكتوب باطنها: الله وحده لا شريك له، محمد رسول الله، وظاهرها: توجه حيث شئت فإنك المنصور“. آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں کندھوں کے درمیان کبوتری کے انڈے کی طرح مہر نبوت تھی، جس کے باطن پر ”اللہ وحدہ لا شریک لہ محمد رسول اللہ“ لکھا ہوا تھا، اور ظاہر پر ”توجہ حیث شئت فانک المنصور“، جہاں آپ جائیں آپ کی مدد کی جائے گی، لکھا ہوا تھا۔

بعض دیگر مصادر

زیر بحث روایت حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ”طبقات المحدثين“[3] میں بھی

وسلم، فأخبرها علي، فقالت: انطلق إلى أخي تعني النبي صلى الله عليه وسلم فقل له: إن شئت فأعتقه، وإن شئت فهو لك، قال: فكنت أغدو وأروح إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم وتعولني خليسة، فقال لي النبي صلى الله عليه وسلم ذات يوم: انطلق بنا نكافئ خليسة، فكنت معه خمسة عشرة يوما في حائطها يعلمني وأعينه، حتى غرسنا لها ثلاث مائة فسيلة، فكان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا اشتد عليه حر الشمس، وضع على رأسه مظلة لي من صوف، فعرق فيها مرارا، فما وضعتها بعد على رأسي إعظاما له، وإبقاء على ريحه، وما زلت أخبأها وينجاب منها، حتى بقي منها أربع أصابع، فغزوت مرة، فسقطت مني“.

اہم نوٹ: واضح رہے کہ ذکر کردہ روایت میں آخری مضمون دیگر سندوں سے ثابت ہے، *تفصیل کے لئے دیکھئے:* (مسند أحمد: ۱۰۲/۳۸، رقم: ۲۲۹۹۷، ت: شعيب الأرنؤوط، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۲۱هـ).

و(الشمائل المحمدية: ص: ٤٤، رقم: ۲۱، ت: سيد بن عباس الجليمي، المكتبة التجارية ـ مكة المكرمة، الطبعة ۱٤۱۳هـ).

[1] سير أعلام النبلاء: ۵۱۹/۱، ت: شعيب الأرنوؤط، موسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۰۲هـ.

[2] البناية شرح الهداية: ۲۵۸/۱۲، ت: أيمن صالح شعبان، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۲۰هـ.

[3] طبقات المحدثين بأصبهان: ۲۱۸/۱، رقم: ۱۰، ت: عبد الغفور عبد الحق حسين البلوشي، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۲هـ.

تخریج کی ہے، اور حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے "تاریخ دمشق"[1] میں تخریج کی ہے۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ ابن دحیہ کلبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ ایک روایت کے تحت "البداية والنهاية"[2] میں فرماتے ہیں:

"وقد ذكر الحافظ أبو الخطاب ابن دحية المصري في كتابه التنوير في مولد البشير النذير: عن أبي عبد الله محمد بن علي بن الحسين بن بشر المعروف بالحكيم الترمذي، أنه قال: كان الخاتم الذي بين كتفي رسول الله صلى الله عليه وسلم كأنه بيضة حمامة، مكتوب في باطنها: الله وحده، وفي ظاهرها: توجه حيث شئت فإنك منصور، ثم قال: وهذا غريب واستنكره".

حافظ ابو الخطاب بن دحیہ مصری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "التنویر فی مولد البشیر النذیر" میں ابو عبد اللہ محمد بن علی بن حسین بن بشر المعروف حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے ذکر کیا ہے، وہ فرماتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مہر دونوں کندھوں کے درمیان

---

[1] تاريخ دمشق: ۳۸۳/۲۱، رقم:، ت: عمر بن غرامة العمروي، دار الفكر ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۸ھـ.

[2] انظر البداية والنهاية: ۲۸/٦، مكتبة المعارف ـ بيروت، الطبعة ۱٤۱۲ھـ.

واضح رہے کہ حافظ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی "عمدۃ القاری" میں حافظ ابن دحیہ رحمۃ اللہ علیہ کے وہی الفاظ نقل کئے ہیں جو حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں موجود ہیں (عمدة القاري: ۱۱٦/۳، ت: عبد الله محمود محمد عمر، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۲۱ھـ).

تاہم شیخ محمد بن یوسف شامی رحمۃ اللہ علیہ نے "سبل الہدی" میں حافظ ابن دحیہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول ان الفاظ سے نقل کیا ہے: "وهذا غريب، واستنكروه". یہ غریب ہے، محدثین نے اسے منکر سمجھا ہے (سبل الهدي والرشاد: ۵۲/۲، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة ۱٤۱٤ھـ).

تھی، گویا وہ کبوتری کا انڈہ ہے، اس کے اندرونی جانب لکھا ہوا تھا "اللہ ایک ہے"، اور اوپر کی جانب لکھا تھا: "تم جہاں چاہو چلو، تمہاری مدد کی جائے گی"۔

پھر ابن دحیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ غریب ہے، اور انھوں نے اسے منکر سمجھا۔

حافظ قطب الدین عبد الکریم حلبی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ محب الدین ابن ہائم رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ محمد بن یوسف شامی رحمۃ اللہ علیہ "سبل الهدى"[1] میں تحریر فرماتے ہیں:

"وقال القطب في المورد والمحب ابن الشهاب بن الهائم في الغرر: إنه حديث باطل". قطب "مورد" میں اور محب ابن شہاب بن ہائم "غرر" میں فرماتے ہیں: یہ حدیث باطل ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "سير أعلام النبلاء"[2] میں زیر بحث روایت کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "هذا الحديث شبه موضوع، وأبو معاذ مجهول وموسى". یہ حدیث من گھڑت حدیث کے مشابہ ہے، اور ابو معاذ مجہول ہے اور موسی بھی۔

حافظ ابن ناصر الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن ناصر الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ "جامع الآثار"[3] میں زیر بحث روایت

---

[1] سبل الهدي والرشاد: ٥٢/٢، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة ١٤١٤هـ.

[2] سير أعلام النبلاء: ٥٢١/١، ت: شعيب الأرنوؤط، موسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠٢هـ.

[3] جامع الآثار: ٣٢٧/٣، ت: أبو يعقوب نشأت كمال، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية ـ قطر، الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.
"جامع الآثار" کی مکمل عبارت ملاحظہ ہو: "وجاءت رواية: أنه عذرة كعذرة الحمامة، قال أحد رواته: يعني: قرطمة الحمامة، وذكر أبو عبد الله محمد بن علي الترمذي الحكيم: أن الخاتم كأنه بيضة حمامة، مكتوب في باطنها: الله وحده لا شريك له، وفي ظاهرها: **توجه حيث شئت، فإنك المنصور**، علقه ابن دحية في كتابه "التنوير" عن الترمذي الحكيم،

کے بارے میں فرماتے ہیں: "وهذا باطل، لايلتفت إليه". اور یہ باطل ہے، اس کی طرف توجہ نہ دی جائے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "فتح الباري"[1] میں زیر بحث روایت اور بعض دیگر روایات کے اجزاء نقل کر کے فرماتے ہیں: "فلم يثبت منها شيء". ان میں سے کچھ بھی ثابت نہیں ہے۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے "جمع الوسائل"[2] میں حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول پر اعتماد کیا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "الدراية"[3] میں فرماتے ہیں: "وفيه ألفاظ منكرة، ومخالفات كثيرة". اور اس میں منکر الفاظ ہیں، اور بہت ساری مخالفتیں ہیں۔

روایت کا حکم

حافظ ابن دحیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "یہ غریب ہے، اور محدثین نے اس کو منکر سمجھا ہے"، حافظ قطب الدین بن عبد الکریم حلبی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ محب الدین ابن ہائم رحمۃ اللہ علیہ، اور حافظ ابن ناصر الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت کو "باطل"

والترمذي هذا كأنه أخذه من حديث مطروح في قصة إسلام سلمان الفارسي فيما زعم راويه أن الذي صحبه سلمان إلى بيت المقدس، واشتغل بالمقعد عنه، وطلبه فلم يجده وصف له النبي صلى الله عليه وسلم بوصف فيه: بين كتفيه بيضة كبيضة الحمام، وذكره كما تقدم.وهذا باطل لا يلتفت إليه".

[1] فتح الباري:٥٦٣/٦،ت:محمد فؤاد عبد الباقي،المكتبة السلفية .

[2] جمع الوسائل: ٥٩/١،دار المعرفة ــ بيروت.

[3] الدراية في تخريج أحاديث الهداية:٢٤١/٢،ت:عبد الله هاشم اليماني،دار المعرفة ــ بيروت .

کہا ہے، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ”من گھڑت حدیث کے مشابہ“ قرار دیا ہے، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ زیر بحث روایت اور بعض دیگر روایات کے اجزاء کو نقل کر کے فرماتے ہیں: ”ان میں سے کچھ بھی ثابت نہیں ہے“، نیز حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ ہی دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: اس میں منکر الفاظ ہیں، اور بہت ساری مخالفتیں ہیں“، اس لئے زیر بحث روایت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

روایت نمبر(۱۴)

روایت: رسول اللہ ﷺ کے ذمہ ایک یہودی کا قرض، آپ ﷺ کا یہودی سے مہلت طلب کرنا، اور اس یہودی کا آپ ﷺ کو اپنے پاس قرض کی ادائیگی تک روکے رکھنا مہلت نہ دینا، اور آپ ﷺ کا اسی جگہ ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور اگلے روز صبح کی نماز بھی وہیں ادا کرنا، اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اس پر رنج کا اظہار کرنا، آخر کار یہودی کا اسلام قبول کرنا۔

حکم: اس روایت کو حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ''منکر بمرۃ'' فرمایا ہے، اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کے ''ضعف شدید'' کی طرف اشارہ کیا ہے، نیز حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے، اس لئے اس روایت کو رسول اللہ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

روایت کا مصدر

امام حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ نے ''المستدرك''[1] میں زیر بحث روایت کو ان الفاظ سے تخریج کیا ہے:

''حدثني أبو بكر محمد بن داود بن سليمان الزاهد، ثنا أبو علي محمد بن محمد الأشعث الكوفي بمصر، حدثني أبو الحسن موسى بن إسماعيل بن موسى بن جعفر بن محمد، حدثني أبي، عن أبيه، عن جده، عن أبيه محمد بن علي، عن أبيه، عن جده الحسين، عن أبيه علي بن أبي طالب

---

[1] المستدرك على الصحيحين: ٦٧٨/٢، رقم: ٤٢٤٢، ت: مصطفى عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٢هـ.

رضي الله عنه: أن يهوديا كان يقال له جريجرة، كان له على رسول الله صلى الله عليه وسلم دنانير، فتقاضى النبي صلى الله عليه وسلم فقال له: يا يهودي! ما عندي ما أعطيك، قال: فإني لا أفارقك يا محمد! حتى تعطيني .

فقال صلى الله عليه وسلم: إذا أجلس معك، فجلس معه، فصلى رسول الله صلى الله عليه وسلم في ذلك الموضع الظهر والعصر والمغرب والعشاء الآخرة والغداة، وكان أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم يتهددونه ويتوعدونه، ففطن رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال: ما الذي تصنعون به؟ فقالوا: يا رسول الله! يهودي يحبسك، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: منعني ربي أن أظلم معاهدا ولا غيره، فلما ترحل النهار، قال اليهودي: أشهد أن لا إله إلا الله، وأشهد أن محمدا عبده ورسوله .

وقال: شطر مالي في سبيل الله، أما والله! ما فعلت الذي فعلت بك إلا لأنظر إلى نعتك في التوراة، محمد بن عبد الله مولده بمكة، ومهاجره بطيبة، وملكه بالشام ليس بفظ ولا غليظ ولا سخاب في الأسواق ولا متزي بالفحش، ولا قول الخنا، أشهد أن لا إله إلا الله، وأنك رسول الله، هذا مالي، فاحكم فيه بما أراك الله، وكان اليهودي كثير المال".

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک یہودی تھا، جس کو جریجرہ کہا جاتا تھا، اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذمہ کچھ دینار تھے، اس نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنے قرض کا مطالبہ کیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا: اے یہودی! میرے پاس آپ کو دینے کے لئے کچھ نہیں ہے یہودی کہنے لگا: میں آپ سے اس وقت تک جدا نہیں ہوں گا جب تک آپ مجھے دے نہ دیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پھر میں آپ کے ساتھ بیٹھ جاتا ہوں، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور اگلے روز صبح کی نماز وہیں ادا کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب اس کو ڈرانے اور دھمکی دینے لگے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سمجھ گئے، اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا: یہ اس کے ساتھ تم کیا کر رہے ہو؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، یارسول اللہ! یہودی نے آپ کو روکا ہوا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے میرے رب نے منع کیا ہے اس بات سے کہ میں معاہدہ کرنے والے وغیرہ پر زیادتی کروں، جب دن ڈھل گیا، تو یہودی کہنے لگا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔

اور کہنے لگا: میں نے اپنا آدھا مال اللہ کے راستے میں دے دیا، اللہ کی قسم! میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ یہ سلوک صرف اس وجہ سے کیا ہے تاکہ میں تورات میں موجود آپ کے وصف کو دیکھ لوں کہ محمد بن عبداللہ کی جائے ولادت مکہ ہوگی، جائے ہجرت طیبہ اور ملک ان کا شام ہوگا، نہ وہ سخت گو ہوں گے، نہ سخت دل، نہ بازاروں میں شور کرنے والے، اور نہ فحاشی اور نہ ہی بدزبانی سے آراستہ ہوں گے، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالی کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں، یہ میرا مال ہے، جس طرح اللہ آپ کی رہنمائی کریں آپ فیصلہ فرمائیں، اور یہ یہودی بہت مالدار تھا۔

بعض دیگر مصادر

زیر بحث روایت امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے "دلائل النبوۃ"[1] میں امام ابو عبداللہ

[1] دلائل النبوة:٢٨٠/٦،ت:عبد المعطي قلعجي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثالثة ١٤٢٩هـ.

حاکم رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے اور حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے "تاريخ دمشق"[1] میں امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے تخریج کی ہے[2]۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "تلخيص المستدرك"[3] فرماتے ہیں:

"حديث منكر بمرة، وآفته من موسى أو ممن بعده". یہ حدیث منکر بمرۃ ہے، اور اس میں آفت موسی یا اس کے مابعد میں ہے۔

---

[1] تاريخ مدينة دمشق: ١٨٤/١، ت:محب الدين أبي سعيد عمر بن غرامة العمروي،دار الفكر ـ بيروت،الطبعة ١٤١٥هـ.

[2] ابو علی محمد بن محمد اشعث کوفی کی تخریج کردہ یہ روایت "جعفریات" میں ان الفاظ سے موجود ہے: "وبإسناده، [أخبرنا أبو محمد عبد الله بن محمد بن عثمان، قال: كتب إلي محمد بن محمد بن الأشعث، قال: حدثني أبو الحسن موسى بن إسماعيل بن موسى بن جعفر، عن أبيه، عن جده جعفر بن محمد، عن أبيه، عن جده علي بن الحسين، عن أبيه الحسين بن علي، عن علي عليه السلام:] إن يهوديا يقال له: حويحر، كان له على رسول الله صلى الله عليه وسلم دنانير، فتقاضى النبي صلى الله عليه وسلم، فقال له: يا يهودي! ما عندي ما أعطيك، فقال: إني لا أفارقك يا محمد! حتى تعطيني، فقال: إذا أجلس معك، فجلس معه، فصلى رسول الله صلى الله عليه وسلم في ذلك الموضع الظهر والعصر والمغرب والعشاء الآخرة والغداة، وكان أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم يتهددونه ويتوعدونه، ففطن رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال: ما الذي تصنعون به؟ فقالوا: يا رسول الله! يهودي يحبسك، فقال صلى الله عليه وسلم: لم يبعثني الله تبارك وتعالى أظلم معاهدا ولا غيره، فلما ترحل النهار، قال اليهودي: أشهد أن لا إله إلا الله، وأشهد أن محمدا عبده ورسوله، وشطر مالي في سبيل الله، أما والله! ما فعلت بك الذي فعلت إلا لأنظر إلى نعتك في التوراة، فإني قرأت في التوراة: محمد بن عبد الله مولده بمكة، ومهاجره بطيبة، وملكه بالشام وليس بفظ ولا غليظ، ولا سخاف في الأسواق، ولا متزين بالفحش، ولا قول الخطأ، أشهد أن لا إله إلا الله، وأنك رسول الله، وهذا مالي، فاحكم فيه بما أراك الله تعالى، وكان اليهودي كثير المال" (الجعفريات: ١١١/٢، رقم: ١٢٥٧، ت: مشتاق صالح المظفر، دار الكتب والوثائق ـ العراق، الطبعة الأولى ١٤٣٤هـ).

[3] تلخيص المستدرك بذيل المستدرك على الصحيحين: ٦٢٢/٢، ت: يوسف عبد الرحمن المرعشلي، دار المعرفة ـ بيروت.

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "إتحاف المهرة"[1] میں زیر بحث روایت کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"ولم يتكلم عليه، وأبو علي بن الأشعث كذبه جماعة". اس حدیث پر حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ نے کوئی کلام نہیں کیا، اور (سند کے راوی) ابو علی اشعث کو ایک جماعت نے کذاب کہا ہے۔

نیز حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "جمع الجوامع"[2] میں حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے۔

سند میں موجود راوی ابو الحسن محمد بن محمد بن اشعث کوفی ثم مصری کے بارے میں ائمہ کرام کے اقوال

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الکامل"[3] میں فرماتے ہیں: "مقيم بمصر، كتبت عنه بها، حمله شدة ميله إلي التشيع أن أخرج إلينا نسخته قريبا من ألف حديث، عن موسى بن إسماعيل بن موسى بن جعفر بن محمد، عن أبيه، عن جده إلى أن ينتهي إلى علي والنبي صلي الله عليه وسلم كتاب كتاب [كذا في الأصل] يخرجه إلينا بخط طري علي كاغذ جديد فيها مقاطيع، وعامتها مسندة، مناكير كلها أو عامتها، فذكرنا روايته هذه الأحاديث عن موسى

---

[1] إتحاف المهرة بالفوائد المبتكرة من أطراف العشرة: ١١/٣٤٨، رقم: ١٤١٧١، ت: عبد العليم عبد العظيم البستوي، مجمع الملك فهد ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

[2] جمع الجوامع: ١٧/٣٦٧، رقم: ٣٧٦، دار السعادة ـ الأزهر، الطبعة ١٤٢٦هـ.

[3] الكامل في ضعفاء الرجال: ٧/٥٦٥، رقم: ١٧٩١، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

هذا لأبي عبد الله الحسين بن علي بن الحسن بن علي بن عمر بن علي بن الحسين بن علي بن أبي طالب، وكان شيخا من أهل البيت بمصر، وهو أخ الناصر وكان أكبر منه، فقال لنا: موسى، هذا جاري بالمدينة أربعين سنة، ما ذكر قط أن عنده شيئا من الرواية لا عن أبيه، ولا عن غيره“.

میں نے مصر میں اس سے روایتیں لکھی تھیں، تشیع کی طرف ان کے شدتِ میلان نے ان کو اس بات پر ابھارا کہ ہمارے سامنے ایک ہزار احادیث پر مشتمل ایک نسخہ نکالا، جس کی حدیثیں موسی بن اسماعیل بن موسی بن جعفر بن محمد، عن ابیہ، عن جدہ،الی ان ینتھی الی علی والنبی ﷺ کی سند سے تھیں (یعنی سند میں موجود موسی نے اپنی سند سے بواسطہ حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضور ﷺ سے روایات نقل کی تھیں)، محمد بن اشعث ہمارے سامنے ایک کتاب لائے،اس کتاب میں موجود نئے کاغذ پر تازہ خط سے لکھا گیا تھا،اس نسخے کی اکثر حدیثیں مسند تھیں، جو سب کی سب یا اکثر مناکیر تھیں، ہم نے ابو عبداللہ حسین بن علی بن حسن بن علی بن عمر بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب سے تذکرہ کیا کہ یہ احادیث محمد بن اشعث نے موسی سے نقل کی ہیں،اور یہ ”ابو عبداللہ“ مصر میں اہل بیت کے شیخ تھے،جو ابو عبداللہ ناصر کے بھائی تھے،اور عمر میں ان سے بڑے تھے، ابو عبد اللہ حسین بن علی نے ہمیں بتایا کہ یہ موسی (یعنی جن سے محمد بن اشعث نے یہ احادیث نقل کی ہیں) چالیس برس تک مدینہ آتے رہے ہیں،اس نے تو کبھی بھی اس کا تذکرہ نہیں کیا کہ اس کے پاس ایسی کوئی روایتیں ہیں، نہ اپنے والد کی سند سے اور نہ ہی کسی اور کی سند سے۔

اس کے بعد حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن اشعث کی چند روایات تخریج کیں، پھر فرماتے ہیں: ”وهذه النسخة كتبتها عنه، وهي قريبة من ألف حديث، وكتبت

عامتها عنه، وهذه الأحاديث وغيرها من المناكير في هذه النسخة، وفيها أخبار مما يوافق متونها متون أهل الصدق، وكان متهما في هذه النسخة، ولم أجد له فيها أصلا، كان يخرج إلينا بخط طري وكاغذ جديد"[1]. میں نے محمد بن اشعث کا یہ نسخہ ان سے لکھ لیا تھا، اور وہ تقریباً ایک ہزار حدیثوں پر مشتمل تھا، میں نے اس نسخے کی اکثر روایتیں محمد بن اشعث سے لکھی تھیں، اور یہ حدیثیں (جو ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے ماقبل میں ذکر کی ہیں) اور اس کے علاوہ مناکیر اس نسخے میں موجود ہیں، اور اس نسخے میں ایسے متون بھی ہیں، جو اہل صدق کے متون کے موافق ہیں، اور اس نسخے میں محمد بن اشعث متہم ہے، اور اس نسخے کی اصل مجھے نہیں ملی، اسے ابن اشعث نئے کاغذ اور تازہ خط کے ساتھ ہمارے پاس لایا تھا۔

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء والمتروكين"[2] میں حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے۔

حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "ذخيرة الحفاظ"[3] میں ایک حدیث کے تحت محمد بن اشعث کو "كذاب" کہا ہے۔

حافظ حمزہ بن یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "وسألت أبا الحسن الدارقطني عن محمد بن محمد بن الأشعث الكوفي؟ فقال آية من آيات الله، ذلك الكتاب،

---

[1] الكامل في ضعفاء الرجال: ٥٦٥/٧، رقم: ١٧٩١، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[2] الضعفاء والمتروكين: ٩٧/٣، رقم: ٣١٨١، ت: عبد الله القاضي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

[3] ذخيرة الحفاظ: ٢٣٢/١، رقم: ٩٣، ت: عبد الرحمن بن عبد الجبار الفريوائي، دار السلف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.

هو وضعه أعني: العلويات"[1]. میں نے محمد بن محمد بن اشعث کوفی کے بارے میں دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا: یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے، یہ کتاب "علویات" اس نے گھڑی ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "ميزان الاعتدال"[2] میں حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ اور امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے۔

علامہ سبط ابن العجمی رحمۃ اللہ علیہ نے "الكشف الحثيث"[3] میں "میزان" میں موجود حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اکتفاء کر کے محمد بن اشعث کو متہمین میں شمار کیا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "ديوان"[4] میں فرماتے ہیں: "شيعي جلد، اتهمه ابن عدي". کٹر شیعہ تھا، ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے متہم قرار دیا ہے۔

نیز حافظ ذہبی "المهذب"[5] میں ایک حدیث کے تحت فرماتے ہیں: "بل ذا موضوع، من صنعة ابن الأشعث، فياليتك صنت كتابك عن إيراده". بلکہ یہ من گھڑت ہے، ابن اشعث نے اسے گھڑا ہے، کاش آپ (یعنی امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ) اپنی کتاب کو اس حدیث کے لانے سے بچا کر رکھتے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "لسان الميزان"[6] میں "میزان" میں موجود

---

[1] سؤالات حمزه بن يوسف السهمي:ص:١٠١،رقم:٥٢،ت:موفق بن عبد الله بن عبد القادر،مكتبة المعارف ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[2] ميزان الاعتدال:٢٨/٤،رقم:١٨٣١،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت .

[3] الكشف الحثيث:ص:٢٤٧،رقم:٧٢٦،ت:صبحي السامرائي،مكتبة النهضة العربية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٧هـ.

[4] ديوان الضعفاء:ص:٣٧٢،رقم:٣٩٥٧،ت:حماد بن محمد الأنصاري،مطبعة النهضة الحديثية ـ مكة المكرمة .

[5] المهذب في اختصار السنن الكبير:ص:٣٤٧٠،رقم:١٣٦٨٦،ت:أبو تميم ياسر بن إبراهيم،دار الوطن ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[6] لسان الميزان:٤٧٦/٧،رقم:٧٣٥٧،ت:عبد الفتاح أبو غدة،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام نقل کرکے فرماتے ہیں: "وقد وقفت على بعض الكتاب المذكور، وسماه السنن، ورتبه على الأبواب، وكله بسند واحد، وأورد الدار قطني في غرائب مالك من روايته، عن محمد بن سعدان البزار، عن القعنبي حديثا، وقال: كان ضعيفا". مجھے اس کتاب کے بعض حصے پر واقفیت ہوئی ہے، اور محمد بن اشعث نے اس کا نام "سنن" رکھا تھا، جسے اس نے ابواب پر مرتب کیا تھا، اور تمام حدیثیں ایک ہی سند سے تھیں، اور دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے "غرائب مالک" میں اس کی ایک روایت نقل کی ہے، جو اس نے محمد بن سعدان، عن القعنبی کے طریق سے نقل کی تھی، اور دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ ابن اشعث ضعیف ہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ "الغرائب الملتقطة"[1] میں ایک حدیث کے تحت فرماتے ہیں: "ابن الأشعث كذبوه". ابن اشعث کو محدثین نے کذاب کہا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "الإصابة"[2] میں ابن الاشعث کو "أحد المتروكين المتهمين" کہا ہے۔

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "جمع الجوامع"[3] میں ایک دوسری حدیث کے تحت محمد بن محمد اشعث کو "متہم" قرار دیا ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ "تنزيه الشريعة"[4] میں محمد بن محمد بن اشعث کو

---

[1] الغرائب الملتقطة: ٢٥٤/١، رقم: ٤٦، ت: العربي الدائز الفرياطبي، جمعية دار البر ـ دبئي، الطبعة الأولى ١٤٣٩هـ.

[2] الإصابة: ٥٨١/١، رقم: ١١٣٥، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

[3] جمع الجوامع: ٧٢٩/١٧، رقم: ١٠٤٧، دار السعادة ـ الأزهر، الطبعة ١٤٢٦هـ.

[4] تنزيه الشريعة: ١١٣/١، رقم: ٢٥٦، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف وعبد الله محمد الصديق، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

وضاعین و متہمین کی فہرست میں شمار کر کے فرماتے ہیں: ”قال الدارقطني آية من آيات الله، وضع ذلك الكتاب يعني: السنن المسندة عن آل البيت“. دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے، اس نے یہ کتاب یعنی ”سنن مسندہ“ آل بیت کے انتساب سے گھڑی ہے۔

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

اس روایت کو حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ”منکر بمرۃ“ فرمایا ہے، اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کے ”ضعف شدید“ کی طرف اشارہ کیا ہے، نیز حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے، اس لئے اس روایت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔
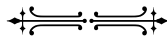
روایت نمبر⑮

روایت: عالم ارواح میں اللہ تعالی نے روحوں سے پوچھا: کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ تو سب سے پہلے اللہ کے حبیب ﷺ نے ”بلی“(یعنی کیوں نہیں) فرمایا۔

حکم: شدید ضعیف ہے، بیان نہیں کر سکتے۔

روایت کا مصدر

زیر بحث روایت حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ”الخصائص الکبری“[1] میں ان الفاظ سے ذکر کی ہے:

”وأخرج أبو سهل القطان في جزء من أماليه عن سهل بن صالح الهمداني، قال: سألت أبا جعفر محمد بن علي: كيف صار محمد صلى الله عليه وسلم يتقدم الأنبياء، وهو آخر من بعث؟ قال: إن الله تعالى لما أخذ من بني آدم من ظهورهم ذرياتهم وأشهدهم على أنفسهم: ألست بربكم؟ كان محمد صلى الله عليه وسلم أول من قال: بلى، ولذلك صار يتقدم الأنبياء، وهو آخر من بعث“.

ابو سہل قطان نے اپنی ”امالی“ کے ایک جزء میں سہل بن صالح ہمدانی سے تخریج کیا ہے، سہل بن صالح کہتے ہیں: میں نے ابو جعفر محمد بن علی سے پوچھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء پر فضیلت میں کیسے بڑھ گئے، حالانکہ وہ سب سے آخر میں مبعوث ہوئے ہیں؟ ابو جعفر نے جواب دیا: اللہ تعالی نے بنی آدم کی پیٹھوں سے ان کی ذریت کو لیا، اور خود انہی کو ان پر گواہ بنا کر عہد لیا: کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ تو

---

[1] الخصائص الكبرى: ۷/۱، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الخامسة ۱۴۳۸ھ۔

سب سے پہلے جس نے "بلی" (کیوں نہیں) کہا وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھے، اسی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء پر مقدم ہیں، حالانکہ آپ ﷺ کی بعثت آخر میں ہوئی ہے۔

بعض دیگر مصادر

زیر بحث روایت علامہ احمد بن محمد بن ابو بکر قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "المواھب اللدنیۃ"[1] میں، علامہ محمد بن یوسف صالحہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے "سبل الھدی"[2] میں اور علامہ حسین بن محمد دیار بکری رحمۃ اللہ علیہ نے "تاریخ الخمیس"[3] میں ذکر کی ہے۔

اہم نوٹ

واضح رہے کہ حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر ائمہ حدیث نے ابو سہل قطان کی تخریج کردہ زیر بحث روایت کی مکمل سند ذکر نہیں کی ہے، تاہم کتب شیعہ میں یہی روایت مکمل متصل سند کے ساتھ موجود ہے، ذیل میں ملاحظہ ہو:

شیعہ مصادر

زیر بحث روایت شیخ الشیعہ ابو جعفر محمد بن حسن بن فروخ صفار (المتوفی ۲۹۰ھ) نے "بصائر الدرجات"[4] میں اپنی سند متصل کے ساتھ ان الفاظ سے تخریج کی ہے:

"حدثنا علي بن إسماعيل، عن محمد بن إسماعيل، عن سعدان بن مسلم، عن صالح بن سهل، عن أبي عبد الله عليه السلام، قال: سئل رسول الله

---

[1] المواهب اللدنية: ٦١/١، ت: صالح أحمد الشامي، المكتب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٥هـ.

[2] سبل الهدى والرشاد: ٨٣/١، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٤هـ.

[3] تاريخ الخميس في أحوال أنفس نفيس: ٢٠/١، المطبعة الوهبية ـ مصر، الطبعة ١٢٨٣هـ.

[4] بصائر الدرجات: ص: ١١٧، رقم: ١٢، شركة الأعلمي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.

بأي شيء سبقت ولد آدم؟ قال: أنا أول من أقر ببلى، إن الله أخذ ميثاق النبيين وأشهدهم على أنفسهم ألست بربكم؟ قالوا: بلى، فكنت أول من أجاب".

ابو عبد اللہ علیہ السلام سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا: اولاد آدم پر آپ کو فضیلت کس وجہ سے ملی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: سب سے پہلے جس نے "بلی" (کیوں نہیں) کا اقرار کیا وہ میں ہوں، اللہ تعالی نے انبیاء علیہم السلام سے عہد لیا، اور ان کو اپنی ذات پر گواہ بنایا (اور فرمایا:) کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ تو سب نے کہا: (کیوں نہیں)، سب سے پہلے جس نے جواب دیا وہ میں تھا۔

بعض دیگر مصادر

زیر بحث روایت رأس الامامیہ ابن بابویہ قمی المعروف بالشیخ الصدوق ابو جعفر قمی (المتوفی ۳۸۱ھ) نے "علل الشرائع"[1] میں اور شیخ الشیعہ ابو جعفر محمد بن یعقوب کُلِینی (المتوفی ۳۲۸ھ او ۳۲۹ھ) نے "الكافي"[2] میں تخریج کی ہے، تمام سندیں سند میں موجود راوی صالح بن سہل پر آکر مشترک ہو جاتی ہیں۔

اہم نوٹ

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی سند میں راوی سہل بن صالح مذکور ہے، یہاں اس نام میں قلب واقع ہوا ہے، یہ نام در حقیقت صالح بن سہل ہے، جیسا کہ شیعی مصادر سے واضح ہے، واللہ اعلم۔

نیز صالح بن سہل یا سہل بن صالح کا ترجمہ اہل سنت کی کتب میں تلاش

---

[1] علل الشرائع: ١٢٥/١، دارالمرتضى ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ.

[2] الكافي: ٩/٢، رقم: ١، وكذا في: ١٠/٢، رقم: ٣، وكذا في: ٢٧٩/١، رقم: ٦، منشورات الفجر ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٨هـ.

بسیار کے باوجود نہ مل سکا، تاہم صالح بن سہل کا ترجمہ رجال شیعہ میں ملتا ہے، ذیل میں اسے ذکر کیا جائے گا۔

سند میں موجود راوی صالح بن سہل پر کلام

شیخ الامامیہ ابو عمرو کشی "رجال الكشي"[1] میں صالح بن سہل کا ترجمہ قائم کر کے کہتے ہیں: "روى محمد بن أحمد، عن محمد بن الحسين، عن الحسن بن علي الصيرفي، عن صالح بن سهل، قال:كنت أقول في أبي عبد الله عليه السلام بالربوبية، فدخلت عليه، فلما نظر إلي قال: يا صالح! أنا والله عبد مخلوق، لنا رب نعبده، وإن لم نعبده عذبنا".

محمد بن احمد نے محمد بن الحسین، عن الحسن بن علی صیرفی، عن صالح بن سہل کے طریق سے روایت کیا ہے کہ صالح بن سہل نے خود بتایا کہ میں ابو عبد اللہ علیہ السلام کے بارے میں ربوبیت کا قائل تھا، چنانچہ جب میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے مجھے دیکھتے ہی کہا: اے صالح! اللہ کی قسم! میں بندہ ہوں، مخلوق ہوں، ہمارا ایک رب ہے، جس کی ہم عبادت کرتے ہیں، اور اگر ہم اس کی عبادت نہیں کریں گے تو وہ ہمیں عذاب دے گا۔

اور شیخ الشیعہ ابو جعفر محمد بن حسن طوسی (متوفی ۴۶۰ھ) نے "اختيار معرفة الرجال"[2] میں ابو عمرو کشی کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

شیخ الشیعہ ابو منصور حسن بن یوسف حلی (المتوفی ۷۲۶ھ) "خلاصة الأقوال

---

[1] رجال الكشي:ص:٢٤٣،رقم:١٨٠،مؤسسةالأعلمي للمطبوعات ـبيروت،الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ.

[2] اختيار معرفة الرجال:ص:٢٨٦،رقم:٦٣٢،ت:جواد القيومي الأصفهاني،مؤسسة النشر الإسلامي ـ قم، الطبعة الأولى١٤٢٧هـ.

في معرفة الرجال"[1] میں صالح بن سہل کا ترجمہ قائم کر کے ابن الغضائری کے انتساب سے کہتے ہیں:

"صالح بن سهل الهمداني كوفي، غال كذاب، وضاع للحديث، روى عن أبي عبد الله عليه السلام، لا خير فيه ولا في سائر ما رواه.

وروى الكشي عن محمد بن أحمد، عن محمد بن الحسين، عن الحسن بن علي الصيرفي، عن صالح بن سهل أنه ذكر عن نفسه أنه كان يعتقد الربوبية في الصادق عليه السلام، وأنه دخل عليه فاقسم له أنه ليس برب، وذكر الشيخ الطوسي في كتاب الغيبة من المذمومين صالح بن محمد بن سهل الهمداني، والظاهر أنه هذا".

صالح بن سہل ہمدانی کوفی ہے، غالی کذاب ہے، حدیث گھڑتا ہے، ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت کرتا ہے، نہ تو خود اس میں کوئی خیر ہے، اور نہ ہی اس کی نقل کردہ روایات میں۔

اور کشی، محمد بن احمد، عن محمد بن الحسین، عن حسن بن علی صیرفی، عن صالح بن سہل کے طریق سے روایت کرتا ہے کہ صالح بن سہل نے اپنے بارے میں بتایا کہ وہ صادق علیہ السلام کے بارے میں رب ہونے کا اعتقاد رکھتا تھا، اور وہ صادق علیہ السلام کے پاس گیا تو انہوں نے اس کے سامنے قسم کھا کر کہا: وہ رب نہیں ہے، اور شیخ طوسی نے "کتاب الغیبہ" میں ذکر کیا ہے کہ صالح بن محمد بن سہل ہمدانی مذموم لوگوں میں سے ہے، بظاہر وہ یہی ہے۔

[1] خلاصة الأقوال في معرفة الرجال:ص:۳۵۹،رقم:۱٤۱٦،ت:جواد القيومي،نشر الفقاهة ـ قم،الطبعة الرابعة ۱٤۳۱هـ.

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

زیر بحث روایت کے راوی صالح بن سہل ہمدانی کا ترجمہ کتب اہل سنت میں تلاش بسیار کے باوجود نہیں مل سکا، تاہم شیعی کتب میں ان کی مسند احادیث موجود ہیں، نیز شیعی کتب رجال میں اس کا ترجمہ موجود ہے، جہاں اس پر شدید جرح کی گئی ہے جیسے: ''کذاب ہے، حدیث گھڑتا ہے''، ''نہ تو خود اس میں کوئی خیر ہے، اور نہ ہی اس کی نقل کردہ روایات میں''۔

نیز خاص اس تناظر میں کہ صالح بن سہل ہمدانی اس روایت کے نقل میں متفرد بھی ہے، یہ روایت کسی بھی طرح ضعف شدید سے خالی نہیں ہو سکتی، اس لئے اسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں، واللہ اعلم۔
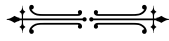
روایت نمبر ⑯

روایت: عورت کو چرخے کے کاتنے کی آواز پر اللہ کے راستے میں تکبیر اور اپنا کاتا ہوا کپڑا شوہر کو پہنانے پر ہر ہر تانے بانے کے بدلے ایک لاکھ نیکیوں کا ملنا۔

حکم: حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "یہ گھڑا ہوا جھوٹ ہے"، علامہ ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کی موافقت کی ہے، اس لئے اس روایت کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

روایت کا مصدر

زیر بحث روایت حافظ دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "الفردوس"[1] میں ان الفاظ سے ذکر کی ہے:

"عائشة: صرير مغزل المرأة يعدل التكبير في سبيل الله، والتكبير في سبيل الله أثقل في الميزان من سبع سموات وسبع أرضين، وأيما امرأة ألبست زوجها من غزلها كان لها بكل سدى ولحمة مائة ألف حسنة".

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ عورت کے چرخے کاتنے کی آواز اللہ تعالی کے راستے میں تکبیر کہنے کے برابر ہے، اور اللہ تعالی کے راستے میں تکبیر کہنا میزان میں سات آسمان اور سات زمین سے بھاری ہے، اور جو کوئی بھی عورت جب اپنے شوہر کو اپنا کاتا ہوا کپڑا پہناتی ہے، تو اس عورت کو ہر ہر تانے اور بانے کے بدلے میں ایک لاکھ نیکیاں ملتی ہیں۔

---

[1] الفردوس بمأثور الخطاب: ٣٩٩/٢، رقم: ٣٧٧٢، ت: السعيد بن بسيوني زغلول، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

یہی روایت علامہ عبد الرحمن صفوری رحمۃ اللہ علیہ نے "نزهة المجالس"[1] میں بلاسند ذکر کی ہے

اہم نوٹ

واضح رہے زیر بحث روایت کی سند تاحال ہمیں نہیں مل سکی ہے۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "الحاوي للفتاوي"[2] میں چند احادیث نقل کیں ہیں، جن میں زیر بحث روایت بھی ہے، پھر فرماتے ہیں:

"هذا كذب مفترى، ما أنزل الله به من سلطان، قاتل الله واضعه، ما أشد عذابه في النيران". یہ گھڑا ہوا جھوٹ ہے، اللہ تعالی نے اس کے بارے میں کوئی دلیل نہیں بھیجی، اللہ تعالی اس کے گھڑنے والے کو ہلاک کردے، اس کو آگ میں کتنا ہی سخت عذاب ہوگا۔

علامہ ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ نے "الفتاوى الحديثية"[3] میں اور علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ نے "كشف الخفاء"[4] میں حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کی موافقت کی ہے۔

---

[1] نزهة المجالس:۲۸/۲،المكتبة العصرية ـ بيروت،الطبعة ۱٤۳۸هـ.

[2] الحاوي للفتاوِي:٤٤/۲،ت:عبد اللطيف حسن عبد الرحمن،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۲۱هـ.

[3] الفتاوى الحديثية:ص:۱۷٤،دار المعرفة ـ بيروت.

[4] كشف الخفاء:۱۰٤/۱،رقم:۳۰۰،مكتبة القدسي ـ القاهرة،الطبعة ۱۳٥۱هـ.

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''یہ گھڑا ہوا جھوٹ ہے''، اور علامہ ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ذکر کرنے پر اکتفاء کیا ہے، اس لئے زیر بحث کو روایت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب کر کے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

اہم نوٹ:

زیر بحث روایت سے ملتی جلتی ایک مسند روایت چرخہ چلانے کی فضیلت سے متعلق آگے آرہی ہے۔
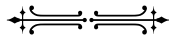
روایت نمبر ⑰

روایت: چرخے کے کاتنے کی آواز پر کلمہ لاالہ الااللہ کہنے کے برابر ثواب، اور عورت کے اپنے شوہر اور بچوں کے لئے کپڑا کاتنے پر ہر دھاگے کے بدلہ ایک ایک نور اور ہر کپڑے کے بدلہ ایک لاکھ بیس ہزار شہروں کا ملنا۔

حکم: شدید ضعیف ہے، حتی کہ حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اس روایت کی کوئی اصل نہیں ہے، اور اس میں مجہول راوی ہیں"، اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "یہ حدیث غیر مرفوع ہونے کے ساتھ ساتھ باطل بھی ہے، اور اس کی سند میں ظلمات ہیں"، نیز حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو "من گھڑت" قرار دیا ہے، بہر صورت اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

زیر بحث روایت دو طرق سے منقول ہے: ① روایت بطریق ابو نضر کعب بن عمر بلخی ② روایت بطریق عبد اللہ بن خلف بن عیسی مدائنی۔

روایت بطریق ابو نضر کعب بن عمر بلخی

روایت کا مصدر

زیر بحث روایت حافظ ابو طاہر سِلَفی اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے "الطیوریات"[1] میں تخریج کی ہے:

"حدثنا أبو النضر كعب بن عمرو بن جعفر بن محمد البلخي، حدثنا حرب بن قيس بن حرب السيزري في سنة سبع وثلاثين وثلاثمائة إملاء،

[1] الطيوريات: ۵۵۰/۲، رقم: ۴۷۰، ت: دسمان يحيى معالي، أضواء السلف ـ الرياض، الطبعة الأولى ۱۴۲۵هـ.

حدثنا أحمد بن عبيد الله، حدثنا يزيد بن عبيد، أخبرنا سعيد بن عبد العزيز، عن سليمان بن موسى، عن عائشة رضي الله عنها: أنها رأت على يدي امرأة أثر المغزل، فقالت لها: أبشري بما لك عند الله عز وجل، لو رأيتم بعض ما أعد الله لكم معاشر النساء لما أقررتم ليلا ولا نهارا، ما من امرأة غزلت لزوجها ولنفسها ولصبيانها إلا أعطاها الله عز وجل بكل طاقة نورا حتى ملأت مغزلها، فإذا ملأت مغزلها أعطاها الله عز وجل بيتا في الجنة أوسع من المشرق إلى المغرب، ولها بكل ثوب مائة ألف وعشرين ألف مدينة.

وما على ظهر الأرض تسبيح يعدل عند الله من صوت صرير يخرج من مغزل النساء، إن صريرا لمغزل النساء له ... [كذا في الأصل] حتى تنتهي إلى العرش، له دوي كدوي النحل، ويعدل عند الله عز وجل بمنزلة قول لا إله إلا الله عز وجل، ولا يستقر حتى ينظر الله إليه يقول: مرحبا مرحبا، قد غفرت لصاحبتك من قبل أن تأتيني، اشهدوا يا ملائكتي! أني قد غفرت لوالديها وما ولدا، أبلغوا النساء عني ما أقول:

ما من امرأة غزلت حتى كست نفسها إلا استغفر لها سبع سموات وما فيهن من الملائكة، وتخرج من قبرها وعليها حلة وعلى رأسها خمار، وبين يديها وعن يمينها ملك يناولها شربة من السلسبيل، ويأتيها ملك من الملائكة يحملها على جناحه فيمر بها الجنة، فإذا دخلت استقبلها ثمانون ألف وصيفة مع كل وصيفة حلل وطيب لا يشبه بعضها بعضا، ولها في الجنة قصر من زمردة بيضاء، عليها ثلاثمائة باب، يدخل عليها من كل باب ملائكة مع كل ملك من عند الرب هدية.

أبشروا معاشر النساء! ما لكن عند الله عز وجل بطاعتكم لبعولتكن وخدمتكن لأولادكن، أنتم المساكين في الدنيا والسابقون إلى الجنة مع أزواج الأنبياء، يغفر الله لكن لكل ذنب عملتن ما خلا الكبائر، فإذا حملتن من أزواجكن وحضركن الطلق حتى إذا وضعتم ما في بطونكم، غفر الله عز وجل لكم الكبائر ما أصابكن من الوجع، وكتب الله عز وجل لكن في نفاسكن بكل يوم عبادة ألف سنة، صيام نهارها وقيام لياليها.

وطوبى لكن وحسن مآب، فلذلك قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: مسكينة، مسكينة، مسكينة امرأة ليس لها زوج، امرأة حاملة من زوجها أفضل عند الله عز وجل من امرأة عابدة زاهدة بلا زوج، وكذلك المتزوج الرجل الجاهل حتى يقولون له: يا جاهل! أفضل عند الله عز وجل من الزاهد العابد بلا امرأة، فلذلك قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من مات عزبا حشر يوم القيامة شيطانا، فإن التزوج من سنة الأنبياء.

وإذا تزوج العبد فقد أحرز دينه، والمرأة كذلك، فلذلك قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: مسكين، مسكين رجل ليس له امرأة، وإن العبد إذا تزوج أحبته الملائكة، والمرأة كذلك، وإن العزب ليس له في هذا الثواب نصيب، وكذلك المرأة ليس لها نصيب في هذا الثواب، ولو لم يكن من بركة التزويج إلا أنه يحرز دينها لكان كثيرا.

إذا نظرت المرأة في وجه زوجها وضحكت أغلق الله عز وجل عليها أبواب النار، ونور قبرها، فإذا قالت: الحمد لله رب العالمين على هذا الحال، فإن للجنة ثمانية أبواب تدخل من أيها شاءت، وكذلك الرجل".

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک عورت کے ہاتھوں پر چرخے کے نشان دیکھے تو اس سے فرمایا: خوشخبری ہو تمہیں اس چیز کی جو اللہ کے حضور تمہیں ملے گی، اے عورتوں کی جماعت! جو کچھ اللہ تعالی نے تمہارے لئے تیار کرر کھا ہے اگر تم اس کے بعض کو دیکھ لو تو تمہیں دن رات چین نہ آئے، جو عورت اپنے شوہر کے لئے، اپنے لئے اور اپنے بچوں کے لئے چرخہ کاتتی ہے تو اللہ تعالی ہر دھاگے کے بدلہ ایک نور عطاء فرماتے ہیں، یہاں تک کہ عورت اپنے چرخے کو بھر دے، پھر جب وہ چرخے کو بھر دے تو اللہ اس کو مشرق سے مغرب تک کے فاصلے سے زیادہ وسیع گھر عطاء فرماتے ہیں، اور اس عورت کو ہر کپڑے کے بدلہ ایک لاکھ بیس ہزار شہر ملتے ہیں۔

اور روئے زمین پر کوئی بھی تسبیح اللہ تعالی کے نزدیک اس آواز کے برابر نہیں ہو سکتی جو آواز عورت کے چرخے سے نکلتی ہے، اور چرخے کی آواز۔۔۔ یہاں تک کہ عرش تک پہنچ جاتی ہے، وہ آواز شہد کی مکھیوں کی بھنبھناھٹ کی آواز کی طرح ہوتی ہے، اور وہ آواز اللہ کے نزدیک کلمہ لا الہ الا اللہ عز و جل کے برابر ہے، اور وہ آواز نہیں رکتی یہاں تک کہ اللہ تعالی اس کی طرف دیکھتے ہوئے فرماتے ہیں: مرحبا مرحبا، میں نے تمہارے آنے سے پہلے تمہارے صاحب کی مغفرت کر دی، اے میرے فرشتو! تم گواہ رہو کہ میں نے اس کے والدین اور اس کی اولاد کی مغفرت کر دی، ان عورتوں کو پہنچاؤ میری طرف سے جو میں کہہ رہا ہوں:

جو عورت کپڑا کات کر پہنتی ہے تو سات آسمان اور ان میں موجود فرشتے اس کے لئے مغفرت کی دعائیں کرتے ہیں، اور وہ قبر سے اس حال میں نکلے گی کہ اس کے جسم پر عمدہ کپڑا ہو گا، اور اس کے سر پر دوپٹہ ہو گا، اور اس کے سامنے اور دائیں طرف فرشتے ہوں گے، جو اس کو سلسبیل کا پانی پیش کریں گے، اور اس کے پاس

فرشتوں میں سے ایک فرشتہ آئے گا جو اس کو اپنے پروں پر اٹھا کر جنت لے جائے گا، پھر جب وہ عورت جنت میں داخل ہو گی تو اسی ہزار خدمت گزار عورتیں اس کا استقبال کریں گی، اور ہر خادمہ کے پاس ایک عمدہ اور خوشبو دار کپڑا ہو گا، جو ایک دوسرے سے مختلف ہو گا، اور اس کے لئے جنت میں سفید زمرد سے بنا ہوا محل ہو گا، جس کے تین ہزار دروازے ہوں گے، اور اس کے پاس ہر دروازے سے فرشتہ داخل ہو گا، ہر فرشتے کے پاس اللہ کی طرف سے ہدیہ ہو گا۔

اے عورتوں کی جماعت! خاوند کی اطاعت اور اپنی اولاد کی خدمت کے بدلے جو تمہیں اللہ کی جانب سے ملے گا تمہیں مبارک ہو، تم دنیا میں مسکین ہو، اور آخرت میں انبیاء کی ازواج مطہرات کے ساتھ جنت میں جانے والی ہو، اور اللہ تعالی کبیرہ گناہ کے علاوہ تمہارا ہر کیا ہوا گناہ معاف فرمائیں گے، جب تم اپنے خاوندوں سے حاملہ ہو جاتی ہو، اور تمہیں دردزہ ہوتا ہے یہاں تک کہ وضع حمل ہو جاتا ہے، تو اللہ تعالی تمہارے کبیرہ گناہ کو بھی معاف فرمادیتے ہیں اس تکلیف کی وجہ سے جو تمہیں پہنچی ہے، اللہ تعالی تمہارے لئے تمہارے نفاس کے دنوں میں ہر ایک دن کا ثواب ہزار سال دن میں روزے رکھنے اور رات میں تہجد پڑھنے کے برابر لکھتے ہیں۔

تمہارے لئے خوشخبری ہے اور اچھا انجام ہے، اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مسکینہ ہے، مسکینہ ہے، مسکینہ ہے (تین مرتبہ فرمایا) وہ عورت جس کا شوہر نہ ہو، اور جو عورت اپنے شوہر سے حاملہ ہو وہ اللہ کے نزدیک غیر شادی شدہ عابدہ زاہدہ عورت سے افضل ہے، اسی طرح شادی شدہ جاہل آدمی جسے لوگ اس طرح کہتے ہیں: اے جاہل! اللہ کے نزدیک غیر شادی شدہ عابد اور زاہد آدمی سے افضل ہے، اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کنوارہ مرے گا قیامت

کے دن شیطان اٹھایا جائے گا، کیونکہ شادی کرنا انبیاء کی سنت ہے۔

جب آدمی شادی کرتا ہے تو اپنا دین محفوظ کرلیتا ہے اور اسی طرح عورت بھی، اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسکین ہے، مسکین ہے (دو مرتبہ فرمایا) وہ شخص جس کی بیوی نہ ہو، اور آدمی جب شادی کرتا ہے تو فرشتے اس سے محبت کرنے لگتے ہیں، اور یہی حالت عورت کی ہے، اور کنوارے کا اس ثواب میں کوئی حصہ نہیں ہے، اور اسی طرح کنواری عورت کا اس ثواب میں کوئی حصہ نہیں ہے، اگر شادی کی کوئی اور برکت حاصل نہ ہو سوائے اس کے کہ اس نے اپنا دین محفوظ کرلیا، تو یہ بھی بڑی برکت ہے۔

جب عورت اپنے شوہر کے چہرے کی طرف دیکھ کر ہنستی ہے تو اللہ اس پر جہنم کے دروازے بند کردیتے ہیں، اور اس کی قبر کو منور فرمادیتے ہیں، جب عورت کہتی ہے: ''الحمد للہ رب العالمین علی ہذا الحال'' (تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے)، پس جنت کے آٹھ دروازے ہیں جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے، اور یہی فضیلت مرد کے لئے بھی ہے۔

بعض دیگر مصادر

زیر بحث روایت حافظ ابن العدیم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ''بغية الطلب''[1] میں حافظ ابو طاہر سِلَفی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے تخریج کی ہے۔

سند میں موجود راوی ابو نصر کعب بن عمرو بن جعفر بن محمد بلخی مؤدب (المتوفی ۳۹۱ھ) کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

امام ابن ابی الفوارس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''كان كعب بن عمر البلخي المؤدب

[1] بغية الطلب في تاريخ حلب: ۲۱۸۲/۵، ت: سهيل زكار، دار الفكر ـ بيروت.

سیئ الحال في الحديث"[1]. کعب بن عمر بلخی مؤدب حدیث میں "سیئ الحال" ہے۔

امام عتیقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "فيه تساهل في الحديث"[2]. حدیث کے معاملے میں اس میں تساہل ہے۔

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ "تاریخ بغداد"[3] میں فرماتے ہیں: "كان غير ثقة". یہ ثقہ نہیں تھا۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "تاریخ الإسلام"[4] میں فرماتے ہیں: "وضع حديثا". اس نے حدیث گھڑی ہے۔

اس کے بعد حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا قول لائے ہیں۔

نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "تلخيص الموضوعات"[5] میں ایک حدیث کے تحت کعب بن عمرو کو "متهم" قرار دیا ہے۔

روایت بطریق ابو نصر بلخی کا حکم

سند میں موجود راوی ابو نصر بلخی کے بارے میں ائمہ رجال نے جرح کے شدید الفاظ استعمال کئے ہیں، جیسے: "ثقہ نہیں ہے" (حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ)، "اس نے حدیث گھڑی ہے"، "یہ متہم ہے" (حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ)، لہذا یہ روایت کسی بھی طرح ضعف شدید سے خالی نہیں ہوسکتی، اس لئے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

[1] تاريخ بغداد: ٥٢٢/١٤، رقم: ٦٩١٦، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.
[2] تاريخ بغداد: ٥٢٢/١٤، رقم: ٦٩١٦، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.
[3] تاريخ بغداد: ٥٢٢/١٤، رقم: ٦٩١٦، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.
[4] تاريخ الإسلام: ٧٠٦/٨، رقم: ٢٤، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.
[5] تلخيص الموضوعات: ص: ٢٨٩، رقم: ٧٨٤، ت: أبو تميم ياسر بن إبراهيم بن محمد، مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

روایت بطریق عبداللہ بن خلف بن عیسی مدائنی

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ "العلل"[1] میں فرماتے ہیں:

"أنبأنا أبو بكر محمد بن الحسين الحاجبي، قال: أنا أبو بكر محمد بن علي الخياط، قال: أنا أبو الحسن علي بن محمد بن عبد الله المقرئ المعروف بالحذاء، قال: نا أبو محمد عمر بن محمد بن عبد الصمد المقرئ، قال: نا أحمد بن عقبة الحماد المعروف بالكحال، قال: نا عبد الله بن خلف بن عيسى المدائيني، قال: نا علي بن الحسين البزار المعدل، قال: نا حجاج، قال: نا حماد، عن هشام بن عروة، عن أبيه، عن عائشة رضي الله عنها، أنها رأت أثر المغزل على يد امرأة، فقالت لها: أبشري بما لك عند الله عز وجل، لو علمتن ما أعد الله لكن معاشر النساء! لما قرين ليلا ولا نهارا من المغزل".

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک عورت کے ہاتھ پر چرخے کے نشان دیکھے تو اس سے فرمایا: خوشخبری ہو تمہیں اس چیز کی جو اللہ کے حضور تمہیں ملے گی، اے عورتوں کی جماعت! جو کچھ اللہ نے تمہارے لئے تیار کر رکھا ہے اگر تمہیں وہ معلوم ہو جائے تو تمہیں دن رات چرخے کاتے بغیر چین نہ آئے۔

اہم نوٹ:

واضح رہے کہ حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت اختصار کے ساتھ

[1] العلل المتناهية:١٤١/٢،رقم:١٠٤٠،ت:إرشاد الحق الأثري،إدارة ترجمان السنة ـ لاهور،الطبعة الأولى ١٣٩٩هـ.

ذکر کی ہے، جبکہ فقیہ عبد الملک بن حبیب نے "أدب النساء"[1] میں زیر بحث روایت تفصیل سے ذکر کی ہے۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ "العلل "[2] میں زیر بحث روایت تخریج کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"وذكر حديثا طويلا، لم أذكره لكونه ليس بمرفوع، وهو حديث لا أصل له، وفيه مجاهيل". اس نے ایک لمبی حدیث ذکر کی ہے، میں نے اس کو مرفوع نہ ہونے کی وجہ سے ذکر نہیں کیا، اور اس حدیث کی کوئی اصل نہیں ہے، اور اس میں مجہول راوی ہیں۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "تلخيص العلل "[3] میں زیر بحث روایت کے بارے

---

[1] أدب النساء:ص:۲۸۱،رقم:۲۳٦،ت:عبد المجيد تركي،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۱۲هـ.
"ادب النساء" کی عبارت ملاحظہ ہو: "وعن عائشة أنها نظرت إلى إمرأة، وفي يديها مغزل، وهي تغزل، فقالت لها: أبشري لما لك عند الله تعالى من الثواب، ولو علمت ذلك ما قعدت عن الغزل والنسج ليلا ونهارا، ثم قالت لها: لك بكل ثوب نسجته لنفسك أو لمن يلبسه، قصر في الجنة أوسع من المشرق إلى المغرب، ولك بكل خيط [تغزلينه] مائة وعشرون ألف مدينة، وإن صرير المغزل تفتح له سبع سماوات حتى ينتهي إلى العرش، فيكون له دوي كدوي النحل، وهو عند الله بمنزلة شهادة أن لا إله إلا الله، فلا يستقر ولا يسكن حتى ينتهي إلى الله تعالى، وينظر إليه، فيقول الله عز وجل له: مرحبا بك، فإني قد غفرت لصاحبتك، أشهدكم يا ملائكتي! أني قد غفرت لها ذنوبها، ولو كانت مثل زبد البحر، أو مثل رمل السيل، أو مثل رمل البحار".

[2] العلل المتناهية:۱٤۲/۲،رقم:۱۰٤۰،ت:إرشاد الحق الأثري،إدارة ترجمان السنة ـ لاهور،الطبعة الأولى ۱۳۹۹هـ.

[3] تلخيص العلل المتناهية:۸٦۷/۱،رقم:۵۹۷،ت:أبو عبيد محفوظ الرحمن زين الله،الجامعة الإسلامية ـ المدينة المنورة،الطبعة ۱٤۰۰هـ.

میں فرماتے ہیں:

"هو باطل مع كونه ليس بمرفوع، وسنده ظلمات". یہ حدیث غیر مرفوع ہونے کے ساتھ ساتھ باطل بھی ہے، اور اس کی سند میں ظلمات ہیں۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ "لسان الميزان"[1] میں عبد اللہ بن خلف کے ترجمہ میں فرماتے ہیں:

"روى عن علي بن الحسين المعدل نكرة، عن حجاج بن حماد [كذا في الأصل]، عن هشام، عن أبيه، عن عائشة خبرا موضوعا في المغزل، ذكره ابن النجار".

عبد اللہ بن خلف بن عیسی مدائنی نے علی بن حسین معدل نکرہ، عن حجاج بن حماد، عن ہشام، عن ابیہ، عن عائشہ رضی اللہ عنہا کے طریق سے مغزل کے بارے میں من گھڑت خبر ذکر کی ہے، جسے ابن نجار رحمۃ اللہ علیہ نے تخریج کیا ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ "تنزيه الشريعة"[2] میں فرماتے ہیں: "عن علي بن الحسين المعدل بخبر موضوع، وشيخه مجهول". یہ علی بن حسین معدل سے من گھڑت خبر روایت کرتا ہے، اور اس کا شیخ مجہول ہے۔

---

[1] لسان الميزان: ٤٧١/٤، رقم: ٤٢١٩، ت: عبد الفتاح أبو غدة، دار البشائر الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[2] تنزيه الشريعة: ٧٢/١، رقم ٤٧، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف وعبد الله محمد الصديق، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

روایت بطریق عبد اللہ بن خلف کا حکم

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''اس روایت کی کوئی اصل نہیں ہے، اور اس میں مجہول راوی ہیں''، اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''یہ حدیث غیر مرفوع ہونے کے ساتھ ساتھ باطل بھی ہے، اور اس کی سند میں ظلمات ہیں''، نیز حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو ''من گھڑت'' قرار دیا ہے، لہذا زیر بحث رویت کو اس طریق سے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

مختلف سندوں سے منقول زیر بحث روایت ''شدید ضعیف ہے''، حتی کہ حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''اس روایت کی کوئی اصل نہیں ہے، اور اس میں مجہول راوی ہیں''، اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''یہ حدیث غیر مرفوع ہونے کے ساتھ ساتھ باطل بھی ہے، اور اس کی سند میں ظلمات ہیں''، نیز حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو ''من گھڑت'' قرار دیا ہے، لہذا زیر بحث روایت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔
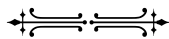
روایت نمبر⑱

روایت: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حضرت الیاس علیہ السلام سے ملاقات کرنا، اور حضرت الیاس علیہ السلام کا امت محمدیہ میں شمولیت کی دعا کرنا۔

حکم: دو مختلف سندوں سے منقول زیر بحث روایت کو حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے "من گھڑت" کہا ہے، اسی طرح حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "من گھڑت"، "باطل" کہا ہے، حافظ ابن قیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے، امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اس حدیث کی سند ضعیف بمرۃ" ہے اور معجزات میں سے جو صحیح ہیں وہ کافی ہیں"، حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے، الحاصل اس روایت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

زیر بحث روایت دو سندوں سے منقول ہے: ① روایت بطریق یزید بلوی ② روایت بطریق بقیۃ بن ولید

روایت بطریق یزید بلوی

زیر بحث روایت حافظ ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے "الھواتف"[1] میں تخریج کی ہے:

"حدثني إبراهيم بن سعيد الجوهري، حدثنا يزيد بن يزيد الموصلي التيمي مولى لهم، حدثنا أبو إسحاق الجرشي، عن الأوزاعي، عن مكحول،

---

[1] انظر موسوعة ابن أبي الدنيا:٤٣٨/٦،رقم:١٢٣٠٨،ت:فاضل بن خلف الحمادة الرقي،دار اطلس الخضراء ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٣٣هـ.

عن أنس بن مالك قال: غزونا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى إذا كنا بفج الناقة عند الحجر إذا نحن بصوت يقول: اللهم اجعلني من أمة محمد المرحومة المغفور لها المتاب عليها المستجاب لها، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: يا أنس! انظر ما هذا الصوت؟ فدخلت الجبل، فإذا أنا برجل أبيض الرأس واللحية، عليه ثياب طوله أكثر من ثلاثمائة ذراع، فلما نظر إلي، قال: أنت رسول النبي؟ قلت: نعم، قال: ارجع إليه، فأقرئه مني السلام، وقل له: هذا أخوك إلياس يريد أن يلقاك.

فجاء النبي صلى الله عليه وسلم وأنا معه حتى إذا كنت قريبا منه تقدم وتأخرت، فتحدثا طويلا، فنزل عليهما شيء من السماء شبيه السفرة، فدعواني فأكلت معهما، فإذا فيه كمأة ورمان وكرفس، فلما أكلت قمت فتنحيت، وجاءت سحابة فاحتملته، أنظر إلى بياض ثيابه فيها تهوي به قبل الشام.

فقلت للنبي صلى الله عليه وسلم: بأبي أنت وأمي! هذا الطعام الذي أكلنا من السماء نزل عليك؟ فقال النبي صلى الله عليه وسلم: سألته عنه فقال لي: أتاني به جبريل في كل أربعين يوما أكلة، وفي كل حول شربة من ماء زمزم، وربما رأيته على الجب يمسك بالدلو فيشرب، وربما سقاني".

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ غزوہ پر جارہے تھے، جب ہم ''حجر'' کے پاس ''فج الناقہ'' کے مقام پر تھے اچانک ہم نے ایک آواز سنی کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا: اے اللہ! مجھے امت محمدیہ میں شامل فرما جس

پر رحم کیا گیا ہے، جس کی مغفرت کی گئی ہے، جس کی توبہ قبول کی گئی ہے، اور جس کی دعا قبول کی جاتی ہے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے انس! دیکھو یہ آواز کس چیز کی ہے؟ میں پہاڑ میں داخل ہوا تو اچانک ایک شخص کو دیکھا جس کے سر اور ڈاڑھی کے بال سفید تھے، اس کے جسم پر کپڑا تھا، جس کا قد تین سو گز لمبا تھا، جب اس نے میری طرف دیکھا تو کہا: آپ نبی کے قاصد ہو؟ میں نے کہا: جی ہاں، اس نے کہا: جا کر ان کو میرا سلام کہنا اور ان سے کہنا کہ آپ کا بھائی الیاس علیہ السلام آپ سے ملاقات کرنا چاہتا ہے۔

چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے میں آپ کے ساتھ ہی تھا یہاں تک کہ جب میں ان کے قریب ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آگے بڑھ گئے اور میں پیچھے ہو گیا، انھوں نے آپس میں لمبی گفتگو فرمائی، دونوں پر آسمان کی طرف سے دستر خوان جیسی چیز نازل ہوئی، انھوں نے مجھے بلایا تو میں نے ان دونوں کے ساتھ کھایا، اس میں کھمبی، انار اور اجوائن تھی، جب میں نے کھالیا تو میں اٹھ کر دور چلا گیا، اور بادل آیا اور اس کو اٹھالیا، میں اس کے کپڑے کی سفیدی دیکھ رہا تھا، جو اسے شام کی طرف لے گیا۔

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! یہ آسمان سے نازل شدہ کھانا جو ہم نے کھایا آپ پر نازل ہوا تھا؟ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں نے اس بارے میں الیاس علیہ السلام سے پوچھا تھا تو انھوں نے مجھ سے کہا: جبریل علیہ السلام ہر چالیس دن میں میرے پاس ایک وقت کا کھانا لے کر آتے ہیں، اور ہر سال ایک وقت زم زم کا پانی لے کر آتے ہیں، اور کبھی کبھی میں کنویں کے پاس دیکھتا ہوں وہ ڈول پکڑے پانی پی رہے ہوتے ہیں، اور کبھی کبھی وہ مجھے بھی پلاتے ہیں۔

بعض دیگر مصادر

زیر بحث روایت حافظ ابو الشیخ اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے "العظمة"[1] میں، امام ابو عبداللہ حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے "المستدرك"[2] میں، اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے "دلائل النبوة"[3] میں امام حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے تخریج کی ہے، اور حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے "تاریخ دمشق"[4] میں امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے تخریج کی ہے، نیز حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "الموضوعات"[5] میں تخریج کی ہے، تمام سندیں سند میں موجود راوی یزید بن یزید بلوی پر آکر مشترک ہو جاتی ہیں۔

روایت پر ائمہ کا کلام

امام ابو عبداللہ حاکم رحمۃ اللہ علیہ کا قول

امام ابو عبداللہ حاکم رحمۃ اللہ علیہ زیر بحث روایت "المستدرك"[6] میں تخریج کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "هذا حديث صحيح الإسناد، ولم يخرجاه". یہ حدیث صحیح الاسناد ہے، اور بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تخریج نہیں کی ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "تلخيص المستدرك"[7] میں زیر بحث روایت کے

---

[1] العظمة لأبي الشيخ:١٥٣٠/٥،رقم:٩٩٨،ت:رضاء الله بن محمد إدريس المباركفوري،دار العاصمة ـ الرياض.

[2] المستدرك:٦٧٤/٢،رقم: ٤٢٣١،ت:مصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٢هـ .

[3] دلائل النبوة:٤٢١/٥،ت:عبد المعطي قلعجي،دار الكتب العلمية ـ بيروت .

[4] تاريخ دمشق:٢١٢/٩،ت:محب الدين أبي سعيد عمر بن غرامة العمروي،دار الفكر ـ بيروت،الطبعة ١٤١٥هـ.

[5] كتاب الموضوعات: ١٩٩/١،ت:عبد الرحمن محمدعثمان،المكتبة السلفية ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ١٣٨٦هـ.

[6] المستدرك:٦٧٤/٢،رقم: ،ت:مصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٢هـ .

[7] تلخيص المستدرك بذيل المستدرك:٦١٧/٢،ت:يوسف عبد الرحمن المرعشلي،دار المعرفة ـ بيروت .

بارے میں امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ کا قول ذکر کرکے فرماتے ہیں:

”بل موضوع، قبح الله من وضعه، وما كنت أحسب ولا أجوز أن الجهل يبلغ بالحاكم إلى أن يصحح هذا، وإسناده: حدثنا أحمد بن سعيد المَعْدَاني ببخارا، حدثنا عبد الله بن محمود، حدثنا عبدان بن يسار، حدثنا أحمد بن عبد الله البرقي، حدثنا يزيد البَلَوِي، فإما هذا افتراه، وإما ابن سيَّار“.

بلکہ یہ من گھڑت ہے، اللہ تعالی اس روایت کے گھڑنے والے کا برا کرے، میرا خیال نہیں تھا اور نہ میں اس کو درست سمجھتا تھا کہ جہالت حاکم رحمۃ اللہ علیہ کو اس حد تک پہنچادے گی کہ وہ اس حدیث کو صحیح قرار دے دیں گے، جبکہ اس کی سند یہ ہے: حدثنا احمد بن سعید المَعْدَانی بخارا، حدثنا عبداللہ بن محمود، حدثنا عبدان بن یسار، حدثنا احمد بن عبداللہ البرقی، حدثنا یزید البَلَوِی، اسے یزید بَلوی نے گھڑا ہے، یا ابن سیّار نے۔

حافظ ابن قیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ نے ”فوائد حديثية“[1] میں، علامہ سبط ابن عجمی رحمۃ اللہ علیہ نے ”الكشف الحثيث“[2] میں اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ”إتحاف المهرة“[3] میں حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ”ميزان الاعتدال“[4] میں یزید بن یزید بَلوی کے ترجمہ کے تحت فرماتے ہیں:

---

[1] فوائد حديثية: ص: ۷۳، ت: أبو عبيدة مشهور بن حسن آل سليمان، أبو معاذ إياد بن عبد اللطيف القيسي، دار ابن الجوزي ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.

[2] الكشف الحثيث: ص: ٢٨٢، رقم: ٨٤٥، ت: صبحي السامرائي، مكتبة النهضة العربية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٧هـ.

[3] إتحاف المهرة: ٣٤٥/٢، رقم: ١٨٥٠، ت: زهير بن ناصر الناصر، مجمع الملك فهد ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

[4] ميزان الاعتدال: ٤٤١/٤، رقم: ٩٧٦٣، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

”يزيد بن يزيد البَلَوِي الموصلي، عن أبي إسحاق الفزاري بحديث باطل، خرجه الحاكم في مستدركه“. یزید بن یزید بَلوی موصلی نے ابواسحاق کے انتساب سے باطل حدیث روایت کی ہے، جس کو حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے ”مستدرک“ میں تخریج کیا ہے۔

پھر زیر بحث روایت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ”فما استحيى الحاكم من الله يصحح مثل هذا“. اس طرح کی حدیث کو صحیح قرار دینے پر حاکم رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالی سے شرم نہیں آئی۔

علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے ”حياة الحيوان“[1] میں، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ”لسان الميزان“[2] میں اور علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے ”الفوائد المجموعة“[3] میں حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے ”میزان“ و ”تلخیص“ کے دونوں اقوال پر اعتماد کیا ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ ”دلائل النبوة“[4] میں زیر بحث روایت تخریج کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

”قلت: هذا الذي روي في هذا الحديث في قدرة الله تعالى جائز وبما خص الله عز وجل به رسوله صلى الله عليه وسلم من المعجزات يشبه، إلا أن إسناد هذا الحديث ضعيف بتمرة[كذا في الأصل: والصحيح :بمرة]،

---

[1] حياة الحيوان الكبرى:۳۷۹/۱،ت:أحمد حسن بسج،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٤ هـ.

[2] لسان الميزان:۵۰۸/۸،رقم:۸۵۹۸،ت:عبد الفتاح أبو غدة،مكتب المطبوعات الإسلامية ـ حلب،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[3] الفوائد المجموعة:ص:٤٩٦،رقم:۷۱،ت:عبد الرحمن بن يحيى المعلمي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة ١٤١٦هـ.

[4] دلائل النبوة:٤٢٢/٥،ت:عبد المعطي قلعجي،دار الكتب العلمية ـ بيروت.

وفيما صح من المعجزات كفاية، وبالله التوفيق والعصمة".

میں کہتا ہوں کہ یہ جو حدیث میں منقول ہے اللہ کی قدرت میں ممکن ہے، اور اللہ تعالی نے اپنے رسول کو معجزات میں سے جن معجزات کے ساتھ خاص کیا ہے یہ ان کے مشابہ ہے، تاہم اس حدیث کی سند ضعیف بمرہ ہے، اور معجزات میں سے جو صحیح ہیں وہ کافی ہیں، اور توفیق وحفاظت اللہ ہی کی جانب سے ہے۔

حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے "تاریخ دمشق"[1] میں اور علامہ محمد بن محمد ابن عاقولی رحمۃ اللہ علیہ نے "الرصف"[2] میں امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے۔

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ "الموضوعات"[3] میں زیر بحث روایت تخریج کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"هذا حديث موضوع، لا أصل له، ويزيد الموصلي وأبو إسحاق الجرشي لا يعرفان، وقد روى أبو بكر النقاش أن محمد بن إسماعيل البخاري سئل عن الخضر وإلياس: هل هما في الأحياء؟ فقال: كيف يكون هذا، وقد قال النبي صلى الله عليه وسلم: لا يبقى على رأس مائة سنة ممن هو على ظهر الأرض أحد".

یہ حدیث من گھڑت ہے، جس کی کوئی اصل نہیں ہے، (سند میں موجود

---

[1] تاريخ دمشق: ٢١٢/٩، ت: محب الدين أبي سعيد عمر بن غرامة العمروي، دار الفكر ـ بيروت، الطبعة ١٤١٥هـ.

[2] الرصف لما روي عن النبي صلى الله عليه وسلم من الفعل والوصف: ٢٧٣/٢، رقم: ١٨٠٩، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٤هـ.

[3] كتاب الموضوعات: ٢٠٠/١، ت: عبد الرحمن محمد عثمان، المكتبة السلفية ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ١٣٨٦هـ.

راوی) یزید موصلی اور ابو اسحاق جرشی کی معرفت نہیں ہے، ابو بکر نقاش رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے کہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے خضر والیاس علیہما السلام کے متعلق پوچھا گیا: کیا دونوں زندہ ہیں؟ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ کیسے ممکن ہے، جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: روئے زمین پر موجود لوگوں میں سو سال تک کوئی ایک بھی باقی نہیں رہے گا۔

علامہ سبط ابن عجمی رحمۃ اللہ علیہ نے "مرآۃ الزمان"[1] میں حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ "البداية"[2] میں امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"والعجب أن الحاكم أبا عبد الله النيسابوري أخرجه في مستدركه على الصحيحين، وهذا مما يستدرك به على المستدرك، فإنه حديث موضوع

---

[1] مرآة الزمان في تواريخ الأعيان:١٤١/٢،ت:محمد رضوان عرقسوسي وعمار ريحاوي،دار الرسالة العالمية ـ دمشق،الطبعة الأولى ١٤٣٤هـ.

[2] البداية والنهاية:٢٧٥/٢،ت:عبد الله بن عبد المحسن التركي،دار هجر ـ مصر،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.
حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کی مکمل عبارت ملاحظہ ہو:"فقد كفانا البيهقي أمره، وقال: هذا حديث ضعيف بمرة، والعجب أن الحاكم أبا عبد الله النيسابوري أخرجه في مستدركه على الصحيحين، وهذا مما يستدرك به على المستدرك، فإنه حديث موضوع، مخالف للأحاديث الصحاح من وجوه، ومعناه لا يصح أيضا، فقد تقدم في الصحيحين أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: إن الله خلق آدم طوله ستون ذراعا في السماء، إلى أن قال: ثم لم يزل الخلق ينقص حتى الآن، وفيه أنه لم يأت إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى كان هو الذي ذهب إليه، وهذا لا يصح، لأنه كان أحق بالسعي إلى بين يدي خاتم الأنبياء، وفيه أنه يأكل في السنة مرة، وقد تقدم عن وهب أنه سلبه الله لذة المطعم والمشرب، وفيما تقدم عن بعضهم أنه يشرب من زمزم كل سنة شربة تكفيه إلى مثلها من الحول الآخر، وهذه أشياء متعارضة، وكلها باطلة، لا يصح شيء منها".

مخالف للأحاديث الصحاح من وجوه، ومعناه لا يصح أيضا".

اور تعجب ہے کہ حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "مستدرک علی الصحیحین" میں اس روایت کی تخریج کی ہے، اور یہ روایت ان روایات میں سے ہے جن کے ذریعہ مستدرک کا استدراک کیا گیا ہے، کیوں کہ یہ حدیث من گھڑت ہے، کئی وجوہ سے صحیح احادیث کے خلاف ہے، اور اس کا معنی بھی درست نہیں ہے۔

علامہ محمد بن یوسف شامی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ محمد بن یوسف شامی رحمۃ اللہ علیہ "سبل الهدى"[1] میں حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"قلت: كما أن البيهقي ذكره في الدلائل، وقال: هذا الذي روي في هذا الحديث في قدرة الله جائز، وما خص الله به رسوله من المعجزات يثيته [كذا في الأصل]، إلا أن إسناد هذا الحديث ضعيف بما ذكرته، ونبهت على حاله، ورواه ابن شاهين، وابن عساكر بسند فيه مجهول عن واثلة بن الأسقع أطول مما هنا، وفيه ألفاظ منكرة، وعلى كل حال لم يصح في هذا الباب شيء، قال الشيخ في النكت البديعات: أخرجه الحاكم، والبيهقي في الدلائل، وقال: إنه ضعيف".

میں کہتا ہوں جیسا کہ اس روایت کو بیہقی رحمۃ اللہ علیہ "دلائل" میں ذکر کر کے فرماتے ہیں: یہ جو حدیث میں منقول ہے اللہ کی قدرت میں ممکن ہے، اللہ تعالی نے اپنے رسول کو جن معجزات کے ساتھ خاص کیا ہے یہ ان کے مشابہ ہے، تاہم اس حدیث کی سند ضعیف ہے بوجہ اس کے جو میں ذکر کر چکا ہوں، اور اس کی حالت پر

---

[1] سبل الهدى والرشاد: ٤٣٥/٦، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٤هـ.

میں تنبیہ کر چکا ہوں، (علامہ محمد بن یوسف شامی رحمۃ اللہ علیہ بات جاری رکھتے ہوئے فرماتے ہیں) اور اس روایت کو ابن شاہین رحمۃ اللہ علیہ اور ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے ایسی سند سے نقل کیا ہے جس میں واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے والا راوی مجہول ہے، اس اسناد سے منقول روایت یہاں موجود روایت سے زیادہ طویل ہے، اس میں منکر الفاظ ہیں، اور بہر صورت اس باب میں کوئی چیز درست نہیں ہے، اور شیخ (یعنی حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ) "النکت البدیعات" میں فرماتے ہیں: اس روایت کو حاکم رحمۃ اللہ علیہ اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے "دلائل" میں تخریج کیا ہے، اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ روایت ضعیف ہے۔

سند میں موجود راوی یزید بن یزید بلوی موصلی کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ "الموضوعات"[1] میں زیر بحث روایت کے تحت فرماتے ہیں: "ويزيد الموصلي وأبو إسحاق الجرشي لا يعرفان". یزید موصلی اور ابو اسحاق جرشی دونوں معروف نہیں ہیں۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "تلخيص المستدرك"[2] میں زیر بحث روایت ذکر کر کے فرماتے ہیں: "فإما هذا افتراه، وإما ابن سيار". اس روایت کو یزید بلوی یا ابن سیار نے گھڑا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "ميزان الاعتدال"[3] میں یزید بن یزید بلوی کے بارے میں فرماتے ہیں: "عن أبي إسحاق الفزاري بحديث باطل". اس نے ابو اسحاق

---

[1] كتاب الموضوعات: ۲۰۰/۱، ت: عبد الرحمن محمد عثمان، المكتبة السلفية ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ۱۳۸٦هـ.

[2] تلخيص المستدرك بذيل المستدرك: ٦۱۷/۲، ت: يوسف عبد الرحمن المرعشلي، دار المعرفة ـ بيروت.

[3] ميزان الاعتدال: ٤٤۱/٤، رقم: ۹۷٦۳، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

فزاری کے انتساب سے ایک باطل حدیث روایت کی ہے۔

اس کے بعد حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت نقل کی ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "لسان المیزان"[1] میں اور علامہ سبط ابن عجمی رحمۃ اللہ علیہ نے "الکشف الحثیث"[2] میں حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ "تنزیہ الشریعۃ"[3] میں یزید بلوی کو وضاعین و متہمین کی فہرست میں شمار کر کے فرماتے ہیں: "متهم بالوضع". یہ حدیث گھڑنے میں متہم ہے۔

روایت میں موجود راوی ابو اسحاق ابراہیم بن عبد الحمید جرشی کے بارے میں ائمہ رجال کے اقوال

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ "الموضوعات"[4] میں زیر بحث روایت کو من گھڑت کہنے کے بعد فرماتے ہیں: "ويزيد الموصلي وأبو إسحاق الجرشي لا يعرفان".

یزید موصلی اور ابو اسحاق جرشی دونوں کی معرفت نہیں ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "الزہر النضر"[5] میں حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ

[1] لسان الميزان: ٥٠٨/٨، رقم: ٨٥٩٨، ت: عبد الفتاح أبو غدة، مكتب المطبوعات الإسلامية- بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[2] الكشف الحثيث: ص: ٢٨٢، رقم: ٨٤٥، ت: صبحي السامرائي، مكتبة النهضة العربية - بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٧هـ.

[3] تنزيه الشريعة: ١٢٨/١، رقم: ٥٠، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف وعبد الله محمد الصديق، دا الكتب العلمية - بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

[4] كتاب الموضوعات: ٢٠٠/١، ت: عبد الرحمن محمد عثمان، المكتبة السلفية - المدينة المنورة، الطبعة الأولى ١٣٨٦هـ.

[5] الزهر النضر في حال الخضر: ١١٢/١، رقم: ٨٨، ت: صلاح الدين مقبول أحمد، مجمع البحوث الإسلامية - دهلي، الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.

کے قول پر اعتماد کیا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "میزان"[1] میں فرماتے ہیں: "أبو إسحاق الجرشي، عن الأوزاعي بخبر باطل، ورواه عنه نكرة مثله من شيوخ بقية الحجازيين".
ابو اسحاق جرشی نے اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کے انتساب سے ایک باطل خبر روایت کی ہے، اور ابو اسحاق جرشی سے اسی کی طرح "نکرہ" راوی نے یہ روایت نقل کی ہے، جو بقیہ کے حجازی شیوخ میں سے ہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے "لسان المیزان"[2] میں حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے۔

روایت بطریق یزید بلوی کا حکم

زیر بحث روایت کو حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "من گھڑت" کہا ہے، اسی طرح حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "من گھڑت"، "باطل" کہا ہے، حافظ ابن قیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے، امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اس حدیث کی سند ضعیف بمرہ ہے اور معجزات میں سے جو صحیح ہیں وہ کافی ہیں"، حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے، حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "یہ حدیث من گھڑت ہے، کئی وجوہ سے صحیح احادیث کے خلاف ہے، اور اس کا معنی بھی صحیح نہیں ہے"۔

الحاصل زیر بحث روایت کو اس سند سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

---

[1] ميزان الاعتدال: ٤/٤٨٩، رقم: ٩٩٥٢، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.
[2] لسان الميزان: ٩/١٢، رقم: ٨٧٣٧، ت: عبد الفتاح أبو غدة، دار البشائر ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

روایت بطریق بقیہ بن ولید

حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے "تاریخ دمشق"[1] میں زیر بحث روایت ان الفاظ سے تخریج کی ہے:

"أنبأناه أبو الكرم المبارك بن الحسن بن أحمد بن علي الشهرزوري، أنا عمي أبو البركات عبد الملك بن أحمد بن علي الشهرزوري سنة سبع وستين وأربعمائة، أنا عبيد الله بن عمر بن أحمد الواعظ، حدثني أبي، حدثنا أحمد بن عبد العزيز بن منير الحراني بمصر، حدثنا أبو الطاهر خبر ابن عوفة الأنصاري، حدثنا هانئ بن الحسن، حدثنا بقية، عن الأوزاعي، عن مكحول، قال: سمعت واثلة بن الأسقع، قال: غزونا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم غزوة تبوك حتى إذا كنا في بلاد جذام في أرض لهم يقال لها الحوزة، وقد كان أصابنا عطش شديد، فإذا بين أيدينا آثار غيث فسرنا مليا، فإذا بغدير، وإذا فيه جيفتان، وإذا السباع قد وردت الماء، فأكلت من الجيفتين وشربت من الماء، قال: فقلت: يا رسول الله! هذه جيفتان، وآثار السباع، قد أكلت منها؟ فقال النبي صلى الله عليه وسلم: نعم، هما طهوران اجتمعا من السماء والأرض، لا ينجسهما شيء، [وللسباع] ما شربت في بطنها، ولنا ما بقي، حتى إذا ذهب ثلث الليل، إذا نحن بمنادي ينادي بصوت حزين: اللهم اجعلني من أمة محمد المرحومة، المغفور لها، المستجاب لها، المبارك عليها.

فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: يا حذيفة! ويا أنس! ادخلا إلى هذا الشعب، فانظر ما هذا الصوت؟ قال: فدخلنا، فإذا نحن برجل عليه ثياب

---

[1] تاريخ دمشق: ٢١٢/٩، ت:عمر بن غرامة العمروي، دار الفكر ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

بياض أشد بياضا من الثلج، وإذا وجهه ولحيته كذلك، ما أدري أيهما أشد ضوءا، ثيابه أو وجهه، فإذا هو أعلى جسما منا بذراعين أو ثلاثة.

قال: فسلمنا عليه، فرد علينا السلام، ثم قال: مرحبا، أنتما [رسولا] رسول الله صلى الله عليه وسلم، قالا: فقلنا نعم، قالا: فقلنا: من أنت رحمك الله؟ قال: أنا إلياس النبي، خرجت أريد مكة، فرأيت عسكركم، فقال لي جند من الملائكة على مقدمتهم جبريل، وعلى ساقتهم ميكائيل: هذا أخوك رسول الله صلى الله عليه وسلم، فسلم عليه، والقه، ارجعا فاقرئاه السلام، وقولا له: لم يمنعني من الدخول إلى عسكركم إلا أني أتخوف أن تذعر الإبل ويفزع المسلمون من طولي، فإن خلقي ليس كخلقكم، قولا له صلى الله عليه وسلم: يأتيني.

قال حذيفة وأنس: فصافحناه، فقال لأنس خادم رسول الله صلى الله عليه وسلم: من هذا؟ قال: حذيفة بن اليمان صاحب رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال: فرحب به، ثم قال: والله! إنه لفي السماء أشهر منه في الأرض، يسميه أهل السماء: صاحب رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال حذيفة: هل تلقى الملائكة؟ قال: ما من يوم إلا وأنا ألقاهم ويسلمون علي وأسلم عليهم، قال: فأتينا النبي صلى الله عليه وسلم، فخرج النبي صلى الله عليه وسلم معنا، حتى أتينا الشعب وهو يتلألأ وجهه نورا، وإذا ضوء وجه إلياس وثيابه كالشمس، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: على رسلكم، قال: فتقدمنا النبي صلى الله عليه وسلم قدر خمسين ذراعا، وعانقه مليا ثم قعدا...''[1].

---

[1] ''تاریخ دمشق'' کی بقیہ عبارت ملاحظہ ہو:''قالا: فرأينا شيئا كهيئة الطير العظام بمنزلة الإبل، قد أحدقت به وهي

"واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ غزوہ تبوک کے لئے جارہے تھے، یہاں تک کہ ہم شدید پیاس کی حالت میں بلاد جذام میں حوزہ نامی علاقے میں پہنچے، اچانک ہمارے سامنے بارش کے آثار ظاہر ہوئے، کچھ دیر ہی چلے کہ ایک تالاب کے پاس پہنچے، اچانک ہم نے اس میں دو مردار جانور دیکھے، اور دیکھا کہ درندے پانی کے پاس آکر مردار جانوروں میں سے کھاکر، پانی پی رہے تھے، واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے کہا اے اللہ کے رسول! یہ دو مردار جانور اور یہاں درندوں کے پاؤں کے نشانات ہیں، حالانکہ آپ نے اس سے تناول فرمایا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جی ہاں، وہ دونوں پاک ہیں، دونوں آسمان اور زمین کی چیزوں میں سے جمع ہوئے ہیں، کوئی چیز ان کو ناپاک نہیں کرسکتی، اور درندوں کے لئے وہ ہے جو انھوں نے اپنے پیٹ میں بھر لیا، اور ہمارے لئے وہ ہے جو باقی

بيض، وقد نثرت أجنحتها، فحالت بيننا وبينهم، ثم صرخ بنا النبي صلى الله عليه وسلم، فقال: يا حذيفة ويا أنس! تقدما، فتقدمنا فإذا بين أيديهم مائدة خضراء، لم أر شيئا قط أحسن منها، قد غلب خضرتها لبياضها، فصارت وجوهنا خضراء، وثيابنا خضراء، وإذا عليها خبز ورمان وموز وعنب ورطب وبقل، ما خلا الكراث، قال: ثم قال النبي صلى الله عليه وسلم: كلوا بسم الله، قال: فقلنا: يا رسول الله! أمن طعام الدنيا هذا؟ قال: لا، قال لنا: هذا رزقي، ولي في كل أربعين يوما وأربعين ليلة أكلة، تأتيني بها الملائكة، وهذا تمام الأربعين يوما والليالي، وهو شيء يقول الله عز وجل له: "كن فيكون"، قال: فقلنا: من أين وجهك؟ قال: وجهي من خلف رومية، كنت في جيش من الملائكة من جيش من المسلمين غزوا أمة من الكفار، قال: فقلنا: فكم يسار من ذلك الموضع الذي كنت فيه، قال: أربعة أشهر، وفارقته أنا منذ عشرة أيام، وانا أريد إلى مكة أشرب بها في كل سنة شربة، وهي ريي وعصمتي إلى تمام الموسم من قابل، قال: فقلت: فأي المواطن أكبر معاركك؟ قال: الشام وبيت المقدس والمغرب واليمن، وليس في مسجد من مساجد محمد صلى الله عليه وسلم إلا وأنا أدخله صغيرا كان أو كبيرا، قال: الخضر متى عهدك به؟ قال: منذ سنة، كنت قد التقيت أنا وهو بالموسم، وقد كان [قال:] إنك ستلقى محمدا صلى الله عليه وسلم قبلي، فاقرئه مني السلام، وعانقه وبكى، قال: ثم صافحناه، وعانقناه، وبكى، وبكينا، فنظرنا إليه حتى هوى في السماء كأنه يحمل حملا، فقلنا: يا رسول الله! لقد رأينا عجبا، إذا هوى إلى السماء، فقال: إنه يكون بين جناحي ملك حتى ينتهي به حيث أراد".

ہے،(وقت گزرتا رہا) یہاں تک کہ رات کا تیسرا حصہ گزر گیا، تو اچانک ہم نے ایک منادی کی رنجیدہ آواز سنی: اے اللہ! مجھے امت محمدیہ میں شامل فرما جس پر رحمت کی گئی ہے، جس کی مغفرت کی گئی ہے، جس کی دعا قبول کی جاتی ہے، جس پر برکتیں نازل ہوتی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے حذیفہ! اور انس! اس گھاٹی کے اندر جا کر دیکھو کہ یہ کس کی آواز ہے؟ حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: چنانچہ ہم داخل ہوئے تو اچانک ہم نے ایک آدمی دیکھا جس کے کپڑے برف سے زیادہ سفید تھے، اور دیکھا تو چہرہ اور داڑھی بھی ایسے ہی تھی، معلوم نہیں ہو سکا کہ اس کا کپڑا زیادہ چمک دار ہے یا اس کا چہرہ، وہ جسم کے اعتبار سے ہم سے دو یا تین گز لمبا تھا۔

انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم نے انھیں سلام کیا، انھوں نے سلام کا جواب دیا، پھر فرمایا: خوش آمدید، کیا تم دونوں رسول اللہ ﷺ کے قاصد ہو؟ حذیفہ وانس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ہم نے کہا جی ہاں، دونوں کہتے ہیں: ہم نے کہا: اللہ آپ پر رحم فرمائے آپ کون ہو؟ فرمایا: میں نبی الیاس ہوں، مکہ جانے کے ارادے سے نکلا تھا، میں نے تمہارا لشکر دیکھا، فرشتوں کی ایک جماعت نے جس کے شروع میں جبرائیل علیہ السلام اور آخر میں میکائیل علیہ السلام تھے، مجھ سے کہا: یہ آپ کے بھائی رسول اللہ ﷺ ہیں، اسے سلام کریں، ملاقات کریں، (سو الیاس علیہ السلام نے کہا:) آپ جا کر اسے میرا سلام کہنا، اور ان کو کہہ دینا کہ میں آپ کے لشکر میں اس وجہ سے نہیں آسکتا کہ مجھے اس بات کا اندیشہ ہے کہ میرے لمبے قد سے اونٹ اور مسلمان ڈر جائیں گے، کیونکہ میری ہیئت تمہاری ہیئت سے مختلف ہے، ان سے تم عرض کر دینا کہ میرے پاس تشریف لے آئیں۔

حذیفہ اور انس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ہم نے ان سے مصافحہ کیا تو انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خادم انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ یہ (حذیفہ) کون ہے؟ انس رضی اللہ عنہ نے کہا: صاحبِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ ہیں، انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: الیاس علیہ السلام نے حذیفہ رضی اللہ عنہ کو خوش آمدید کہا اور پھر فرمایا: اللہ کی قسم! یہ زمین کے مقابلے میں آسمان میں اس نام سے زیادہ مشہور ہیں، آسمان والے بھی ان کو صاحبِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہتے ہیں، حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا فرشتوں سے آپ کی ملاقات ہوئی ہے؟ الیاس علیہ السلام نے فرمایا: ہر روز ان سے میری ملاقات ہوتی ہے وہ مجھے سلام کرتے ہیں، میں انھیں سلام کرتا ہوں، حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے ساتھ باہر تشریف لائے یہاں تک اس گھاٹی میں پہنچے اس حال میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ نور سے چمک رہا تھا، اور الیاس علیہ السلام کا چہرہ اور کپڑے سورج کی طرح چمک رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم ذرا ٹھہرو، پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پچاس گز کے فاصلے پر آگے تشریف لے گئے، اور الیاس علیہ السلام سے کچھ دیر معانقہ کیا، پھر دونوں تشریف فرما ہوئے۔۔۔"۔

بعض دیگر مصادر

زیر بحث روایت حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "كتاب الموضوعات"[1] میں تخریج کی ہے، دونوں سندیں سند میں موجود راوی احمد بن عبد العزیز حرانی پر آکر مشترک ہو جاتی ہیں۔

---

[1] كتاب الموضوعات:ص:١٤١،رقم:٤٠٩،دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٩هـ.

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ "تاريخ دمشق"[1] میں زیر بحث روایت تخریج کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"هذا حديث منكر، وإسناده ليس بالقوي". یہ حدیث منکر ہے، اور اس کی سند قوی نہیں ہے۔

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "جمع الجوامع"[2] میں حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اکتفاء کیا ہے۔

نیز حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ "الخصائص"[3] میں فرماتے ہیں: "وأخرج ابن شاهين وابن عساكر بسند فيه مجهول، عن واثلة بن الأسقع". اور ابن شاہین رحمۃ اللہ علیہ اور ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ایسی سند سے حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے اس کی تخریج کی ہے جس میں مجہول راوی ہے۔

اس کے بعد اختصار کے ساتھ زیر بحث روایت ذکر کی ہے۔

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ "الموضوعات"[4] میں روایت بطریق یزید بلوی تخریج کرنے کے بعد زیر بحث روایت کے متعلق فرماتے ہیں:

---

[1] تاريخ دمشق:٢١٤/٩،ت:محب الدين أبي سعيدعمر بن غرامة العمروي،دار الفكر-بيروت، الطبعة ١٤١٥هـ.

[2] جمع الجوامع:٢٥٤/٢٢،رقم:٥٩٩،دار السعاده ـ الأزهر،الطبعة١٤٢٦هـ.

[3] الخصائص الكبرى:٤٦٠/١،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الخامسة ١٤٣٨هـ.

[4] كتاب الموضوعات:ص:١٣٩،رقم:٤٠٩،دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٩هـ.

"وقد سرق هذا الحديث بعض المجهولين، فرواه عن واثلة".
اور یہ حدیث بعض مجہول راویوں نے سرقہ کرکے واثلہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

اس کے بعد حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ کا طریق ذکر کرکے فرماتے ہیں:

"وهذا من أقبح الموضوعات وأشنعها، وفي إسناده مجاهيل، ولا ندري من جبر [كذا في الأصل، و الصحيح: خير]...". "یہ من گھڑت روایات میں سب سے زیادہ قبیح اور بری ہے، اور اس کی سند میں کئی مجہول راوی ہیں، اور (سند کے راوی) خیر کے بارے میں ہم نہیں جانتے کہ یہ کون ہے۔۔۔"[1]۔

اور ایک مقام پر حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ان الفاظ سے منقول ہے:
"لعل بقية سمع هذا من كذاب، فدلسه عن الأوزاعي، قال: وخير بن عرفة لا يدري من هو"[2]. شاید بقیہ نے یہ روایت کسی کذاب سے سنی ہے، پھر تدلیس کرتے ہوئے اس کو اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کر دیا، ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے: اور خیر بن عرفہ کے بارے میں معلوم نہیں کہ یہ کون ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "الإصابة"[3] میں حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا

---

[1] كتاب الموضوعات:ص:١٤١،رقم:٤٠٩،دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٩هـ.
حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کی مکمل عبارت ملاحظہ ہو:"وهذا من أقبح الموضوعات وأشنعها، وفي إسناده مجاهيل، ولا ندري من جبر[كذا في الأصل، و الصحيح: خير]، وقد صح أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لو أن موسى حيا ما وسعه إلا اتباعي، أفيقول هذا؟ قولوا له: يجيء إلي، وإن هذا لإحدى الخرافات، وقد روى أبو بكر النقاش أن محمد بن إسماعيل البخاري سئل عن الخضر وإلياس: هل هما في الأحياء ؟ فقال: كيف يكون هذا، وقد قال النبي صلى الله عليه وسلم: لا يبقى على رأس مائة ممن هو على ظهر الأرض أحد".
[2] الإصابة في تمييز الصحابة:٢٦٣/٢،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.
[3] الإصابة في تمييز الصحابة:٢٦٣/٢،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب

کلام نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

”قلت: هو محدث مصري مشهور، واسم جده عبد الله بن كامل، يكنى أبا الطاهر، روى عنه أبو طالب الحافظ به شيخ الدارقطني وغيره، ومات سنة ۲۸۳“. میں کہتا ہوں: خیر بن عرفہ محدث، مصری، مشہور ہے، اور ان کے دادا کا نام عبد اللہ بن کامل ہے، کنیت ابو طاہر ہے، دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ حافظ ابو طالب وغیرہ اس سے روایت کرتے ہیں، اور ان کی سن وفات ۲۸۳ھ ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ ”تنزیه الشریعة“[1] میں حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کا کلام نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

”نعم بقية مدلس، وقد عنعن، فيحتمل أنه سمعه من غير ثقة، فدلسه عن الأوزاعي، والله أعلم“. جی ہاں، بقیہ مدلس ہے، وہ اسے عنعنہ کے ساتھ روایت کررہا ہے، چنانچہ احتمال ہے کہ بقیہ نے اس کو کسی غیر ثقہ سے سن کر تدلیس کرتے ہوئے اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کر دیا ہو، واللہ اعلم۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ ”البداية“[2] میں زیر بحث روایت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

”وهذا يدل على أن الخضر وإلياس بتقدير وجودهما وصحة هذا

العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

[1] تنزيه الشريعة: ٢٣٧/١، رقم: ٢٠، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف وعبد الله محمد الصديق، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

[2] البداية والنهاية: ٢٧٦/٢، ت: عبد الله بن عبد المحسن التركي، دار هجر ـ مصر، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

الحديث، لم يجتمعا به إلى سنة تسع من الهجرة، وهذا لا يسوغ شرعا، وهذا موضوع أيضا".

خضر والیاس علیہما السلام کی موجودگی اور اس حدیث کی صحت کو تسلیم کرنے کی صورت میں یہ حدیث اس پر دلالت کرتی ہے کہ خضر والیاس علیہما السلام نو(۹) ہجری تک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہیں مل سکے ہیں، اور یہ بات شرعاً ممکن نہیں ہے، اور یہ حدیث بھی من گھڑت ہے۔

روایت بطریق بقیہ بن ولید کا حکم

حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ زیر بحث روایت کے بارے میں فرماتے ہیں: "یہ حدیث منکر ہے اور اس کی سند قوی نہیں ہے"، اور حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "من گھڑت" قرار دیا ہے، لہذا اس روایت کو اس طریق سے بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

دو مختلف سندوں سے منقول زیر بحث روایت کو حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے "من گھڑت" کہا ہے، اسی طرح حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "من گھڑت"، "باطل" کہا ہے، حافظ ابن قیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے، امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اس حدیث کی سند "ضعیف بمرۃ" ہے اور معجزات میں سے جو صحیح ہیں وہ کافی ہیں"، حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے، الحاصل اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

روایت نمبر ⑲

روایت: عید الاضحی کی رات دو نفل جس میں سورۂ فاتحہ اور آخری تین قل پندرہ مرتبہ، سلام کے بعد تین مرتبہ آیت الکرسی، اور استغفار پندرہ مرتبہ پڑھنے پر اہل جنت میں شمار، تمام گناہ معاف، ہر آیت کے بدلے حج و عمرہ کا ثواب، ساٹھ غلام آزاد کرنے کا اجر، اور اگر انتقال ہو گیا تو شہادت کا اجر ملے گا۔

حکم: من گھڑت

روایت کا مصدر

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ "كتاب الموضوعات"[1] میں تخریج فرماتے ہیں:

"أنبأنا محمد بن ناصر، أنبأنا محمد بن علي بن ميمون، أنبأنا أبو عبد الله محمد بن علي بن عبد الرحمن، أنبأنا محمد بن علي بن الحسين بن أبي الجراح القطواني، أنبأنا أبي، حدثنا إسحاق بن أحمد بن عبد الله، حدثنا أحمد بن محمد بن غالب، حدثنا الوليد بن مسلم، عن عبد الرحمن بن يزيد، عن القاسم بن عبد الرحمن، عن أبي أمامة الباهلي، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من صلى ليلة النحر ركعتين، يقرأ في كل ركعة بفاتحة الكتاب خمس عشرة مرة، وقل هو الله أحد خمس عشرة مرة، وقل أعوذ برب الفلق خمس عشرة مرة، وقل أعوذ برب الناس خمس عشرة مرة، فإذا سلم قرأ آية الكرسي ثلاث مرات، ويستغفر الله خمس

---

[1] كتاب الموضوعات: ٢/١٣٣، ت: عبد الرحمن محمد عثمان، المكتبة السلفية ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ١٣٨٦هـ.

عشرة مرة، جعل الله اسمه في أصحاب الجنة وغفر له ذنوب السر وذنوب العلانية، وكتب له بكل آية قرأها حجة وعمرة، وكأنما أعتق ستين رقبة من ولد إسماعيل، فإن مات فيما بينه وبين الجمعة الأخرى مات شهيدا".

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص عید الاضحی کی رات دو رکعت نفل اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ پندرہ مرتبہ، سورۂ اخلاص پندرہ مرتبہ، سورۂ فلق پندرہ مرتبہ، سورۃ الناس پندرہ مرتبہ پڑھے، پھر جب سلام پھیر لے، تو آیت الکرسی تین مرتبہ پڑھے، اور استغفار پندرہ مرتبہ پڑھے، تو اللہ رب العزت اس کا نام اہل جنت میں کردیں گے، اور اس کے چھپے ہوئے گناہ اور آشکارہ گناہ معاف کردیں گے، اور ہر آیت جو اس نے پڑھی ہے اس کے بدلے اُس کے لئے ایک حج اور ایک عمرہ کا ثواب لکھ دیا جائے گا، اور گویا کہ اس نے خاندان اسماعیل علیہ السلام کے ساٹھ غلاموں کو آزاد کیا، اگر وہ اس دن سے آنے والے جمعہ کے درمیان مر گیا تو شہید مرے گا۔

بعض دیگر مصادر

زیر بحث روایت حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "مثیر الغرام"[1] میں بھی اسی سند سے تخریج کی ہے۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ "الموضوعات"[2] میں زیر بحث روایت تخریج

[1] مثير الغرام الساكن إلى أشرف الأماكن:ص:۲۰۲،ت:مصطفى محمد حسين الذهبى،دار الحديث ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٣١٥هـ.

[2] كتاب الموضوعات:۱۳٤/۲،ت:عبد الرحمن محمد عثمان،المكتبة السلفية ـ المدينة المنورة،الطبعة

کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

”هذا حديث لا يصح، في إسناده القاسم، قال أحمد: منكر الحديث، حدث عنه علي بن زيد أعاجيب، وما أراها إلا من قبل القاسم، وقال ابن حبان: كان يروي عن أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم المعضلات، وفيه أحمد بن محمد بن غالب وهو غلام خليل، كان يضع الحديث“.

یہ حدیث صحیح نہیں ہے، اس کی سند میں قاسم ہے، احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ منکر الحدیث ہے، علی بن زید نے اس سے عجیب روایتیں نقل کی ہیں، میرا خیال یہ ہے کہ یہ قاسم کی جانب سے ہیں، اور ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب سے معضلات نقل کرتا تھا، اور اس کی سند میں احمد بن محمد غالب ہے، اور وہ غلام خلیل ہے جو حدیث گھڑتا تھا۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ”تلخيص الموضوعات“[1] میں زیر بحث روایت کے بارے میں فرماتے ہیں: ”فيه غلام خليل كذاب“. اس کی سند میں غلام خلیل ہے جو کہ کذاب ہے۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ”اللآلئ المصنوعة“[2] میں زیر بحث روایت نقل

الأولى١٣٨٦هـ.

[1] تلخيص الموضوعات: ص:١٨٨، رقم:٤٤٢، ت:أبو تميم ياسر بن إبراهيم بن محمد، مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

[2] اللآلئ المصنوعة:٥٣/٢، ت:أبو عبد الرحمن صلاح بن محمد بن عويضة، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة

کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"أحمد بن محمد بن غالب هو غلام خليل وضاع". اس کی سند میں احمد بن محمد بن غالب ہے جو کہ غلام خلیل ہے، یہ حدیث گھڑنے والا ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ "تنزيه الشريعة"[۱] زیر بحث روایت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "وفيه أحمد بن محمد بن غالب غلام خليل". اس میں احمد بن محمد بن غلام خلیل ہے۔

علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ "تذكرة الموضوعات"[۲] میں زیر بحث روایت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "فيه وضاع" اس میں حدیث گھڑنے والا موجود ہے۔

علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ "الفوائد المجموعة"[۳] میں زیر بحث روایت کے بارے میں فرماتے ہیں: "في إسناده أحمدبن محمد بن غالب، هو غلام خليل وضاع". اس کی سند میں احمد بن محمد بن غالب جو کہ غلام خلیل ہے، یہ حدیث گھڑنے والا ہے۔

الأولى ١٤١٧هـ.

[۱] تنزيه الشريعة: ٩٦/٢، رقم: ٦٠، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف وعبد الله محمد الصديق، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

[۲] تذكرة الموضوعات: ص: ٤٧، إحياء التراث العربي ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٣٩٩هـ.

[۳] الفوائد المجموعة: ص: ٥٣، رقم: ١١٣، ت: عبد الرحمن بن يحيي المعلمي اليماني، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة ١٤١٦هـ.

علامہ لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ "الآثار المرفوعة"[1] میں زیر بحث روایت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"أخرجه ابن الجوزی بسند فیه أحمد بن محمد بن غالب غلام خلیل، وقال: موضوع، وهو وضاع، انتهی، وأقره علیه السیوطي وابن عراق وغیرهما".

ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کی تخریج ایسی سند سے کی ہے جس میں احمد بن محمد بن غالب غلام خلیل ہے، اور فرمایا ہے: یہ من گھڑت روایت ہے اور وہ غلام خلیل حدیث گھڑنے والا ہے، انتہی، ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اور ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر نے برقرار رکھا ہے۔

سند میں موجود راوی ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن غالب بن خالد بن مرداس باہلی بصری المعروف غلام خلیل (المتوفی ۲۷۵ھ) کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الکامل"[2] میں فرماتے ہیں: "سمعت عبدان

---

[1] الآثار المرفوعة: ص: ۸۹، ت: أبو هاجر محمد السعید بن بیسیوني زغلول، دار الکتب العلمیة ـ بیروت، الطبعة الأولی ۱٤۰۵ھـ.

علامہ لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کی مکمل عبارت ملاحظہ ہو: "أخرجه ابن الجوزی بسند فیه أحمد بن محمد بن غالب غلام خلیل، وقال: موضوع، وهو وضاع، انتهی، وأقره علیه السیوطي وابن عراق وغیرهما، وفي الکشف الحثیث عمن رمي بوضع الحدیث لإبراهیم الحلبي: أحمد بن محمد بن غالب الباهلي غلام خلیل، قال ابن عدي: سمعت أبا عبد الله النهاوندي، یقول لغلام خلیل في هذه الرقائق التي یحدث بها، قال: وضعناها لترقق بها قلوب العامة، وقال ابن أبي حاتم في کتاب الجرح والتعدیل: قال أبي: روی أحادیث مناکیر عن شیوخ مجهولین، انتهی".

[2] الکامل في ضعفاء الرجال: ۳۲۲/۱، رقم: ۳۸، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الکتب العلمیة ـ بیروت.

الأهوازي يقول: قلت لعبد الرحمن بن خِرَاش: هذه الأحاديث التي يتحدث بها غلام الخليل لسليمان بن بلال من أين له؟ قال: سرقها من عبد الله بن شبيب، وسرقها عبد الله بن شَبِيْب من النضر بن سلمة، وسرقها النضر من شاذان، ووضعها شاذان". میں نے عبدان اہوازی کو فرماتے ہوئے سنا، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے عبد الرحمن بن خِرَاش سے پوچھا کہ سلیمان بن بلال کی یہ احادیث جن کو غلام خلیل بیان کرتا ہے یہ اسے کہاں سے ملی ہیں؟ عبد الرحمن بن خِرَاش نے کہا: اس نے عبد اللہ بن شَبِیب سے سرقہ کی ہیں، اور عبد اللہ بن شَبِیب نے انہیں نضر بن سلمہ سے سرقہ کیا ہے، اور نضر بن سلمہ نے انہیں شاذان سے سرقہ کیا ہے، اور شاذان نے انہیں گھڑا ہے۔

امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "أخشى أن يكون دجال بغداد"[1]. مجھے ڈر ہے کہ یہ بغداد کا دجال ہو۔

حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "روى أحاديث مناكير عن شيوخ مجهولين، ولم يكن محله عندي ممن يفتعل الحديث، وكان رجلا صالحا"[2]. اس نے مجہول شیوخ سے منکر احادیث روایت کی ہیں، میرے نزدیک اس کا مقام و مرتبہ حدیث گھڑنے والوں جیسا نہیں ہے، اور یہ نیک شخص تھا۔

علامہ ابو بکر بن اسحاق صبغی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "أحمد بن محمد بن غالب ممن لا أشك في كذبه"[3]. احمد بن محمد بن غالب ان لوگوں میں سے ہے جن کے

[1] المنتظم: ۲٦٦/۱۲، رقم: ۱۸۰٦، ت: محمد عبد القادر عطا ومصطفى عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.

[2] الجرح التعديل: ۷۳/۲، رقم: ۱٤۲، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱۳۷۲هـ.

[3] تاريخ بغداد: ۲٤۸/٦، رقم: ۲۷۳٥، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤۲۲هـ.

جھوٹا ہونے میں مجھے کوئی شک نہیں ہے۔

علامہ ابو بکر نقاش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "وهو واه"[1]. اور یہ واہی ہے۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحين"[2] میں فرماتے ہیں: "لم يكن الحديث شأنه، كان يجيب في كل ما يسئل، ويقرأ كل ما يعطى، سواء كان ذلك من حديثه أو من حديث غيره". صناعت حدیث اس کا کام نہیں تھا، جس چیز کے بارے میں بھی اس سے پوچھا جاتا تھا اس کا جواب دیتا تھا، اور جو کچھ بھی اس کو دیا جاتا یہ اس کو پڑھتا تھا، چاہے اس کا تعلق اس کی اپنی حدیث سے ہوتا یا کسی اور کی حدیث سے ہوتا۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الكامل"[3] میں غلام خلیل کی ایک حدیث تخریج کر کے فرماتے ہیں: "وهذا الحديث باطل بهذا الإسناد وبغير هذا الإسناد، وغلام الخليل أحاديثه مناكير لا تحصى كثرة، وهو بين الأمر في الضعفاء". اور یہ حدیث اس اسناد اور اس کے علاوہ اسناد سے باطل ہے، اور غلام خلیل کی اتنی منکر احادیث ہیں کہ شمار نہیں کی جا سکتیں، اور ضعفاء میں اس کا معاملہ واضح ہے۔

امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء"[4] میں غلام خلیل کو "متروك" کہا ہے۔

امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: "غلام الخليل يضع الحديث، متروك"[5]. غلام خلیل حدیث گھڑتا ہے، متروک ہے۔

---

[1] انظر ميزان الاعتدال: ١٤٢/١، رقم: ٥٥٧، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

[2] المجروحين: ١٥٠/١، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ١٤١٢هـ.

[3] الكامل في ضعفاء الرجال: ٣٢٢/١، رقم: ٣٨، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[4] الضعفاء والمتركون: ١٢٢، رقم: ٥٨، ت: موفق بن عبد الله، مكتبة المعارف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[5] سؤالات الحاكم النيسابوري للدار قطني: ٩٠، رقم: ١٥، ت: موفق بن عبد الله بن عبد القادر، مكتبة المعارف ـ الرياض،

حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ "المسند المستخرج"[1] میں فرماتے ہیں: "روى عن الثقات بأحاديث واهية موضوعة، له صيت في الزهد والورع، لا شيء". اس نے ثقات کے انتساب سے واہی اور من گھڑت احادیث روایت کی ہیں، اس کی زہد و تقوی میں شہرت تھی، یہ لا شیء ہے۔

امام ابو عبد اللہ حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ "المدخل"[2] میں فرماتے ہیں: "روى عن جماعة من الثقات أحاديث موضوعة على ما ذكره لنا القاضي أبو بكر أحمد بن كامل بن خلف من زهده وورعه ونعوذ بالله من زهد يقيم صاحبه ذلك المقام". اس نے ثقہ راویوں کی ایک جماعت کے انتساب سے من گھڑت احادیث روایت کی ہیں، باوجودیکہ قاضی ابو بکر احمد بن کامل بن خلف نے ہمارے سامنے اس کے زہد وورع کا تذکرہ کیا ہے، ہم اللہ کی پناہ طلب کرتے ہیں ایسے زہد سے جو آدمی کو اس مقام تک لے جائے۔

علامہ ابو عبد اللہ نہاوندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "قلت لغلام الخليل: هذه الأحاديث الرقائق التي تحدث بها؟ قال: وضعناها لنرقق بها قلوب العامة"[3]. میں نے غلام خلیل سے کہا: آپ دلوں کو نرم کرنے والی احادیث بیان کرتے ہیں؟ تو غلام خلیل نے کہا: ہم نے یہ روایات گھڑی ہیں، تاکہ ان کے ذریعہ عوام الناس کے دلوں کو نرم کریں۔

الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[1] المسند المستخرج على صحيح مسلم: ٦٠/١، رقم: ٣٠، ت: محمد حسن محمد حسن إسماعيل، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

[2] المدخل إلى الصحيح: ص: ١٢١، رقم: ١٨، ت: ربيع بن هادي عمير المدخلي، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[3] الكامل في ضعفاء الرجال: ٣٢٢/١، رقم: ٣٨، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

حافظ جوزقانی رحمۃ اللہ علیہ "الأباطیل"[1] میں فرماتے ہیں: "وثلاثتهم باتفاق النقاد: غلام الخليل والشامي والعطار ظلمات بعضها فوق بعض، اتفق على إسقاط حديثهم وتفردهم". اور وہ تینوں: غلام خلیل، شامی اور عطار، ناقدین کے اتفاق سے بعض بعض سے بڑھ کر تاریک ہیں، ان کی حدیث کے اسقاط اور ان کے تفرد پر اتفاق ہے۔

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ "الموضوعات"[2] میں ایک روایت کے تحت غلام خلیل کے بارے میں فرماتے ہیں: "كذاب يضع الحديث". کذاب ہے، حدیث گھڑتا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "المغني"[3] میں فرماتے ہیں: "غلام خليل معروف بوضع الحديث، قبل الثلاثمائة، أقر بالوضع، وقال: وضعنا أحاديث نرفق بها القلوب". غلام خلیل حدیث گھڑنے میں مشہور ہے، تین سو ہجری سے پہلے کا ہے، اس نے حدیث گھڑنے کا اقرار کیا ہے، اور کہا ہے: ہم نے احادیث اس لئے گھڑی ہیں تاکہ اس کے ذریعہ دلوں کو نرم کریں۔

نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "سير أعلام النبلاء"[4] میں فرماتے ہیں: "وكان له جلالة عجيبة، وصولة مهيبة، وأمر بالمعروف، وأتباع كثير، وصحة معتقد،

---

[1] الأباطيل والمناكير والصحاح والمشاهير:٨٥/٢،رقم:٤٦٩،ت:عبد الرحمن عبد الجبار الفريوائي،المطبعة السلفية ـ الهند،الطبعة الأولى ١٤٠٣هـ.

[2] كتاب الموضوعات:٤١٤/١،ت:عبد الرحمن محمد عثمان،المكتبة السلفية ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ١٣٨٦هـ.

[3] المغني في الضعفاء:٩١/١،رقم:٤٤٠،ت:أبي الزهراء حازم القاضي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

[4] سير أعلام النبلاء:٢٨٣/١٣،رقم:١٣٦،ت:شعيب الأرنوؤط،موسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٠٢هـ.

إلا أنه يروي الكذب الفاحش، ويرى وضع الحديث، نسأل الله العافية". اس کی شان عجیب تھی، اور رعب ودبدبہ تھا، اور یہ امر بالمعروف کرنے والا تھا، اور اس کے متبعین بکثرت تھے، اور صحیح عقیدہ رکھنے والا تھا، مگر یہ کہ کذب فاحش روایت کرتا تھا، اور حدیث گھڑنے کو جائز سمجھتا تھا، ہم اللہ سے عافیت طلب کرتے ہیں۔

حافظ ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ "فتح الباري"[1] میں ایک روایت کے تحت فرماتے ہیں: "والباهلي هو: غلام خليل، كذاب، مشهور بالكذب". اور باہلی وہ غلام خلیل ہے، جو کذاب ہے، جھوٹ بولنے میں مشہور ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "نزهة الألباب"[2] میں فرماتے ہیں: "وكان شديد الضعف في الحديث". اور یہ حدیث میں شدید ضعیف ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "الإصابة"[3] میں ایک روایت کے تحت غلام خلیل کے بارے میں فرماتے ہیں: "معروف بوضع الحديث". یہ حدیث گھڑنے میں مشہور ہے۔

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ "الزيادات"[4] میں ایک روایت کے تحت فرماتے ہیں: "غلام خليل أحد المشهورين بالوضع". غلام خلیل حدیث گھڑنے والے

---

[1] فتح الباري شرح صحيح البخاري:۸/۶۵،ت:محمود بن شعبان بن عبد المقصود ومجدي بن عبد الخالق الشافعي وغيره،مكتبة الغرباء الأثرية ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ۱٤۱۷هـ.

[2] نزهة الألباب في الألقاب:۲/۵۲،رقم:۲۰۸۰،ت:عبد العزيز محمد بن صالح السديري،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ۱٤۰۹هـ.

[3] الإصابة في تمييز الصحابة:۶/۵۰۵،رقم:۹۲٤۳،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۵هـ.

[4] الزيادات على الموضوعات:۱/۱۸۶،رقم:۲۱۵،ت:رامز خالد حاج حسن،مكتبة المعارف ـ الرياض، الطبعة الأولى ۱٤۳۱هـ.

مشہور لوگوں میں سے ایک ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ "تنزیه الشريعة"[1] میں غلام خلیل کو وضاعین ومتہمین کی فہرست میں شمار کرکے فرماتے ہیں: "معروف بالوضع". یہ حدیث گھڑنے میں معروف ہے۔

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

زیر بحث روایت کو حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "من گھڑت" کہا ہے، اور حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ، علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے اعتماد کیا ہے اس لئے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔
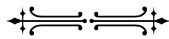
[1] تنزيه الشريعة: ۲۳/۱، رقم: ۲۰۹، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف وعبد الله محمد الصديق، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

روایت نمبر⑳

روایت: ’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر کوئی شخص سورۂ اخلاص چار سو مرتبہ پڑھے تو اس کے لئے چار سو شہیدوں کا ثواب لکھا جائے گا، ان میں ہر شہید ایسا ہو گا جس کا گھوڑا ذبح کر دیا گیا ہو اور اس کا خون بھی بہایا گیا ہو، اور اگر کوئی شخص اس کو ایک ہزار مرتبہ پڑھ لے تو اس وقت تک اس کا انتقال نہیں ہو گا جب تک وہ اپنا مقام جنت میں نہ دیکھ لے، یا جب تک اس کو جنت میں اس کا مقام نہ دکھلا دیا جائے‘‘۔

حکم: شدید ضعیف ہے، بیان نہیں کر سکتے۔

زیر بحث روایت دو طرق سے منقول ہے: ① روایت بطریق ابان بن ابی عیاش ② روایت بطریق اسحاق بن بشر کاہلی۔

روایت بطریق ابان بن ابی عیاش

زیر بحث روایت علامہ ابو القاسم حلبی خیاط رحمۃ اللہ علیہ نے ’’حديث أبي القاسم الحلبي‘‘[1] میں تخریج کی ہے:

’’حدثنا إسماعيل، نا أبو الحسن أحمد بن محمد بن الحسن المعروف بابن أبي نضلة الشيخ الصالح، حدثني أبي، نا أبو عثمان الصياد، عن محمد بن مروان الغفاري، عن أبان، عن أنس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من قرأ قل هو الله أحد مرة بورك عليه، فإن قرأها مرتين بورك عليه وعلى أهله، فإن قرأها ثلاث مرات بورك عليه وعلى أهله وجيرانه، فإن قرأها

[1] حديث أبي القاسم الحلبي: ص: ۳۲، رقم: ۳۱، مخطوط من الشاملة.

اثنتي عشرة مرة بني له اثنا عشر قصرا في الجنة ويقول الحفظة: انطلقوا بنا ننظر إلى قصور أخينا.

فإن قرأها مائة مرة كفر عنه ذنوب خمس وعشرين سنة ما خلا الدماء والأموال، وإن قرأها أربع مائة مرة كان له أجر أربع مائة شهيد، كل قد عقر جواده وأهريق دمه، فإن قرأها ألف مرة لم يمت حتى يرى مكانه من الجنة أو يرى له".

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے "قل هواللہ احد" کو ایک مرتبہ پڑھا اس پر برکت ہو گی، جس نے دو مرتبہ پڑھا تو اس پر اور اس کے اہل و عیال پر برکت ہو گی، اور جس نے تین مرتبہ پڑھا تو اس پر اور اس کے اہل و عیال پر اور اس کے پڑوسیوں پر برکت ہو گی، اور جس نے بارہ مرتبہ پڑھا تو اس کے لئے جنت میں بارہ محل بنائیں جائیں گے، محافظ فرشتے کہیں گے ہمیں لے چلو ہم اپنے بھائی کے محلات دیکھنا چاہتے ہیں۔

اور جس نے سورۂ اخلاص سو مرتبہ پڑھی تو اس کے پچیس سال کے گناہوں کو مٹا دیا جائے گا سوائے خون اور مال کے، اگر کوئی شخص سورۂ اخلاص چار سو مرتبہ پڑھے تو اس کے لئے چار سو شہیدوں کا ثواب لکھا جائے گا، ان میں ہر شہید ایسا ہو گا جس کے گھوڑے کی کوچیں کاٹ دی گئیں ہوں، اور اس کا خون بھی بہایا گیا ہو، اور اگر کوئی شخص اس سورت کو ایک ہزار مرتبہ پڑھ لے تو اس کا اس وقت تک انتقال نہ ہو گا جب تک کہ وہ اپنا مقام جنت میں نہ دیکھ لے، یا جب تک اس کو جنت میں اس کا مقام نہ دکھلا دیا جائے۔

بعض دیگر مصادر

زیر بحث روایت حافظ ابو اسحاق ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "تفسیر"[1] میں، حافظ خلال رحمۃ اللہ علیہ نے "فضائل سورة الإخلاص"[2] میں اور حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے "تاريخ دمشق"[3] میں تخریج کی ہے، تینوں سندیں سند میں موجود راوی محمد بن مروان غفاری پر مشترک ہو جاتی ہیں۔

اہم نوٹ:

واضح رہے کہ روایت میں موجود بعض دیگر اجزاء دیگر طرق سے بھی منقول ہیں، ہمارا ذکر کردہ حکم ان سے متعلق نہیں، تاحال ان دیگر اجزاء سے اس مقام پر تعرض نہیں کیا جارہا، فی الحال ہماری تحقیق و حکم کا تعلق صرف عنوان میں ذکر کردہ مضمون سے ہے۔

سند میں موجود راوی ابو اسماعیل ابان بن ابی عیاش فیروز بصری (المتوفی ۱۳۸ھ) کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

علامہ محمد بن موسی حَرَشی اور علامہ عبدالرحمن بن مبارک عَیشی، حماد بن زید سے نقل کرتے ہیں: "قلت لسلم العلوي: حدثني، قال: يا بني! عليك بأبان، فإني قد رأيته يكتب بالليل عند أنس بن مالك عند السراج، زاد العيشي،

---

[1] الكشف والبيان: ١٠/ ٣٣٠، رقم: ٣٠٧، ت: أبو محمد بن عاشور، دار إحياء التراث العربي ـ بيرت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[2] من فضائل سورة الإخلاص وما لقارئها: ص: ٤٠/١، رقم: ٥، ت: محمد بن رزق بن طرهوني، مكتبة لينة ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.

[3] تاريخ دمشق: ١٥/ ١٩٠، رقم: ١٧٤٨، ت: عمر بن غرامة العمروي، دار الفكر ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

عن حماد قال: فذكرت ذلك لأيوب، فقال: ما زال نعرفه بالخير منذ كان"[1].

میں نے سَلم علوی سے کہا: آپ مجھے حدیث بیان کریں، سَلم نے کہا: اے بیٹے! تم ابان کو لازم پکڑو، کیونکہ میں نے اسے دیکھا ہے کہ وہ چراغ کے سامنے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھ کر لکھا کرتا تھا، عیشی، حماد سے یہ اضافہ بھی نقل کرتے ہیں کہ میں نے یہ بات ایوب سے کہی تو ایوب نے کہا: ایک عرصہ سے ہم ان میں خیر ہی کو پہچانتے ہیں۔

امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "لأن أشرب من بول حمار حتى أروى أحب إلى من أن أقول: حدثنا أبان بن أبي عياش"[2]. میں ابان بن ابی عیاش سے روایت نقل کروں، مجھے اس سے زیادہ پسند یہ ہے کہ خوب سیر ہو کر گدھے کا پیشاب پیوں۔

علامہ ابن ادریس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "قلت لشعبة: حدثني مهدي بن ميمون، عن سَلْم العلوي، قال: رأيت أبان بن أبي عياش يكتب عن أنس بالليل، فقال شعبة: سلم يرى الهلال قبل الناس بليلتين"[3].

میں نے شعبہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: مجھے مہدی بن میمون نے سلم علوی سے نقل کیا ہے، سَلم فرماتے ہیں کہ میں نے ابان بن ابی عیاش کو رات کے وقت انس بن

[1] تهذيب الكمال: ٢٠/٢، رقم: ١٤٢، ت: بشار عواد معروف، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠٧هـ.

[2] انظر ميزان الاعتدال: ١٠/١، رقم: ١٥، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: "لأن يزني الرجل خير له من أن يروى عن أبان بن أبي عياش" (انظر سؤالات البرذعي: ص: ٢٠٠، رقم: ٣٤١، ت: أبو عمر محمد بن علي الأزهري، الفاروق الحديثية ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ).

[3] ميزان الاعتدال: ١٠/١، رقم: ١٥، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

مالک رضی اللہ عنہ سے احادیث لکھتے ہوئے دیکھا ہے، تو اس کے جواب میں شعبہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: سَلم تو چاند بھی لوگوں سے دو دن پہلے دیکھ لیتا ہے۔

علامہ ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن مثنی انصاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كنت مع سلام بن أبي مطيع، فذكرنا أبان بن أبي عياش فقال: لا تحدث عنه بشيء، وانظر حديثك عن حميد، فازدهر بحديثه"[1]. میں سلام بن ابی مطیع کے ساتھ تھا ہم نے ابان بن ابی عیاش کا ذکر کیا، تو سلام بن ابی مطیع نے فرمایا: اس سے کچھ بھی بیان نہ کرو، اور اپنی حدیث حمید سے بیان کر کے اسے محفوظ کرو۔

حافظ ابو عبد اللہ محمد بن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے "الطبقات الكبرى"[2] میں ابان بن ابی عیاش کو "متروك الحديث" کہا ہے۔

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كان يكذب"[3]. یہ جھوٹ بولتا تھا۔

نیز حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: "وهو متروك الحديث، يعني أبان"[4]. اور ابان متروک الحدیث ہے۔

حافظ ابو عوانہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "أتيت أبان بن عياش بكتاب فيه حديث من حديثه، وفي أسفل الكتاب حديث رجل من أهل واسط، فقرأه علي

---

[1] العلل ومعرفة الرجال:۳/۳٦٠،رقم:۵۵۷۸،ت:وصي الله بن محمد عباس،دار الخاني ـ الرياض،الطبعة الثانية ١٤٢٢هـ.

[2] الطبقات الكبرى:۷/۱۸۸،رقم:۳۲۰٤،ت:محمد عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤١٨هـ.

[3] معرفة الرجال:۱/٦٤،رقم:۱۱٦،ت:محمد كامل القصار مجمع اللغة العربية ـ دمشق،الطبعة ١٤٠٥هـ.

[4] تاريخ يحيى بن معين برواية الدوري:۲/۱۱۷،رقم:۳٦۲۵،ت:عبد الله أحمد حسن،دار القلم ـ بيروت .

أجمع"[1]. میں ابان بن ابی عیاش کے پاس ایک کتاب لایا جس میں ان کی احادیث میں سے احادیث تھیں، اور ایک کتاب کے ختم پر اہل واسط کے ایک شخص کی احادیث تھیں، پھر ابان نے یہ سب مجھ پر پڑھ دیں۔

نیز حافظ ابو عوانہ رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے موقع پر فرماتے ہیں: "لا أستحل أن أروي عنه شيئا"[2]. میں اس سے کچھ بھی روایت کرنے کو حلال نہیں سمجھتا۔

علامہ ابو طالب مشکانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "قال أحمد يعني ابن حنبل: لا تكتب عن أبان بن عياش شيئا، قلت: كان له هوى؟ قال: كان منكر الحديث"[3]. احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابان بن ابی عیاش سے کچھ مت لکھو، میں نے کہا: اس میں بدعت تھی؟ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: وہ منکر الحدیث تھا۔

امام علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ ابان کے بارے میں فرماتے ہیں: "وكان ضعيفا، ضعيفا عندنا"[4]. ضعیف تھا، اور ہمارے نزدیک بھی ضعیف ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ "العلل ومعرفة الرجال"[5] میں فرماتے ہیں: "متروك الحديث، ترك الناس حديثه مذ دهر من الدهر". متروک الحدیث ہے، لوگوں نے ایک زمانے سے اس کی حدیث کو ترک کر رکھا ہے۔

---

[1] الجرح والتعديل: ۲۹۵/۲، رقم: ۱۰۸۷، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱۳۷۱هـ.

[2] الضعفاء والمتروكين: ۱۹/۱، رقم: ۱۵، ت: عبد الله القاضي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۰٦هـ.

[3] الجرح والتعديل: ۲۹٦/۲، رقم: ۱۰۸۷، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱۳۷۱هـ.

[4] سؤالات ابن أبي شيبة: ص: ٥٤، رقم: ۱۷، ت: موفق بن عبد الله مكتبة المعارف ـ الرياض، الطبعة الأولى ۱٤۰٤هـ.

[5] العلل ومعرفة الرجال: ٤۱۲/۱، رقم: ۸۷۲، ت: وصي الله بن محمد عباس، دار الخاني ـ الرياض، الطبعة الثانية ۱٤۲۲هـ.

نیز امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ "العلل ومعرفة الرجال"[1] میں ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: "كان وكيع إذا أتى على حديث أبان بن أبي عياش يقول: رجل، لا يسميه، استضعافا له". وکیع رحمۃ اللہ علیہ جب ابان بن ابی عیاش کی حدیث پر آتے، تو رجل کہتے، اسے ضعیف سمجھتے ہوئے اس کا نام نہیں لیتے تھے۔

حافظ عبد اللہ بن احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "قرأت على أبي حديث عباد بن عباد، فلما أنتهي إلى حديث أبان بن أبي عياش، قال: اضرب عليها، فضربت عليها وتركها، وقال: اضرب على حديث جعفر بن الزبير"[2]. میں نے اپنے والد پر عباد بن عباد کی حدیث پڑھی، جب میں ابان بن ابی عیاش کی حدیث پر پہنچا تو والد نے فرمایا: اسے ترک کردو، میں نے اسے ترک کردیا اور انہوں نے بھی اس کی حدیث کو ترک کردیا، اور والد نے فرمایا: جعفر بن زبیر کی حدیث کو ترک کردو۔

حافظ عمرو بن علی صیرفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كان يحيى وعبد الرحمن لا يحدثان عن أبان بن أبي عياش"[3]. یحیی رحمۃ اللہ علیہ اور عبد الرحمن رحمۃ اللہ علیہ، ابان بن ابی عیاش سے روایت نہیں کرتے تھے۔

حافظ عمرو بن علی صیرفی رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے موقع پر فرماتے ہیں: "متروك الحديث، وهو رجل صالح"[4]. یہ متروک الحدیث ہے، نیک شخص ہے۔

---

[1] العلل ومعرفة الرجال:٥٢٥/٢،رقم:٣٤٦٧،ت:وصي الله بن محمد عباس،دار الخاني ـ الرياض،الطبعة الثانية ١٤٢٢هـ.

[2] العلل ومعرفة الرجال:٢٠٦/٣،رقم:٤٨٧٨،ت:وصي الله بن محمد عباس،دار الخاني ـ الرياض،الطبعة الثانية ١٤٢٢هـ.

[3] الجرح والتعديل:٢٩٦/٢،رقم:١٠٨٧،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣٧١هـ.

[4] تهذيب الكمال:١٩/٢،رقم:١٤٢،ت:بشار عواد معروف،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٠٧هـ.

حافظ ابراہیم بن یعقوب سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے "أحوال الرجال"[1] میں ابان بن ابی عیاش کو "ساقط" کہا ہے۔

حافظ ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ سے ابان کے متعلق پوچھا گیا، توانہوں نے فرمایا: "ترك حديثه، ولم يقرأ علينا حديثه، فقيل له كان يتعمد الكذب؟ قال: لا، كان يسمع الحديث من أنس، وشهر بن حوشب، ومن الحسن، فلا يميز بينهم"[2]. یہ متروک الحدیث ہے، اور ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے ہم پر اس کی حدیث نہیں پڑھی، ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ یہ جان بوجھ کر جھوٹ بولتا تھا؟ ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: نہیں، بلکہ یہ انس رضی اللہ عنہ، شہر بن حوشب اور حسن رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث سنتا تھا، لیکن ان میں فرق نہیں کر پاتا تھا۔

امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "لا يكتب حديث أبان"[3]. ابان کی حدیث کو نہیں لکھا جائے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اپنی "سنن"[4] میں فرماتے ہیں: "وأبان بن أبي عياش وإن كان قد وصف بالعبادة والاجتهاد فهذا حاله في الحديث، والقوم كانوا أصحاب حفظ، فرب رجل وإن كان صالحا لا يقيم الشهادة ولا يحفظها،

---

[1] أحوال الرجال: ١/١٧٣، رقم: ١٦٠، ت: عبد العليم عبد العظيم البستوي، حديث أكادمي ـ فيصل آباد ـ باكستان.

[2] الجرح والتعديل: ٢/٢٩٦، رقم: ١٠٨٧، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٣٧١هـ.

حافظ برذعی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذکورہ قول ان الفاظ سے نقل کیا ہے: "قيل: أبان بن أبي عياش كان يتعمد الكذب، قال: أما تعمد الكذب فلا، ولكنه واه بمرة، كان يسمع الحديث عن أنس، وعن شهر بن حوشب، وعن الحسن، فلا يميز بينهم" (سؤالات البرذعي: ص: ١٩٨، رقم: ٣٣٧، ت: أبو عمر محمد بن علي الأزهري، الفاروق الحديثية ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ).

[3] سؤالات أبي عبيد الآجري: ص: ٣١٩، رقم: ٤٩٠، ت: محمد علي قاسم العمري، المجلس العلمي ـ المدينة المنورة، الطبعة ١٣٩٩.

[4] سنن الترمذي: ٦/٢٣٥، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٩٩٦ء.

فكل من كان متهما في الحديث بالكذب أو كان مغفلا يخطئ الكثير، فالذي اختاره أكثر أهل الحديث من الأئمة أن لا يشتغل بالرواية عنه، ألا ترى أن عبد الله بن المبارك حدث عن قوم من أهل العلم، فلما تبين له أمرهم ترك الرواية عنهم".

ابان بن ابی عیاش اگرچہ عبادت اور اجتہاد کے ساتھ متصف ہے، یہ اس کی حالت حدیث میں ہے، اور بہت سے لوگ اصحابِ حفظ ہوتے ہیں، اور بسا اوقات ایک شخص اگرچہ وہ صالح ہوتا ہے لیکن وہ گواہی قائم نہیں کر سکتا اور نہ ہی گواہی محفوظ کر سکتا ہے، چنانچہ ہر وہ شخص جو حدیث میں متہم بالکذب ہو یا مغفل کثیر الخطاء ہو تو ائمہ میں سے اکثر محدثین نے یہ اختیار کیا ہے کہ اس کی روایت میں مشغول نہ ہوا جائے، کیا آپ دیکھتے نہیں کہ عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے اہل علم کی ایک جماعت سے روایت کی ہے، جب ان کا معاملہ واضح ہوا تو عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے روایت کا لینا ترک کر دیا۔

حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "متروك الحديث، وكان رجلا صالحا، لكن بلي بسوء الحفظ"[1]. ابان متروک الحدیث ہے، اور یہ نیک شخص تھا، لیکن یہ سوء حفظ میں مبتلا ہو گیا تھا۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء"[2] میں ابان بن ابی عیاش کو "متروك الحديث" کہا ہے۔

---

[1] الجرح والتعديل: ۲۹٦/۲، رقم: ۱۰۸۷، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱۳۷۱هـ.

[2] الضعفاء والمتروكين: ص: ٤٥، رقم: ۲۱، ت: بوران الضناوي، كمال يوسف الحوت، مؤسسة الكتب الثقافية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۰٥هـ.

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ ہی ایک موقع پر فرماتے ہیں: ”ليس بثقة، ولا يكتب حديثه“[1]. یہ لیس بثقہ ہے، اس کی حدیث نہیں لکھی جائے گی۔

حافظ زکریا ساجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”كان رجلا صالحا سخيا كريما، فيه غفلة، يهم في الحديث ويخطئ فيه، روى عنه الناس، ترك حديثه لغفلة كانت فيه، لم يحدث عنه شعبة، ولا عبد الرحمن، ولا يحيى“[2]. یہ نیک، سخی، کریم شخص تھا، اس میں غفلت تھی، حدیث میں وہم میں مبتلاء تھا، حدیث میں خطاء کرتا تھا، اس سے لوگوں نے روایت کی ہے، اس میں موجود غفلت کی وجہ سے اس کی حدیث کو ترک کر دیا گیا تھا، شعبہ رحمۃ اللہ علیہ، عبد الرحمن رحمۃ اللہ علیہ اور یحیی رحمۃ اللہ علیہ اس سے حدیث روایت نہیں کرتے تھے۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ ”المجروحين“[3] میں فرماتے ہیں: ”وكان من العباد الذي يسهر الليل بالقيام، ويطوي النهار بالصيام، سمع عن أنس بن مالك أحاديث، وجالس الحسن، فكان يسمع كلامه، ويحفظ، فإذا حدث ربما جعل كلام الحسن، الذي سمعه من قوله، عن أنس، عن النبي صلى الله عليه وسلم، وهو لا يعلم، ولعله روى عن أنس أكثر من ألف وخمسمائة حديث ما لكبير شيء منها أصل يرجع إليه“.

ابان ان عبادت گزار لوگوں میں تھا، جو رات نماز میں، اور دن روزے میں بسر کرتے تھے، ابان نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے حدیثیں سنی ہیں، یہ حسن رحمۃ اللہ علیہ

[1] تهذيب الكمال: ۲/۲۲، رقم: ۱٤۲، ت: بشار عواد معروف، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۰۷هـ.

[2] إكمال تهذيب الكمال: ۱/۱٦۸، رقم: ۱۸۰، ت: عادل محمد وأسامة بن إبراهيم، الفاروق الحديثة، الطبعة الأولى ۱٤۲۲هـ.

[3] المجروحين: ۱/۹٦، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۲هـ.

کے پاس بیٹھ کر ان کا کلام سن کر یاد کرتا تھا، پھر بیان کرتے ہوئے لاعلمی میں حسن رحمۃ اللہ علیہ کے سنے ہوئے کلام کو انس رضی اللہ عنہ، عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طور پر بیان کر دیتا تھا، شاید ابان نے انس رضی اللہ عنہ سے پندرہ سو سے زیادہ احادیث روایت کی ہیں، ان میں ایک بڑے حصہ کی کوئی ایسی اصل موجود نہیں جس کی جانب رجوع کیا جا سکتا ہو۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الکامل"[1] میں لکھتے ہیں: "وعامة ما يرويه لا يتابع عليه، وهو بين الأمر في الضعف، وقد حدث عنه كما ذكرته الثوري، ومعمر، وابن جريج، وإسرائيل، وحماد بن سلمة، وغيرهم ممن لم نذكرهم، وأرجو أنه ممن لا يتعمد الكذب إلا أن يشبه عليه ويغلط، وعامة ما أتى أبان من جهة الرواة لا من جهته، لأن أبان رووا عنه قوم مجهولين بما أنه فيه ضعف، وهو إلى الضعف أقرب منه إلى الصدق، كما قال شعبة".

اس کی روایات میں اکثر اس کی متابعت نہیں ہوتی، اور اس کا معاملہ ضعف میں واضح ہے، اور جیسا کہ میں نے ذکر کیا کہ اس سے ثوری، معمر، ابن جریج، اسرائیل اور حماد بن سلمہ وغیرہ افراد نے روایات نقل کی ہیں جن کو میں نے ذکر نہیں کیا، اور مجھے امید ہے کہ یہ جان بوجھ کر جھوٹ نہیں بولتا، لیکن اس پر احادیث مشتبہ ہو جاتی ہیں، اور یہ غلطی کر بیٹھتا ہے، اور ابان جو کچھ لاتا ہے اس میں اکثر راویوں کی جانب سے ہوتا ہے، اس کی جانب سے نہیں ہوتا، کیونکہ ابان سے مجہول افراد کی ایک جماعت نے روایات نقل کیں ہیں، اس کے ساتھ ساتھ خود ابان میں بھی ضعف ہے، اور وہ بمقابلہ صدق کے ضعف کے زیادہ قریب ہے، جیسا کہ شعبہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے۔

---

[1] الكامل: ٦٧/٢، رقم: ٢٠٣، ت: عادل أحمد وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

حافظ ابو احمد حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے "الأسامي"[1] **میں ابان بن ابی عیاش کو** "منکر الحدیث" کہا ہے۔

حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء"[2] **میں ابان بن ابی عیاش کو** "متروك" کہا ہے۔

حافظ ابن شاہین رحمۃ اللہ علیہ "المختلف فيهم"[3] **میں فرماتے ہیں:** "وقد روى عن أبان نبلاء الرجال فما نفعه ذلك، ولا يعتمد على شيء من روايته إلا ما وافقه عليه غيره، وما تفرد به من حديث فليس عليه عمل". **اور ابان سے شرفاء نے روایت کیا ہے، ان کو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوا، اور اس کی روایت میں کسی چیز پر اعتماد نہیں کیا جائے گا سوائے اس کے کہ جس چیز میں اس کی کوئی دوسرا موافقت کرے، اور جس حدیث میں یہ متفرد ہو تو اس پر عمل نہیں کیا جائے گا۔**

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے "السنن الكبرى"[4] **میں ایک روایت کے تحت ابان بن ابی عیاش کو** "متروك" کہا ہے۔

حافظ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ "التمهيد"[5] **میں فرماتے ہیں:** "أبان بن أبي عياش مجتمع على ضعفه وترك حديثه". **ابان بن ابی عیاش کے ضعف اور اس کی حدیث**

---

[1] الأسامي والكنى: ١/١٤٧، رقم: ٢٤١، ت: أبي عمر محمد بن علي الأزهري، الفاروق الحديثية ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٣٦هـ.

[2] الضعفاء والمتروكون: ص: ١٤٨، رقم: ١٠٣، ت: موفق بن عبد الله، مكتبة المعارف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[3] المختلف فيهم: ص: ٢٠، رقم: ١، ت: عبد الرحيم بن محمد بن أحمد القشقري، مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.

[4] السنن الكبرى للبيهقي: ١٠/١٢، رقم: ١٩٦٩٥، ت: محمد عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٤هـ.

[5] التمهيد: ١٥/٢٣٦، ت: بشار عواد معروف، مؤسسة الفرقان للتراث الإسلامي، الطبعة الأولى ١٤٣٩هـ

کے ترک پر اتفاق ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ابان بن ابی عیاش کو" المقتنی "[1] میں "واہ" اور "تاریخ الإسلام"[2] میں "متروك الحديث" کہا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے "التقریب"[3] میں ابان کو "متروك" کہا ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ "تنزيه الشريعة"[4] میں ابان بن ابی عیاش کو وضاعین و متہمین کی فہرست میں شمار کرکے فرماتے ہیں: "متروك، اتهم بكذب". متروک ہے، جھوٹ بولنے میں متہم ہے۔

روایت بطریق ابان بن ابی عیاش کا حکم

سند میں موجود راوی ابو اسماعیل ابان بن ابی عیاش فیروز بصری کے بارے میں ائمہ رجال نے جرح کے شدید الفاظ استعمال کئے ہیں، جیسے:

"میں ابان بن ابی عیاش سے روایت نقل کروں، مجھے اس سے زیادہ پسند یہ ہے کہ خوب سیر ہو کر گدھے کا پیشاب پیوں" (امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ)، "متروک الحدیث" (حافظ ابو عبد اللہ محمد بن سعد رحمۃ اللہ علیہ، حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ، حافظ عمرو بن علی صیرفی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ، امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ)، "یہ جھوٹ بولتا تھا" (حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ)، "میں اس سے کچھ بھی روایت کرنے کو حلال نہیں سمجھتا"، (حافظ

---

[1] المقتنى في سرد الكنى: ۷۷/۱، رقم: ۲۹۲، ت: محمد صالح عبد العزيز، المجلس العلمي - المدينة المنورة، الطبعة ۱٤۰۸هـ.

[2] تاريخ الإسلام: ۸۰۷/۳، رقم: ۲، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي - بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۲٤هـ.

[3] تقريب التهذيب: ص: ۸۷، رقم: ۱٤۲، ت: محمد عوامة، دار الرشيد - سؤريا، الطبعة الرابعة ۱٤۱۸هـ.

[4] تنزيه الشريعة: ۱۹/۱، رقم: ۳، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف، دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۰۱هـ.

ابو عوانہ رحمۃ اللہ علیہ)، ''احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابان بن ابی عیاش سے کچھ مت لکھو، میں نے کہا: اس میں بدعت تھی؟ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: وہ منکر الحدیث تھا'' (علامہ ابو طالب مشکانی رحمۃ اللہ علیہ)، ''متروک الحدیث ہے، لوگوں نے ایک زمانے سے اس کی حدیث کو ترک کر رکھا ہے'' (امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ)، ''میں نے اپنے والد پر عباد بن عباد کی حدیث پڑھی، جب میں ابان بن ابی عیاش کی حدیث پر پہنچا تو والد نے فرمایا: اسے ترک کر دو، میں نے اسے ترک کر دیا اور انہوں نے بھی اس کی حدیث کو ترک کر دیا، اور والد نے فرمایا: جعفر بن زبیر کی حدیث کو ترک کر دو'' (حافظ عبد اللہ بن احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ)، ''ساقط'' (حافظ ابراہیم بن یعقوب سعدی رحمۃ اللہ علیہ)، ''ابان کی حدیث کو نہیں لکھا جائے گا'' (امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ)، ''یہ لیس بثقہ ہے، اس کی حدیث نہیں لکھی جائے گی'' (امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ)، ''متروک'' (حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ، امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ)، ''ابان بن ابی عیاش کے ضعف اور اس کی حدیث کے ترک پر اتفاق ہے'' (حافظ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ)، ''واہ''، ''متروک الحدیث'' (حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ)۔

الحاصل زیر بحث روایت اس طریق سے ''شدید ضعیف'' ہے، اس لئے اسے اس طریق سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

راویت بطریق اسحاق بن بشر کاہلی

حافظ ابو العباس مستغفری رحمۃ اللہ علیہ ''فضائل القرآن''[1] میں تخریج فرماتے ہیں:

---

[1] فضائل القرآن:۲/۷۱٦،رقم:۱۰۷۰،ت:أحمد بن فارس السلوم،دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۲۷هـ .

"أخبرني أبو عبد الرحمن عبد الحميد بن المعتصم بقراءتي عليه من كتابه، حدثنا أبو بكر محمد بن زكريا بن الحسن بن زيد، حدثني أبي أن أبا الحسن محمد بن صالح البلخي حدثه، حدثنا إسحاق بن بشر الكاهلي، عن أبي عامر الأسدي، عن الحكم بن أبي سلمة العبدي، عن أنس بن مالك، قال: قال رسول الله عليه السلام: من قرأ قل هو الله أحد في كل يوم مرة بورك عليه، ومن قرأها مرتين بورك عليه وعلى أهله، ومن قرأها ثلاث مرات بورك عليه وعلى أهله وعلى جيرانه، ومن قرأها ثنتي عشرة مرة بني له في الجنة اثنا عشر قصرا، ومن قرأها ستين مرة محا الله ذنوب ثلاثين سنة ما خلا الدماء والأموال قال: قيل: يا رسول الله! وما الدماء والأموال؟ قال: الدم الحرام.

ومن قرأها مائة مرة جاء يوم القيامة بعمل نبي من الأنبياء، ومن قرأها أربعمائة مرة كان له أجر أربع مائة شهيد كل قد عقر جواده وأهريق دمه في سبيل الله، ومن قرأها ألف مرة لم يخرج من الدنيا حتى يرى منزله في الجنة أو يرى له غيره".

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے "قل ھو اللہ احد" کو ایک مرتبہ پڑھا اس پر برکت ہو گی، جس نے دو مرتبہ پڑھا تو اس پر اور اس کے اہل و عیال پر برکت ہو گی، اور جس نے تین مرتبہ پڑھا تو اس پر اور اس کے اہل عیال پر اور اس کے پڑوسیوں پر برکت ہو گی، اور جس نے بارہ مرتبہ پڑھا تو اس کے لئے جنت میں بارہ محل بنائیں جائیں گے، اور جس نے ساٹھ مرتبہ پڑھا تو اللہ پاک اس کے تیس سال کے گناہوں کو معاف کر دیں گے سوائے خون اور مال

کے، حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ سے پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول! خون اور مال سے کیا مراد ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حرام قتل۔

اور جس نے سورۂ اخلاص سو مرتبہ پڑھی تو وہ قیامت کے دن انبیاء علیہم السلام میں سے کسی ایک نبی کے عمل کے ساتھ آئے گا، اور جو شخص سورۂ اخلاص چار سو مرتبہ پڑھے گا تو اس کے لئے چار سو شہیدوں کا ثواب لکھا جائے گا، ان میں ہر شہید ایسا ہوگا کہ اللہ کے راستہ میں جس کے گھوڑے کی کوچیں کاٹ دی گئیں ہوں اور اس کا خون بھی بہایا گیا ہو، اور اگر کوئی شخص اس سورت کو ایک ہزار مرتبہ پڑھ لے تو اس کا اس وقت تک انتقال نہ ہوگا جب تک کہ وہ اپنا مقام جنت میں نہ دیکھ لے، یا جب تک کوئی دوسرا جنت میں اس کے مقام کو نہ دیکھ لے۔

سند میں موجود راوی ابو یعقوب اسحاق بن بِشْر بن مقاتل کاہلی کوفی (المتوفی ۲۲۸ھ) کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ ابو جعفر محمد بن عبد اللہ بن سلیمان حضرمی مطین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ما سمعت أبا بكر بن أبي شيبة كذب أحدا إلا إسحاق بن بشر الكاهلي، فإنه جاز به فقال لي: أبو يعقوب هذا كذاب"[1]. میں نے ابو بکر بن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ سے اسحاق بن بشر کے علاوہ کسی ایک کی بھی تکذیب نہیں سنی، ابو بکر بن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ اس کے پاس سے گزرے تو انھوں نے مجھے کہا: یہ ابو یعقوب (یعنی اسحاق بن بشر) جھوٹا ہے۔

---

[1] انظر الكامل في الضعفاء: ۵۵۵/۱، رقم: ۱۷۲، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

حافظ ابو حفص فلاس رحمۃ اللہ علیہ نے اسحاق بن بشر کو "متروك الحديث"[1] کہا ہے۔

حافظ ابو زرعہ رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "يضع الحديث، قد رأيته بالكوفة". حدیث گھڑتا تھا، میں نے اسے کوفہ میں دیکھا ہے[2]۔

حافظ ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ "الجرح والتعديل"[3] میں فرماتے ہیں: "سئل أبي عنه فقال: كان يكذب، كان يقعد في طريق قبيصة، فإذا مررنا [به] قال: من أين جئتم؟ قلنا من عند قبيصة، قال: إن شئتم حدثتكم بما كتب عني أحمد بن حنبل، ولم يكتب عنه شيئا". میرے والد سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: یہ جھوٹ بولتا تھا، یہ قبیصہ کے راستے میں بیٹھا کرتا تھا، جب ہمارا اس پر گزر ہوتا تو یہ کہتا: تم کہاں سے آرہے ہو؟ ہم کہتے کہ قبیصہ کے پاس سے آرہے ہیں، وہ کہتا: اگر تم چاہو تو میں تمہیں وہ حدیث سناؤں جو احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے لکھی ہے، حالانکہ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے کچھ نہیں لکھا۔

حافظ موسی بن ہارون حمال رحمۃ اللہ علیہ نے اسحاق بن بشر کو "كذاب" کہا ہے[4]۔

حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء"[5] میں اسحاق بن بشر کاہلی کو "منكر

---

[1] انظر تاريخ بغداد: ۳۴۰/۷، رقم: ۳۳۲٤، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۲۲هـ.

[2] سؤالات البرذعي: ص: ۳۹۰، رقم: ۹۲۱، ت: أبو عمر محمد بن علي الأزهري، إدارة الفاروق الحديثة ـ القاهرة، الطبعة الأولى ۱٤۳۰هـ.

[3] الجرح والتعديل: ۲۱٤/۲، رقم: ۷۳٤، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱۳۷۲هـ.

[4] انظر الكامل في الضعفاء: ۵۵٦/۱، رقم: ۱۷۲، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[5] الضعفاء الكبير: ۹۸/۱، رقم: ۱۱۵، ت: عبد المعطي أمين قلعجي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة

الحديث" کہاہے۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الکامل"[۱] میں فرماتے ہیں: "وهو في عداد من يضع الحديث". اس کا شمار حدیث گھڑنے والوں میں ہوتا ہے۔

امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء"[۲] میں اسحاق بن بشر کو "متروك" کہاہے۔

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ "تاريخ بغداد"[۳] میں اسحاق بن بشر کے بارے میں فرماتے ہیں: "يروي عن مالك بن أنس، وأبي معشر نجيح، وكامل أبي العلاء وغيرهم من الرفعاء أحاديث منكرة". کاہلی، مالک بن انس، ابی معشر نجیح اور کامل ابو العلاء اور ان کے علاوہ بڑے لوگوں کے انتساب سے منکر احادیث نقل کرتا ہے۔

حافظ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ نے "التمهيد"[۴] میں اسحاق بن بشر کاہلی کو "ضعيف، متروك الحديث" کہاہے۔

حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "ذخيرة الحفاظ"[۵] میں ایک اور روایت کے تحت اسحاق بن بشر کو "كذاب" کہاہے۔

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ "الضعفاء"[۶] میں اسحاق بن بشر کے بارے میں فرماتے

الأولى ١٤٠٤هـ.

[۱] الكامل في ضعفاء الرجال: ٥٥٨/١، رقم: ١٧٢، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[۲] الضعفاء والمتركون: ص: ١٤١، رقم: ٩٠، ت: موفق بن عبد الله، مكتبة المعارف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[۳] تاريخ بغداد: ٣٣٨/٧، رقم: ٣٣٢٤، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ـ بيرت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[۴] التمهيد لما في الموطا من المعاني والأسانيد: ٧١/١٥، ت: بشار عواد معروف، سليم محمد عامر، مؤسسة الفرقان للتراث الإسلامي، الطبعة الأولى ١٤٣٩هـ.

[۵] ذخيرة الحفاظ: ص: ٢٤٠٩، رقم: ٥٥٨٤، ت: عبد الرحمن بن عبد الجبار الفريوائي، دار السلف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.

[۶] الضعفاء والمتروكين: ١٠٠/١، رقم: ٣٠٨، ت: عبدالله القاضي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

ہیں: "يروي عن مالك وغيره أحاديث منكرة". مالک رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے علاوہ کے انتساب سے منکر احادیث نقل کرتا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "المغني"[۱] میں لکھتے ہیں: " كوفي، متروك، متهم، روى عن أبي معشر ونحوه نزكوه". کوفی متروک، متہم ہے، ابو معشر اور دیگر حضرات سے روایت کرتا ہے، محدثین نے اس پر تنقید کی ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "سير أعلام النبلاء"[۲] میں ابو حذیفہ کے ترجمہ میں اسحاق بن بشر کو "أحد الهلكى" اور "ديوان"[۳] میں "كذاب" کہا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روایت کے تحت "الإصابة"[۴] اور "الغرائب الملتقطة"[۵] میں اسحاق بن بشر کو "متروك" کہا ہے۔

علامہ سبط ابن العجمی رحمۃ اللہ علیہ نے "الكشف الحثيث"[۶] میں، اور علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزيه الشريعة"[۷] میں اسحاق بن بشر کو وضاعین کی فہرست میں شمار کیا ہے۔

---

[۱] المغني في الضعفاء:ص:۱۰٦،رقم:٥٤٦،ت:أبو الزهراء القاضي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

[۲] سير أعلام النبلاء:٤٧٩/٩،رقم:۱۷۷،ت:شعيب الأرنؤوط،موسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٠٢هـ.

[۳] ديوان الضعفاء:ص:۲۷،رقم:۳۲٥،ت:حماد بن محمد الأنصاري،مكتبة النهضة الحديثية ـ مكة، الطبعة ١٣٨٧هـ.

[۴] الإصابة في تمييز الصحابة:٤٠٧/٦،رقم:٨٩٣٧،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

[۵] الغرائب الملتقطة:٤٨٤/٣،رقم:١١٦١،ت:خيري حسيني جميل،جمعية دار البر ـ دبئي،الطبعة الأولى ١٤٣٩هـ.

[۶] الكشف الحثيث:ص:٦٣،رقم:١١٩،ت:صبحي السامرائي،مكتبة النهضة العربية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٧هـ.

[۷] تنزيه الشريعة: ٣٦/١، رقم:٢٥٧،ت:عبد الوهاب عبد اللطيف وعبد الله محمد الصديق،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

روایت بطریق اسحاق بن بشر کا حکم

سند میں موجود راوی اسحاق بن بشر کاہلی کے بارے میں ائمہ رجال نے جرح کے شدید الفاظ استعمال کئے ہیں، مکرر ملاحظہ ہوں:

"متروک الحدیث"(حافظ ابو حفص فلاس رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ)، "کذاب"(حافظ موسی بن ہارون حمال رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابو بکر بن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ)، "جھوٹ بولتا تھا"(حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ)، "حدیث گھڑتا تھا" (حافظ ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ)،"اس کا شمار حدیث گھڑنے والوں میں ہوتا ہے" (حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ)،"متروک ہے" (امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ)،"متروک، متہم ہے"(حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ)۔

الحاصل زیر بحث روایت اس سند سے بھی "شدید ضعیف" ہے،اس لئے اسے اس طریق سے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

آپ ماقبل تفصیل میں دیکھ چکے ہیں کہ زیر بحث روایت دونوں سندوں سے "شدید ضعیف" ہے اس لئے اسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

اہم نوٹ:

ذکر کردہ حکم روایت میں موجود صرف اس حصہ سے متعلق ہے جو عنوان میں ذکر کیا گیا ہے، یعنی: "اگر کوئی شخص سورۂ اخلاص چار سو مرتبہ پڑھے تو اس

کے لئے چار سو شہیدوں کا ثواب لکھا جائے گا، ان میں ہر شہید ایسا ہوگا جس کے گھوڑے کی کوچیں کاٹ دی گئیں ہوں، اور اس کا خون بھی بہایا گیا ہو، اور اگر کوئی شخص اس کو ایک ہزار مرتبہ پڑھ لے تو اس وقت تک اس کا انتقال نہیں ہوگا جب تک وہ اپنا مقام جنت میں نہ دیکھ لے، یا جب تک اس کو جنت میں اس کا مقام نہ دکھلا دیا جائے"۔

واضح رہے کہ ابتداء میں ذکر کردہ مفصل روایت میں موجود بعض دیگر اجزاء دیگر طرق سے بھی منقول ہیں، ہمارا ذکر کردہ حکم ان سے متعلق نہیں، تاحال ان دیگر اجزاء سے اس مقام پر تعرض نہیں کیا جارہا۔
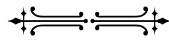
روایت نمبر (۲۱)

روایت: ”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کے بہترین لوگ علماء ہیں، اور علماء میں بہترین حلم والے ہیں، خبردار! بلاشبہ اللہ تعالیٰ جاہل فحش گو کے ایک گناہ کو معاف کرنے سے پہلے رحم کرنے والے عالم کے چالیس گناہ معاف فرماتے ہیں، اور رحم کرنے والا عالم جب قیامت کے دن آئے گا تو اس کے نور کی وجہ سے روشنی ہو جائے گی، چنانچہ وہ اس میں ایسے چلے گا جیسے روشن ستارہ چلتا ہے“۔

حکم: حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ”خبر باطل“ کہا ہے، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اعتماد کیا ہے، اور حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ”منکر“ کہا ہے، اور حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے، اس لئے اسے رسول اللہ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

زیر بحث روایت دو طرق سے منقول ہے: (۱) روایت بطریق احمد بن خالد قرشی (۲) روایت بطریق محمد بن اسحاق سلمی

روایت بطریق احمد بن خالد قرشی

قاضی ابو عبد اللہ محمد بن سلامہ قضاعی رحمۃ اللہ علیہ ”مسند الشہاب“[1] میں تخریج فرماتے ہیں:

---

[1] مسند الشهاب: ٢٤١/٢، رقم: ١٢٧٦، ت: حمدي عبد المجيد السلفي، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

"أخبرنا أبو الفتح محمد بن إسماعيل الفرغاني، أبنا الحاكم أبو عبد الله محمد بن عبد الله الحافظ، ثنا أبو محمد الحسن بن محمد بن إسحاق الأزهري، ثنا أحمد بن خالد القومسي [كذا في الأصل]، ثنا نوح بن حبيب، ثنا ابن مسلمة، عن مالك، عن نافع، عن ابن عمر، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: خيار أمتي علماؤها، وخيار علمائها حلماؤها، ألا! وإن الله يغفر للعالم الرحيم أربعين ذنبا قبل أن يغفر للجاهل البذيء ذنبا واحدا، وإن العالم الرحيم يجيء يوم القيامة ونوره قد أضاء، فيسير فيه كما يسير الكوكب الدري".

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری امت کے بہترین لوگ علماء ہیں، اور علماء میں بہترین حلم والے ہیں، خبر دار! بلاشبہ اللہ تعالی جاہل فحش گو کے ایک گناہ کو بخشنے سے پہلے رحم کرنے والے عالم کے چالیس گناہ معاف فرماتے ہیں، اور رحم کرنے والا عالم جب قیامت کے دن آئے گا تو اس کے نور کی وجہ سے روشنی ہو جائے گی، چنانچہ وہ اس میں ایسے چلے گا جیسے روشن ستارہ چلتا ہے۔

روایت بطریق احمد بن خالد قرشی پر ائمہ کا کلام

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "میزان الاعتدال"[1] میں احمد بن خالد کے ترجمہ میں فرماتے ہیں: "لا يعرف، وأتى بخبر باطل". اس کی معرفت نہیں ہے، اور یہ ایک باطل خبر لایا ہے۔

---

[1] میزان الاعتدال: ۹۵/۱، رقم: ۳۶۵، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة - بيروت.

اس کے بعد حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت ذکر کی ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "لسان"[1] میں اور علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "اللآلیٔ"[2] میں حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ "التیسیر"[3] میں زیر بحث روایت ذکر کر کے فرماتے ہیں: "بإسناد ضعيف جدا". اس کی اسناد ضعیف جداً ہے۔

علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ "فيض القدير"[4] میں زیر بحث روایت کے بارے میں فرماتے ہیں:

"(القضاعي) في مسند الشهاب عن محمد بن إسماعيل الفرغاني، عن الحاكم، عن أبي الحسن الأزهري، عن أحمد بن خالد القرشي، (عن ابن عمر) بن الخطاب، والخبر باطل اه، وحكاه المؤلف في مختصر الموضوعات، وسكت عليه، فلم يتعقبه".

قضاعی رحمۃ اللہ علیہ نے "مسند الشہاب" میں محمد بن اسماعیل الفرغانی، عن الحاکم، عن ابی الحسن الازہری، عن احمد، عن خالد القرشی، عن ابن عمر بن الخطاب کے طریق سے اسے تخریج کیا ہے، اور یہ خبر باطل ہے اھ، اور مؤلف (حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ)

---

[1] لسان الميزان: ٤٥٠/١، رقم: ٤٩٢، ت: عبد الفتاح أبو غدة، دار البشائر الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[2] اللآلئ المصنوعة: ٢٠٦/١، ت: أبو عبد الرحمن صلاح بن محمد بن عويضة، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

[3] التيسير بشرح الجامع الصغير: ٥٢٣/١، مكتبة الإمام الشافعي ـ الرياض.

[4] فيض القدير: ٤٦٢/٣، رقم: ٦٦١٣، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٣٩١هـ.

نے مختصر الموضوعات اسے میں حکایت کر کے سکوت اختیار کیا ہے، اس پر کوئی تعاقب نہیں کیا۔

علامہ سفارینی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ سفارینی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ "لوامع الأنوار"[1] میں زیر بحث روایت بطریق احمد بن خالد قرشی اور روایت بطریق محمد بن اسحاق سلمی (جس کا ذکر آگے آرہا ہے) ذکر کر کے فرماتے ہیں:

"وإسناده ضعيف، وقد عزونا كل قول لقائله، وكل حديث لناقله غالبا، لنخرج من تبعته". اور اس کی اسناد ضعیف ہے، اور ہم نے اکثر ہر قول کو اس کے قائل کی طرف اور ہر حدیث کو اس کے نقل کرنے والے کی طرف منسوب کیا ہے، تاکہ ہم اس کی ذمہ داری سے نکل جائیں۔

سند میں موجود راوی احمد بن خالد قرشی کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "میزان الاعتدال"[2] میں فرماتے ہیں: "أحمد بن خالد القرشي لا يعرف، وأتى بخبر باطل". احمد بن خالد قرشی کی معرفت نہیں ہے، اور یہ ایک باطل خبر لایا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "لسان"[3] میں اور علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

---

[1] لوامع الأنوار البهية وسواطع الأسرار الأثرية:١٥٤/٢،مؤسسة الخافقين ومكتبتها ۔ دمشق،الطبعة الثانية ١٤٠٢هـ.

[2] ميزان الاعتدال:٩٥/١،رقم:٣٦٥،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ۔ بيروت .

[3] لسان الميزان:٤٥٠/١،رقم:٤٩٢،ت:عبد الفتاح أبو غدة،دار البشائر الإسلامية ۔ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

نے ''اللآلیٔ''[1] میں حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے ''تنزیه الشریعة''[2] میں احمد بن خالد کو وضاعین و متہمین کی فہرست میں شمار کر کے حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ذکر کیا ہے۔

روایت بطریق احمد بن خالد قرشی کا حکم

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت کو ''خبر باطل'' کہا ہے، اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے، اور علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''اس کی اسناد ضعیف جداً ہے''، اس لئے اسے اس طریق سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

روایت بطریق محمد بن اسحاق سلمی

حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ ''حلیة''[3] میں تخریج فرماتے ہیں:

''حدثنا عبد الله بن محمد بن جعفر، ثنا زكريا الساجي، فيما قرئ عليه فأقر به، ثنا سهل بن بحر، ثنا محمد بن إسحاق السليمي، ثنا عبد الله بن المبارك، عن سفيان الثوري، عن أبي الزناد، عن أبي حازم، عن أبي هريرة، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: خيار أمتي علماؤها، وخيار علمائها خيارها، ألا! وإن الله يغفر للعالم أربعين ذنبا قبل أن يغفر للجاهل ذنبا واحدا، ألا! وإن العالم الرحيم يجيء يوم القيامة، وإن نوره قد أضاء يمشي

[1] اللآلئ المصنوعة: ٢٠٦/١، ت:أبو عبد الرحمن صلاح بن محمد بن عويضة، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

[2] تنزيه الشريعة: ٢٧/١، رقم: ١٠٥، ت:عبد الوهاب عبد اللطيف وعبد الله محمد الصديق، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

[3] حلية الأولياء: ١٨٨/٨، دار الفكر ـ بيروت، الطبعة ١٤١٦هـ.

فيه بين المشرق والمغرب كما يضيء الكوكب الدري".

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری امت کے بہترین لوگ علماء ہیں، اور علماء میں بہترین ان میں بہترین علماء ہیں، خبر دار! بلاشبہ اللہ تعالیٰ جاہل کے ایک گناہ کو معاف کرنے سے پہلے رحم کرنے والے عالم کے چالیس گناہ معاف فرماتے ہیں، خبر دار! رحم کرنے والا عالم جب قیامت کے دن آئے گا تو اس کا نور روشن ہوگا، جس میں وہ مشرق اور مغرب کے درمیان ایسے چلے گا جیسے روشن ستارہ کی روشنی ہوتی ہے۔

بعض دیگر مصادر

زیر بحث روایت حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے "تاریخ بغداد"[1] اور "الموضح"[2] میں، اور حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے "ذم من لا يعمل بعلمه"[3] اور "تاريخ دمشق"[4] میں، اور حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "العلل المتناهية"[5] اور "المنتظم"[6] میں تخریج

[1] تاريخ بغداد:۴۰/۲،رقم:۴،ت:بشارعواد معروف،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱۴۲۲هـ.

[2] موضح أوهام الجمع:۱۱۴/۲،ت:عبد الرحمن بن يحيى المعلمي اليماني،دار الفكر الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الثانية ۱۴۰۵هـ.

[3] انظر مجلسان من مجالس الحافظ ابن عساكر في مسجد دمشق:ص:۳۶،ت:محمد مطيع الحافظ،دار الفكر ـ دمشق، الطبعة الأولى ۱۳۹۹هـ.

[4] تاريخ دمشق:۱۱۸/۵۶،ت:محب الدين أبي سعيد عمربن غرامة،دار الفكر ـ بيروت،الطبعة ۱۴۱۵هـ.

[5] العلل المتناهية:۱۳۲/۱،رقم:۲۰۳،ت:إرشاد الحق الأثري،إدارة العلوم الأثرية ـ فيصل آباد،باكستان، الطبعة الأولى ۱۳۹۹هـ.

[6] المنتظم:۲۴۴/۱۱،رقم:۱۳۹۸،ت:محمد عبد القادر عطا،مصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ۱۴۱۵هـ.

کی ہے، نیز علامہ یحیی بن حسین شجری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ”أمالي“[1] میں اور حافظ جوز قانی رحمۃ اللہ علیہ نے ”الأباطيل“[2] میں اسے تخریج کیا ہے، تمام سندیں سند میں موجود راوی محمد بن اسحاق سلمی پر آکر مشترک ہو جاتی ہیں۔

اہم نوٹ:

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی ”تاریخ بغداد“[3] کے موجودہ مطبوع نسخہ میں ”ألا! وإن الله يغفر للعالم أربعين ذنبا قبل أن يغفر للجاهل ذنبا واحدا“ کے بجائے ”ألا وإن الله يغفر للجاهل أربعين ذنبا قبل أن يغفر للعالم ذنبا واحدا“ کے الفاظ ہیں۔

روایت بطریق محمد بن اسحاق سلمی پر ائمہ کا کلام

حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ ”حلية“[4] میں تخریج روایت کے بعد فرماتے ہیں:

”غريب من حديث الثوري وابن المبارك، لم نكتبه إلا من هذا الوجه“. ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث سے غریب ہے، ہم نے اسے صرف اسی طریق سے لکھا ہے۔

---

[1] كتاب الأمالي: ٦٩/١، رقم: ٢٥٠، وفيه أيضا: ٨٣/١، رقم: ٣١١، ت: محمد حسن محمد حسن إسماعيل، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[2] الأباطيل والمناكير والصحاح والمشاهير: ٩١/١، رقم: ٨٦، ت: عبد الرحمن عبد الجبار الفريوائي، إدارة البحوث الإسلامية ـ بنارس، الطبعة الأولى ١٤٠٣هـ.

[3] تاريخ بغداد: ٤٠/٢، رقم: ٤، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[4] حلية الأولياء: ١٨٨/٨، دار الفكر ـ بيروت، الطبعة ١٤١٦هـ.

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ "تاریخ بغداد"[1] میں محمد بن اسحاق سلمی کے ترجمہ میں اسے "أحد الغرباء المجهولين" کہہ کر فرماتے ہیں:

"حدث عن عبد الله بن المبارك حديثا منكرا، رواه عنه سهل بن بحر، وذكر أنه سمعه منه ببغداد". محمد بن اسحاق نے عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے انتساب سے ایک منکر حدیث (یعنی زیر بحث روایت) بیان کی ہے، محمد بن اسحاق سے اس روایت کو سہل بن بحر نے روایت کیا ہے، اور یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ سہل بن بحر نے اس سے بغداد میں سنا ہے۔

اس کے بعد حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت تخریج کی ہے۔

حافظ جوزقانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ جوزقانی رحمۃ اللہ علیہ "الأباطيل"[2] میں زیر بحث روایت تخریج کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"هذا حديث غريب حسن، رواه أبو نعيم أحمد بن عبد الله، [عن عبد الله] بن محمد بن جعفر، عن زكريا الساجي، عن سهل بن بحر". یہ حدیث غریب حسن ہے، اسے ابو نعیم احمد بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے عن عبد اللہ بن محمد بن جعفر، عن زکریا ساجی، عن سہل بن بحر کے طریق سے روایت کیا ہے۔

---

[1] تاريخ بغداد: ٤٠/٢، رقم: ٤، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[2] الأباطيل والمناكير والصحاح والمشاهير: ٩٢/١، رقم: ٨٦، ت: عبد الرحمن عبد الجبار الفريوائي، إدارة البحوث الإسلامية ـ بنارس، الطبعة الأولى ١٤٠٣هـ.

حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے "ذم من لا يعمل بعلمه"[1] میں زیر بحث روایت کو "غریب" کہا ہے۔

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ "العلل المتناهية"[2] میں زیر بحث روایت تخریج کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"هذا حديث أنكره الخطيب، وكأنه لم يتهم فيه إلا السلمي".
خطیب رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو منکر کہا ہے، گویا کہ انہوں نے اس حدیث میں سلمی ہی کو متہم سمجھا ہے۔

نیز حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ "المنتظم"[3] میں محمد بن اسحاق سلمی کے ترجمہ میں فرماتے ہیں: "غريب مجهول، حدث عن ابن المبارك حديثا منكرا".
غریب مجہول ہے، اس نے ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے انتساب سے ایک منکر حدیث بیان کی ہے۔

اس کے بعد حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت تخریج کی ہے۔

---

[1] انظر مجلسان من مجالس الحافظ ابن عساكر في مسجد دمشق:ص:٣٧،ت:محمد مطيع الحافظ،دار الفكر ـ دمشق، الطبعة الأولى ١٣٩٩هـ.

[2] العلل المتناهية:١٣٢/١،رقم:٢٠٣،ت:إرشاد الحق الأثري،إدارة العلوم الأثرية ـ فيصل آباد،باكستان، الطبعة الأولى ١٣٩٩هـ.

[3] المنتظم:٢٤٤/١١،رقم:١٣٩٨،ت:محمد عبد القادر عطا،مصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤١٥هـ.

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "ميزان الاعتدال"[۱] میں محمد بن اسحاق سلمی کے ترجمہ میں فرماتے ہیں: "فيه جهالة، وأتى بخبر باطل". اس میں جہالت ہے، اور یہ ایک باطل خبر لایا ہے۔

اس کے بعد حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت تخریج کی ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "لسان الميزان"[۲] میں حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام نقل کرنے کے بعد حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ذکر کیا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ہی "تلخيص العلل"[۳] میں زیر بحث روایت ذکر کر کے فرماتے ہیں:

"فيه محمد بن إسحاق السلمي هو الآفة، ثنا ابن المبارك، عن الثوري، عن أبي الزناد، عن أبي حازم، عن أبي هريرة". اس میں محمد بن اسحاق سلمی ہے، یہی اس میں آفت ہے، ابن مبارک، عن الثوری، عن ابی الزناد، عن ابی حازم، عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کے طریق سے اس نے اسے روایت کیا ہے۔

علامہ نجم الدین غزی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ نجم الدین غزی رحمۃ اللہ علیہ "حسن التنبه"[۴] میں فرماتے ہیں:

---

[۱] ميزان الاعتدال:٤٧٧/٣،رقم:٧٢٠٥،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت .

[۲] لسان الميزان:٥٥١/٦،رقم:٦٤٦٤،ت:عبد الفتاح أبو غدة،مكتب المطبوعات الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[۳] تلخيص العلل المتناهية:٢١٤/١،رقم:٥٨،ت:أبي عبيد محفوظ الرحمن زين الله،الجامعة الإسلامية ـ المدينة المنورة،الطبعة ١٤٠٠هـ.

[۴] حسن التنبه لما ورد في التشبه:٥٣/١٢،ت:نور الدين طالب،دار النوادر ـ لبنان،الطبعة الأولى ١٤٣٢هـ.

"رواہ أبو نعیم، والخطیب وقال: منکر، وابن عساکر ، وھذا الحدیث وإن کان منکر الإسناد، فإن معناہ صحیح". اسے ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ اور خطیب رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے، اور خطیب رحمۃ اللہ علیہ نے اسے منکر کہا ہے، اور ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے اسے روایت کیا ہے، اور یہ حدیث اگرچہ منکر الاسناد ہے، لیکن اس کا معنی صحیح ہے۔

علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ "فیض القدیر"[۱] میں زیر بحث روایت ذکر کرکے فرماتے ہیں:

"(خط) من ھذا الطریق (عن أبي ھریرۃ)، ثم قال أبو نعیم: غریب، لم نکتبہ إلا من ھذا الوجہ، وقال الخطیب: حدیث منکر، ومحمد بن إسحاق السلمي أحد الغرباء المجھولین، وأوردہ ابن الجوزي في الواھیات وقال: أنکرہ الخطیب، وکأنہ لم یتھم بہ إلا السلمي، وقال في المیزان: ھذا خبر باطل، والسلمي فیہ جھالۃ اہ، وحکی عنھم المؤلف وأقرہ ...".

"خطیب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ طریق، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے تخریج کیا ہے، پھر ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ غریب ہے، ہم نے اس کو صرف اسی طریق سے لکھا ہے، اور خطیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث منکر ہے، اور محمد بن اسحاق سلمی "أحد الغرباء المجھولین" ہے، اور ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ اسے "واہیات" میں لاکر فرماتے ہیں: خطیب رحمۃ اللہ علیہ نے اسے منکر کہا ہے، گویا کہ انہوں نے اس حدیث میں سلمی ہی کو متہم سمجھا ہے، اور "میزان" میں (حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے) کہا ہے: یہ خبر

---

[۱] فیض القدیر:٤٦٢/٣،رقم:٦٦١٣،دار المعرفۃ ۔بیروت،الطبعۃ الثانیۃ ١٣٩١ھ۔

باطل ہے، اور سلمی مجہول ہے اھ، اور مؤلف (حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ) نے ان سے حکایت کیا ہے، اور اسے برقرار رکھا ہے۔۔۔"۔

علامہ سفارینی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ سفارینی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ "لوامع الأنوار"[1] میں زیر بحث روایت بطریق احمد بن خالد قرشی (جس کا ذکر گزر چکا ہے) اور روایت بطریق محمد بن اسحاق سلمی ذکر کرکے فرماتے ہیں:

"وإسناده ضعيف، وقد عزونا كل قول لقائله، وكل حديث لناقله غالبا، لنخرج من تبعته". اور اس کی اسناد ضعیف ہے، اور ہم نے اکثر ہر قول کو اس کے قائل کی طرف اور ہر حدیث کو اس کے نقل کرنے والے کی طرف منسوب کیا ہے، تاکہ ہم اس کی ذمہ داری سے نکل جائیں۔

سند میں موجود راوی محمد بن اسحاق سلمی مروزی کے بارے میں ائمہ کا کلام

حافظ ابن مندہ نے محمد بن اسحاق مروزی کو "مجهول" کہا ہے[2]۔

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ "تاريخ بغداد"[3] میں محمد بن اسحاق سلمی کو "أحد الغرباء المجهولين" کہہ کر فرماتے ہیں: "حدث عن عبد الله بن المبارك حديثا منكرا". محمد بن اسحاق نے عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے انتساب سے ایک منکر حدیث بیان کی ہے۔

---

[1] لوامع الأنوار البهية وسواطع الأسرار الأثرية:۱۵٤/۲،مؤسسة الخافقين ومكتبتها ـ دمشق،الطبعة الثانية ۱٤۰۲هـ.

[2] انظر ذيل ديوان الضعفاء:ص:۵۷،رقم:۳۵۵،ت:حماد بن محمد الأنصاري،مكتبة النهضة الحديثة ـ مكة.

[3] تاريخ بغداد:٤۰/۲،رقم:٤،ت:بشارعواد معروف،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۲۲هـ.

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "میزان الاعتدال"[1] میں محمد بن اسحاق سلمی کے بارے میں فرماتے ہیں: "فيه جهالة، وأتى بخبر باطل". اس میں جہالت ہے، اور یہ ایک باطل خبر لایا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "لسان المیزان"[2] میں حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام نقل کرنے کے بعد حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ذکر کیا ہے۔

روایت بطریق محمد بن اسحاق سلمی کا حکم

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت کو "منکر" کہا ہے، اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "خبر باطل" کہا ہے، حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے، اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے، اس لئے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

روایت کے دونوں طرق آپ کے سامنے تفصیل سے گزر چکے ہیں، الحاصل حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "خبر باطل" کہا ہے، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اعتماد کیا ہے، اور حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "منکر" کہا ہے، اور حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے، اس لئے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

---

[1] ميزان الاعتدال: ٤٧٧/٣، رقم: ٧٢٠٥، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

[2] لسان الميزان: ٥٥١/٦، رقم: ٦٤٦٤، ت: عبد الفتاح أبو غدة، مكتب المطبوعات الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.
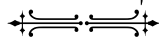
روایت نمبر (۴۲)

روایت: ”اللہ تعالی فرماتے ہیں: میں نے آسمان وزمین اور سورج وچاند کے پیدا کرنے سے دو ہزار سال (اور ایک روایت کے مطابق بیس لاکھ سال) پہلے اپنے نام کے ساتھ محمد ﷺ کا نام عرش پر لکھ دیا تھا“۔

حکم: اس روایت کو حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن ناصر الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ”من گھڑت“ کہا ہے، اس لئے اسے رسول اللہ ﷺ کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

زیر بحث روایت دو طرق سے منقول ہے: ① روایت بطریق سعید بن موسی ازدی ② روایت بطریق ابوایوب یحیی بصری

روایت بطریق سعید بن موسی

حافظ ابو بکر ابن ابی عاصم رحمۃ اللہ علیہ ”كتاب السنة“[1] میں تخریج فرماتے ہیں:

”ثنا أبو أيوب الجنائري، ثنا سعيد بن موسى، حدثنا رباح بن زيد، عن معمر، عن الزهري، عن أنس، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن موسى بن عمران صلى الله عليه وسلم كان يمشي ذات يوم في طريق، فناداه الجبار تبارك وتعالى يا موسى! فالتفت يمينا وشمالا، فلم ير أحدا، ثم ناداه الثانية، يا موسى بن عمران! فالتفت يمينا وشمالا، فلم ير أحدا، فارتعدت فرائصه.

---

[1] كتاب السنة: ۳۰۵/۱، رقم: ٦٩٦، المكتب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٠هـ.

ثم نودي الثالثة، يا موسى بن عمران! إني أنا الله لا إله إلا أنا، فقال: لبيك، وخر لله ساجدا، فقال: ارفع رأسك يا موسى بن عمران! فرفع رأسه، فقال: يا موسى! إني أحببت أن تسكن في ظل عرشي يوم لا ظل إلا ظلي، يا موسى! فكن لليتيم كالأب الرحيم، وكن للأرملة كالزوج العطوف، يا موسى! ارحم ترحم، يا موسى! كما تدين تدان، يا موسى! نبىء بني إسرائيل أنه من لقيني وهو جاحد لمحمد، أدخلته النار، ولو كان خليلي إبراهيم، وموسى كليمي.

فقال: إلهي ومن أحمد؟ فقال: يا موسى! وعزتي وجلالي! ما خلقت خلقا أكرم علي منه، كتبت اسمه مع اسمي في العرش قبل أن أخلق السموات والأرض والشمس والقمر بألفي ألف سنة، وعزتي وجلالي! إن الجنة لمحرمة (على جميع خلقي) حتى يدخلها محمد وأمته.

قال موسى: ومن أمة محمد؟ قال: أمته الحمادون، يحمدون صعودا وهبوطا، وعلى كل حال يشدون أوساطهم، ويطهرون أطرافهم، صائمون بالنهار، رهبان بالليل، أقبل منهم اليسير، وأدخلهم الجنة بشهادة أن لا إله إلا الله، قال: إلهي اجعلني نبي تلك الأمة، قال: نبيها منهم، قال: اجعلني من أمة ذلك النبي، قال: استقدمت، واستأخروا يا موسى! ولكن يا موسى! سأجمع بينك وبينه في دار الجلال".

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک دن موسی بن عمران علیہ السلام راستہ میں جارہے تھے کہ اچانک اللہ جبار تبارک وتعالی نے موسی علیہ السلام کو پکارا اے موسی! انہوں نے دائیں بائیں دیکھا لیکن کوئی نظر نہیں آیا، دوسری مرتبہ پھر آواز دی: اے موسی بن عمران! انہوں نے دائیں بائیں دیکھا لیکن ان کو کوئی نظر نہیں آیا، تو وہ گھبرا گئے۔

پھر تیسری مرتبہ آواز دی گئی: اے موسی بن عمران! میں اللہ ہوں، میرے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے، موسی علیہ السلام نے کہا: "لبیک"، اور اللہ تعالی کے سامنے سجدہ ریز ہوگئے، اللہ تعالی نے فرمایا: اے موسی بن عمران! اپنا سر اٹھاؤ، چنانچہ موسی علیہ السلام نے سر اٹھالیا، اللہ تعالی نے فرمایا: اے موسی! میری خواہش ہے کہ آپ اس دن میرے عرش کے سائے میں رہو جس دن میرے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہوگا، اے موسی! یتیم کے لئے مہربان باپ کی طرح بن جاؤ، اور بیوہ کے لئے مشفق شوہر کی طرح بن جاؤ، اے موسی! رحم کرو آپ پر رحم کیا جائے گا، اے موسی جیسا کروگے ویسا بھروگے، اے موسی! بنی اسرائیل کو بتادیجئے کہ جو شخص مجھ سے اس حال میں ملے گا کہ وہ محمد کا انکار کرنے والا ہو تو میں اس کو آگ میں داخل کردوں گا، اگرچہ وہ میرا دوست ابراہیم اور میرا کلیم موسی ہی کیوں نہ ہو۔

موسی علیہ السلام نے عرض کیا: اے میرے اللہ! احمد کون ہے؟ اللہ تعالی نے فرمایا: اے موسی! میری عزت وجلال کی قسم! میں نے مخلوق میں کوئی ایسا پیدا نہیں کیا جو مجھے ان سے زیادہ معزز ہو، **آسمانوں اور زمین اور سورج وچاند کے پیدا ہونے سے بیس لاکھ سال پہلے میں نے ان کا نام اپنے نام کے ساتھ عرش پر لکھ دیا تھا**، اور میری عزت وجلال کی قسم! میری تمام مخلوق پر اس وقت تک جنت حرام ہے جب تک محمد اور اس کی امت اس میں داخل نہ ہوجائے۔

موسی علیہ السلام نے عرض کیا: احمد کی امت کون سی ہے؟ اللہ تعالی نے فرمایا: اس کی امت کے لوگ بہت زیادہ تعریف کرنے والے ہوں گے، چڑھتے اور اترتے اللہ کی حمد بیان کریں گے، اور ہر حال میں کمربستہ ہوں گے، اور اپنے اعضاء کو خوب پاک کریں گے، دن کو روزہ رکھیں گے، رات کو عبادت میں مشغول ہوں گے، میں ان کے

تھوڑے عمل کو بھی قبول کرلوں گا، اوران کو لاالہ الا اللہ کی شہادت کی وجہ سے جنت میں داخل کردوں گا، موسی علیہ السلام نے عرض کیا: یااللہ! مجھے اس امت کا نبی بنادیجئے، اللہ تعالی نے فرمایا: اس امت کا نبی انہی لوگوں میں سے ہوگا، موسی علیہ السلام نے عرض کیا: مجھے اس نبی کا امتی بنادیجئے، اللہ تعالی نے فرمایا: اے موسی! آپ پہلے آچکے ہیں اور وہ بعد میں آئیں گے، لیکن اے موسی! عنقریب میں آپ کو اوران کو دار الجلال میں جمع کروں گا۔

بعض دیگر مصادر

زیر بحث روایت حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے "حلية الأولياء"[1] میں، حافظ ابو القاسم قوام السنہ رحمۃ اللہ علیہ نے "الحجة"[2] میں اور علامہ ابن طولون رحمۃ اللہ علیہ نے "الأربعين"[3] میں حافظ ابو بکر ابن ابی عاصم رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے تخریج کی ہے۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ "حلية الأولياء"[4] میں زیر بحث روایت کی تخریج کے بعد فرماتے ہیں:

"هذا حديث غريب من حديث الزهري، لم نكتبه إلا من حديث

---

[1] حلية الأولياء:۳۷۵/۳،دار الفكر ـ بيروت،الطبعة۱٤۱٦هـ.

[2] الحجة في بيان المحجة وشرح عقيدة أهل السنة:۲۸۳/۲،رقم:۲۵۰،ت:محمد بن محمود أبو رحيم، دار الراية ـ الرياض،الطبعة الأولى ۱٤۱۱هـ.

[3] كتاب الأربعين في فضل الرحمة والراحمين:ص:٤۸،رقم:۱۸،ت:محمد خير رمضان يوسف،دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى۱٤۱٦هـ.

[4] حلية الأولياء:۳۷٦/۳،دار الفكر ـ بيروت،الطبعة۱٤۱٦هـ.

رباح بن معمر، ورباح فمن فوقه عدول، والجبابري [كذا في الأصل، والصحيح: الخبائري] في حديثه لين ونكارة".

یہ حدیث زہری کے طریق سے غریب ہے، ہم نے اسے صرف رباح بن معمر کے طریق سے لکھا ہے، اور رباح اور جو اس کے اوپر کے لوگ ہیں وہ عادل ہیں، اور خبائری کی حدیث میں لین اور نکارت ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "میزان الاعتدال"[1] میں سعید بن موسی کے ترجمہ میں زیر بحث روایت کو "من گھڑت" قرار دیا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "لسان المیزان"[2] میں حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

حافظ ابن ناصر الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

زیر بحث روایت کے بارے میں حافظ ابن ناصر الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ "جامع الآثار"[3] میں فرماتے ہیں:

"هذا الحديث موضوع، ملفق مصنوع، وإنما ذكرته هتكا لحاله، ولئلا يغتر جاهل به وبأمثاله، وفيما ذكرنا من الأحاديث والآثار غنية عن الموضوع ومقنع".

---

[1] ميزان الاعتدال: ١٦٠/٢، رقم: ٣٢٨٠، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

[2] لسان الميزان: ٧٧/٤، رقم: ٣٤٨٩، ت: عبد الفتاح أبو غدة، مكتب المطبوعات الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[3] جامع الآثار: ٤٧٧/١، ت: أبو يعقوب نشأت كمال، دار الفلاح للبحث العلمي ـ قطر، الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.

یہ حدیث من گھڑت ہے، بنائی گئی ہے، اور میں نے اس کی بد حالی بتانے کے لئے اسے ذکر کیا ہے، نیز اس لئے اسے ذکر کیا ہے تاکہ کوئی جاہل اس سے اور اس جیسی احادیث سے دھوکہ نہ کھائے، اور ہم نے جو احادیث و آثار ذکر کئے ہیں وہ ان من گھڑت احادیث سے بے نیاز و مستغنی کرنے والے ہیں۔

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ "الزیادات"[1] میں زیر بحث روایت ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"قال في (الميزان): هذا حديث موضوع، وسعيد بن موسى متهم بالوضع، قال في (اللسان): وكذا الراوي عنه أبو أيوب، وهو سليمان بن سلمة الخبائري".

ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "میزان" میں کہا ہے: یہ حدیث من گھڑت ہے، اور سعید بن موسی حدیث گھڑنے میں متہم ہے، ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "لسان" میں کہا ہے: اور اسی طرح اس (سعید) سے روایت نقل کرنے والا ابو ایوب جو کہ سلیمان بن سلمہ خبائری ہے، متہم بالوضع ہے۔

سند میں موجود راوی ابو ایوب سلیمان بن سلمہ بن عبد الجبار خبائری حمصی کے بارے میں ائمہ رجال کے اقوال

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے " التاریخ الکبیر "[2] میں سلیمان بن سلمہ کا ترجمہ قائم

---

[1] الزيادات على الموضوعات: ص:٨٥، رقم:٨٦، ت: رامز خالد حاج حسن، مكتبة المعارف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.

[2] التاريخ الكبير: ٤٠/٤، رقم:٤٧١٣، ت: مصطفى عبد القادر أحمد عطا، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٩هـ.

کر کے سکوت کیا ہے۔

حافظ ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ "الجرح والتعدیل"[1] میں فرماتے ہیں: "وسألته عنه، فقال: متروك الحديث، لا يشتغل به، فذكرت ذلك لابن الجنيد، فقال: صدق، كان يكذب، ولا أحدث عنه بعد هذا". میں نے سلیمان بن سلمہ کے بارے میں والد سے پوچھا، تو آپ نے فرمایا: وہ متروک الحدیث ہے، اس میں مشغول مت ہو، (حافظ ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ بات میں نے ابن جنید (یعنی ابو الحسن علی بن حسین بن جنید رازی رحمۃ اللہ علیہ) سے کہی تو انہوں نے کہا: ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے سچ کہا ہے، سلیمان بن سلمہ جھوٹ بولتا تھا، اور میں اس کے بعد اس کی حدیث بیان نہیں کروں گا۔

حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے سلیمان بن ناشرہ کے ترجمہ میں سلیمان بن سلمہ کو "متروك الحديث" کہا ہے[2]۔

نیز حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ محمد بن اسحاق بن ابراہیم بن محمد اسدی کے ترجمہ میں سلیمان بن سلمہ کے بارے میں فرماتے ہیں: "كان يكذب"[3]. جھوٹ بولتا تھا۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء"[4] میں سلیمان بن سلمہ کو "ليس بشيء" کہا ہے۔

---

[1] الجرح والتعديل: ١٢١/٤، رقم: ٥٢٩، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.

[2] الجرح والتعديل: ١٤٧/٤، رقم: ٦٣٥، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.

[3] الجرح والتعديل: ١٩٤/٧، رقم: ١٠٨٩، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.

[4] الضعفاء والمتروكين: ص: ١٨٦، رقم: ٢٥٣، ت، محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحین"[1] میں مؤمل بن سعید رجبی کے ترجمہ میں سلیمان بن سلمہ کے بارے میں فرماتے ہیں: "فلست أدري وقع المناكير في روايته منه أو من سليمان بن سلمة، لأن سليمان كان يروي الموضوعات عن الأثبات، فإن كان منه أو من مؤمل أو منهما معا، بطل الاحتجاج برواية يرويانها". معلوم نہیں کہ مؤمل کی روایات میں موجود مناکیر اسی مؤمل بن سعید کی جانب سے ہیں یا سلیمان بن سلمہ کی جانب سے ہیں، کیوں کہ سلیمان ثبت راویوں کے انتساب سے من گھڑت روایات نقل کرتا تھا، چنانچہ اگر یہ سلیمان بن سلمہ کی طرف سے ہوں، یا مؤمل کی طرف سے ہوں، یا بیک وقت دونوں کی طرف سے ہوں، تو ان دونوں کی مرویات سے احتجاج باطل ہے۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحین"[2] میں سعید بن موسی ازدی کے ترجمہ میں ایک حدیث کے تحت فرماتے ہیں: "فلست أدري وضعه سعيد بن موسى أو سليمان بن سلمة، لأن الخبر في نفسه موضوع، ليس من حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم، ولا من حديث ابن عمر، ولا من حديث نافع، ولا من حديث مالك، وسليمان بن سلمة ليس بشيء، فليس يخلو [الخبر] من أن يكون (مما) عمله أحدهما".

---

[1] المجروحين: ٣٢/٣، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ١٤١٢هـ.

[2] المجروحين: ٣٢٦/١، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ١٤١٢هـ.

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کی مکمل عبارت یہ ہے: "يروي عن مالك، عن نافع، عن ابن عمر، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لولا المنابر لهلك أهل القرى. ثنا الهمداني، ثنا سليمان بن سلمة الخبايري، ثنا سعيد بن موسى، عن مالك، فلست أدري وضعه سعيد بن موسى أو سليمان بن سلمة، لأن الخبر في نفسه موضوع، ليس من حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم، ولا من حديث ابن عمر، ولا من حديث نافع، ولا من حديث مالك، وسليمان بن سلمة ليس بشيء، فليس يخلو [الخبر] من أن يكون (مما) عمله أحدهما".

مجھے نہیں معلوم کہ اس حدیث کو سعید بن موسی نے گھڑا ہے، یا سلیمان بن سلمہ نے گھڑا ہے، کیونکہ خبر فی نفسہ من گھڑت ہے، یہ نہ تو رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے، اور نہ ہی ابن عمر رضی اللہ عنہما کی، اور نہ نافع کی، اور نہ ہی مالک کی حدیث ہے، اور سلیمان بن سلمہ "لیس بشیء" ہے، چنانچہ یہ خبر دونوں (یعنی سعید بن موسی یا سلیمان بن سلمہ) میں سے کسی ایک کے عمل سے خالی نہیں ہے۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے "الثقات"[1] میں سلیم بن عثمان ابو عثمان طائی کے ترجمہ کے تحت سلیمان بن سلمہ کو "ليس بشيء" کہا ہے۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الکامل"[2] میں سلیمان بن سلمہ کے ترجمہ میں دو روایات ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "ولسليمان بن سلمة أحاديث صالحة غير ما ذكرته، عن محمد بن حرب، وبقية، وغيرهما، وله عن ابن حرب، عن الزبيدي غير حديث أنكرت عليه". اور سلیمان بن سلمہ کی میری ذکر کردہ احادیث کے علاوہ صالح حدیثیں ہیں، جو کہ محمد بن حرب، بقیہ، اور ان کے علاوہ کے طریق سے ہیں، اور اس کی ابن حرب، عن زبیدی کے طریق سے بھی کئی احادیث ہیں، جن پر میں نے انکار کیا ہے۔

حافظ ازدی رحمۃ اللہ علیہ، سلیمان بن سلمہ کے بارے میں فرماتے ہیں: "معروف بالكذب". وہ جھوٹ میں معروف ہے[3]۔

---

[1] الثقات لابن حبان:٤١٥/٦،دائرة المعارف العثمانية ـ حيدر آباد الدكن الهند،الطبعة١٣٩٣هـ.

[2] الكامل في ضعفاء الرجال:٢٩٧/٤،رقم:٧٦٣،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[3] الضعفاء والمتروكين:٢٠/٢،رقم:١٥٢٧،ت:أبو الفداء عبد الله القاضي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

حافظ ابو احمد حاکم رحمۃ اللہ علیہ "الأسامي"[1] میں سلیمان بن سلمہ کے بارے میں فرماتے ہیں: "ليس بالقوي عندهم". یہ محدثین کے نزدیک قوی نہیں ہے۔

حافظ ابو علی نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ نے سلیمان بن سلمہ خبائری کو"متروك الحديث" کہا ہے[2]۔

حافظ ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہ "فتح الباب"[3] میں سلیمان بن سلمہ خبائری کے بارے میں فرماتے ہیں:"ليس بالقوي عندهم". یہ محدثین کے نزدیک قوی نہیں ہے۔

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ایک حدیث کے تحت سلیمان بن سلمہ خبائری کے بارے میں فرماتے ہیں: "والخبائري مشهور بالضعف"[4]. خبائری ضعف کے ساتھ مشہور ہے۔

حافظ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ "جامع بيان العلم"[5] میں ایک روایت کے تحت فرماتے ہیں: "وليس سليمان هذا عندهم بالقوي". اور یہ سلیمان محدثین کے نزدیک قوی نہیں ہے۔

---

[1] الأسامي والكنى:١/١٨٨،رقم:٣٣٣،ت:أبو عمر محمد بن علي الأزهري،الفاروق الحديثية ـ القاهرة، الطبعة الأولى١٤٣٦هـ.

[2] تاريخ دمشق:٢٢/٣٢٤،رقم:٢٦٧٨،ت:محب الدين أبي سعيد عمر بن غرامة،دار الفكر ـ بيروت،الطبعة ١٤١٥هـ.

[3] فتح الباب في الكنى والألقاب:ص:٦٨،رقم:٣٩٨،ت:أبو قتيبة نظر محمد الفاريابي، مكتبة الكوثر ـ الرياض، الطبعة الأولى١٤١٧هـ.

[4] ميزان الاعتدال:٢/٢١٠،رقم:٣٤٧٢،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت .

[5] جامع بيان العلم وفضله:١/٣٥،رقم:٢٧،ت:أبو الأشبال الزهيري،دار ابن الجوزي ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٤هـ.

حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ "تذکرۃ الحفاظ"[1] میں ایک روایت کے تحت فرماتے ہیں: "فلا أدري [هل هو من صنع سعيد] أم صنع سليمان، لأن الحديث موضوع، وكلاهما سيان في الدرجة". معلوم نہیں کہ اس روایت کو بنانے والا یہ سعید ہے یا سلیمان نے اسے بنایا ہے، اس لئے کہ یہ حدیث من گھڑت ہے، اور سعید اور سلیمان دونوں "سی الدرجہ" ہیں۔

حافظ ابن مواق رحمۃ اللہ علیہ نے "بغية النقاد"[2] میں سلیمان بن سلمہ کو "متروك الحديث" کہا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "سير أعلام النبلاء"[3] اور "تلخيص"[4] میں ایک حدیث کے تحت سلیمان خبائری کو "متهم" اور "ميزان"[5] میں "ساقط" کہا ہے۔

حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے "مجمع الزوائد"[6] میں ایک روایت کے تحت سلیمان بن سلمہ کو "متروك" کہا ہے۔

نیز حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ ہی "مجمع الزوائد"[7] میں ایک روایت کے تحت

---

[1] تذكرة الحفاظ:ص:٢٦٤،رقم:٦٥٢،ت:حمدي عبد المجيد،دار الصميعي ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

[2] بغية النقاد النقلة فيما أخل به كتاب البيان وأغفله أو ألم به فما تممه ولاكمله:١٤١/٢،رقم:٣٠٨،ت:محمد خرشافي، مكتبة أضواء السلف ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ .

[3] سير أعلام النبلاء:٥٢٦/٨،رقم:١٣٩،ت:شعيب الأرنؤوط ومحمد نعيم العرقسوسي،مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠١هـ.

[4] تلخيص الموضوعات:ص:١٩٦،رقم:٤٦٨،ت:أبو تميم ياسر بن إبراهيم بن محمد،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

[5] ميزان الاعتدال:١٦٠/٢،رقم:٣٢٨٠،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت .

[6] مجمع الزوائد:١٠١/٤،ت:حسام الدين القدسي،دار الكتاب العربى ـ بيروت .

[7] مجمع الزوائد:١٣٩/٤،ت:حسام الدين القدسي،دار الكتاب العربى ـ بيروت .

سلیمان بن سلمہ کے بارے میں فرماتے ہیں: "ونسب إلى الوضع". اور اسے جھوٹ بولنے کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔

حافظ ابن ناصر الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ "جامع الآثار"[1] میں ایک روایت کے تحت خبائری کے بارے میں فرماتے ہیں: "والخبائري وشيخه يونس واهيان، لا يقوم بهما حجة". خبائری اور اس کا شیخ دونوں واہی ہیں، ان دونوں کے ذریعہ حجت قائم نہیں ہو سکتی ہے۔

نیز حافظ ابن ناصر الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ ہی نے "جامع الآثار"[2] میں ایک روایت کے تحت خبائری کو "کذاب" کہا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "تلخيص الحبير"[3] میں ایک حدیث کے تحت سلیمان بن سلمہ کو "متروك" کہا ہے۔

نیز حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "لسان الميزان"[4] میں ایک حدیث کے تحت فرماتے ہیں: "وهذا الحمل فيه على سليمان بن سلمة أولى من الحمل فيه على عمر بن شاكر، والله أعلم". اور اس حدیث میں سلیمان بن سلمہ پر حمل اولی ہے، بمقابلہ عمر بن شاکر پر اس کے حمل کرنے کے، واللہ اعلم۔

---

[1] جامع الآثار في السير ومولد المختار: ۹۳/۳، ت: أبو يعقوب نشأت كمال، دار الفلاح للبحث العلمي، الطبعة الأولى ۱٤۳۱هـ.

[2] جامع الآثار في السير ومولد المختار: ٥۰٤/٥، ت: أبو يعقوب نشأت كمال، دار الفلاح للبحث العلمي، الطبعة الأولى ۱٤۳۱هـ.

[3] تلخيص الحبير: ۳٥۲/٤، رقم: ۱۹٦۹، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۹هـ.

[4] لسان الميزان: ۱٥۷/٤، رقم: ۳٦۲۲ ت: عبد الفتاح أبو غدة، دار البشائر الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۲۳هـ.

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ "اللآلیٔ"[1] میں ایک روایت کے تحت سلیمان بن سلمہ خبائری کے بارے میں فرماتے ہیں: "یکذب". یہ جھوٹ بولتا ہے۔

نیز علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "الزیادات"[2] میں ایک روایت کے تحت سلیمان بن سلمہ خبائری کو "متھم" کہا ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ "تنزیه الشریعة"[3] میں سلیمان بن سلمہ کو وضاعین و متہمین کی فہرست میں شمار کر کے فرماتے ہیں: "قال علي بن الجنيد: كان يكذب". علی بن جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ جھوٹ بولتا تھا۔

سند میں موجود راوی سعید بن موسیٰ ازدی جہنی حمصی کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحين"[4] میں سعید بن موسیٰ کے ترجمہ میں ایک حدیث کے تحت فرماتے ہیں: "فلست أدري وضعه سعيد بن موسى أو سليمان بن سلمة، لأن الخبر في نفسه موضوع، ليس من حديث رسول الله

---

[1] اللآلئ المصنوعة: ١/١٥١،ت:أبو عبد الرحمن صلاح بن محمد بن عويضة،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

[2] الزيادات على الموضوعات: ١/٤١٥،رقم:٤٩٤،ت:رامز خالد حاج حسن،مكتبة المعارف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.

[3] تنزيه الشريعة: ١/٦٥،رقم:٤٦،ت:عبد الوهاب عبد اللطيف وعبد الله محمد الصديق،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

[4] المجروحين: ١/٣٢٦،ت:محمود إبراهيم زايد،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة ١٤١٢هـ.
حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کی مکمل عبارت یہ ہے: "يروي عن مالك، عن نافع، عن ابن عمر، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لولا المنابر لهلك أهل القرى. ثنا الهمداني، ثنا سليمان بن سلمة الخبايري، ثنا سعيد بن موسى، عن مالك، فلست أدري وضعه سعيد بن موسى أو سليمان بن سلمة، لأن الخبر في نفسه موضوع، ليس من حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم، ولا من حديث ابن عمر، ولا من حديث نافع، ولا من حديث مالك، وسليمان بن سلمة ليس بشيء، فليس يخلو [الخبر] من أن يكون (مما) عمله أحدهما".

صلى الله عليه وسلم، ولا من حديث ابن عمر، ولا من حديث نافع، ولا من حديث مالك، وسليمان بن سلمة ليس بشيء، فليس يخلو [الخبر] من أن يكون (مما) عمله أحدهما“.

مجھے نہیں معلوم کہ اس حدیث کو سعید بن موسی نے گھڑا ہے، یا سلیمان بن سلمہ نے گھڑا ہے، کیونکہ خبر فی نفسہ من گھڑت ہے، یہ نہ تو رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے، اور نہ ہی ابن عمر رضی اللہ عنہما کی، اور نہ نافع کی، اور نہ ہی مالک کی حدیث ہے، اور سلیمان بن موسی ”لیس بشیء“ ہے چنانچہ یہ خبر دونوں (یعنی سعید بن موسی یا سلیمان بن سلمہ) میں سے کسی ایک کے عمل سے خالی نہیں ہے۔

حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ”تذكرة الحفاظ“[1] میں، حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے ”الموضوعات“[2]، ”الضعفاء“[3] اور ”العلل“[4] میں، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ”ديوان الضعفاء“[5] میں اور علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ”اللآلئ“[6] میں حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

---

[1] تذكرة الحفاظ:ص:٢٦٤،رقم:٦٥٢،ت:حمدي بن عبد المجيد السلفي،دار الصميعي ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

[2] الموضوعات:١٠٥/٢،ت:عبد الرحمن محمد عثمان،المكتبة السلفية ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولي ١٣٨٦هـ.

[3] الضعفاء والمتروكين:٣٢٦/١،رقم:١٤٣٩،ت:عبد الله القاضي،دار الكتب العلمية - بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

[4] العلل المتناهية:١٣/٢،رقم:٨٣٠،ت:إرشاد الحق الأثري،إدارة ترجمان السنة ـ لاهور.

[5] ديوان الضعفاء:ص:١٦٣،رقم:١٦٥٢،ت:حماد بن محمد الأنصاري،مكتبة النهضة الحديثة ـ مكة،الطبعة الثانية.

[6] اللآلئ المصنوعة:٢٥/٢،ت:أبو عبد الرحمن صلاح بن محمد بن عويضة،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة ١٤١٧هـ.

حافظ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ "التمهيد"[1] میں ایک دوسری حدیث کے تحت فرماتے ہیں: "ورواه أيضا سعيد بن موسى عن مالك بإسناده مثله، وموسى بن محمد وسعيد بن موسى متروكان، والحديث موضوع". اس روایت کو سعید بن موسی نے بھی اس جیسی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے، اور موسی بن محمد اور سعید بن موسی دونوں متروک ہیں، اور حدیث من گھڑت ہے۔

حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ "معرفة التذكرة"[2] میں حدیث "لولا المنابر" کے تحت فرماتے ہیں: "فيه سعيد بن موسى الأزدي وسليمان بن سلمة، كلاهما يضع". اس کی سند میں سعید بن موسی اور سلیمان بن سلمہ ہیں اور یہ دونوں حدیث گھڑتے تھے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "تلخيص الموضوعات"[3] میں حدیث "لولا المنابر" کے تحت فرماتے ہیں: "من وضع سعيد بن موسى على مالك، عن نافع، عن ابن عمر". سعید بن موسی کی یہ حدیث بطریق مالک، عن نافع، عن ابن عمر رضی اللہ عنہما پر گھڑی

---

[1] التمهيد لما في الموطا من المعاني والأسانيد:٦٩٩/٦،ت:بشار عواد معروف،مؤسسة الفرقان للتراث الإسلامي، الطبعة الأولى ١٤٣٩هـ.

حافظ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ کی مکمل عبارت ملاحظہ ہو: "ومما وضع أيضا على مالك مما يدخل في هذا الباب، ما حدثناه خلف بن قاسم، حدثنا محمد بن أحمد بن كامل، حدثنا عبيد الله بن محمد بن حسين الدمياطي، حدثنا موسى بن محمد بن عطاء، حدثنا مالك، عن نافع، عن ابن عمر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: هدية الله إلى المؤمن السائل على بابه. ورواه أيضا: سعيد بن موسى، عن مالك بإسناده مثله، وموسى بن محمد وسعيد بن موسى متروكان، والحديث موضوع".

[2] معرفة التذكرة:ص:١٨٦،رقم:٦٣٦،ت:عماد الدين أحمد حيدر،مؤسسة الكتب الثقافية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

[3] تلخيص الموضوعات:١٧٨/١،رقم:٤١٠،ت:أبو تميم ياسر بن إبراهيم بن محمد،مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

ہوئی احادیث میں سے ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "المغني"[1] میں فرماتے ہیں: "اتهمه ابن حبان بوضع الحديث، وله عن رباح بن زيد موضوعات". سعید بن موسی کو ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے متہم بالوضع قرار دیا ہے، اور سعید بن موسی کی رباح بن زید کے انتساب سے من گھڑت احادیث ہیں۔

حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ "مجمع الزوائد"[2] میں ایک روایت کے تحت فرماتے ہیں: "وفيه سعيد بن موسى الأزدي، وهو كذاب". اور اس روایت کی سند میں سعید بن موسی ازدی ہے، اور وہ کذاب ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزيه الشريعة"[3] میں سعید بن موسی کو وضاعین و متہمین کی فہرست میں شمار کر کے حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ذکر کیا ہے۔

روایت بطریق سعید بن موسی کا حکم

زیر بحث روایت کو اس طریق سے حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن ناصر الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "من گھڑت" کہا ہے، اس لئے زیر بحث روایت کو اس طریق سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

---

[1] المغني في الضعفاء: ٤١٤/١، رقم: ٢٤٥٧، ت: أبو الزهراء حازم القاضي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

[2] مجمع الزوائد: ٩٧/٧، ت: حسام الدين القدسي، دار الكتاب العربي ـ بيروت.

حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت ملاحظہ ہو: "وعن أنس بن مالك، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من دام على قراءة يس كل ليلة، ثم مات، مات شهيدا. رواه الطبراني في الصغير، وفيه: سعيد بن موسى الأزدي، وهو كذاب ...".

[3] تنزيه الشريعة: ٦٣/١، رقم: ٢١، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف وعبد الله محمد الصديق، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

روایت بطریق ابوایوب یحیی بن میمون بصری

حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ "تاريخ دمشق"[1] میں تخریج فرماتے ہیں:

"أخبرنا أبو يعقوب يوسف بن أيوب بن يوسف بن الحسين بن وهرة الهمذاني بمرو، نا السيد أبو المعالي محمد بن محمد بن زيد الحسيني إملاء بأصبهان، ح وأخبرنا أبو محمد بن طاووس، أنا أبو القاسم بن أبي العلاء، قالا: أنا أبو القاسم عبد الرحمن بن عبيد الله بن عبد الله السمسار، أنا حمزة بن محمد الدهقان، نا محمد بن عيسى بن حبان المدائني، نا محمد بن الصباح، أنا علي بن الحسين الكوفي، عن إبراهيم بن اليسع، عن أبي العباس الضرير، عن الخليل بن مرة، عن يحيى.... [كذا في الأصل]، عن زاذان، عن سلمان قال: حضرت النبي صلى الله عليه وسلم ذات يوم، فإذا أعرابي جاء في راحل بدوي قد وقف علينا، فسلم فرددنا عليه، فقال: يا قوم! أيكم محمد رسول الله صلى الله عليه وسلم؟ فقال النبي صلى الله عليه وسلم: أنا محمد رسول الله، فقال الأعرابي: إني والله! قد آمنت بك قبل أن أراك، وأحببتك قبل أن ألقاك، وصدقتك قبل أن أرى وجهك، ولكن ـ وقال يوسف: ـ ولكني أريد أن أسألك عن خصال.

فقال: سل عما بدا لك، فقال: فداك أبي وأمي! أليس الله جل وعز كلم موسى؟ قال: بلى، قال: وخلق عيسى من روح القدس؟ قال: بلى، قال: واتخذ إبراهيم خليلا واصطفى آدم؟ قال: بلى، قال: بأبي أنت وأمي! أيش

[1] تاريخ دمشق:، ٣/ ٥١٧،ت:محب الدين أبو سعيد عمر بن غرامة العمروي،دار الفكر ـ بيروت،الطبعة ١٤١٥هـ.

أعطيت من الفضل؟ فأطرق النبي صلى الله عليه وسلم، وهبط، وقال يوسف: فهبط عليه جبريل، فقال: الله يقرئك السلام وهو يسألك عما هو أعلم به منك، الله يقول: يا حبيبي! لم أطرقت رأسك؟ رد علي، وقال: ابن طاوس: ارفع رأسك، ورد على الأعرابي، زاد ابن طاوس: جوابه قالا: وقال: أقول ماذا يا جبريل؟

قال: الله يقول: إن كنت اتخذت وقال يوسف قد اتخذت إبراهيم خليلا فقد اتخذتك من قبل حبيبا، وإن كنت كلمت وقال يوسف: قد كلمت موسى في الأرض فقد كلمتك زاد ابن طاوس: وأنت وقالا: معي في السماء، والسماء أفضل من الأرض، وإن كنت خلقت عيسى من روح القدس فقد خلقت اسمك من قبل أن أخلق الخلق بألفي سنة، ولقد وطئت في السماء موطأ لم يطأه أحد قبلك، ولا يطأه أحد بعدك، وإن كنت اصطفيت آدم، فبك ختمت الأنبياء، ولقد خلقت مائة ألف نبي وأربعة وعشرين ألف نبي ما خلقت خلقا أكرم علي منك، ومن يكون أكرم علي وقال ابن طاوس: عندي منك، وقد أعطيتك الحوض والشفاعة والناقة والقضيب والميزان والوجه الأقمر والجمل الأحمر والتاج والهراوة والحجة والعمرة والقرآن وفضل شهر رمضان والشفاعة كلها لك، حتى ظل عن شيء [كذا في الأصل، والصحيح: عرشي] في القيامة على رأسك ممدود، وتاج الحمد على رأسك معقود، ولقد قرنت اسمك مع اسمي، فلا أذكر في موضع حتى تذكر معي، ولقد خلقت الدنيا وأهلها لأعرفهم كرامتك، وزاد يوسف: علي، وقال: ومنزلتك عندي، ولولاك يا محمد! ما خلقت الدنيا".

حضرت سلیمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اچانک ایک دیہاتی صحرائی سواری پر سوار آکر کھڑا ہوا، پھر اس نے سلام کیا، ہم نے اس کو سلام کا جواب دیا، پھر دیہاتی نے کہا: اے لوگو! تم میں اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کون ہیں؟ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں اللہ کا رسول محمد ہوں، دیہاتی نے کہا: اللہ کی قسم! میں آپ کو دیکھنے سے پہلے ہی آپ پر ایمان لا چکا تھا، اور آپ سے ملاقات کرنے سے پہلے ہی آپ مجھے محبوب تھے، اور آپ کا چہرہ دیکھنے سے پہلے میں آپ کی تصدیق کر چکا تھا، لیکن میں آپ سے چند باتیں پوچھنا چاہتا ہوں۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو پوچھنا چاہتے ہو پوچھو، دیہاتی نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! کیا اللہ عزوجل نے موسی علیہ السلام سے کلام کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بالکل کیا ہے، پھر عرض کیا: کیا اللہ تعالی نے عیسی علیہ السلام کو روح القدس سے پیدا کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بالکل، پھر عرض کیا: کیا اللہ تعالی نے ابرہیم علیہ السلام کو خلیل اور آدم علیہ السلام کو خاص بندہ بنایا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب میں فرمایا: بالکل، پھر عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! آپ کو کیا فضیلت دی گئی ہے؟ یہ سن کر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گردن جھکا لی، فوراً آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جبرائیل اتر آئے، اور جبرائیل علیہ السلام نے کہا: اللہ تعالی آپ کو سلام کہہ رہے ہیں، اور آپ سے اس چیز کے بارے میں پوچھ رہے ہیں جس کو خود اللہ تعالی آپ سے زیادہ جانتے ہیں، اللہ تعالی فرماتے ہیں: اے میرے حبیب! آپ اپنا سر کیوں جھکائے بیٹھے ہیں؟ مجھے جواب دیجیے، اور ابن طاوس کی روایت میں ہے: دیہاتی کو جواب دیجیے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے جبرائیل! میں کیا کہوں؟

جبرائیل علیہ السلام نے کہا: اللہ تعالی فرماتے ہیں: اگر میں نے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل

بنایا ہے تو میں نے آپ ﷺ کو اس سے پہلے حبیب بنایا ہے، اگر میں نے موسیٰ علیہ السلام سے زمین پر کلام کیا ہے، تو میں نے آپ سے آسمان پر کلام کیا ہے، اور آسمان زمین سے افضل ہے، اگر میں نے عیسیٰ علیہ السلام کو روح القدس سے پیدا کیا **تو میں نے آپ کا نام تمام مخلوقات کے پیدا کرنے سے دو ہزار سال پہلے پیدا کیا**، اور آپ سے پہلے کسی نے بھی آسمان پر قدم نہیں رکھا، اور نہ آپ کے بعد کوئی رکھے گا، اور اگر میں نے آدم علیہ السلام کو چن لیا ہے تو آپ پر نبیوں کا سلسلہ ختم کر دیا ہے، اور میں نے ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں کو پیدا کیا لیکن کسی کو ایسا پیدا نہیں کیا جو مجھے آپ سے زیادہ معزز ہو، اور مجھے آپ سے بڑھ کر کون معزز ہو سکتا ہے، حالانکہ میں نے آپ کو حوض، شفاعت، اونٹنی، لکڑی، ترازو، روشن چہرہ، سرخ اونٹ، تاج، لاٹھی، حج، عمرہ، قرآن، رمضان کے مہینے کی فضیلت اور شفاعت ان سب سے آپ ﷺ کو نوازا ہے، یہاں تک کہ قیامت میں میرے عرش کا سایہ آپ ﷺ کے سر پر ہوگا، اور تعریف کا تاج آپ کے سر پر رکھا جائے گا، اور میں نے اپنے نام کے ساتھ آپ کا نام ملا لیا ہے، چنانچہ میرے نام کے ساتھ آپ کا تذکرہ ہوگا، اور بے شک میں نے دنیا اور اس میں بسنے والوں کو پیدا کیا تاکہ آپ کی کرامت کی پہچان کراؤں، اور میرے نزدیک آپ کی قدر و منزلت یہ ہے کہ اے محمد! اگر آپ نہ ہوتے تو میں دنیا کو پیدا نہ کرتا۔

بعض دیگر مصادر

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "الموضوعات"[1] میں زیر بحث روایت تخریج کی ہے، دونوں سندیں سند میں موجود راوی ابوالقاسم عبدالرحمن بن عبید اللہ حرقی سمسار پر مشترک ہو جاتی ہیں۔

---

[1] كتاب الموضوعات: ۱/ ۲۸۸، ت: عبدالرحمن محمد عثمان، المكتبة السلفية ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ۱۳۸٦هـ.

روایت پر ائمہ حدیث کا کلام

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ "الموضوعات"[1] میں زیر بحث روایت کی تخریج کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"هذا حديث موضوع لا شك فيه، وفي إسناده مجهولون وضعفاء، والضعفاء أبو السُكَين وإبراهيم بن اليسَع، قال الدارقطني: أبو السُكَين ضعيف، وإبراهيم ويحيى البصري متروكان، قال أحمد بن حنبل: حرقنا حديث يحيى البصري، وقال الفلاس: كان كذابا، يحدث أحاديث موضوعة، وقال الدارقطني: متروك".

بلاشبہ یہ حدیث من گھڑت ہے،اوراس کی سند میں مجہول اور ضعفاء ہیں،ابو سکین اور ابراہیم بن یسَع ضعفاء ہیں، دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابو سکین ضعیف ہے، ابراہیم اور یحیی بصری متروک ہیں، احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہم نے اس کی احادیث پھاڑ دی ہیں، اور فلاس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ جھوٹا تھا، من گھڑت احادیث بیان کرتا تھا،اور دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے متروک کہا ہے۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "اللآلئ المصنوعة"[2] میں زیرِبحث روایت بسندِ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے بارے میں حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اکتفاء کیا ہے۔

---

[1] كتاب الموضوعات: ١/ ٢٨٩،ت:عبدالرحمن محمد عثمان،المكتبة السلفية ـ مدينة المنورة،الطبعة الأولى ١٣٨٦هـ.

[2] اللآلئ المصنوعة: ٢٤٩/١،ت:أبو عبد الرحمن صلاح بن محمد بن عويضة،دار الكتب العلمية۔ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "تلخیص الموضوعات"[1] میں زیر بحث روایت کے متعلق فرماتے ہیں:

"قال ابن الجوزي: موضوع بلا شك، ويحيى البصري تالف كذاب، والسند ظلمة". ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بلاشبہ یہ روایت من گھڑت ہے، یحیی بصری تالف کذاب ہے، اور سند تاریک ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ "تنزيه الشريعة"[2] میں زیر بحث روایت کے متعلق فرماتے ہیں:

"(ابن الجوزي) من طريق يحيى البصري، وفيه أيضا مجهولون وضعفاء". اسے ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے یحیی بصری کے طریق سے تخریج کیا ہے، اور اس میں مجہول اور ضعیف راوی ہیں۔

سند میں موجود راوی ابوایوب یحیی بن میمون بن عطاء قرشی بصری تمار (المتوفی مابین ۱۸۰ھ - ۱۹۰ھ[3]) کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ ایک روایت کے تحت ابوایوب یحیی بن میمون تمار

[1] تلخيص كتاب الموضوعات: ص:٨٦،رقم:١٩٥،ت:ياسر بن إبراهيم،دار الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

[2] تنزيه الشريعة المرفوعة: ١/ ٣٢٥،رقم: ٦،ت:عبد الوهاب عبد اللطيف وعبد الله محمد الصديق،دار الكتب العلمية ـ بيروت ،الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

[3] امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے موصوف کو ان افراد میں ذکر کیا ہے جن کا انتقال ۱۸۰ھ اور ۱۹۰ھ کے درمیان ہوا ہے (التاريخ الصغير: ٢٠٥/٢، ت:محمود إبراهيم زايد،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ).

کے بارے میں فرماتے ہیں: ''رواہ شیخ ضعیف، یقال له: أبو أیوب التمار، وکان عندي ضعیفا''[۱]. اسے ایک ضعیف شیخ نے روایت کیا ہے، جسے ابوایوب تمار کہا جاتا ہے، اور یہ میرے نزدیک ضعیف ہے۔

حافظ عمرو بن علی فلاس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''کتبت عنه، وکان کذابا، حدث عن علي بن زید بأحادیث موضوعة، روی عن عاصم الأحول أحادیث منکرة''[۲]. میں نے اس سے روایات لکھی ہیں، اور یہ جھوٹا تھا، علی بن زید کے انتساب سے من گھڑت احادیث بیان کرتا تھا، اور عاصم احول کے انتساب سے منکر احادیث روایت کرتا تھا۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''لیس بشيء، خرقنا حدیثه، کان یلقن الأحادیث''[۳]. یہ ''لیس بشیء'' ہے، اس کی حدیثوں کو ہم نے پھاڑ دیا، ان کو احادیث کی ''تلقین'' کی جاتی تھی۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ''التاریخ الصغیر''[۴] میں فرماتے ہیں: ''قال لي عمرو بن علي: کذاب، یروي عن عبد الله بن مثنی''. مجھے عمرو بن علی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: یہ کذاب ہے، عبداللہ بن مثنی سے روایت کرتا ہے۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ''الکنی والأسماء''[۵] میں یحیی بن میمون کو ''منکر

---

[۱] تاریخ بغداد:۱۹۰/۱٦،رقم:۷٤۰۹،ت:بشارعواد معروف،دار الغرب الإسلامي ـ بیروت،الطبعة الأولی ۱٤۲۲هـ.

[۲] الجرح والتعدیل:۱۸۹/۹،رقم:۷۸۵،دار الکتب العلمیة ـ بیروت،الطبعة الأولی ۱۳۷۳هـ.

[۳] العلل ومعرفة الرجال:۳۰۱/۳، رقم:۵۳۳٦،ت:وصي الله بن محمد عباس، دار الخاني ـ الریاض،الطبعة الثانیة ۱٤۲۲هـ.

[۴] التاریخ الصغیر:۲۳٦/۲،ت:محمد إبراهیم زاید،دار المعرفة ـ بیروت،الطبعة الأولی ۱٤۰٦هـ.

[۵] الکنی والأسماء:٦۹/۱،رقم:۱۲۸،ت:عبد الرحیم محمد أحمد القشقری،الجامعة الإسلامیة ـ المدینة المنورة،

الحدیث" کہا ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ليس بثقة ولا مأمون"[1].

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحين"[2] میں فرماتے ہیں: "قدم بغداد سنة تسعين ومائة وحدثهم بها، فعند أهل العراق منه العجائب التي يرويها مما لم يتابع عليها، حتى إذا سمعها مَنْ الحديثُ صناعتُه لم يشك أنها معمولة، لا تحل الرواية عنه، ولا الاحتجاج به بحال".

یہ سن ایک سو نوے (۱۹۰) ہجری میں بغداد آیا، اور اہل بغداد کو روایات بیان کیں، اہل عراق کے پاس اس کی مرویات میں ایسے عجائب ہیں جن میں اس کی متابعت نہیں کی گئی، حتی کہ صناعتِ حدیث سے شغف رکھنے والے شخص کو ان کے من گھڑت ہونے میں شک نہیں ہوتا، اس سے روایت کرنا حلال نہیں ہے، اور اس سے احتجاج کرنا کسی حال میں درست نہیں ہے۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے یحیی بصری کو "الثقات"[3] میں بھی ذکر کیا ہے۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کے موصوف کو "مجروحین" و "ثقات" دونوں میں ذکر کرنے کی توجیہ کرتے ہوئے حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "فكأنه ظنه غيره، وهو هو"[4]. گویا کہ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے اسے کوئی اور سمجھا ہے، حالانکہ یہ وہی ہے (یعنی

الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[1] تاريخ بغداد:١٩١/١٦،رقم:٧٤٠٩،ت:بشارعواد معروف،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[2] المجروحين:٣/ ١٢١،ت:محمود إبراهيم زايد،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة ١٤١٢هـ.

[3] كتاب الثقات:٦٠٣/٧،دائرة المعارف العثمانية ـ بحيدر آباد دكن،الطبعة الأولى ١٣٩٣هـ.

[4] تهذيب التهذيب:٣٩٤/٤،ت:إبراهيم الزيبق وعادل مرشد،مؤسسة الرسالة ـ بيروت.

جسے وہ مجروحین میں نقل کر چکے ہیں)۔

حافظ دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے "العلل"[1] میں یحیی بن میمون کو "متروك" کہا ہے۔

حافظ زکریا ساجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كان يكذب، يحدث عن علي بن زيد أحاديث بواطيل"[2]۔ یہ جھوٹ بولا کرتا تھا، علی بن زید کے انتساب سے باطل احادیث بیان کرتا تھا۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الکامل"[3] میں یحیی بن میمون کے ترجمہ میں چند احادیث ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "وليحيى بن ميمون غير ما ذكرت، وعامة ما يرويه ليس بمحفوظ"۔ یحیی بن میمون کی میری ذکر کردہ روایات کے علاوہ بھی احادیث ہیں، اور اس کی مرویات عام طور پر محفوظ نہیں ہیں۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الکامل"[4] میں میمون بن عطاء کے ترجمہ میں ایک

---

[1] العلل الواردة:٢٧/١٢،رقم:٢٣٦٧،ت:محفوظ الرحمن زين الله السلفي،دار طيبة ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

[2] إكمال تهذيب الكمال:٣٧٢/١٢،رقم:٥٢٠٨،ت:أبو عبد الرحمن عادل بن محمد،الفاروق الحديثة للطباعة والنشر ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[3] الكامل في ضعفاء الرجال:٧٨/٩،رقم:٢١٢٤،ت:عادل أحمد وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[4] الكامل في ضعفاء الرجال:١٦٢/٨،رقم:١٨٩٨،ت:عادل أحمد وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت.

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کی مکمل عبارت ملاحظہ ہو:"ثنا عبد الواحد الناقد، ثنا حسين بن أبي زيد الدباغ، ثنا يحيى بن ميمون القرشي التمار البصري في سنة تسعين ومائة، ثنا ميمون بن عطاء، عن أبي إسحاق، عن الحارث، عن علي، أنه شكا إلى النبي صلى الله عليه وسلم الوحدة، فقال له النبي صلى الله عليه وسلم: فلو اتخذت زوجا من حمام، فانسك وأصبت من فروخه، واتخذت ديكا، فانسك وأيقظك للصلاة، وهذا منكر بهذا الإسناد، ولعل

حدیث تخریج کرکے فرماتے ہیں: "وهذا منكر بهذا الإسناد، ولعل البلاء فيه من يحيى بن ميمون، لا من ميمون بن عطاء، فإن يحيى من ضعفاء البصريين، ولم أجد للمتقدمين فيه كلاما فأذكره". یہ اس اسناد سے منکر ہے، شاید اس میں بلاء یحیی بن میمون کی جانب سے ہے، میمون بن عطاء کی جانب سے نہیں ہے، کیونکہ یحیی ضعیف بصری راویوں میں سے ہے، اور میں نے اس کے بارے میں متقدمین کا کلام نہیں دیکھا کہ میں اسے ذکر کروں۔

حافظ ابو احمد حاکم رحمۃ اللہ علیہ "الأسامي والكنى"[1] میں یحیی بن میمون کے بارے میں فرماتے ہیں "سكتوا عنه". محدثین نے اس سے سکوت اختیار کیا ہے۔

حافظ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ "الاستغناء"[2] میں فرماتے ہیں: "هو عندهم كذاب، حدث بأحاديث موضوعة عن علي بن زيد، وعن عاصم بأحاديث منكرة". محدثین کے نزدیک یحیی بن میمون کذاب ہے، علی بن زید کے انتساب سے من گھڑت احادیث بیان کرتا ہے، اور عاصم کے انتساب سے منکر احادیث نقل کرتا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "الكاشف"[3] میں فرماتے ہیں: "تركوه". محدثین نے اسے ترک کر دیا ہے۔

البلاء فيه من يحيى بن ميمون لا من ميمون بن عطاء، فإن يحيى من ضعفاء البصريين، ولم أجد للمتقدمين فيه كلاما فأذكره".

[1] الأسامي والكنى: ١٩٢/١، رقم: ٣٣٨، ت: أبو عمر محمد بن علي الأزهري، الفاروق الحديثية ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٣٦هـ.

[2] الاستغناء: ٣٩٨/١، رقم: ٣٨٩، ت: عبد الله مرحول السوالمة، دار ابن تيمية ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

[3] الكاشف: ٣٧٧/٢، رقم: ٦٢٥٥، ت: محمد عوامة، دار القبلة للثقافة الإسلاميه ـ السعودية، الطبعة الأولى ١٤١٣هـ.

نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "المقتنی"[1] میں اسے "واہ" اور "میزان"[2] میں ایک روایت کے تحت "أحد الهلكى" کہا ہے۔

حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے "مجمع الزوائد"[3] میں ایک روایت کے تحت یحیی بن میمون کو "متروك" کہا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے "التقريب"[4] میں اسے "متروك" کہا ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ "تنزيه الشريعة"[5] میں یحیی بصری کو وضاعین و متہمین کی فہرست میں شمار کر کے فرماتے ہیں: "اتهمه ابن عدي". ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے متہم قرار دیا ہے۔

سند میں موجود راوی ابو اسماعیل ابرہیم بن ابی حَیَّہ یَسَع مکی تمیمی (المتوفی مابین ۱۸۰-۱۹۰ھ[6]) پر ائمہ رجال کا کلام

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ ابراہیم بن یَسَع کے بارے میں فرماتے ہیں: "شيخ ثقة"[7].

---

[1] المقتنى في سرد الكنى: ٩٩/١،رقم: ٥٥٩،ت:محمد صالح عبد العزيز مراد،المجلس العلمي ـ المدينة المنورة، الطبعة١٤٠٨هـ.

[2] ميزان الاعتدال: ٢٣٤/٤،رقم: ٨٩٦٧،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت.

[3] مجمع الزوائد: ١٦٠/٥،ت:حسام الدين القدسي،دار الكتاب العربى ـ بيروت.

[4] تقريب التهذيب:ص: ٥٩٧،رقم: ٧٦٥٦،ت:محمد عوامة،دار الرشيد ـ سوريا،الطبعة الثانية ١٤١١هـ.

[5] تنزيه الشريعة: ١٢٨/١،رقم: ٤٣،ت:عبد الوهاب عبد اللطيف وعبد الله محمد الصديق الغماري،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

[6] امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابراہیم بن یَسَع کو ان افراد میں ذکر کیا ہے جن کا انتقال ۱۸۰ھ اور ۱۹۰ھ کے درمیان ہوا ہے (التاريخ الصغير: ٢٠٥/٢،ت:محمود إبراهيم زايد،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٠٦هـ).

[7] تاريخ عثمان بن سعيد الدارمي:ص: ٧٣،رقم: ١٥٩،ت:أحمد محمد نور سيف،دار المأمون للتراث ـ بيروت.

امام علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ نے ابراہیم بن یسع کو "لیس بشيء" [1] کہا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "التاريخ الكبير" [2]، "التاريخ الصغير" [3] اور "الضعفاء الصغير" [4] میں اسے "منكر الحديث" کہا ہے۔

حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء الكبير" [5] میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے "الكنى" [6] میں "ضعيف الحديث" کہا ہے۔

حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے ابراہیم بن یسع کو "منكر الحديث" کہا ہے [7]۔

حافظ ابو بکر بزار رحمۃ اللہ علیہ اپنی "مسند" [8] میں ایک روایت کے تحت ابراہیم کے بارے میں لکھتے ہیں: "وهو رجل ليس بالقوي في الحديث". اور یہ شخص حدیث میں قوی نہیں ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "ضعيف" کہا ہے [9]۔

---

[1] لسان الميزان: ٢٧٢/١،رقم:١١٦،ت:عبد الفتاح أبو غدة،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[2] التاريخ الكبير: ٢٧٦/١،رقم:٩١٣،ت:مصطفى عبد القادر أحمد عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثاني ١٤٢٩هـ.

[3] التاريخ الصغير: ٢٣٣/٢،ت:محمود إبراهيم زايد،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

[4] الضعفاء الصغير:ص:١٦،رقم:٣،ت:محمود إبراهيم زايد،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

[5] الضعفاء الكبير: ٧١/١،رقم:٧٣،ت:عبد المعطي أمين قلعجي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى.

[6] الكنى والأسماء:ص:٥٧،رقم:٨٧،ت:عبد الرحيم محمد أحمد القشقرى،الجامعة الإسلامية ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[7] الجرح التعديل: ٩٦/٢،رقم: ٢٦٠،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣٧١هـ.

[8] البحر الزخار المعروف بمسند البزار: ٣٦٣/١١،رقم:٥١٨٦،ت:عادل بن سعد،مكتبة العلوم والحكم ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.

[9] الكامل في ضعفاء الرجال: ٣٨٦/١،رقم: ٧٠،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحين"[1] میں فرماتے ہیں "يروي عن جعفر بن محمد وهشام بن عروة مناكير وأوابد، يسبق إلى القلب أنه المتعمد لها". یہ جعفر بن محمد اور ہشام بن عروہ کے انتساب سے مناکیر اور عجائبات نقل کرتا ہے، دل میں یہ بات آتی ہے کہ وہ ان روایات کو جان بوجھ کر لاتا ہے۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الكامل"[2] میں فرماتے ہیں: "وضعف إبراهيم بن أبي حَيَّة بين على أحاديثه ورواياته". ابراہیم بن ابی حَیَّہ کا ضعف اس کی احادیث اور اس کی روایات میں واضح ہے۔

حافظ ابو احمد حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے "الأسامي"[3] میں ابراہیم بن ابی حَیَّہ کو "منکر الحدیث" کہا ہے۔

امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "أبو السُكَين ضعيف، وإبراهيم ويحيى البصري متروكان"[4]. ابو سکین ضعیف ہے، اور ابراہیم اور یحیی بصری دونوں متروک ہیں۔

امام ابو عبد اللہ حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ "المدخل إلى الصحيح"[5] میں ابراہیم

الكتب العلمية ـ بيروت.

[1] المجروحين: ١/١٠٠، رقم: ١٣، ت: حمدي عبد المجيد السلفي، دار الصميعي ـ الرياض، الطبعة الثالثة ١٤٣٣هـ.

[2] الكامل في ضعفاء الرجال: ١/٣٨٩، رقم: ٧٠، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[3] الأسامي والكنى: ١/١٥٣، رقم: ٢٥٨، ت: أبو عمر محمد بن علي الأزهري، الفاروق الحديثية ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٣٦هـ.

[4] كتاب الموضوعات: ١/ ٢٨٩، ت: عبدالرحمن محمد عثمان، المكتبة السلفية ـ مدينة المنورة، الطبعة الأولى ١٣٨٦ هـ.

[5] المدخل إلى الصحيح: ص: ١١٤، رقم: ١، ت: ربيع بن هادي عمير المدخلي، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة

کے ترجمہ میں فرماتے ہیں: "يروي عن جعفر بن محمد وهشام بن عروة المناكير". یہ جعفر اور ہشام بن عروہ کے انتساب سے مناکیر نقل کرتا ہے۔

امام ابو عبد اللہ حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ "المدخل إلى كتاب الإكليل"[1] میں فرماتے ہیں: "قوم عمدوا إلى أحاديث مشهورة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم بأسانيد معروفة، ووضعوا إليها غير تلك الأسانيد، فكركبوها [كذا في الأصل] عليها ليستغرب بتلك الأسانيد، منهم: إبراهيم بن اليسع، وهو ابن أخي حَيَّة، يحدث عن جعفر بن محمد الصادق، وهشام بن عروة، فيركب حديث هذا على حديث ذلك، وكذلك حماد بن عمرو النصيبي، وبهلول بن عبيد، وأصرم بن حوشب وغيرهم". ایک جماعت ایسی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے معروف اسانید سے منقول مشہور احادیث کا قصد کر کے ان کے لئے ان کے علاوہ اسانید گھڑ کر ان احادیث کے ساتھ اسے جوڑ دیتی ہے، تا کہ ان اسانید کی وجہ سے غریب سمجھا جائے، ان میں یہ افراد ہیں: ابراہیم بن یسع، اور یہ ابن اخی حَيَّہ ہے (اصل میں اسی طرح ہے)، یہ جعفر بن محمد صادق اور ہشام بن عروہ کے انتساب سے حدیث روایت کرتا ہے، چنانچہ اس (یعنی اسناد) کی حدیث کو اس (یعنی اسناد) کے ساتھ جوڑ دیتا ہے، اور حماد بن عمرو نصیبی، بہلول بن عبید، اصرم بن حوشب وغیرہ اسی طرح ہیں۔

حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ "المسند المستخرج"[2] میں فرماتے ہیں: "عرف في

الأولى ١٤٠٤هـ.

[1] المدخل إلى كتاب الإكليل: ص:٥٩، ت: فؤاد عبد المنعم أحمد، دار الدعوة ـ الإسكندرية.

[2] المسند المستخرج على صحيح مسلم: ٥٧/١، رقم:٣، ت: محمد حسن محمد حسن إسماعيل، دار الكتب

روايته عن هشام بن عروة، وجعفر بن محمد المناكير". یہ ہشام بن عروہ اور جعفر بن محمد کے انتساب سے مناکیر نقل کرنے میں معروف ہے۔

حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ "تذكرة الحفاظ"[1] میں ایک روایت کے تحت فرماتے ہیں: "وإبراهيم له نسخة عن هشام لا أصل لها". اور ابراہیم کا ہشام کے طریق سے ایک نسخہ ہے جس کی کوئی اصل نہیں ہے۔

حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "تذكرة الحفاظ"[2] میں ایک روایت کے تحت ابراہیم کو "ليس بشيء" کہا ہے۔

نیز حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "ذخيرة الحفاظ"[3] میں ایک روایت کے تحت ابراہیم کو "كذاب" کہا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "ديوان الضعفاء"[4] میں اسے "واه" کہا ہے۔

حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے "مجمع الزوائد"[5] میں ایک حدیث کے تحت ابراہیم کو "متروك" کہا ہے۔

العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

[1] تذكرة الحفاظ:ص:١٢٣،رقم:٢٨٦،ت:حمدي بن عبد المجيد،دار الصميعي ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

[2] تذكرة الحفاظ:ص:٤٠٦،رقم:١٠٥٢،ت:حمدي بن عبد المجيد،دار الصميعي ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

[3] ذخيرة الحفاظ:ص:١٢٣،رقم:٢٧٦،ت:عبد الرحمن بن عبد الجبار الفريوائي،دار السلف ـ الرياض، الطبعة الأولى١٤١٦هـ.

[4] ديوان الضعفاء:ص:٢٢،رقم:٢٧٥،ت:حماد بن محمد الأنصاري،مطبعة النهضة الحديثية ـ مكة المكرمة، الطبعة١٣٨٧هـ.

[5] مجمع الزوائد ومنبع الفوائد:٢٠٢/٤،ت:حسام الدين القدسي،دار الكتاب العربي ـ بيروت.

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "تلخیص الحبیر"[1] میں ایک روایت کے تحت ابراہیم کو "ضعیف جدا" کہا ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزیه الشریعة"[2] میں ابراہیم بن یَسَع کو وضاعین و متہمین کی فہرست میں شمار کر کے حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ذکر کیا ہے۔

روایت بطریق ابو ایوب یحیی بن میمون کا حکم

زیرِ بحث روایت کو اس طریق سے حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "من گھڑت" کہا ہے، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے، اس لئے زیر بحث روایت کو اس طریق سے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

تفصیل گزر چکی ہے کہ دو مختلف طرق سے منقول زیر بحث روایت کو حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن ناصر الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ، اور علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "من گھڑت" کہا ہے، اس لئے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

---

[1] تلخيص الحبير في تخريج أحاديث الرافعي الكبير: ٤/٤٩٢، رقم: ٢١٣٣، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

[2] تنزيه الشريعة: ١/٢١، رقم: ٢٢، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف وعبد الله محمد الصديق، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

روایت نمبر (۴۳)
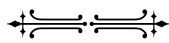
روایت: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "أفضل العبادات أحمزها". عبادات میں افضل عبادت وہ ہے جس میں مشقت زیادہ ہو"۔

حکم: حافظ مزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "یہ حدیث غرائب میں سے ہے، اور یہ حدیث کتب ستہ میں سے کسی سے بھی روایت نہیں کی گئی"، حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اس کی کوئی اصل نہیں ہے"، حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اس کی معرفت نہیں ہے"، ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے، نیز ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ بھی فرماتے ہیں: "اس کا معنی درست ہے"، الحاصل زیر بحث روایت کو ان الفاظ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

روایت کا مصدر

علامہ ابو عبید احمد بن محمد ہروی رحمۃ اللہ علیہ نے "الغریبین"[1] میں زیر بحث روایت بغیر سند کے ان الفاظ سے ذکر کی ہے:

"وفي حديث ابن عباس: وسئل رسول الله صلى الله عليه وسلم أي الأعمال أفضل؟ قال: أحمزها". ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا: اعمال میں کونسا عمل افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس میں مشقت زیادہ ہو۔

بعض دیگر مصادر

زیر بحث روایت علامہ ابو نصر اسماعیل بن حماد جوہری رحمۃ اللہ علیہ نے "الصحاح"[2]

---

[1] الغريبين في القرآن والحديث: ٤٩٤/٢، ت: أحمد فريد المزيدي، مكتبة نزار مصطفى الباز ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

[2] الصحاح تاج اللغة وصحاح العربية: ٨٧٥/٣، ت: أحمد عبد الغفور عطار، دار العلم للملايين ـ بيروت،

میں، علامہ ابو الحسین احمد بن فارس رازی رحمۃ اللہ علیہ نے "مجمل اللغة"[1] میں، امام شمس الائمہ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ نے "المبسوط"[2] میں، علامہ ابن اثیر جزری رحمۃ اللہ علیہ نے "النهاية"[3] میں، امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر "مفاتيح الغيب"[4] اور "المحصول"[5] میں، علامہ برہان الدین محمود بن احمد حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے "المحيط البرهاني"[6] میں، علامہ شرف الدین عبد اللہ بن محمد بن علی المعروف ابن تلمسانی رحمۃ اللہ علیہ نے "شرح المعالم"[7] میں، امام ابو الفضل عبد اللہ بن محمود بن مودود موصلی حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے "الاختيار"[8] میں، علامہ ناصر الدین ابو الخیر عبد اللہ بن عمر بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "تفسیر"[9] میں، علامہ صفی الدین محمد بن عبد الرحیم ارموی

الطبعة الثانية ١٣٩٩هـ.

[1] مجمل اللغة: ٢٥١/١،ت:زهير عبد المحسن سلطان،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الثانية١٤٠٦هـ.

[2] كتاب المبسوط: ٣٢/٤،دار المعرفة ـ بيروت .

[3] النهاية في غريب الحديث والأثر: ٤٤٠/١،ت:طاهر أحمد الزاوي ومحمود محمد الطناحي،المكتبة الإسلامية،الطبعة الأولى ١٣٨٣هـ.

"النہایہ" کی عبارت ملاحظہ ہو: "في حديث ابن عباس: سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم: أي الأعمال أفضل؟ فقال: أحمزها".

یہی الفاظ "النہایہ" کے ایک دوسرے نسخہ میں بھی ہیں، ملاحظہ فرمائیں: "في حديث ابن عباس: سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم: أي الأعمال أفضل؟ فقال: أحمزها" (النهاية في غريب الحديث والأثر:ص:٢٠٩،ت:علي بن حسن بن علي بن عبد الحميد الحلبي الأثري،دار ابن الجوزي ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٣٤هـ) .

[4] مفاتيح الغيب: ١٧٦/٣٠،دار الفكر ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠١هـ.

[5] المحصول في علم أصول الفقه: ٨/٦،ت:طه جابر فياض،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤١٢هـ.

[6] المحيط البرهاني: ٢٢١/٢،ت:نعيم أشرف نور أحمد،إدارة القرآن والعلوم الإسلامية ـ كراتشي ـ باكستان، الطبعة ١٤٢٤هـ.

[7] شرح المعالم في أصول الفقه: ٤٤٠/٢،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،عالم الكتب ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

[8] الاختيار لتعليل المختار: ٦٧/١،ت:محمود أبو دقيقة،دار الكتب العلمية ـ بيروت .

[9] أنوار التنزيل وأسرار التأويل: ١٤٧/١،ت:محمد عبد الرحمن المرعشلي،دار إحياء التراث العربي ـ بيروت .

ہندی رحمۃ اللہ علیہ نے "نهاية الوصول"[1] میں، علامہ نجم الدین سلیمان بن عبد القوی طوفی صرصری رحمۃ اللہ علیہ نے "كتاب التعيين"[2] میں، علامہ عبد العزیز بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "كشف الأسرار"[3] میں، علامہ شمس الدین محمود بن عبد الرحمن اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ نے "بيان المختصر"[4] میں، علامہ ابو زکریا یحیی بن موسی رہونی رحمۃ اللہ علیہ نے "تحفة المسؤول"[5] میں، علامہ ابو حفص ابن عادل دمشقی رحمۃ اللہ علیہ نے "اللباب"[6] میں، علامہ اکمل الدین محمد بن محمود بابرتی رحمۃ اللہ علیہ نے "الردود"[7] میں، علامہ شمس الدین محمد بن عبد الدائم برماوی عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "اللامع الصبيح"[8] میں، علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے "شرح الزرقاني"[9] میں اور علامہ امیر کبیر مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے "ضوء الشموع"[10] میں بلا سند ذکر کی ہے۔

---

[1] نهاية الوصول في دراية الأصول:٣٧٩٥/٨،ت:صالح بن سليمان اليوسف،المكتبة التجارية ـ مكة المكرمة .

[2] كتاب التعيين في شرح الأربعين:ص:١٧،ت:أحمد حاج محمد عثمان،مؤسسة الريان ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

[3] كشف الأسرار عن أصول فخر الإسلام البزدوي:١٨٨/٣،مطبعة الشركة الصحافية العثمانية .

[4] بيان المختصر شرح مختصر ابن الحاجب:٢٩٦/٣،ت:محمد مظهر بقا،دار المدني ـ جده،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

[5] تحفة المسؤول في شرح مختصر منتهى السول:٢٤٨/٤،ت:يوسف الأخضر القيم،دار البحوث للدراسات الإسلامية وإحياء التراث ـ دبي،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[6] اللباب في شرح الكتاب: ٥٣٧/١،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

[7] الردود والنقود شرح مختصر ابن الحاجب:٦٨٢/٢،ت:ترحيب بن ربيعان الدوسري،مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٦هـ.

[8] اللامع الصبيح بشرح الجامع الصحيح:٢١٦/٤،دار النوادر ـ سوريا،الطبعة الأولى ١٤٣٣هـ.

[9] شرح الزرقاني على المواهب:٢٩٩/٨،ت:محمد عبد العزيز الخالدي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤١٧هـ.

[10] كتاب ضوء الشموع:١٢٤/٢،المكتبة الأزهرية للتراث .

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ مزی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ مزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "هو من غرائب الأحاديث، ولم يرو في شيء من الكتب الستة"[1]. یہ حدیث غرائب میں سے ہے، اور یہ حدیث کتب ستہ میں کسی سے بھی روایت نہیں کی گئی ہے۔

حافظ زرکشی رحمۃ اللہ علیہ "اللآلئ المنثورة" میں حافظ مزی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"في صحيح مسلم: قوله لعائشة: إنما أمرك على قدر نصبك".
صحیح مسلم میں ہے: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: آپ کے معاملہ کا اجر آپ کی مشقت کے بقدر ہوگا۔

حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ "المقاصد الحسنة"[2] میں حافظ مزی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

---

[1] انظر اللآلئ المنثورة: ص: ١٦٢، ت: مصطفى عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

[2] المقاصد الحسنة: ص: ١٣٠، رقم: ١٣٨، ت: محمد عثمان الخشت، دار الكتاب العربي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

اس کے بعد حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ مزید لکھتے ہیں: "وفي الفردوس مما عزاه لعثمان بن عفان مرفوعا: أفضل العبادات أخفها، فيجمع بينهما على تقدير ثبوتهما بأن القوة والشدة بالنظر لتبين شروط الصحة ونحوها فيها، والخفة بالنظر لعدم الإكثار بحيث تمل، ولكن الظاهر أن لفظ الثاني العيادة بالتحتانية لا بالموحدة ويروى عن جابر رفعه: أفضل العيادة أجرا سرعة القيام من عند المريض، وفي فضائل العباس لابن المظفر من حديث هود بن عطاء سمعت طاوسا يقول: أفضل العيادة ما خف منها، ومن الآثار في تخفيف العيادة ـ مما هو في سادس المجالسة للدينوري من جهة شيبان ـ عن أبي هلال، قال: عاد قوم بكر بن عبد الله المزني فأطالوا الجلوس: فقال لهم بكر: إن المريض ليعاد والصحيح يزار، ومن جهة الأصمعي قال: عاد قوم مريضا في بني يشكر، فأطالوا عنده، فقال لهم: إن كان لكم في الدار حق فخذوه، ومن جهة الأصمعي أيضا قال: مرض أبو عمرو بن العلاء، فأتى أصحابه

ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"وهو منسوب في النهاية لابن الأثير، لابن عباس بلفظ: سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم: أي الأعمال أفضل؟ قال: أحمزها". **اور ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ کی "النہایہ" میں یہ روایت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف منسوب ہے، ان الفاظ کے ساتھ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا: اعمال میں کون سا عمل افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس میں مشقت زیادہ ہو۔**

حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ "مدارج السالكين"[1] میں فرماتے ہیں: "ورووا حديثا لا أصل له: أفضل الأعمال أحمزها". **اور ایک حدیث روایت کی جاتی ہے جس کی کوئی اصل نہیں ہے: اعمال میں افضل عمل وہ ہے جس میں مشقت زیادہ ہو۔**

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ "الدرر المنتثرة"[2] میں فرماتے ہیں: "لا يعرف". اس

إلا رجلا منهم، ثم جاءه بعد ذلك، فقال: إني أريد أن أسامرك الليلة، فقال: أنت معافى وأنا مبتلى، فالعافية لا تدعك تسهر، والبلاء لا يدعني أنام، والله أسأل أن يسوق إلى أهل العافية الشكر، وإلى أهل البلاء الصبر".

[1] مدارج السالكين: ١/١٠٦، ت: محمد المعتصم بالله البغدادي، دار الكتاب العربي ـ بيروت، الطبعة السابعة ١٤٢٣هـ.

[2] الدرر المنتثرة: ٥١، رقم، ٢٥، ت: لطفي الصباغ، جامعة الملك السعود ـ الرياض.

علامہ ابن علان رحمۃ اللہ علیہ "الفتوحات الربانیہ" میں فرماتے ہیں: "ما وقع من حديث ابن عباس سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم أي الأعمال أفضل؟ فقال: أحمزها. أي: أشدها وأقواها، وهذا الحديث مذكور في الكتب الكلامية في بحث تفضيل الأنبياء على الملائكة اهـ وهو في النهاية منسوب لابن عباس موقوفا، وضبطه بالمهملة والزاي، وذكره الجلال السيوطي في الدرر المنتثرة بلفظ: أفضل العبادات أشدها. وقال: لا يعرف أي: مرفوعا أو موقوفا بسند معروف، وعلى تقدير صحته يحمل على ما لم يكن فيه نص من الشارع" (الفتوحات الربانية على الأذكار النواوية: ١/١٥٤،

کی معرفت نہیں ہے۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ زیر بحث روایت کو "المصنوع"[1] میں ذکر فرما کر حافظ زرکشی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"قال الزركشي: لا يعرف، وقال ابن القيم في شرح منازل السائرين: لا أصل له". زرکشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس کی معرفت نہیں ہے، اور ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ "شرح منازل السائرین" میں فرماتے ہیں: یہ بے اصل ہے۔

نیز ملا علی قاری "الأسرار المرفوعة"[2] میں زیر بحث روایت کے بارے میں حافظ زرکشی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"ومعناه صحيح، لما في الصحيحين عن عائشة: الأجر على قدر التعب، وهو في النهاية لابن الأثير منسوب إلى ابن عباس، وهو بالمهملة والزاي". اس کا معنی درست ہے، اس لئے کہ "صحیحین" میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: ثواب بقدر مشقت ہوتا ہے، اور ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ کی "النہایہ" میں یہ روایت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف منسوب ہے، اور یہ لفظ "حا" اور "زاء" کے ساتھ ہے۔

علامہ محمد بن محمد الحوت رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ محمد بن محمد درویش حوت رحمۃ اللہ علیہ "أسنى المطالب"[3] میں فرماتے ہیں: "هو من كلام ابن عباس، كما في النهاية لابن الأثير". یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا کلام

ت:عبد المنعم خليل إبراهيم،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ).

[1] المصنوع في معرفة الحديث الموضوع:ص:٥٧،رقم:٣٣،ت:عبد الفتاح أبو غدة،مكتب المطبوعات الإسلامية ـ حلب،الطبعة الثانية١٣٩٨هـ.

[2] الأسرار المرفوعة:ص:١٠١،ت:محمد الصباغ،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة ١٣٩١هـ.

[3] أسنى المطالب:ص:٦٢،رقم:٢٣٤،ت:مصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

ہے، جیسا کہ ابن الاثیر رحمۃ اللہ علیہ کی ''النہایہ'' میں ہے۔

اہم نوٹ:

واضح رہے کہ ہمارے پاس موجودہ ''النہایۃ''[1] کے نسخہ میں یہ الفاظ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً منقول ہیں، نیز پہلے گزر چکا ہے کہ حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے یہ قول نقل کیا ہے، لیکن وہ مرفوع ہے، تاہم بعض دیگر کتب میں یہ روایت صراحتاً حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کے طور پر مروی ہے، جس کی تفصیل آگے آرہی ہے، واللہ اعلم۔

اہم فائدہ:

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ سابقہ ذکر کردہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا (ثواب بقدر مشقت ہوتا ہے) کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''ظاهر الحديث أن الثواب والفضل في العبادة يكثر بكثرة النصب والنفقة''[2]. **حدیث کے ظاہر سے معلوم ہوتا کہ عبادت میں ثواب کثرت مشقت وخرچ کی وجہ سے بڑھ جاتا ہے۔**

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ ''فتح الباري''[3] میں امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول

---

[1] النهاية في غريب الحديث والأثر: ١/٤٤٠، ت: طاهر أحمد الزاوي ومحمود محمد الطناحي، المكتبة الإسلامية، الطبعة الأولى ١٣٨٣هـ.

النهاية في غريب الحديث والأثر: ص: ٢٠٩، ت: علي بن حسن بن علي بن عبد الحميد الحلبي الأثري، دار ابن الجوزي ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٣٤هـ.

[2] انظر فتح الباري: ٣/٦١١، ت: محمد فؤاد عبد الباقي، المكتبة السلفية.

[3] فتح الباري: ٣/٦١١، ت: محمد فؤاد عبد الباقي، المكتبة السلفية.

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی بقیہ عبارت ملاحظہ ہو: ''وبالنسبة إلى شرف العبادة المالية والبدنية كصلاة الفريضة بالنسبة إلى أكثر من عدد ركعاتها أو أطول من قراءتها ونحو ذلك من صلاة النافلة، وكدرهم من الزكاة

نقل کرنے بعد فرماتے ہیں:

"لكن ليس ذلك بمطرد، فقد يكون بعض العبادة أخف من بعض، وهو أكثر فضلا وثوابا بالنسبة إلى الزمان، كقيام ليلة القدر بالنسبة لقيام ليال من رمضان غيرها، وبالنسبة للمكان، كصلاة ركعتين في المسجد الحرام بالنسبة لصلاة ركعات في غيره ...".

"لیکن یہ قاعدہ کلیہ نہیں ہے، کیونکہ بعض عبادات خفیف ہوتی ہیں، لیکن زمان اور مکان کی طرف نسبت کرتے ہوئے ان کا ثواب بڑھ جاتا ہے، جیسے: لیلۃ القدر کے قیام کا ثواب رمضان کی دیگر راتوں کے قیام سے بہت زیادہ ہے، اور مسجد حرام میں دو رکعت نماز کا ثواب غیر مسجد حرام میں پڑھنے سے بہت زیادہ ہے۔۔۔"۔

روایت کا حکم

حافظ مزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "یہ حدیث غرائب میں سے ہے، اور یہ حدیث کتب ستہ میں سے کسی سے بھی روایت نہیں کی گئی"، حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اس کی کوئی اصل نہیں ہے"، حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اس کی معرفت نہیں ہے"، ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے، نیز ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ یہ بھی فرماتے ہیں: "اس کا معنی درست ہے"، الحاصل زیر بحث روایت کو ان الفاظ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

بالنسبة إلى أكثر منه من التطوع، أشار إلى ذلك ابن عبد السلام في القواعد قال: وقد كانت الصلاة قرة عين النبي صلى الله عليه وسلم، وهي شاقة على غيره، وليست صلاة غيره مع مشقتها مساوية لصلاته مطلقا، والله أعلم".

اہم نوٹ:

آپ ماقبل تفصیل میں دیکھ چکے ہیں کہ زیر بحث روایت کے مرفوع (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد) ہونے پر ائمہ نے کلام کیا ہے، البتہ یہی مضمون حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کے طور پر بھی ملتا ہے، اس لئے اسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کے طور پر بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، ملاحظہ فرمائیں:

امام ابو عبد الرحمن خلیل بن احمد بصری نحوی فراہیدی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۶۰ھ او بعد) "كتاب العين"[1] میں فرماتے ہیں:

"وقال ابن عباس: أفضل الأشياء أحمزها". حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اشیاء میں افضل وہ ہے جس میں مشقت زیادہ ہو۔

امام ابو عبید قاسم بن سلام ہروی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۲۴ھ) اپنی کتاب "غريب الحديث"[2] میں فرماتے ہیں:

"في حديث ابن عباس، أنه سئل: أي الأعمال أفضل؟ فقال: أحمزها".
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے، ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا: اعمال میں افضل عمل کون سا ہے؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جس میں مشقت زیادہ ہو۔

علامہ ابو منصور محمد بن احمد ہروی ازہری لغوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۳۷۰ھ) نے "تهذيب اللغة"[3] میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہی قول امام ابو عبید قاسم بن

[1] كتاب العين: ٣٥٦/١، ت: عبد الحميد هنداوي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.

[2] غريب الحديث: ٢٤٨/٥، ت: حسين محمد محمد شرف، الهيئة العامة لشئون المطابع الأميرية ـ القاهرة، الطبعة ١٤٠٤هـ.

[3] تهذيب اللغة: ٣٧٩/٤، ت: عبد الكريم ومحمد علي النجار، الدار المصرية للتأليف والترجمة.

سلام ہروی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے ذکر کیا ہے۔

نیز حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کے طور پر اسے حافظ ابن قتیبہ دینوری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۷۶ھ) نے "غریب الحدیث"[۱] میں، علامہ ابو الحسن علی بن اسماعیل مرسی المعروف بابن سیدہ رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۴۵۸ ھ) نے "المخصص"[۲] اور "المحکم"[۳] میں، علامہ زمخشری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۵۳۸ھ) نے "الفائق"[۴] میں، اور حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۵۹۷ھ) نے "غریب الحدیث"[۵] میں ذکر کیا ہے۔
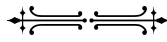
---

[۱] غريب الحديث: ٢٧٠/١،ت:عبد الله الجبوري،مطبعة العاني ـ بغداد، الطبعة الأولى ١٣٩٧هـ.
حافظ ابن قتیبہ دینوری رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت ملاحظہ ہو: "وسئل ابن عباس: أي الأعمال أفضل؟ قال: أحمزها".

[۲] المخصص: ٢٥٦/١،ت:خليل إبراهم جفال،دار إحياء التراث العربي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.
علامہ ابو الحسن علی بن اسماعیل مرسی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت ملاحظہ ہو: "وسئل ابن عباس: أي الأعمال أفضل؟ فقال: أحمزها".

[۳] المحكم والمحيط الأعظم: ٢٣٤/٣،ت:عبد الحميد هنداوي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.

[۴] الفائق في غريب الحديث: ٣١٩/١،ت:علي محمد البجاوي ومحمد أبو الفضل إبراهيم،مطبعة عيسى البابي الحلبي وشركاه.
علامہ زمخشری رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت ملاحظہ ہو: "ابن عباس رضي الله عنهما سئل: أي الأعمال أفضل؟ فقال: أحمزها".

[۵] غريب الحديث: ٢٤٢/١،ت:عبد المعطي أمين القلعجي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة ١٤٢٥هـ.
حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت ملاحظہ ہو: "وسئل ابن عباس: أي الأعمال أفضل؟ قال: أحمزها".

روایت نمبر ㊹

روایت: "نبی ﷺ نے جبریل علیہ السلام سے فرمایا: اللہ عزوجل فرماتے ہیں: "اور ہم نے آپ کو اور کسی بات کے واسطے نہیں بھیجا مگر دنیا جہاں کے لوگوں پر مہربانی کرنے کے لئے"، کیا آپ کو بھی اس رحمت سے کوئی چیز پہنچی ہے؟ جبریل علیہ السلام نے فرمایا: جی ہاں، مجھے بھی اس رحمت میں سے حصہ ملا ہے، میں انجام سے ڈرتا تھا، پھر مجھے آپ ﷺ کی وجہ سے امن حاصل ہو گیا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس ارشاد سے میری تعریف کی ہے: "جو قوت والا ہے مالکِ عرش کے نزدیک ذی رتبہ ہے، وہاں اس کا کہنا مانا جاتا ہے امانت دار ہے"۔

حکم: حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اس حدیث کی سند پر واقفیت نہیں ہو سکی ہے"، اسی طرح حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ہی ایک مقام پر فرماتے ہیں: "میں نے حدیث کی کسی بھی کتاب میں یہ حدیث تخریج کے ساتھ نہیں پائی ہے"، حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر علامہ نور الدین حلبی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے اعتماد کیا ہے، اس لئے اسے رسول اللہ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

روایت کا مصدر

زیر بحث روایت فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر "بحر العلوم"[1] میں ان الفاظ سے ذکر کی ہے:

---

[1] بحر العلوم: ۳۸۲/۲، ت: علي محمد معوض، عادل أحمد عبد الموجود، دار الكتب العلمية ۔ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٤هـ.

”وذكر في الخبر: أن النبي صلى الله عليه وسلم قال لجبريل عليه السلام: يقول الله عز وجل: ﴿وَمَآ أَرۡسَلۡنَـٰكَ إِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعَـٰلَمِينَ﴾ فهل أصابك من هذه الرحمة؟ قال: نعم، أصابني من هذه الرحمة، أني كنت أخشى عاقبة الأمر، فأمنت بك لثناء أثنى الله تعالى علي بقوله عز وجل: ﴿ذِى قُوَّةٍ عِندَ ذِى ٱلۡعَرۡشِ مَكِينٍ مُّطَاعٍ ثَمَّ أَمِينٍ﴾“.

اور ایک خبر میں ذکر کیا گیا ہے: نبی ﷺ نے جبریل علیہ السلام سے فرمایا: اللہ عز وجل فرماتے ہیں: ”اور ہم نے آپ کو اور کسی بات کے واسطے نہیں بھیجا مگر دنیا جہاں کے لوگوں پر مہربانی کرنے کے لئے“، کیا آپ کو بھی اس رحمت سے کوئی چیز پہنچی ہے؟ جبریل علیہ السلام نے فرمایا: جی ہاں، مجھے بھی اس رحمت میں سے حصہ ملا ہے، میں انجام سے ڈرتا تھا، پھر مجھے آپ ﷺ کی وجہ سے امن حاصل ہو گیا، کیونکہ اللہ تعالی نے اپنے اس ارشاد سے میری تعریف کی ہے: ”جو قوت والا ہے مالکِ عرش کے نزدیک ذی رتبہ ہے، وہاں اس کا کہنا مانا جاتا ہے امانت دار ہے“۔

بعض دیگر مصادر

زیر بحث روایت قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے ”الشفاء“[1] میں، اور قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ”المواهب اللدنية“[2] میں اور علامہ محمد بن یوسف شامی رحمۃ اللہ علیہ نے ”سبل الهدى“[3] میں بلا سند ذکر کی ہے، نیز یہی روایت علامہ برہان الدین ابراہیم بن عمر بقاعی رحمۃ اللہ علیہ نے ”نظم

[1] الشفاء بتعريف حقوق المصطفى: ١٧/١، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة ١٣٩٩هـ.
[2] المواهب اللدنية: ١٧٠/٣، ت: صالح أحمد الشامي، المكتب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.
[3] سبل الهدى والرشاد: ٣٠٦/١٠، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة ١٤١٤هـ.

الدرر"[1] میں اور حافظ ابو زکریا یحییٰ بن ابی بکر عامری رحمۃ اللہ علیہ نے "بهجة المحافل"[2] میں بلاسند ذکر کی ہے۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ "الحاوي"[3] میں زیر بحث روایت بحوالہ "صاحب الشفاء" ذکر کرکے فرماتے ہیں: "إلا أن هذا الحديث لم يوقف له على إسناد". مگر یہ کہ اس حدیث کی اسناد پر واقفیت نہیں ہوسکی۔

علامہ نورالدین حلبی رحمۃ اللہ علیہ نے "السيرة الحلبية"[4] میں حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ "مناهل الصفا"[5] میں زیر بحث روایت ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "لم أجده". مجھے یہ حدیث نہیں مل سکی۔

علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ "شرح المواهب"[6] میں نقل روایت کے بعد فرماتے ہیں: "نقل عياض، قال السيوطي: ولم أجده مخرجا في شيء من كتب

---

[1] نظم الدرر في تناسب الآيات والسور: ٦١٢/٢، ت: عبد الرزاق غالب المهدي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

[2] بهجة المحافل وبغية الأماثل في تلخيص المعجزات والسير والشمائل: ٦٧/١، المطبعة الجمالية الكائنة بحارة الروم ـ مصر.

[3] الحاوي للفتاوي: ١٣٣/٢، ت: عبد اللطيف حسن، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.

[4] السيرة الحلبية: ٢٦٥/١، مطبعة محمد علي صبيح ميدان الأزهر ـ مصر، الطبعة ١٣٩٣هـ.

[5] مناهل الصفا في تخريج أحاديث الشفا: ص: ٣١، رقم: ١١، ت: سمير القاضي، مؤسسة الكتب الثقافية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.

[6] شرح الزرقاني على المواهب: ٣٩٢/٨، ت: محمد عبد العزيز الخالدي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤١٧هـ.

الحدیث". اسے عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے، سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے حدیث کی کسی بھی کتاب میں یہ حدیث تخریج کے ساتھ نہیں پائی ہے۔

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اس حدیث کی سند پر واقفیت نہیں ہو سکی ہے"، اسی طرح حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ہی ایک مقام پر فرماتے ہیں: "میں نے حدیث کی کسی بھی کتاب میں یہ حدیث تخریج کے ساتھ نہیں پائی ہے"، حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر علامہ نور الدین حلبی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے اعتماد کیا ہے، اس لئے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

اہم نوٹ:

زیر بحث روایت سے ملتی جلتی ایک روایت آگے آرہی ہے، ان شاء اللہ۔
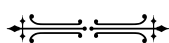
روایت نمبر (۴۵)

روایت: "جب اللہ تعالی کا یہ ارشاد نازل ہوا: "اور آپ کو تمام جہان والوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے"، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبریل علیہ السلام سے فرمایا: کیا آپ کو بھی اس رحمت میں سے کچھ حصہ ملا ہے؟ جبریل علیہ السلام نے کہا: جی ہاں، اللہ تعالی نے مجھ سے پہلے ہزاروں فرشتے پیدا کئے، سب کا نام جبریل رکھا، اور اللہ رب العزت نے ان سب سے پوچھا: میں کون ہوں؟ ان کو جواب معلوم نہ تھا تو وہ پگھلنے لگے، پھر جب اللہ نے مجھے پیدا کیا اور مجھ سے کہا: میں کون ہوں؟ تو، اے محمد! مجھ سے آپ کے نور نے کہا: آپ کہہ دیجئے کہ آپ اللہ ہیں کوئی معبود نہیں سوائے آپ کے"۔

حکم: حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "جھوٹ"، "بے اصل" اور "باطل" قرار دیا ہے، اور علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے، اس لئے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

روایت کا مصدر اور حکم

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ "تحذير الخواص"[1] میں فرماتے ہیں:

"وقد استفتيت في هذه الأيام في رجل من القصاص يورد في مجلس ميعاده أحاديث، ويعزوها إلى النبي صلى الله عليه وسلم جازما بها، ولا أصل لها عنه، بل منها ما اشتهر في كتب بعض أرباب الفنون، ولا أصل له عند المحدثين.

---

[1] تحذير الخواص: ص: ۷۱، ت: محمد بن لطفي الصباغ، المكتب الإسلامي - بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠٤هـ.

ومنها ما هو باطل مكذوب، من ذلك: أنه روى عن النبي صلى الله عليه وسلم، وكذب عليه، وحاشاه صلى الله عليه وسلم، وأستغفر الله قبل إيراده من حكايته، ولولا الضرورة إلى حكايته لأجل بيان أنه كذب ما حكيته، أنه قال لجبريل حين نزل قوله تعالى: ﴿وَمَآ أَرۡسَلۡنَٰكَ إِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعَٰلَمِينَ﴾، هل أصابك من هذه الرحمة شيء؟ فقال: نعم، خلق الله قبلي ألوفا من الملائكة، كلهم يسمى جبريل، ويقول الله لكل منهم: من أنا؟ فلا يعرف الجواب فيذوب، فلما خلقني وقال لي: من أنا؟ قال لي نورك: يا محمد!

قل: أنت الله الذي لا إله إلا أنت ... إلى آخر ما قال من الكذب، أستغفر الله من حكاية ذلك، فأفتيت: بأن هذا لا أصل له، وهو باطل، لا تحل روايته ولا ذكره، وخصوصا بين العوام والسوقة والنساء، وأنه يجب على هذا الرجل أن يصحح الأحاديث التي يرويها في مجلسه على مشايخ [الحديث]، فما قالوا: إن له أصلا يرويه، وما قالوا: إنه لا أصل له لا يذكره.

هذا نص الفتيا أولا، فنقل إليه ذلك فاستشاط غضبا، وقام وقعد، [وأزبد وأرغد]، وقال: مثلي يصحح الأحاديث على المشايخ؟ مثلي يقال له في حديث رواه إنه باطل؟ أنا أصحح على الناس، أنا أعلم أهل الأرض بالحديث، وغيره إلى غير ذلك من الفشارات.

ثم أغرى بي العوام، فقامت علي الغوغاء، وتناولوني بألسنتهم، وتوعدوني بالقتل والرجم، فلما بلغني ذلك، أعدت الجواب وزدت فيه: ومتى لم يصحح الأحاديث التي يرويها على المشايخ، وعاد إلى رواية

هذا الحديث بعد أن بين له بطلانه، واستمر مصرا على نقل الكذب عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أفتيت بضربه سياطا.

فازداد هو حدة، وتزايد الأمر من عصبة العوام شدة، وثاروا ثورة كبرى، وجاءوا شيئا إمرا، وقد ألفت هذا الكتاب في هذه المسألة، وسميته تحذير الخواص من أكاذيب القصاص".

ان دنوں میں مجھ سے فتوی لیا گیا ایک ایسے قصہ گو شخص کے بارے میں جو اپنی مقررہ مجلس میں احادیث بیان کرتا تھا، اور ان احادیث کو یقین کے ساتھ نبی ﷺ کی طرف منسوب کرتا تھا، حالانکہ یہ احادیث نبی ﷺ کی نسبت سے بے اصل تھیں، بلکہ ان احادیث میں سے بعض تو اہلِ فن کی کتابوں میں مشہور ہیں، لیکن محدثین کے نزدیک وہ بے اصل ہیں۔

ان باطل روایات میں سے ایک روایت جسے اس شخص نے نبی ﷺ پر جھوٹ بولتے ہوئے روایت کیا ہے، حالانکہ آپ ﷺ اس سے بری ہیں، اور میں اس حکایت کو ذکر کرنے سے پہلے استغفار کرتا ہوں، اگر اس حکایت کے جھوٹا ہونے کو بیان کرنے کی حاجت نہ ہوتی تو میں اسے نقل ہی نہ کرتا، حکایت یہ ہے کہ جب اللہ تعالی کا یہ ارشاد نازل ہوا: "اور آپ کو تمام جہان والوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے"، تو رسول اللہ ﷺ نے جبریل علیہ السلام سے فرمایا: کیا آپ کو بھی اس رحمت میں سے کچھ حصہ ملا ہے؟ تو جبریل علیہ السلام نے کہا: جی ہاں، اللہ تعالی نے مجھ سے پہلے ہزاروں فرشتے پیدا کئے، ان سب کا نام جبریل رکھا، اور اللہ رب العزت نے ان سب سے پوچھا: میں کون ہوں؟ سو جواب معلوم نہ تھا تو وہ پگھلنے لگے، پھر جب اللہ نے مجھے پیدا کیا اور مجھ سے کہا: میں کون

ہوں ؟تو،اے محمد ! مجھ سے آپ کے نور نے کہا:

آپ کہہ دیجئے کہ آپ اللہ ہیں کوئی معبود نہیں سوائے آپ کے۔۔۔اس شخص نے اس جھوٹی روایت کو آخر تک بیان کیا،اس حکایت کو بیان کرنے کے سبب میں اللہ تعالی سے استغفار کرتا ہوں، سو میں نے فتوی دیا تھا کہ اس روایت کی کوئی اصل نہیں ہے،اور یہ باطل ہے،اس کو ذکر کرنا اور نقل کرنا حلال نہیں ہے، خصوصاً عوام، بازاری لوگ اور عورتوں کے درمیان،اور اس شخص پر واجب ہے کہ وہ اپنی احادیث کو مشایخ حدیث پر پیش کرکے درست کرے جو اس نے اپنی مجلس میں بیان کی ہیں، سو جن روایات کے بارے میں مشایخ فرماتے ہیں کہ ان کی اصل موجود ہے تو وہ ان کو بیان کرے،اور وہ جن روایات کے بارے میں کہیں کہ ان کی اصل نہیں ہے،تو ان کو ذکر نہ کرے۔

ابتدائی فتوی کے یہ الفاظ تھے، جو اس تک پہنچادئے گئے، لیکن وہ آگ بگولا ہوگیا،(کبھی) کھڑا ہوتا(کبھی) بیٹھتا،(کبھی) غصہ سے منہ سے جھاگ نکالتا(کبھی) پر سکون ہو جاتا، اور اس نے کہا کہ میرے جیسا شخص مشایخ سے اپنی احادیث کی تصحیح کروائے؟ مجھ جیسے کی روایتِ حدیث کو باطل کہا جاتا ہے، میں تو خود لوگوں کی تصحیح کرنے والا ہوں،اور حدیث وغیرہ علوم میں روئے زمین پر میں سب سے بڑا عالم ہوں،اس کے علاوہ بھی اس نے بہت سی بکواس باتیں کیں۔

پھر لوگوں کو میرے خلاف بھڑکانے لگا، حتی کہ فسادی لوگ میرے خلاف کھڑے ہوگئے،اور میرے بارے میں بد زبانی کرنے لگے،اور مجھے قتل ورجم تک کی دھمکی دے دی، جب مجھے یہ باتیں پہنچیں تو میں نے ایک جواب مرتب کیا،

جس میں یہ اضافہ تھا: جب یہ شخص اپنی روایت کردہ احادیث کی مشائخ سے تصحیح نہیں کرواتااور باوجودیکہ اس حدیث کا باطل ہونااسے بتادیا گیاہے، پھر بھی یہ دوبارہ احادیث بیان کرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جھوٹ نقل کرنے پر اڑا رہے تو میں اب فتوی دیتاہوں کہ اسے کوڑے مارے جائیں۔

میرے اس فتوے سے اس کے غصے میں اور اضافہ ہوگیا، اور عوامی حلقوں میں مخالفت تیز ہوگئی، لوگوں نے فساد بھڑکانا شروع کردیا، اور وہ عقلِ سلیم سے ہٹ کر کام کرنے لگے، تو میں نے اس مسئلہ کی تفصیل میں یہ کتاب تالیف کی ہے، اور اس کانام "تحذیر الخواص من اکاذیب القصاص" رکھاہے۔

علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ نے "کشف الخفاء"[1] میں حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیاہے۔

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

آپ تفصیل میں دیکھ چکے ہیں کہ حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت کو "جھوٹ"، "بے اصل" اور "باطل" قرار دیاہے، علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیاہے، اس لئے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنادرست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

اہم نوٹ:

واضح رہے کہ زیر بحث روایت سے ملتی جلتی ایک روایت ماقبل میں گزر چکی ہے۔

---

[1] کشف الخفاء: ۳۳۳/۲، رقم: ۲۸۸٤، مکتبة القدسی ـ القاهرة، الطبعة ۱۳۵۱هـ.
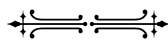
فصل دوم (مختصر نوع)

روایت نمبر ①

روایت: ایک صحابی رضی اللہ عنہ کا نماز پڑھنے کے بعد فوراً نکل جانا، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پوچھنے پر بتانا کہ گھر میں صرف یہی ایک ہی چادر ہے، لہذا میں گھر جا کر یہ چادر اپنی اہلیہ کو دیتا ہوں اور وہ نماز ادا کرتی ہیں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صحابی رضی اللہ عنہ کو اپنی چادر عطا کرنا، اور صحابی رضی اللہ عنہ کا تاخیر سے گھر پہنچنا، اور اہلیہ کے پوچھنے پر پورا قصہ بتانا، اور صحابی رضی اللہ عنہ کی اہلیہ کا یہ کہنا کہ آج آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اپنے رب کی شکایت کر کے آئے ہو۔

روایت کا مصدر

علامہ شعراوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "تفسیر"[1] میں اس حدیث کو بغیر سند کے ان الفاظ سے ذکر کیا ہے:

"وكان بعض أصحابه يصلي خلفه، فكان عندما يسلم ينصرف الرجل مسرعا فيراه صلى الله عليه وسلم في أول الصلاة، ولا يراه في آخرها، فاستوقفه في إحدى الصلوات، وقال له: أزهدا فينا؟ وكأنه يعز على رسول الله أن يجد أحد أصحابه لا يتواجد مع حضرته، أو يزهد في مجلسه، فيحرم من الخيرات والتجليات التي تتنزل على مجلس رسول الله، ويحرم من إشعاعات بصيرته وبصره إليه.

---

[1] تفسير الشعراوي: ۱۰۳۵۰/۱۷، ت: أحمد عمر هاشم، دار أخبار اليوم.

لذلك أحرج الرجل، وأخذ يوضح لرسول الله صلى الله عليه وسلم ما يدفعه كل صلاة إلى الإسراع بالانصراف، وأن هذا منه ليس زهدا في حضرة رسول الله ومجلس رسول الله، فقال: يا رسول الله! إن لي امرأة بالبيت تنتظر ردائي هذا لتصلي فيه، يعني: ليس لديه في بيته إلا ثوب واحد، فدعا له النبي صلى الله عليه وسلم بالخير، فلما عاد لزوجته سألته عن سبب غيابه، فقص عليها ما كان من أمر رسول الله، وأنه استوقفه وحكى لها ما دار بينهما، فقالت لزوجها: أتشكو ربك لمحمد؟ ولما سألوها بعد ذلك قالت: غاب عني مقدار مائة تسبيحة".

ایک صحابی رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتے تھے، جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سلام پھیرتے تو وہ صحابی رضی اللہ عنہ فوراً چلے جاتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز سے پہلے تو ان کو دیکھتے تھے لیکن نماز کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو نہیں پاتے تھے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی ایک نماز میں ان کو روک کر کہا: کیا ہم سے بے رغبتی کرتے ہو؟ گویا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر شاق گزرتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بذات خود موجود ہوں اور کسی صحابی کو نہ پائیں، یا کوئی آپ کی مجلس سے بے رغبتی برتے، جس کے نتیجہ میں وہ ان بھلائیوں اور تجلیات سے محروم ہو جائے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں نازل ہوتی ہیں، نیز وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بصیرت کی شعاعوں، اور ان پر پڑنے والی نگاہ سے محروم رہے۔

اسی وجہ سے وہ پریشان ہوا، اور اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے وہ وجہ بیان کرنا چاہی جو اس کے لئے ہر نماز کے بعد جلدی سے لوٹنے کا باعث بنی رہی ہے، اور یہ وضاحت بھی کردی کہ ان کا یہ فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حضوری اور

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس سے بے رغبتی کی وجہ سے نہیں تھا، چنانچہ صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! میری بیوی گھر میں میری اس چادر کا انتظار کر رہی ہوتی ہے، تاکہ وہ اس میں نماز پڑھے، یعنی صحابی رضی اللہ عنہ کے گھر میں ایک ہی کپڑا تھا، یہ سن کر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس صحابی رضی اللہ عنہ کے لئے خیر کی دعا کی، جب صحابی رضی اللہ عنہ بیوی کے پاس لوٹے تو بیوی نے غائب ہونے کی وجہ پوچھی، صحابی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ پیش آنے والا معاملہ بیان کردیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روک لیا تھا، نیز صحابی رضی اللہ عنہ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مابین جو پیش آیا تھا وہ سب بتادیا، بیوی نے اپنے شوہر سے کہا: کیا آپ اپنے رب کی، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شکایت کرتے ہو؟ اس واقعہ کے بعد جب لوگوں نے اس عورت سے دریافت کیا تو عورت نے کہا: مجھ سے سو مرتبہ تسبیح پڑھنے کی مقدار چھوٹ گئی تھی۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سنداً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔
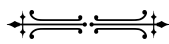
روایت نمبر ②

روایت: جب نماز کا حکم نازل ہوا تو صحابہ رضی اللہ عنہم خوش ہو گئے کہ ہمیں اللہ تعالی سے مانگنے کا ذریعہ مل گیا۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اًتا حال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے بیان کرنا موقوف رکھا جائے گا، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات مبارکہ کا ایسا مضمون اسی وقت بیان کیا جا سکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔
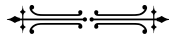
روایت نمبر③

روایت: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم کا خوبصورت اور چمکدار پیالے میں موجود شہد اور بال کو مختلف اشیاء کے ساتھ تشبیہ دینا۔

حکم: سنداً نہیں ملتی، اس کو بیان نہ کیا جائے۔

روایت: ''ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، یہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مکان میں تشریف لے گئے، تو اس مبارک مجلس میں سرور کونین حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور چاروں خلفاء راشدین موجود ہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کی زوجہ محترمہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا ان معزز مہمانوں کی خاطر تواضع کرنے کے لئے ان کے پاس جو سب سے بہترین چیز تھی وہ پیش کی، وہ ایک شہد کا پیالہ تھا، وہ خوبصورت اور چمکدار تھا، اتفاق سے شہد کے پیالے میں ایک بال گر گیا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک میں جب وہ پیالہ آیا تو آپ نے ان حضرات کے سامنے وہ پیالہ پیش فرمایا، اور ارشاد فرمایا: دیکھو، خوبصورت پیالہ ہے، اس میں شیریں شہد ہے، اس میں ایک بال پڑا ہوا ہے، ہر ایک اپنی اپنی طبیعت اور اپنے اپنے ذوق کے مطابق اس پیالہ اور بال کے متعلق اپنی رائے پیش کرے:

① حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میرے نزدیک مومن کا دل طشت سے زیادہ روشن اور چمکدار ہے، اور اس کے دل میں جو ایمان ہے وہ شہد سے زیادہ شیریں ہے، لیکن ایمان کو موت تک حفاظت کر کے

لے جانا بال سے زیادہ باریک ہے۔

② حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے سامنے جب یہ پیالہ آیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! حکومت اس طشت سے زیادہ روشن اور چمکدار ہے، حکمرانی کرنا یہ شہد سے زیادہ شیریں ہے، لیکن حکومت میں عدل وانصاف کرنا یہ بال سے زیادہ باریک ہے۔

③ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میرے نزدیک علم دین طشت سے زیادہ روشن ہے، اور علم دین سیکھنا شہد سے زیادہ شیریں ہے، لیکن اس پر عمل کرنا بال سے زیادہ باریک ہے۔

④ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میرے نزدیک معزز مہمان طشت سے زیادہ روشن ہے، اور ان کی مہمان نوازی شہد سے زیادہ شیریں ہے، اور ان کو خوش کرنا بال سے زیادہ باریک ہے۔

⑤ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: عورت کے حق میں حیاء اس طشت سے زیادہ روشن اور چمکدار ہے، اور اس کے چہرے پر پردہ شہد سے زیادہ شیریں ہے، اور ایک غیر مرد پر نگاہ نہ پڑے اور غیر مرد کی نگاہ اس پر نہ پڑے یہ بال سے بھی زیادہ باریک ہے۔

⑥ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی معرفت طشت سے زیادہ روشن ہے، اس کے بعد فرمایا: معرفت الٰہی سے آگاہ ہو جانا اور معرفت الٰہی حاصل ہو جانا شہد سے زیادہ شیریں ہے، اور اللہ کی معرفت کے بعد اس پر عمل کرنا یہ بال سے زیادہ باریک ہے۔

⑦ حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا: میرے نزدیک راہ خدا یعنی اللہ کی راہ طشت سے زیادہ روشن ہے، اور اللہ کی راہ میں اپنی جان ومال قربان کرنا، جہاد کرنا شہد سے زیادہ شیریں ہے، اور اس کے بعد فرمایا: اس پر استقامت یعنی موت تک راہ خدا میں چلتے رہنا بال سے زیادہ باریک ہے۔

⑧ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: جنت اس طشت سے زیادہ روشن ہے، اور جنت کی نعمتیں شہد سے زیادہ شیریں ہیں، لیکن جنت تک پہنچنے کے لئے پل صراط سے گزرنا بال سے زیادہ باریک ہے“۔

روایت کا مصدر

زیر بحث روایت خاص اس سیاق کے ساتھ سنداً نہیں مل سکی، اسی طرح یہ حکایت الفاظ کے فرق کے ساتھ اختصار کے ساتھ علامہ اسماعیل حقی استنبولی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ”روح البیان“[1] میں اختصار کے ساتھ بلا سند ان الفاظ سے نقل کی ہے:

”ومن الحكايات اللطيفة أن عليا رضى الله عنه مرض، فقال أبو بكر رضي الله عنه لعمر وعثمان رضى الله عنهما:إن عليا قد مرض، فعلينا العبادة [كذا في الأصل، والصحيح: العيادة]، فأتوا بابه وهو يجد خفة من المرض، ففرح فرحا، فتموج بحر سخائه، فدخل بيته، فلم يجد شيأ سوى عسل، يكفي لواحد فى طست، وهو أبيض وأنور، وفيه شعر أسود، فقال أبو بكر الصديق رضي الله عنه: لا يليق الأكل قبل المقالة، فقالوا: أنت أعزنا وأكرمنا وسيدنا، فقل أولا، فقال:

---

[1] روح البيان: ٣٧٧/٤، دار إحياء التراث العربي - بيروت.

الدين أنور من الطست، وذكر الله تعالى أحلى من العسل، والشريعة أدق من الشعر، فقال عمر رضي الله عنه: الجنة أنور من الطست، ونعيمها أحلى من العسل، والصراط أدق من الشعر، فقال عثمان رضي الله عنه: القرآن أنور من الطست، وقراءة القرآن أحلى من العسل، وتفسيره أدق من الشعر، فقال علي رضي الله عنه: الضيف أنور من الطست، وكلام الضيف أحلى من العسل، وقلبه أدق من الشعر".

لطیف حکایات میں سے ہے کہ علی رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے، تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عمر اور عثمان رضی اللہ عنہما سے فرمایا: ہمیں ان کی عیادت کے لئے جانا چاہیئے، پھر یہ حضرات حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دروازے پر پہنچے، علی رضی اللہ عنہ نے مرض سے کچھ افاقہ محسوس کیا، وہ بہت خوش ہوئے، ان کی سخاوت کا دریا موجزن ہوا، چنانچہ وہ اپنے گھر میں گئے، تو ایک برتن میں موجود شہد کے علاوہ کچھ نہ ملا، جو ایک ہی فرد کے لئے کافی تھا، اور برتن سفید وچمکدار تھا، ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: گفتگو سے پہلے کھانا مناسب نہیں ہے، سب نے کہا: آپ ہم میں زیادہ معزز ومکرم ہیں، آپ ہمارے سردار ہیں، پہلے آپ فرمائیں، ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

دین اس پیالے سے زیادہ چمکدار ہے، اور اللہ کا ذکر شہد سے زیادہ میٹھا ہے اور شریعت پر چلنا بال سے زیادہ باریک ہے، پھر عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جنت اس پیالے سے زیادہ چمکدار ہے، اور اس کی نعمتیں شہد سے زیادہ میٹھی ہیں اور پل صراط بال سے زیادہ باریک ہے، پھر عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قرآن اس پیالے سے زیادہ پر نور ہے، اور اس کی تلاوت شہد سے زیادہ میٹھی ہے اور اس کی تفسیر بال سے زیادہ

باریک ہے، پھر علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مہمان اس پیالے سے زیادہ پر نور ہے، اور اس کی گفتگو شہد سے زیادہ میٹھی ہے، اور اس کا دل بال سے زیادہ باریک ہے۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سنداً نہیں مل سکی، اس لئے اس کو بیان نہ کیا جائے، واللہ اعلم۔

روایت نمبر ④

روایت: "إني إذا أطعت رضيت، وإذا رضيت باركت، وليست لبركتي نهاية، وإني إذا عصيت غضبت، وإذا غضبت لعنت ولعنتي تبلغ السابع من الولد". بے شک جب میری اطاعت کی جائے تو میں راضی ہو جاتا ہوں، اور جب میں راضی ہوتا ہوں تو برکت دیتا ہوں اور میری برکت کی کوئی حد نہیں ہے، اور اگر میری نافرمانی کی جائے تو میں ناراض ہوتا ہوں، اور اگر میں ناراض ہو جاؤں تو لعنت کرتا ہوں اور میری لعنت اولاد میں سات پشتوں تک پہنچتی ہے۔

روایت کا مصدر

زیر بحث روایت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے "الزهد"[1] میں تخریج کی ہے:

"حدثنا عبد الله، حدثنا أبي، حدثنا عبد الرزاق، حدثنا بكار، قال: سمعت وهبا يقول: إن الرب تبارك وتعالى قال في بعض ما يقول لبني إسرائيل: إني إذا أطعت رضيت، وإذا رضيت باركت، وليست لبركتي نهاية، وإني إذا عصيت غضبت، وإذا غضبت لعنت، ولعنتي تبلغ السابع من الولد".

وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے خطاب کرتے ہوئے ایک موقع پر فرمایا: بے شک جب میری اطاعت کی جائے تو میں راضی ہو جاتا ہوں، اور جب میں راضی ہوتا ہوں تو برکت دیتا ہوں، اور میری برکت کی کوئی حد نہیں ہے، اور اگر میری نافرمانی کی جائے تو میں ناراض ہوتا ہوں، اور اگر میں ناراض ہو جاؤں تو لعنت کرتا ہوں، اور میری لعنت اولاد میں سات پشتوں تک پہنچتی ہے۔

---

[1] الزهد: ص: ٤٧، رقم: ٢٨٩، ت: محمد عبد السلام شاهين، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.

بعض دیگر مصادر

یہی روایت حافظ ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے "المصنف"[1] میں، علامہ ابو بکر احمد بن مروان دینوری رحمۃ اللہ علیہ نے "المجالسة"[2] میں، حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے "حلية الأولياء"[3] میں، حافظ ابن نجار رحمۃ اللہ علیہ نے "ذيل تاريخ بغداد"[4] میں، حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "ذم الهوى"[5] میں اور حافظ ابن عبد الہادی مقدسی رحمۃ اللہ علیہ نے "صب الخمول"[6] میں نقل کی ہے، جبکہ حافظ ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "تفسیر"[7] میں اسے اضافی الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے۔

---

[1] الكتاب المصنف في الأحاديث والآثار:١٨٤/٧،رقم:٣٥١٧١،ت:كمال يوسف الحوت،دار التاج ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.

حافظ ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت ملاحظہ ہو: "حدثنا أبو خالد الأحمر، عن جعفر بن سليمان الضبعي، عن النعمان بن الزبير، عن ابن منبه، قال: أوحي إلى عزير، يا عزير! لا تحلف بي كاذبا، فإني لا أرضى عمن يحلف بي كاذبا، يا عزير! والديك فإنه من بر والديه رضيت، وإذا رضيت باركت، وإذا باركت بلغت النسل الرابع، يا عزير! لا تعق والديك، فإنه من يعق والديه غضبت، وإذا غضبت لعنت، وإذا لعنت بلغت النسل الرابع".

[2] المجالسة وجواهر العلم:٤٧٠/٤،رقم:١٦٨٧،ت:أبو عبيدة مشهور بن حسن آل سلمان،دار ابن حزم ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

[3] حلية الأولياء:٤١/٤،دار الفكر ـ بيروت،الطبعة ١٤١٦هـ.

"حلیۃ الاولیاء" کی عبارت ملاحظہ ہو: "حدثنا عبد الله بن محمد، ثنا محمد بن يحيى بن سليمان أبو بلال الأشعري، ثنا أبو هشام الصنعاني، ثنا عبد الصمد، قال: سمعت وهب بن منبه، يقول: إن الرب تبارك وتعالى قال في بعض ما يعتب به بني إسرائيل: إني إذا أطعت رضيت، وإذا رضيت باركت، وليس لبركتي نهاية، وإذا عصيت غضبت، وإذا غضبت لعنت، وإن اللعنة تبلغ مني الولد السابع".

[4] ذيل تاريخ بغداد:٥١/١٨،رقم:٥٧١،ت:مصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

[5] ذم الهوى:ص:١٩٥،رقم:٥١٨،ت:خالد عبد اللطيف،دار الكتاب العربي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

[6] صب الخمول:ص:١٠٢،ت:نور الدين طالب،دار النوادر ـ الكويت،الطبعة الأولى ١٤٣٢هـ.

[7] تفسير ابن أبي حاتم:١٥٦٤/٥،رقم:٨٩٦٥،ت:أسعد محمد الطيب، مكتبة نزار مصطفى الباز ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

روایت کا حکم

زیر بحث روایت تلاش بسیار کے باوجود آپ ﷺ کے ارشاد کے طور پر نہیں مل سکی، اس لئے اسے رسول اللہ ﷺ کے انتساب سے بیان نہ کیا جائے، البتہ یہی روایت ”اسرائیلی روایت“ کے طور پر ملتی ہے، اس لئے اسے ”اسرائیلی روایت“ کہہ کر بیان کیا جائے، واللہ اعلم۔
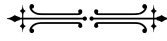
حافظ ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت ملاحظہ ہو: ”أخبرنا أبو عبد الله محمد بن حماد الطهراني فيما كتب إلي، أنبأ إسماعيل بن عبد الكريم، أخبرني عبد الصمد بن معقل، أنه سمع وهبا يقول: إن في الألواح التي كتب الله عز وجل لموسى التي قال الله تعالى: ”وكتبنا له في الألواح من كل شيء موعظة وتفصيلا لكل شيء“، قال له: يا موسى! اعبدني ولا تشرك معي شيئا من أهل السماء ولا من أهل الأرض فإنهم خلقي كلهم، فإذا أشرك بي غضبت وإذا غضبت لعنت، وإن لعنتي تدرك الرابع من الولد، وإني إذا أطعت رضيت، فإذا رضيت باركت، والبركة مني تدرك الأمة بعد الأمة، يا موسى! لا تحلف باسمي كاذبا، فإني لا أزكي من حلف باسمي كاذبا، يا موسى! وقر والديك، فإنه من وقر والديه مددت له في عمره، ووهبت له ولدا يبره، ومن عق والديه قصرت له من عمره، ووهبت له ولدا يعقه، يا موسى! احفظ السبت، فإنه آخر يوم فرغت فيه من خلقي، يا موسى! لا تزن ولا تسرق، يا موسى! لا تول وجهك عن عدوي، يا موسى! ولا تزن بامرأة جارك الذي يأمنك، يا موسى! لا تغلب جارك على ماله ولا تخلفه على امرأته“.

روایت نمبر⑤

روایت: حضرت ایوب علیہ السلام سے ان کی بیماری کے ایام کے بعد پوچھا گیا کہ یہ صحت کا زمانہ اچھا ہے یا وہ بیماری کا زمانہ اچھا تھا؟ حضرت ایوب علیہ السلام نے فرمایا: صحت بھی اللہ تعالی کی نعمت ہے، اور بیماری بھی اللہ تعالی کی نعمت ہے، لیکن ایک عجیب بات ہے کہ جب میں بیمار تھا اور صبح ہوتی تو اللہ رب العزت پوچھتے تھے کہ ایوب تیرا کیا حال ہے؟ مجھے اس بات سے اتنی لذت ملتی تھی کہ پورا دن مجھے کوئی تکلیف نہیں ہوتی تھی، اور جب شام ہوتی تو اللہ تعالی پھر عیادت فرماتے تھے کہ ایوب تیرا کیا حال ہے؟ اس سے ساری رات مجھے کوئی تکلیف محسوس نہیں ہوتی تھی، بیماری تو چلی گئی لیکن اللہ رب العزت کی عیادت کرنے کا لطف اور مزہ مجھے آج بھی یاد آتا ہے۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سنداً تا حال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے گا، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جا سکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

روایت نمبر ⑥

روایت: فرشتوں کا بندہ کی توبہ پر آسمان میں چراغاں کرنا۔

روایت کا مصدر

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت "بحر الدموع"[1] میں بلاسند ان الفاظ سے نقل کی ہے:

"وفي الخبر: إذا تاب العبد إلى الله تعالى، وحسنت توبته، وقام بالليل يناجي ربه، أوقدت الملائكة سراجا من نور، وعلقته بين السماء والأرض، فتقول الملائكة: ما هذا؟ فيقول لهم: إن فلان بن فلان قد اصطلح الليلة مع مولاه".

اور ایک خبر میں ہے: جب بندہ اللہ عزوجل سے توبہ کرتا ہے، اور اس کی توبہ اچھی ہو، اور وہ رات میں کھڑا ہو کر اپنے پروردگار سے مناجات کرتا ہے، تو فرشتے نور کا ایک چراغ روشن کرتے ہیں، اور اسے آسمان اور زمین کے درمیان معلق کر دیتے ہیں، چنانچہ فرشتے کہتے ہیں یہ کیا ہے؟ ان سے کہا جاتا ہے کہ فلاں بن فلاں نے آج شب اپنے مولا سے صلح کر لی ہے۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سنداً تا حال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جا سکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

---

[1] بحر الدموع: ص: ۳۰، دار الصحابة للتراث ـ بطنطا، الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.

روایت نمبر⑦

روایت: شہد کی مکھیوں کا آپ ﷺ کو یہ بتانا کہ ہم پھلوں کا رس چوستے وقت آپ ﷺ پر درود بھیجتی ہیں، جس کی وجہ سے شہد میں مٹھاس پیدا ہو جاتی ہے۔

حکم: سنداً نہیں ملتی، اس کو بیان نہ کیا جائے۔

روایت کا مصدر

زیر بحث روایت کو مولانا خواجہ ضیاء اللہ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ (۱۴۴۰ھ زمانۂ تالیف کتاب ہذا) نے "مقاصد السالکین"[1] میں ان الفاظ سے ذکر کیا ہے:

"کہتے ہیں کہ ایک روز آنحضرت ﷺ جہاد کو تشریف لے جا رہے تھے، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جماعت ساتھ تھی، خیمہ میں اترے اور آپ نے کھانا طلب کیا، ایک روٹی جو کی موجود تھی، وہ حاضر کی گئی، فرمایا: کچھ لگاؤں (لازمہ سالن) بھی ہے؟ دوستوں نے عرض کیا کہ کچھ نہیں۔

اتفاقاً ایک شہد کی مکھی اصحاب رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین کے سروں پر گھوم رہی تھی، اور بڑے زور سے بھنبھناتی تھی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ مکھی کیوں اس قدر شور مچاتی ہے؟ فرمایا: یہ کہتی ہے: ہم مکھیوں کی فوج بے قرار اور ملول ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم روٹی کو بغیر لگاؤں کے کھاتے ہیں، حالانکہ ہم نے اسی پڑوس والے پہاڑ میں شہد تیار کر رکھا ہے، لیکن اس کے یہاں لانے کے وسائل اور طاقت ہم میں نہیں ہے، کسی کو بلاتی ہیں کہ وہاں سے جا کر شہد لائے۔

---

[1] مقاصد السالکین: مترجم: ملک فضل الدین نقشبندی، ص: ۶۷، اسلامک کلچرل فاؤنڈیشن، یوکے۔

امیر المومنین حضرت علی المرتضی کرم اللہ وجہہ اٹھ کھڑے ہوئے اور آنحضرت ﷺ کا چوبی پیالہ اپنے ساتھ لیا، اور مکھی کے پیچھے پہاڑ کی طرف گئے، مکھی ایک غار میں چلی گئی، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی اس کا تعاقب کیا، نہایت صاف ومصفّا شہد دیکھا، آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر کیا، آپ نے وہ شہد دوستوں میں بانٹ دیا، اور سب کو حصہ مل گیا، لیکن وہ شہد کی مکھی ویسے ہی بھنبھنا رہی تھی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آنحضرت ﷺ سے اس کا سبب دریافت کیا، آنحضرت ﷺ نے جواب دیا کہ ہمارے ساتھ سوال وجواب کر رہی ہے، میں نے اس سے پوچھا ہے: تمہاری خوراک کیا ہے؟ اس نے جواب دیا ہے: اے اللہ کے رسول! اس پہاڑ اور بیابان میں ہم کڑوے پھول اور بے مزہ پتے کھاتی ہیں۔

پھر میں نے پوچھا: جب تمہاری خوراک ایسی کڑوی اور بے مزہ ہے تو پھر ایسا صاف ومصفّا اور مصفا وشیریں شہد کیوں کر ممکن ہوا؟ تو اس نے جواب دیا: اے اللہ کے رسول! ہمارا ایک امیر اور سردار ہے، جس کے ہم سب تابع ہیں، جب ہم پھولوں کا رس چوسنے بیٹھتی ہیں، تو ہمارا امیر آپ پر درود شریف بھیجنے کے لئے زبان کھولتا ہے، تو ہم سب اس کی ہم آواز ہوتی ہیں، اور آنحضرت ﷺ پر درود بھیجتی ہیں، تو وہ سب تلخ پھول اور بے مزہ پتے درود شریف کی برکت سے ہمارے حلق میں پہنچتے ہی شیریں ہو جاتے ہیں، اور شہد نہایت صاف ومصفّا ہو جاتا ہے، اسی سبب سے لوگوں کے درد کی شفاء اس میں ہے۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سنداً نہیں مل سکی، اس لئے اس کو بیان نہ کیا جائے، واللہ اعلم۔
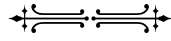
روایت نمبر⑧

روایت: ”آپ ﷺ کا ارشاد ہے:”من أراد أن ينظر إلى ميت يمشي على وجه الأرض، فلينظر إلى أبي بكر“. جو شخص یہ چاہتا ہے کہ وہ میت کو زمین پر چلتا ہوا دیکھے، تو اسے چاہیئے کہ وہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھے“۔

روایت کا مصدر

زیر بحث روایت علامہ سبط ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے ”مرآة الزمان“[1] میں بلاسند ان الفاظ سے نقل کی ہے:

”قوله صلى الله عليه وسلم: من أراد أن ينظر إلى ميت يمشي على وجه الأرض، فلينظر إلى أبي بكر“.

آپ ﷺ کا ارشاد ہے: جو شخص یہ چاہتا ہے کہ وہ میت کو زمین پر چلتا ہوا دیکھے، تو اسے چاہیئے کہ وہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھے۔

بعض دیگر مصادر

زیر بحث روایت علامہ محمد بن عبد اللطیف کرمانی المعروف ابن ملک رحمۃ اللہ علیہ نے ”شرح مصابيح السنة“[2] میں، علامہ شہاب الدین احمد بن محمد مقری رحمۃ اللہ علیہ نے ”نفح الطيب“[3] میں اور علامہ اسماعیل حقی استنبولی رحمۃ اللہ علیہ نے ”روح البيان“[4]

---

[1] مرآة الزمان في تواريخ الأعيان:١١٠/٢٢،ت:محمد بركات وعمار ريحاوي،الرسالة العالمية ـ دمشق،الطبعة الأولى ١٤٣٤هـ.

[2] شرح مصابيح السنة:٤٠١/٥،إدارة الثقافة الإسلامية،الطبعة الأولى ١٤٣٣هـ.

[3] نفح الطيب من غصن الأندلس الرطيب:١٦٤/٥،ت:إحسان عباس،دار صادر ـ بيروت،الطبعة ١٣٨٨هـ.

[4] روح البيان:٢٦٣/٢،دار إحياء التراث العربي ـ بيروت .

میں بلا سند ذکر کی ہے۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اًتاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے گا، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔
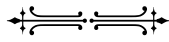
روایت نمبر⑨

روایت: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا اپنی اور غیر محرم مردوں کی نگاہ کے چاند پر اکٹھا ہونے کی وجہ سے پہلی تاریخ کا چاند نہ دیکھنا۔

ایک دفعہ چاند کی پہلی تاریخ تھی، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں تشریف لے آئیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: اے فاطمہ! کیا آپ نے چاند دیکھا ہے؟ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں نے چاند نہیں دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے بیٹی! آپ نے چاند کیوں نہیں دیکھا؟ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا خاموش ہو گئیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوبارہ پوچھا، تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: اے ابا جان! میرے دل میں خیال آیا کہ آج پہلی کا چاند ہے، سب لوگ چاند کی طرف دیکھ رہے ہوں گے، اگر میں بھی دیکھوں گی تو میری نگاہیں اور غیر محرم مردوں کی نگاہیں چاند کے اوپر اکٹھی ہو جائیں گی، میں نے اس بات کو شرم وحیاء کے خلاف پایا، اس لئے میں نے آج چاند نہیں دیکھا۔

روایت کا حکم:

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت خاص اس سیاق سے سند اً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اس کو بیان نہ کیا جائے، واللہ اعلم۔
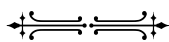
روایت نمبر⑩

روایت: تشہد کی حالت میں جس شخص کی انگلیاں گھٹنوں سے نیچے ہوں گی تو وہ قیامت کے دن کاٹ دی جائیں گی۔

روایت کا حکم

یہ روایت سنداً نہیں ملتی، اور ایسی خبر صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد ہی سے معلوم ہو سکتی ہے، اس لئے اس کو بیان نہ کیا جائے، واللہ اعلم۔
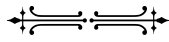
روایت نمبر (۱۱)

روایت: مال داروں، مصیبت زدہ، نوجوانوں، غلاموں اور فقیروں سے اللہ تعالی کے حقوق کی کوتاہی سے متعلق قیامت کے دن سوال کا ہونا، اور حضرت سلیمان علیہ السلام کا بادشاہت، حضرت ایوب علیہ السلام کا ان کی بیماری، حضرت یوسف علیہ السلام کا خوبصورتی اور غلامی، حضرت عیسی علیہ السلام کا فقر کے باوجود اللہ تعالی کے ذکر سے غافل نہ ہونا۔

روایت کا مصدر

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے "الدرة الفاخرة"[1] میں زیر بحث روایت بلا سند ان الفاظ سے نقل کی ہے:

"وفي الحديث: أن أربعة يستشهد عليهم بأربعة: ينادى بالأغنياء وأهل الغبطة، فيقال لهم: ما شغلكم عن عبادة الله؟ فيقولون: أعطانا ملكا وغبطة شغلتنا عن القيام بحقه، فيقال: من أعظم ملكا أنتم أم سليمان؟ فيقولون: سليمان، فيقال: ما شغله ذلك عن القيام بحقي؟ ثم يقال: أين أهل البلاء؟ فيؤتى بهم فيقولون لهم: أي شيء شغلكم عن عبادة الله؟ فيقولون: ابتلانا الله في الدنيا، فشغلنا عن ذكره والقيام بحقه، فيقال لهم: من أشد بلاء أنتم أم أيوب؟ فيقولون: أيوب، فيقال لهم: ما شغله ذلك عن القيام بحق الله، ثم ينادى: أين الشباب والمماليك؟ فيؤتى بهم، فيقال لهم: ما شغلكم عن عبادة الله؟ فيقولون: أعطانا جمالا وحسنا فتنا به، فكنا مشغولين عن القيام بحقه، وتقول المماليك: شغلنا رق العبودية،

[1] انظر مجموعة رسائل الإمام الغزالي: ص: ٥٧٤، ت: إبراهيم أمين محمد، مكتبة التوفيقية ـ مصر.

فيقال لهم: أنتم أكثر جمالا أم يوسف؟ فيقولون: يوسف، فيقال لهم: ما شغله ذلك وهو في الرق عن القيام بحق الله، ثم ينادى: أين الفقراء؟ فيؤتى بهم، فيقال لهم: ما شغلكم عن القيام بحق الله؟ فيقولون: ابتلينا في الدنيا بالفقر فشغلنا عن القيام بحق الله، فيقال لهم: من أشد فقرا عيسى أم أنتم؟ فيقولون: عيسى، فيقال: ما شغله عن ذكرنا؟ فمن ابتلي بشيء من هذه الأربع فليذكر صاحبه".

حدیث میں ہے: بے شک چار افراد کے ذریعے گواہی طلب کی جائے گی: مالداروں اور قابل رشک لوگوں کو بلایا جائے گا، ان سے کہا جائے گا: تمہیں اللہ تعالیٰ کی عبادت سے کس چیز نے غافل رکھا؟ وہ کہیں گے: اللہ تعالیٰ نے ہمیں بادشاہت اور خوشحالی سے نوازا تھا، جس نے ہمیں اللہ تعالیٰ کے حقوق بجالانے سے غافل رکھا، کہا جائے گا: کس کی بادشاہت بڑی ہے تمہاری یا سلیمان علیہ السلام کی؟ وہ کہیں گے: سلیمان علیہ السلام کی، پس ان سے کہا جائے گا: سلیمان علیہ السلام کو اس کی بادشاہت نے میرے حقوق ادا کرنے سے غفلت میں نہیں ڈالا، پھر کہا جائے گا مصیبت زدہ کہاں ہیں؟ چنانچہ مصیبت زدہ لوگوں کو لایا جائے گا، اور ان سے کہا جائے گا: کس چیز نے تمہیں اللہ تعالیٰ کی عبادت سے غافل رکھا؟ وہ کہیں گے اللہ تعالیٰ نے ہمیں دنیا میں مصیبتوں میں مبتلا رکھا، اس وجہ سے ہم اس کے ذکر اور اس کا حق ادا کرنے سے غافل ہوئے، ان سے کہا جائے گا زیادہ مصیبت والا کون ہے تم یا ایوب علیہ السلام؟ وہ کہیں گے: ایوب علیہ السلام، ان سے کہا جائے گا: ان کو مصیبت نے ہمارے حق کی ادائیگی سے غافل نہیں بنایا۔

پھر پکارا جائے گا: کہاں ہیں نوجوان اور غلام؟ چنانچہ ان کو لایا جائے گا، اور ان سے کہا جائے گا: تمہیں اللہ تعالیٰ کی عبادت سے کس چیز نے غافل کر دیا تھا؟ نوجوان کہیں

گے کہ آپ نے ہمیں جمال اور حسن عطا کیا تھا، ہم اس کے فتنے میں پڑ گئے، سو ہم اس کا حق ادا کرنے سے غفلت میں رہے، اور غلام کہیں گے، ہم غلامی کی وجہ سے اس کے حق کی ادائیگی سے غافل ہو گئے، چنانچہ ان سے کہا جائے گا، تم زیادہ جمال والے تھے یا یوسف علیہ السلام؟ وہ کہیں گے: یوسف علیہ السلام، تو ان سے کہا جائے گا: وہ بندوں کی غلامی میں تھے، ان کو کسی چیز نے اللہ کے حقوق کی ادائیگی سے غافل نہیں رکھا، پھر پکارا جائے گا: فقراء کہاں ہیں؟ ان کو لایا جائے گا، اور ان کو کہا جائے گا: تمہیں کس چیز نے اللہ کے حق کی ادائیگی سے غافل رکھا، وہ کہیں گے: ہمیں دنیا میں فقر میں مبتلا کیا گیا تھا، جس کی وجہ سے ہم اللہ تعالی کے حق کی ادائیگی سے غافل رہے، ان سے کہا جائے گا: کون زیادہ فقیر ہے تم یا عیسی علیہ السلام؟ وہ کہیں گے بلکہ عیسی علیہ السلام، پھر ان سے کہا جائے گا: ان کو فقر نے ہمارے ذکر سے غافل نہیں کیا، پس جو شخص ان چار چیزوں میں سے کسی چیز میں مبتلا ہو جائے، اسے چاہیے کے اپنے ساتھی کو یاد کرے۔

بعض دیگر مصادر

زیر بحث روایت امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی "التذکرۃ"[1] میں بلا سند نقل کی ہے۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا موقوف

[1] كتاب التذكرة بأحوال الموتى: ٦٩٨/١، ت: الصادق بن محمد بن إبراهيم، دار المنهاج - الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

رکھا جائے، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

اہم نوٹ:

زیر بحث روایت سنداً آپ ﷺ کے ارشاد کے طور پر تو نہیں ملتی جیسا کہ تفصیل گزر چکی ہے، البتہ حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے طور پر ایک روایت تخریج کی ہے، جو مضمون کے لحاظ سے زیر بحث روایت کے قریب ہے، اس روایت کو حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے طور پر بیان کر سکتے ہیں، روایت ملاحظہ ہو:

حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ "حلية الأولياء"[1] میں فرماتے ہیں:

"حدثنا أحمد بن إسحاق، ثنا علي بن العباس، ثنا علي بن المنذر، ثنا محمد بن فضيل، عن ليث، عن مجاهد، قال: يؤتى بثلاثة نفر يوم القيامة، بالغني، وبالمريض، والعبد، فيقول للغني: ما منعك عن عبادتي؟ فيقول: أكثرت لي من المال فطغيت، فيؤتى بسليمان بن داود عليه السلام في ملكه، فيقال له: أنت كنت أشد شغلا أم هذا؟ قال: بل هذا، قال: فإن هذا لم يمنعه شغله عن عبادتي، قال: فيؤتى بالمريض، فيقول: ما منعك عن عبادتي؟ قال: يا رب أشغلت على جسدي، قال: فيؤتى بأيوب عليه السلام في ضره فيقول له: أنت كنت أشد ضرا أم هذا؟ قال: فيقول: لا، بل هذا، قال: فإن هذا لم يمنعه ذلك أن عبدني، قال: ثم يؤتى بالمملوك، فيقال له: ما منعك من

[1] حلية الأولياء: ۲۸۸/۲، دار الفكر۔ بيروت، الطبعة ١٤١٦هـ۔

عبادتي؟ فيقول: جعلت علي أربابا يملكوني، قال: فيؤتى بيوسف الصديق عليه السلام في عبوديته فيقال: أنت أشد عبودية أم هذا؟ قال: لا، بل هذا، قال: فإن هذا لم يشغله شيء عن عبادتي“.

مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: قیامت کے دن تین افراد: مال دار، مریض، اور غلام کو لایا جائے گا، مال دار سے کہا جائے گا: تمہیں میری عبادت سے کس چیز نے روکا؟ مال دار کہے گا: آپ نے مجھے بہت زیادہ مال عطا کیا جس کی وجہ سے میں نے سرکشی کی، سلیمان بن داؤد علیہما السلام کو ان کی بادشاہت میں لایا جائے گا، اور اس مال دار سے کہا جائے گا: تو زیادہ مشغول تھا یا یہ (یعنی حضرت سلیمان علیہ السلام)؟ تو وہ کہے گا بلکہ سلیمان علیہ السلام، اللہ تعالی فرمائیں گے: سلیمان کو اس کی بادشاہت نے میری عبادت سے نہیں روکا، مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: مریض کو لایا جائے گا، اللہ تعالی مریض سے فرمائیں گے: تمہیں میری عبادت سے کس چیز نے روکا؟ مریض کہے گا: اے رب! میں اپنے جسم میں مشغول رہا، مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: چنانچہ ایوب علیہ السلام کو ان کی تکلیف کے ساتھ لایا جائے گا، اور اس مریض سے کہا جائے گا: تو زیادہ تکلیف میں تھا یا یہ (یعنی حضرت ایوب علیہ السلام)؟ تو وہ کہے گا: نہیں، بلکہ ایوب علیہ السلام زیادہ تکلیف میں تھے، اللہ تعالی فرمائیں گے: ایوب کو اس کی بیماری نے میری عبادت سے نہیں روکا، مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: پھر غلام کو لایا جائے گا، اللہ تعالی اس سے فرمائیں گے: میری عبادت سے تمہیں کس چیز نے روکا؟ تو وہ کہے گا: میں اپنے آقاؤں کے ماتحت تھا جو میرے مالک تھے، مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: چنانچہ یوسف علیہ السلام کو ان کی غلامی میں لایا جائے گا: اور غلام سے کہا جائے گا: تو زیادہ غلامی میں تھا یا یہ (یعنی حضرت

یوسف علیہ السلام)؟ تو وہ کہے گا: نہیں، بلکہ یوسف علیہ السلام، اللہ تعالی فرمائیں گے: بلاشبہ یوسف کو میری عبادت سے اس کی غلامی نے نہیں روکا۔

یہی روایت حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے طور پر امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے "شعب الإیمان"[1] میں اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے "تاریخ دمشق"[2] میں تخریج کی ہے۔

پوری تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود زیر بحث روایت سنداً آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول کے طور پر تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، البتہ یہ روایت تھوڑے فرق کے ساتھ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے طور پر ملتی ہے، اس لئے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی ذکر کردہ روایت کو حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے طور پر بیان کر سکتے ہیں، واللہ اعلم۔

---
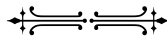
[1] شعب الإيمان:۳۵۳/۱۲،رقم:۹۵۲۷،ت:مختار أحمد الندوي،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ۱۴۲۳ھـ.

[2] تاريخ دمشق:۸۲/۱۵،ت:عمر بن غرامة العمروي،دار الفكر ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱۴۱۸ھـ .

روایت نمبر⑫

روایت: جنتی جنت میں اللہ تعالی کا پہلا دیدار آٹھ لاکھ برس تک کرتے رہیں گے۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔
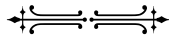
روایت نمبر⑬

روایت: جنتیوں کا تین سو سال تک باری تعالی کا دیدار کرنا۔

روایت کا مصدر

فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ "قرة العيون"[1] میں تحریر فرماتے ہیں فرماتے ہیں:

"...فيقول الله عز وجل: يا عبادي! أنا السلام وأنتم المسلمون، وأنا المؤمن وأنتم المؤمنون، وأنا الحبيب وأنتم المحبوب، هذا كلامي فاسمعوه! وهذا نوري فانظروه! وهذا وجهي فانظروه! فعند ذلك ينظرون إلى وجه الحق جل وعلا بلا واسطة ولا حجاب، فإذا وقع على وجوههم نور وجه الحق أشرقت وجوههم، وتمتعوا بالنظر إلى وجه العزيز الغفور، فتبقى الخلائق ثلثمائة عام شاخصين إلى وجه الحق سبحانه وتعالى...".

"۔۔۔ اللہ پاک فرمائیں گے: اے میرے بندو! میں سلام ہوں اور تم سب مسلمان ہو، اور میں مؤمن ہوں اور تم سب مؤمنین ہو، اور میں حبیب ہوں اور تم سب محبوب ہو، یہ میرا کلام ہے اس کو سنو، اور یہ میرا نور ہے اس کو دیکھو، اور یہ میرا چہرہ ہے اس کو دیکھو، اس وقت لوگ چہرۂ حق کی طرف بغیر کسی واسطہ اور حجاب کے دیکھ رہے ہوں گے، پھر جب ان لوگوں کے چہروں پر چہرۂ حق کا نور پڑے گا تو ان سب کے چہرے منور ہو جائیں گے، اور وہ عزیز و غفور کے دیدار سے لطف اندوز ہوں گے، اور تمام لوگ تین سو سال تک چہرۂ حق سبحانہ و تعالی کو دیکھتے رہیں گے۔۔۔"۔

---

[1] كتاب قرة العيون ومفرح القلب المحزون: ص: ۳۲، مكتبة النصر ـ مصر.

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔
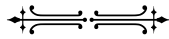
روایت نمبر⑭

روایت: "نبی ﷺ نے فرمایا: جو عورت نماز پڑھ کر اپنے خاوند کے لئے دعا نہ مانگے تو اس کی نماز قبول نہیں ہوتی"۔

روایت کا مصدر

زیر بحث روایت علامہ فقیہ ابو اللیث سمر قندی رحمۃ اللہ علیہ نے "تنبیہ الغافلین"[1] میں بلا سند ان الفاظ سے نقل کی ہے:

"وعن الحسن، عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: إذا هربت المرأة من بيت زوجها لم تقبل لها صلاة حتى ترجع وتضع يدها في يده، وتقول: اصنع بي ما شئت، وإن المرأة إذا صلت ولم تدع لزوجها ردت عليها صلاتها حتى تدعو لزوجها".

نبی ﷺ نے فرمایا: جب کوئی عورت اپنے شوہر کے گھر سے بھاگ جائے تو اس کی نماز اس وقت تک قبول نہیں ہوتی جب تک کہ وہ واپس لوٹ نہ آئے، اور اپنا ہاتھ شوہر کے ہاتھ میں رکھ کر نہ کہے: میرے ساتھ جو سلوک چاہو کرو، اور جو عورت نماز پڑھے اور اپنے شوہر کے لئے دعا نہ مانگے تو اس کی نماز رد کر دی جاتی ہے یہاں تک کہ وہ اپنے شوہر کے لئے دعا مانگے۔

بعض دیگر مصادر

زیر بحث روایت کچھ فرق کے ساتھ علامہ ابو علی حسین بن یحیی زَنْدَوِیْسَتی

---

[1] تنبيه الغافلين:ص:٥١٥،رقم:٨١٢،ت:يوسف علي بديوي،دار ابن كثير ـ بيروت،الطبعة الثالثة ١٤٢١هـ.

بخاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے "روضة العلماء"[1] میں اور علامہ اسماعیل حقی استنبولی رحمۃ اللہ علیہ نے "روح البیان"[2] میں بحوالہ "روضۃ العلماء" بلا سند ذکر کی ہے۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سنداً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے گا، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جا سکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

---
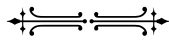
[1] روضة العلماء ونزهة الفضلاء: ص: ۳۳۹، ت: بشير برمان، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٤٢هـ.
"روضۃ العلماء" کی عبارت ملاحظہ ہو: "... وأيما امرأة صلت لربها وتدعو لنفسها ولم تدعو [كذا في الأصل] لزوجها إلا ضرب الله بصلاتها وجهها حتى تدعو لزوجها ثم لنفسها ....".

[2] روح البيان: ۲/ ۲۰۳، دار إحياء التراث العربي ـ بيروت.
"روح البیان" کی عبارت ملاحظہ ہو: "قال النبي عليه السلام مخاطبا لعائشة رضي الله عنها... يا عائشة! وأيما امرأة تصلى لربها، وتدعو لنفسها ثم تدعو لزوجها إلا ضرب بصلاتها وجهها، حتى تدعو لزوجها ثم تدعو لنفسها".

روایت نمبر⑮

روایت: حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی میں دیمک کی وجہ سے نقصان کا ہونا اور اس کی حفاظت کے لئے کشتی کے چاروں کونوں پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نام لکھنا۔

روایت کا مصدر

علامہ ابراہیم بن عامر عبیدی مالکی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۰۹۱ھ) نے "عمدة التحقیق"[1] میں یہ روایت بلا سند ذکر کی ہے:

"(وذكر) الكسائي في كتابه قصص الأنبياء عليهم الصلوة والسلام: إن نوحا عليه السلام كان كلما صنع في السفينة شيئا تأكله الأرضة ليلا، فشكا إلى الله تعالى، فأوحى الله تعالى إليه: اكتب عليها عيوني من خلقي، قال: يا رب! وما عيونك من خلقك؟ قال: هم أصحاب نبي محمد صلى الله عليه وسلم: أبو بكر وعمر وعثمان وعلي، فكتبهم نوح عليه السلام على جوانبها الأربع فحفظت".

اور کسائی رحمۃ اللہ علیہ نے "قصص الانبیاء علیہم الصلاۃ والسلام"[2] میں ذکر کیا ہے: حضرت نوح علیہ السلام جب بھی کشتی میں کوئی چیز بناتے تو رات میں دیمک اس کو کھا جاتی، انہوں

---

[1] كتاب عمدة التحقيق في بشائر آل الصديق: ص: ۷۲، مطبعة جمعية المعارف، الطبعة ۱۲۸۷هـ.

[2] قصص الأنبياء عليهم الصلاة والسلام: ص: ۹۲: ت: إسحاق بن ساؤول، مطبعة بربل، الطبعة ۱۹۲۲ء.

"قصص الانبیاء علیہم الصلاۃ والسلام" کی عبارت ملاحظہ ہو: "...فلما فرغ من بنائها وقع العث فيها، فشكا ذلك إلى الله تع، فأوحى الله إليه، يا نوح! إنه ليس تبقى السفينة على صحتها إلا أن تسمر فيه أربعة مسامير، وتكتب عليها أسماء أصحاب محمد صلعم، وهم: أبو بكر وعمر وعثمان وعلي، ففعل ذلك نوح عم، فصحت السفينة".

نے اس کی شکایت اللہ تعالی سے کی، اللہ تعالی نے وحی فرمائی: میری مخلوق کے خاص لوگوں کے نام اس پر لکھیں، انہوں نے پوچھا کہ آپ کی مخلوق کے خاص لوگ کون ہیں؟ اللہ تعالی نے فرمایا: وہ نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم یعنی ابو بکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ ہیں، حضرت نوح علیہ السلام نے ان کے نام کشتی کے چاروں جانب لکھ دیئے، چنانچہ کشتی نقصان سے محفوظ ہو گئی۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سنداً نہیں مل سکی، اس لئے اس کو بیان نہ کیا جائے، واللہ اعلم۔
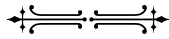
روایت نمبر⑯

روایت: جس بندہ نے اپنے غصہ کے گھونٹ کو پیا، جبکہ وہ غصہ کو پورا کرنے کی حالت میں تھا، تو اللہ تعالی قیامت کے دن ہر ہر گھونٹ کے بدلہ میں اس بندے کو اپنا مشاہدہ عطا فرمائیں گے۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سنداً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

اہم فائدہ:

تفصیل گزر چکی ہے کہ زیر بحث روایت تو سنداً نہیں ملتی، تاہم غصے کے پینے پر بعض فضائل معتبر احادیث میں ملتے ہیں، انہیں بیان کرنا چاہیے، چنانچہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اپنی "سنن"[1] میں تخریج فرماتے ہیں:

"حدثنا عباس الدوري، وغير واحد، قالوا: حدثنا عبد الله بن يزيد المقرئ، حدثنا سعيد بن أبي أيوب، حدثني أبو مرحوم عبد الرحيم بن ميمون، عن سهل بن معاذ بن أنس الجهني، عن أبيه، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: من كظم غيظا وهو يستطيع أن ينفذه، دعاه الله يوم القيامة على رءوس الخلائق حتى يخيره في أي الحور شاء".

[1] سنن الترمذي: ٣٧٢/٤، رقم: ٢٠٢١، ت: إبراهيم عطوه عوض، مطبعة مصطفى البابي ـ القاهرة، الطبعة الثانية ١٣٨٨هـ.

نبی ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے غصہ پی لیا اس حال میں کہ وہ غصہ نافذ کرنے کی طاقت رکھتا ہو، تو اللہ تعالی قیامت کے دن ساری مخلوق کے سامنے اس شخص کو بلائیں گے، اور اس کو اختیار دیں گے کہ جس حور کو چاہے لے لے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ تخریج روایت کے بعد فرماتے ہیں: "هذا حديث حسن غريب"[1]. یہ حدیث حسن غریب ہے۔

اسی طرح امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی "سنن"[2] میں تخریج فرماتے ہیں:

"حدثنا زيد بن أخزم، ثنا بشر بن عمر، ثنا حماد بن سلمة، عن يونس بن عبيد، عن الحسن، عن ابن عمر، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ما من جرعة أعظم أجرا عند الله من جرعة غيظ، كظمها عبد ابتغاء وجه الله".

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی بھی گھونٹ اللہ تعالی کے ہاں غصہ کے اس گھونٹ سے بڑھ کر اجر والا نہیں ہے جس کو انسان نے اللہ تعالی کی رضا کی خاطر پیا ہو۔

حافظ منذری رحمۃ اللہ علیہ "الترغيب"[3] میں اس روایت کے بارے میں فرماتے ہیں: "رواه ابن ماجة، ورواته محتج بهم في الصحيح". اسے ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے، اور اس کے راویوں سے صحیح میں احتجاج کیا گیا ہے۔
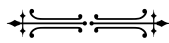
---

[1] سنن الترمذي: ٣٧٢/٤، رقم: ٢٠٢١، ت: إبراهيم عطوه عوض، مطبعة مصطفى البابي ـ القاهرة، الطبعة الثانية ١٣٨٨هـ.

[2] سنن ابن ماجه: ١٤٠١/٢، رقم: ٤١٨٩، ت: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء الكتب العربية ـ حلب.

[3] الترغيب والترهيب: ٣٠٢/٣، رقم: ١٤، ت: إبراهيم شمس الدين، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٤هـ.

روایت نمبر⑰

روایت: ”آپ ﷺ نے فرمایا: ”من تعمم قاعدا أو تسرول قائما ابتلاه الله تعالی ببلاء لا دواء له“. جس نے بیٹھ کر عمامہ باندھا، یا کھڑے ہو کر پاجامہ یا شلوار پہنی تو اللہ تعالی اسے ایسی مصیبت میں مبتلا فرمائیں گے جس کی کوئی دواء نہیں ہو گی“۔

حکم: سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔

روایت کا مصدر

علامہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ”کشف الالتباس“[1] میں زیر بحث روایت بلا سند ان الفاظ سے ذکر کی ہے:

”قال صلی الله علیه وسلم: من تعمم قاعدا أو تسرول قائما ابتلاه الله تعالی ببلاء لا دواء له“. آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے بیٹھ کر عمامہ باندھا، یا کھڑے ہو کر پاجامہ یا شلوار پہنی تو اسے اللہ تعالی ایسی مصیبت میں مبتلا فرمائیں گے جس کی کوئی دواء نہیں ہو گی۔

بعض دیگر غیر مسند مصادر

① زیر بحث روایت علامہ قاضی عبد النبی بن عبد الرسول رحمۃ اللہ علیہ نے ”دستور العلماء“[2] میں بغیر سند کے ذکر کی ہے۔

---

[1] کشف الالتباس فی استحباب اللباس: ص:۳۹، جمعیت اشاعت اهلسنت باکستان ۔ کراتشی، الطبعة ١٤٢٤هـ۔

[2] دستور العلماء أو جامع العلوم في اصطلاحات الفنون: ٢٢٣/١، ت: حسن هاني فحص، دار الكتب العلمية ۔ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ۔

② امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ "الأربعین"[1] میں فرماتے ہیں:

"اعلم أن مفتاح السعادة اتباع السنة والاقتداء برسول الله صلى الله عليه وسلم في جميع مصادره وموارده، وحركاته وسكناته، حتى في هيئة أكله وقيامه ونومه وكلامه، لست أقول ذلك في العبادات فقط، لأنه لاوجه لإهمال السنن الواردة فيها، بل ذلك في جميع أمور العادات، فبذلك يحصل الاتباع المطلق، قال الله سبحانه: "قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ ٱللَّهَ فَٱتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ ٱللَّهُ"، وقال تعالى: "وَمَآ ءَاتَىٰكُمُ ٱلرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَىٰكُمْ عَنْهُ فَٱنتَهُوا۟".

فعليك أن تلبس السراويل قاعدا، وتتعمم قائما، وتبتدىء باليمين في تنعلك، وتأكل بيمينك، وتقلم أظفارك، وتبتدىء بمسبحة اليداليمنى، وتختم بإبهاميه، وفي الرجل تبتدئ بخنصراليمنى، وتختم بخنصر اليسرى، وكذلك في جميع حركاتك وسكناتك.

فقد كان محمد بن أسلم لا يأكل البطيخ، لأنه لم ينقل إليه كيفية أكل رسول الله صلى الله عليه وسلم، وسها بعضهم فابتدأ في لبس الخف باليسرى، فكفر عن ذلك بكر حنطة، فلا ينبغي أن تتساهل في أمثال ذلك فتقول: هذا مما يتعلق بالعادات، فلا معنى للاتباع فيه، لأن ذلك يغلق عليك بابا عظيما من أبواب السعادة".

جان لیجئے کہ سعادت کی کنجی اتباع سنت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء تمام تر آمد ورفت، حرکات وسکنات، آپ کے کھانے کے طریقے، جاگنے، سونے اور طریقۂ

---

[1] الأربعين في أصول الدين:ص:۹۹،ت:عبد الله عبد الحميد عرواني،دار القلم ـ دمشق،الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.

گفتگوں میں ہے، میں یہ نہیں کہتا کہ اس کا تعلق فقط عبادات سے ہے، اس بناء پر کہ عبادات میں وارد ہونے والی سنتوں کے چھوڑنے کی کوئی وجہ نہیں ہے، بلکہ یہ عادات کی تمام اقسام سے متعلق ہے، اسی سے مطلق اتباع کا حصول ہوگا، اللہ سبحانہ کا ارشاد ہے: ''اگر تم خدا تعالی سے محبت رکھتے ہو تو تم لوگ میری اتباع کرو خدا تعالی تم سے محبت کرنے لگیں گے''، اور اللہ تعالی فرماتے ہیں: ''اور رسول تم کو جو کچھ دے دیا کریں وہ لے لیا کرو، اور جس چیز سے تم کو روک دے تم رک جایا کرو''۔

چنانچہ تم پر لازم ہے کہ تم شلوار بیٹھ کر پہنو، اور عمامہ کھڑے ہو کر باندھو، اور سیدھے پاؤں سے جوتے پہننے کی ابتداء کرو، اور کھانا اپنے سیدھے ہاتھ سے کھاؤ، اور اپنے ناخنوں کو کاٹو، اور کاٹنے کی ابتداء سیدھے ہاتھ کی شہادت کی انگلی سے کرو، اور اختتام انگوٹھے پر کرو، اور سیدھے پاؤں کی چھوٹی انگلی سے شروع کرکے الٹے پاؤں کی چھوٹی انگلی پر ختم کرو، اور اسی طرح تمہاری تمام حرکات وسکنات میں۔

یہی وجہ ہے کہ محمد بن اسلم خربوزہ نہیں کھاتے تھے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے اس کے کھانے کا طریقہ انہیں نقل نہیں کیا گیا، اور ان میں سے بعض نے موزہ پہننے میں بھولے سے بائیں طرف سے ابتداء کی، تو انہوں نے کفارہ کے طور پر ایک کُر گندم کا دیا، چنانچہ مناسب نہیں ہے کہ ان مثالوں سے چشم پوشی کرتے ہوئے آپ یہ کہہ دیں کہ یہ عادات سے متعلق ہیں، اس میں اتباع کا کوئی معنی نہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ آپ پر سعادت کے دروازوں میں سے ایک بڑے دروازے کو بند کردے گا۔

علامہ ابو عبداللہ ابن حاج عبدری فاسی رحمۃ اللہ علیہ نے ''المدخل''[1] میں امام

---

[1] المدخل لابن الحاج: ١٤٣/١، مكتبة دار التراث ـ القاهره .

غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی "اربعین" کے حوالے سے ان کا یہ قول نقل کیا ہے، اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے "مرقاۃ"[1] میں صاحب مدخل کے حوالے سے یہ قول نقل کیا ہے۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سنداً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔
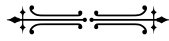
[1] مرقاۃ المفاتیح: ۲۱۶/۸، ت: جمال عیتانی، دار الکتب العلمیة ـ بیروت، الطبعة الأولی ۱٤۲۲ھـ.

روایت نمبر⑱

روایت: ”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: موسم ربیع (بہار) کی سردی کو غنیمت سمجھو، اس لئے کہ وہ تمہارے بدنوں پر وہی عمل کرتی ہے جو تمہارے درختوں پر کرتی ہے، اور موسم خزاں کی سردی سے بچو، اس لئے کہ وہ تمہارے جسموں پر وہی عمل کرتی ہے جو تمہارے درختوں پر کرتی ہے“۔

روایت کا مصدر

عارف باللہ مولانا جلال الدین محمد رومی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۷۲ھ) ”مثنوي“[1] میں لکھتے ہیں:

”اغتنموا برد الربيع، فإنه يعمل بأبدانكم كما يعمل بأشجاركم، واجتنبوا برد الخريف، فإنه يعمل بأبدانكم كما يعمل بأشجاركم“.
موسم ربیع (بہار) کی سردی کو غنیمت سمجھو، اس لئے کہ وہ تمہارے بدنوں پر وہی عمل کرتی ہے جو تمہارے درختوں پر کرتی ہے، اور موسم خزاں کی سردی سے بچو، اس لئے کہ وہ تمہارے جسموں پر وہی عمل کرتی ہے جو تمہارے درختوں پر کرتی ہے۔

زیر بحث روایت علامہ اسماعیل حقی استنبولی رحمۃ اللہ علیہ نے ”روح البیان“[2] میں بلا سند ذکر کی ہے۔

---

[1] مثنوي مولوي معنوي: ۲۲٤/۱، مترجم: قاضي سجاد حسين، حامد اينڈ كمپني۔ لاهور.

[2] روح البيان: ٦٦/٥، دار إحياء التراث العربي۔ بيروت.

روایت پر ائمہ کا کلام

علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ اسماعیل عجلونی رحمۃ اللہ علیہ "کشف الخفاء"[1] میں تحریر فرماتے ہیں:

"(توقوا برد الخريف، فإنه يورث داء في أبدانكم)، لا أعلمه حديثا فضلا عن صحته".

خریف کی سردی سے بچو، کیونکہ یہ تمہارے جسموں میں مرض پیدا کرتی ہے، (علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) مجھے اس کے حدیث ہونے کا علم نہیں، چہ جائیکہ اس کے صحیح ہونے کا علم ہو۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سنداً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

اہم نوٹ:

پہلے گزر چکا ہے کہ زیر بحث روایت سنداً آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول کے طور پر نہیں ملی، البتہ یہی مضمون حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قول کے طور پر ملتا ہے، چنانچہ علامہ عبدالرحمن صفوری رحمۃ اللہ علیہ "نزهة المجالس"[2] میں تحریر فرماتے ہیں:

---

[1] الكشف الخفاء: ۳۲۲/۱، رقم: ۱۰۲۶، مكتبة القدسي - القاهرة، الطبعة الأولى ۱۳۵۱هـ.

[2] نزهة المجالس: ۴۳۵/۲، المكتبة العصرية - بيروت، الطبعة ۱۴۳۸هـ.

”قال علي: توقوا البرد في أوله وتلقوه في آخره، فإنه يفعل بالبدن كما يفعل بالشجرة، في أوله يحرق في آخره يورق“.

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے: سردی کی ابتداء میں اس سے بچو، اور سردی کے اختتام پر اسے اختیار کرو، کیونکہ سردی بدن کے ساتھ ایسا ہی سلوک کرتی ہے جیسے وہ درخت کے ساتھ کرتی ہے، سردی اپنی ابتداء میں جلاتی ہے، اور اختتام پر پتے لے آتی ہے۔
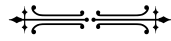
روایت نمبر⑲

روایت: جو شخص اس طرح درود شریف پڑھے گا، آپ ﷺ اس کی شفاعت فرمائیں گے، اور اسے، اس کے والدین، عزیز و اقارب اور اس کے دوست احباب کو رتبۂ شفاعت عطا فرمائیں گے: "اللّٰهم صل على محمد وتقبل شفاعته الكبرى، وارفع درجته العليا، وآته سؤله في الآخرة والأولى كما آتيت إبراهيم وموسى".

حکم: زیر بحث درود پاک اور اس کی مذکورہ فضیلت سنداً آپ ﷺ کے ارشادات میں نہیں ملتی، اس لئے اسے رسول اللہ ﷺ کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے، تاہم زیرِ بحث درود پاک کے فقط الفاظ کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی جانب منسوب کرنا درست ہے، واللہ اعلم۔

روایت کا مصدر

حافظ عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے "المصنف"[1] میں زیر بحث روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کے طور پر تخریج کی ہے، نیز اس میں مذکورہ فضیلت بھی مذکور نہیں ہے، عبارت ملاحظہ ہو:

"عن معمر، عن ابن طاووس، عن أبيه، عن ابن عباس، أنه كان يقول: اللهم تقبل شفاعة محمد الكبرى، وارفع درجته العليا، وآته سؤله في الآخرة والأولى، كما آتيت إبراهيم، وموسى، وكان معمر ربما ذكره، عن ابن طاووس، عن عكرمة بن خالد، عن ابن عباس".

---

[1] المصنف: ۲۱۱/۲، رقم: ۳۱۰۴، ت: حبيب الرحمن الأعظمي، المكتب الإسلامي - بيروت، الطبعة الأولى ۱۳۹۰ھ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے: اے اللہ! محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کبری قبول فرما، اوران کے بلند درجات کو رفعت عطا فرما، اوران کا دنیا وآخرت میں سوال پورا فرما، جیسا کہ آپ نے ابراہیم علیہ السلام اور موسی علیہ السلام کو عطا کیا۔

بعض دیگر مصادر

زیر بحث روایت اسی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کے طور پر، نیز مذکورہ فضیلت ذکر کئے بغیر حافظ اسماعیل بن اسحاق جہضمی قاضی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۸۲ھ) نے "فضل الصلوة"[۱] میں، حافظ ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ نے "کتاب التوحید"[۲] میں اور حافظ نمیری رحمۃ اللہ علیہ نے "الإعلام"[۳] میں تخریج کی ہے۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "تفسیر"[۴] میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اس قول کے بارے میں کہا ہے: "إسناده جيد قوي صحيح".

حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ "القول البديع"[۵] میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ

---

[۱] فضل الصلوة على النبي:ص:١٢٢،ت:محمد عوامة،دار المنهاج،جدة،الطبعة الثالثة ١٤٣٢هـ.

[۲] كتاب التوحيد:ص:٩٠٠،رقم:٦١١،ت:عبد العزيز بن إبراهيم الشهوان،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة السادسة ١٤١٨هـ.

[۳] الإعلام بفضل الصلاة على النبي والسلام:ص:٥٩،رقم:١٠٤و١٠٥،ت:حسين محمد علي شكري،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ٢٠٠٩ء.

[۴] تفسير ابن كثير:٤٧٠/٦،ت:سامي بن محمد السلامة،دار طيبة ـ الرياض،الطبعة الثانية ١٤٢٠هـ.

[۵] القول البديع في الصلاة على الحبيب الشفيع:ص:١٢٢،ت:محمد عوامة،دار اليسر ـ المدينة المنورة،الطبعة الثالثة ١٤٣٢هـ.

قول نقل کرکے فرماتے ہیں:

”رواه عبد بن حميد في مسنده وعبد الرزاق وإسماعيل القاضي، وإسناده جيد قوي صحيح“. عبد بن حمید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ”مسند“ میں اسے روایت کیا ہے، عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ اور اسماعیل قاضی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسے روایت کیا ہے، اس کی اسناد جید قوی اور صحیح ہے۔

حافظ ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ ”الدر المنضود“[1] میں فرماتے ہیں:

”وصح عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما، أنه كان يقول في صلاته: اللهم تقبل شفاعة محمد الكبرى، وارفع درجته العليا، وأعطه سؤله في الآخرة والأولى، كما آتيت إبراهيم وموسى“.

ایک صحیح روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ وہ اپنے درود میں فرمایا کرتے تھے: اے اللہ! محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کبری قبول فرما، اور ان کے بلند درجہ کو رفعت عطا فرما، اور ان کا دنیا و آخرت میں سوال پورا فرما، جیسا کہ آپ نے ابراہیم علیہ السلام اور موسی علیہ السلام کو عطا کیا۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے ”شرح الشفاء“[2] میں ”بسند جید“ کہہ کر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی موقوف روایت کو ذکر کیا ہے۔

---

[1] الدر المنضود: ص: ۹٤، ت: بو جمعة عبد القادر مكري ومحمد شادي مصطفى عربش، دار المنهاج ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٦هـ.

[2] شرح الشفاء: ١٣٢/٢، ت: عبد الله محمد الخليلي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.

روایت کا حکم

زیر بحث درود پاک اور اس کی مذکورہ فضیلت سنداً آپ ﷺ کے ارشادات میں نہیں ملتی، اس لئے اسے رسول اللہ ﷺ کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے۔

تاہم زیرِ بحث درود پاک کے فقط الفاظ کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی جانب منسوب کرنا درست ہے، واللہ اعلم۔
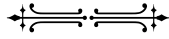
روایت نمبر⑳

روایت: ’’آپ ﷺ نے فرمایا ہے: ’’إن لله جنة ليس فيها حور ولا قصور، يتجلى فيها ربنا ضاحكا‘‘. بیشک اللہ تعالی کی ایک جنت ہے جس میں نہ حور ہے نہ قصور (محلات)، اس میں اللہ تعالی ہنستے ہوئے تجلی فرمائے گا‘‘۔

روایت کا مصدر

زیر بحث روایت حضرت علامہ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ’’مکتوبات‘‘[1] میں بلا سند ان الفاظ سے ذکر کی ہے:

مخبر صادق علیہ وعلی آلہ الصلوات والتسلیمات نے خبر دی ہے اور فرمایا ہے: ’’إن لله جنة ليس فيها حور ولا قصور، يتجلى فيها ربنا ضاحكا‘‘. (بیشک اللہ تعالی کی ایک ہے جس میں نہ حور ہے نہ قصور (محلات)، اس میں اللہ تعالی ہنستے ہوئے تجلی فرمائے گا)۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اًتاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔
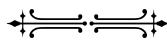
[1] مكتوبات مجدد الف ثاني (مترجم): دفتر اول حصه دوم: ص: ٢٤٦، زوار أكيدمي ـ كراتشي، الطبعة ٢٠١٤ء.

روایت نمبر (۲۱)

روایت: ’’آپ ﷺ کا ارشاد ہے: ’’أبو أمامة كنز الأدب والصيانة‘‘.

ابو امامہ رضی اللہ عنہ ادب اور صیانت کا خزانہ ہیں‘‘۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے ، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔
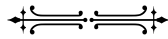
روایت نمبر (۲۲)

روایت: ”آپ ﷺ کا ارشاد ہے: ”الوقاية خير من العلاج“. پرہیز علاج سے بہتر ہے“۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت خاص ان الفاظ سے سنداً نہیں مل سکی، اس لئے اس کو بیان نہ کیا جائے، واللہ اعلم۔

اہم نوٹ:

واضح رہے کہ زیرِ بحث روایت سے ملتی جلتی ایک روایت حصہ دوم (ص: ۲۸۵) میں ان الفاظ سے آچکی ہے: ”المعدة بيت الداء والحِمْيَة رأس كل دواء، وأعط كل بدن ما عَوَّدْتَه“. معدہ بیماری کا گھر ہے، پرہیز کرنا ہر دواء کی جڑ ہے، ہر بدن کو اس کی عادت کے مطابق خوراک دو۔

حصہ دوم میں مذکور روایت کا یہ حکم لکھا گیا ہے:

”اسے آپ ﷺ کی جانب منسوب کرنا بے اصل و من گھڑت ہے، نیز حضرات محدثین کی تصریح کے مطابق یہ طبیبِ عرب، حارث بن کَلَدَہ ثقفی کا قول ہے“۔
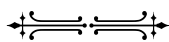
روایت نمبر (۴۳)

روایت: ”آپ ﷺ کا ارشاد ہے: جس بندے نے ایسی جگہ پر نگاہ ڈالی جہاں پر نگاہ ڈالنے سے منع کیا گیا ہے، تو اسے ایک نظر کے بدلے میں جہنم میں چالیس سال تک جلنا پڑے گا“۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اًتاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

اہم نوٹ:

واضح رہے کہ بد نظری پر روزِ قیامت انگارے یا سلاخیں ڈالے جانے سے متعلق روایت آگے آرہی ہے، نیز بد نظری پر اللہ تعالی کے دیدار سے محرومی پر مشتمل روایت بھی آگے آئے گی، ان شاءاللہ۔

مزید بد نظری پر آنکھوں میں سیسہ ڈالنے سے متعلق روایت کتاب ”غیر معتبر روایات کا فنی جائزہ“ حصہ پنجم (ص: ۲۷۸) کے تحت آچکی ہے۔
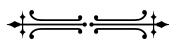
روایت نمبر (۴۴)

روایت: بد نظری کی وجہ سے اللہ تعالی کے دیدار سے محروم ہونا۔

روایت کا مصدر

زیر بحث روایت حافظ ابن جزری رحمۃ اللہ علیہ نے "الزهر الفائح"[1] میں بلا سند ان الفاظ سے ذکر کی ہے:

"وقيل: إن حسان بن ثابت رضي الله عنه خرج يوم عيد، فصلى ثم عاد إلى زوجته، فقالت له: يا حسان! كم رأيت من وجه مليح؟ فقال: والله! ما رفعت طرفي ولا علمت ما كان من الناس، ولقد سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: من نظر إلى ما لا يحل له حرم الله عليه النظر إلى وجهه، وألقاه في النار".

اور کہا گیا ہے کہ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ عید کے دن باہر تشریف لائے، عید کی نماز پڑھ کر اپنی اہلیہ کے پاس آئے، اہلیہ نے کہا: اے حسان! آپ نے کتنے ملیح چہرے والوں کو دیکھا ہے؟ حسان رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے اپنی آنکھوں کو اوپر کی طرف نہیں اٹھایا، اور مجھے لوگوں کا علم ہی نہیں ہوتا، اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے: جس شخص نے ایسی چیز کی طرف دیکھا کہ جس کا دیکھنا حلال نہیں تھا تو اللہ تعالی اس شخص پر اپنے دیدار کو حرام کر دیں گے، اور اسے جہنم میں ڈال دیں گے۔

---

[1] الزهر الفائح في ذكر من تنزه عن الذنوب والقبائح:ص:٣١،ت:محمد عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٠٦هـ.

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جا سکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

اہم نوٹ:

واضح رہے کہ بد نظری پر روزِ قیامت انگارے یا سلاخیں ڈالے جانے سے متعلق روایت آگے آرہی ہے، نیز بد نظری پر جہنم میں چالیس سال تک جلنے سے متعلق روایت ماقبل میں گزر چکی ہے۔

مزید بد نظری پر آنکھوں میں سیسہ ڈالنے سے متعلق روایت کتاب ''غیر معتبر روایات کا فنی جائزہ'' حصہ پنجم (ص:۲۷۸) کے تحت آچکی ہے۔
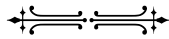
روایت نمبر ۲۵

روایت: ”آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: جس نے کسی اجنبی (غیر محرم) عورت کی طرف دیکھا تو قیامت کے دن اس کی آنکھ میں انگارے ڈالے جائیں گے، اور ایک اور حدیث پاک میں ہے کہ اس کی آنکھ میں قیامت کے دن فرشتے لوہے کی سلاخیں ڈالیں گے“۔

روایت کا مصدر

زیر بحث روایت علامہ سبط ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے ”إيثار الإنصاف“[1] میں بلا سند ان الفاظ سے نقل کی ہے:

”وروي: أنه صلى الله عليه وسلم قال: من نظر إلى امرأة أجنبية حراما ملأ الله تعالى عينه يوم القيامة نارا“. روایت کیا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی اجنبی عورت کی طرف حرام نگاہ ڈالے گا تو اللہ تعالی قیامت کے دن اس کی آنکھ کو آگ سے بھر دیں گے۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود مذکورہ روایات سند اً تا حال ہمیں کہیں نہیں مل سکیں، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جا سکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

---

[1] إيثار الإنصاف في آثار الخلاف: ص:٢٤٩، ت: ناصر العلي الناصر الخليفي، دار السلام ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.

اہم نوٹ:

واضح رہے کہ بد نظری پر روزِ قیامت انگارے یا سلاخیں ڈالے جانے سے متعلق روایت، نیز بد نظری پر اللہ تعالی کے دیدار سے محرومی پر مشتمل روایت ما قبل میں گزر چکی ہے۔

مزید بد نظری پر آنکھوں میں سیسہ ڈالنے سے متعلق روایت کتاب ''غیر معتبر روایات کا فنی جائزہ'' حصہ پنجم (ص:۲۷۸) کے تحت آچکی ہے۔
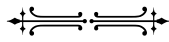
روایت نمبر ۳۶

روایت: ''ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا: اے اللہ کے نبی! مجھے اپنی بیوی پر بھروسہ نہیں ہے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تو اپنی نگاہیں غیروں کی عورتوں سے محفوظ کرلے اللہ تعالی تیری بیوی کی حفاظت فرمائیں گے''۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

روایات کا مختصر حکم

فصل اول (مفصل نوع)

روایت	مختصر حکم
① روایت: "قالوا: ما لنا منها؟ قال: بكل شعرة حسنة، قالوا: يا رسول الله! فالصوف؟ قال: بكل شعرة من الصوف حسنة". صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ہمارے لئے اس قربانی میں کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہر بال کے بدلہ میں ایک نیکی ہے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اون کے بدلہ میں کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اون کے ہر بال کے بدلہ میں ایک نیکی ہے۔	شدید ضعیف ہے، بیان نہیں کر سکتے۔
② روایت: "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مؤمن اپنے گناہ کو ایسا سمجھتا ہے کہ گویا ایک پہاڑ کے نیچے بیٹھا ہے اور وہ پہاڑ اس پر گرنے لگا، اور فاجر شخص گناہ کو ایسا سمجھتا ہے کہ گویا ایک مکھی بیٹھی تھی اڑادی"۔	شدید ضعیف ہے، بیان نہیں کر سکتے، تاہم یہی الفاظ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول کے طور پر ثابت ہیں، اس لئے اسے صرف حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول کہہ کر بیان کرنا چاہیے، واللہ اعلم۔
③ روایت: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "احذروا الدنيا، فإنها أسحر من هاروت وماروت". دنیا سے بچو، کیونکہ یہ ہاروت اور ماروت سے زیادہ جادو کرنے والی ہے"۔	منکر، بے اصل ہے، بیان نہیں کر سکتے۔
④ روایت: " آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: جب کوئی شخص قبروں پر گزرتے ہوئے یہ کلمات کہے: "السلام على أهل لا إله إلا الله،	من گھڑت

من أهل لا إله إلا الله، يا أهل لا إله إلا الله! كيف وجدتم قول لا إله إلا الله؟ يا لا إله إلا الله بحق لا إله إلا الله، اغفر لمن قال لا إله إلا الله، واحشرنا في زمرة من قال لا إله إلا الله "، تو اس کہنے والے کے پچاس سال کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں، علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ اگر اس شخص کے گناہ اتنے نہ ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس کے والدین اور اس کے رشتہ دار اور عام مسلمانوں کے بھی معاف ہو جائیں گے "۔	
⑤ روایت: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی میں پیالے میں موجود ثرید کا تسبیح کرنا، اور بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کا اسے سننا، پھر درخواست کی گئی کہ سب ہی لوگوں کو سنوایا جائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر کسی کو ان میں سے سنائی نہ دے تو لوگ سمجھیں گے کہ یہ گناہ گار ہے۔	شدید ضعیف ہے، بیان نہیں کر سکتے، تاہم یہ مضمون ثابت ہے کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم کھانا کھاتے ہوئے تسبیح سنا کرتے تھے۔
⑥ روایت: "سورۂ یاسین کا نام تورات میں معمہ ہے کہ اپنے پڑھنے والے کے لئے دنیا و آخرت کی بھلائیوں پر مشتمل ہے، اور یہ دنیا و آخرت کی مصیبت کو دور کرتی ہے، اور آخرت کی ہَول کو دور کرتی ہے، اس سورت کا نام رافعہ خافضہ بھی ہے یعنی مؤمنوں کے رتبے بلند کرنے والی اور کافروں کو پست کرنے والی "۔ نیز اس میں یہ مضمون بھی ہے: "سورۂ یاسین کا سننا اللہ کے راستے میں بیس دینار خرچ کرنے کے برابر ہے، اور اس کا پڑھنا بیس حج کرنے کے برابر ہے، جس نے سورۂ یاسین لکھ کر اس کا پانی پی لیا تو یہ پڑھنے والے کے سینے میں ہزار یقین، ہزار نور، ہزار برکتیں، ہزار رحمتیں اور ہزار رزق داخل کرے گی، اور یہ سورت اس سے ہر قسم کی کھوٹ اور بیماری نکال دے گی "۔	اس روایت کو حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے "من گھڑت، باطل" کہا ہے، اور حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے "منکر" کہا ہے، اس لئے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

⑦ روایت: ”رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جنت والے جنت میں بھی علماء کے محتاج ہوں گے، اس کی وجہ یہ ہے کہ جنتی ہر جمعہ کو اللہ کی زیارت کے لئے جائیں گے، باری تعالی ان سے فرمائیں گے: جو چاہو تمنا کرو، چنانچہ جنتی علماء سے جا کر ملیں گے کہ ہم کیا تمنا کریں؟ علماء کہیں گے: تم یہ یہ تمنا کرو، آپ ﷺ نے فرمایا: چنانچہ جنت والے جنت میں بھی ان کے ایسے ہی محتاج ہوں گے جیسے وہ دنیا میں ان کے محتاج ہیں“۔	من گھڑت
⑧ روایت: ”آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص کسی بچہ کی پرورش کرے یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کہنے لگے تو اس سے حساب معاف ہے“۔	باطل، من گھڑت
⑨ روایت: ” آپ ﷺ کا ارشاد ہے: حالت اسلام میں کسی شخص کے بچے کی ولادت ہو، پھر وہ لا الہ الا اللہ کہنے تک پہنچ جائے تو اللہ تعالی اس کے والدین کو جنت میں داخل فرمائیں گے“۔	شدید ضعیف ہے، بیان نہیں کر سکتے۔
⑩ روایت: ”رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”التکبر علی المتکبر صدقة“. متکبر کے ساتھ تکبر کرنا صدقہ ہے“۔	حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”یہ حدیث غریب“ ہے، علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ان احادیث کی فہرست میں شامل کیا ہے جن کی سند ان کو نہیں مل سکی ہے، علامہ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”یہ مشہور کلام ہے“، ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ، علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ محمد بن محمد درویش الحوت رحمۃ اللہ علیہ نے علامہ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے،

	الحاصل اسے آپ ﷺ کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔
⑪ روایت: ایک غریب صحابی رضی اللہ عنہ کا اپنی بیٹی کی شادی کے موقع پر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر معاونت کی درخواست کرنا، اور آپ ﷺ کا ان کو پسینہ مبارک عطا فرمانا، اس سے خوشبو کا پھیلنا، اور صحابی رضی اللہ عنہ کے خاندان کا خوشبو والے گھرانے سے مشہور ہو جانا۔	منکر، شدید ضعیف ہے، حتی کہ حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے صاف "من گھڑت" کہا ہے، بہر صورت اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔
⑫ روایت: دوسروں کو اللہ تعالی کی جانب دعوت دینے / امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرنے پر حور سے نکاح۔	حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "میں اس کی اصل پر مطلع نہیں ہو سکا، اور یہ منکر ہے"، علامہ مرتضی زبیدی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے، علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت کو ان روایات میں شمار کیا ہے جن کی سند ان کو نہیں مل سکی ہے، چنانچہ اس روایت کو آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔
⑬ روایت: "آپ ﷺ کی پشت پر موجود مہر نبوت میں یہ الفاظ لکھے ہوئے تھے: "سر حيث شئت، فإنك منصور". چلو پھرو جہاں چاہو، آپ کی مدد کی جائے گی"۔	حافظ ابن دحیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "یہ غریب ہے، اور محدثین نے اس کو منکر سمجھا ہے"، حافظ قطب الدین بن عبد الکریم حلبی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ محب الدین ابن ہائم رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن ناصر الدین

روایت	حکم
	دمشقی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "باطل" کہا ہے، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "من گھڑت حدیث کے مشابہ" قرار دیا ہے، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ زیر بحث روایت اور بعض دیگر روایات کے اجزاء کو نقل کر کے فرماتے ہیں: "ان میں سے کچھ بھی ثابت نہیں ہے"، نیز حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ ہی دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: "اس میں منکر الفاظ ہیں اور بہت ساری مخالفتیں ہیں"، اس لئے اس روایت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔
(۱۴) روایت: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذمہ ایک یہودی کا قرض، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہودی سے مہلت طلب کرنا، اور اس یہودی کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے پاس قرض کی ادائیگی تک روکے رکھنا مہلت نہ دینا، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسی جگہ ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور اگلے روز صبح کی نماز بھی وہیں ادا کرنا، اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اس پر رنج کا اظہار کرنا، آخر کار یہودی کا اسلام قبول کرنا۔	اس روایت کو حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "منکر بمرۃ" فرمایا ہے، اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کے "ضعف شدید" کی طرف اشارہ کیا ہے، نیز حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے، اس لئے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔
(۱۵) روایت: عالم ارواح میں اللہ تعالی نے روحوں سے پوچھا: کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ تو سب سے پہلے اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے "بلی" (یعنی کیوں نہیں) فرمایا۔	شدید ضعیف ہے، بیان نہیں کر سکتے۔

روایت	تبصرہ
(۱۶) روایت: عورت کو چرخے کے کاتنے کی آواز پر اللہ کے راستے میں تکبیر اور اپنا کاتا ہوا کپڑا شوہر کو پہنانے پر ہر ہر تانے بانے کے بدلے ایک لاکھ نیکیوں کا ملنا۔	حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "یہ گھڑا ہوا جھوٹ ہے"، علامہ ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کی موافقت کی ہے، اس لئے اسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔
(۱۷) روایت: چرخے کے کاتنے کی آواز پر کلمہ لا الہ الا اللہ کہنے کے برابر ثواب، اور عورت کے اپنے شوہر اور بچوں کے لئے کپڑا کاتنے پر ہر دھاگے کے بدلہ ایک ایک نور اور ہر کپڑے کے بدلہ ایک لاکھ بیس ہزار شہروں کا ملنا۔	شدید ضعیف ہے، حتی کہ حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اس روایت کی کوئی اصل نہیں ہے، اور اس میں مجہول راوی ہیں"، اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "یہ حدیث غیر مرفوع ہونے کے ساتھ ساتھ باطل بھی ہے، اور اس کی سند میں ظلمات ہیں"، نیز حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو "من گھڑت" قرار دیا ہے، بہر صورت اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔
(۱۸) روایت: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حضرت الیاس علیہ السلام سے ملاقات کرنا، اور حضرت الیاس علیہ السلام کا امت محمدیہ میں شمولیت کی دعا کرنا۔	اس روایت کو حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے "من گھڑت" کہا ہے، اسی طرح حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "من گھڑت"، "باطل" کہا ہے، حافظ ابن قیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ

روایت	حکم
	ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے، امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اس حدیث کی سند "ضعیف بمرۃ" ہے اور معجزات میں سے جو صحیح ہیں وہ کافی ہیں"، حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے، الحاصل اس روایت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔
(۱۹) روایت: عید الاضحی کی رات دو نفل جس میں سورۂ فاتحہ اور آخری تین قل پندرہ مرتبہ، سلام کے بعد تین مرتبہ آیت الکرسی، اور استغفار پندرہ مرتبہ پڑھنے پر اہل جنت میں شمار، تمام گناہ معاف، ہر آیت کے بدلے حج وعمرہ کا ثواب، ساٹھ غلام آزاد کرنے کا اجر، اور اگر انتقال ہو گیا تو شہادت کا اجر ملے گا۔	من گھڑت
(۲۰) روایت: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر کوئی شخص سورۂ اخلاص چار سو مرتبہ پڑھے تو اس کے لئے چار سو شہیدوں کا ثواب لکھا جائے گا، ان میں ہر شہید ایسا ہو گا جس کا گھوڑا ذبح کر دیا گیا ہو اور اس کا خون بھی بہایا گیا ہو، اور اگر کوئی شخص اس کو ایک ہزار مرتبہ پڑھ لے تو اس وقت تک اس کا انتقال نہیں ہو گا جب تک وہ اپنا مقام جنت میں نہ دیکھ لے، یا جب تک اس کو جنت میں اس کا مقام نہ دکھلا دیا جائے"۔	شدید ضعیف ہے، بیان نہیں کر سکتے۔
(۲۱) روایت: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری امت کے بہترین لوگ علماء ہیں، اور علماء میں بہترین حلم والے ہیں، خبر دار! بلاشبہ اللہ تعالی جاہل فحش گو کے ایک گناہ کو معاف کرنے سے پہلے رحم کرنے والے عالم کے چالیس گناہ معاف فرماتے ہیں، اور رحم	حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "خبر باطل" کہا ہے، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اعتماد کیا ہے، اور

روایت	حکم
کرنے والا عالم جب قیامت کے دن آئے گا تو اس کے نور کی وجہ سے روشنی ہو جائے گی، چنانچہ وہ اس میں ایسے چلے گا جیسے روشن ستارہ چلتا ہے"۔	حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "منکر" کہا ہے، اور حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے، اس لئے اسے رسول اللہ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔
(۲۲) روایت: "اللہ تعالی فرماتے ہیں: میں نے آسمان وزمین اور سورج وچاند کے پیدا کرنے سے دو ہزار سال (اور ایک روایت کے مطابق بیس لاکھ سال) پہلے اپنے نام کے ساتھ محمد ﷺ کا نام عرش پر لکھ دیا تھا"۔	اس روایت کو حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن ناصر الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "من گھڑت" کہا ہے، اس لئے اسے رسول اللہ ﷺ کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔
(۲۳) روایت: "رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "أفضل العبادات أحمزها". عبادات میں افضل عبادت وہ ہے جس میں مشقت زیادہ ہو"۔	حافظ مزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "یہ حدیث غرائب میں سے ہے، اور یہ حدیث کتب ستہ میں سے کسی سے بھی روایت نہیں کی گئی"، حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اس کی کوئی اصل نہیں ہے"، حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اس کی معرفت نہیں ہے"، ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے، نیز ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ یہ بھی فرماتے ہیں: "اس کا معنی درست ہے"، الحاصل اس روایت کو ان الفاظ سے رسول اللہ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

⑳ روایت: ”نبی ﷺ نے جبریل علیہ السلام سے فرمایا: اللہ عز وجل فرماتے ہیں: ”اور ہم نے آپ کو اور کسی بات کے واسطے نہیں بھیجا مگر دنیا جہاں کے لوگوں پر مہربانی کرنے کے لئے“، کیا آپ کو بھی اس رحمت سے کوئی چیز پہنچی ہے؟ جبریل علیہ السلام نے فرمایا: جی ہاں، مجھے بھی اس رحمت میں سے حصہ ملا ہے، میں انجام سے ڈرتا تھا، پھر مجھے آپ ﷺ کی وجہ سے امن حاصل ہو گیا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس ارشاد سے میری تعریف کی ہے: ”جو قوت والا ہے مالکِ عرش کے نزدیک ذی رتبہ ہے، وہاں اس کا کہنا مانا جاتا ہے امانت دار ہے“۔	حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”اس حدیث کی سند پر واقفیت نہیں ہو سکی ہے“، اسی طرح حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ہی ایک مقام پر فرماتے ہیں: ”میں نے حدیث کی کسی بھی کتاب میں یہ حدیث تخریج کے ساتھ نہیں پائی ہے“، حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر علامہ نورالدین حلبی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے اعتماد کیا ہے، اس لئے اسے رسول اللہ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔
㉕ روایت: ”جب اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نازل ہوا: ”اور آپ کو تمام جہان والوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے“، تو رسول اللہ ﷺ نے جبریل علیہ السلام سے فرمایا: کیا آپ کو بھی اس رحمت میں سے کچھ حصہ ملا ہے؟ جبریل علیہ السلام نے کہا: جی ہاں، اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پہلے ہزاروں فرشتے پیدا کئے، سب کا نام جبریل رکھا، اور اللہ رب العزت نے ان سب سے پوچھا: میں کون ہوں؟ ان کو جواب معلوم نہ تھا تو وہ پگھلنے لگے، پھر جب اللہ نے مجھے پیدا کیا اور مجھ سے کہا: میں کون ہوں؟ تو، اے محمد! مجھ سے آپ کے نور نے کہا: آپ کہہ دیجئے کہ آپ اللہ ہیں کوئی معبود نہیں سوائے آپ کے“۔	حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ”جھوٹ“، ”بے اصل“ اور ”باطل“ قرار دیا ہے، اور علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے، اس لئے اسے رسول اللہ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

فصلِ ثانی (مختصر نوع)

روایات	حکم
① روایت: ایک صحابی رضی اللہ عنہ کا نماز پڑھنے کے بعد فوراً نکل جانا، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پوچھنے پر بتانا کہ گھر میں صرف یہی ایک ہی چادر ہے، لہذا میں گھر جا کر یہ چادر اپنی اہلیہ کو دیتا ہوں اور وہ نماز ادا کرتی ہیں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صحابی رضی اللہ عنہ کو اپنی چادر عطا کرنا، اور صحابی رضی اللہ عنہ کا تاخیر سے گھر پہنچنا، اور اہلیہ کے پوچھنے پر پورا قصہ بتانا، اور صحابی رضی اللہ عنہ کی اہلیہ کا یہ کہنا کہ آج آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اپنے رب کی شکایت کر کے آئے ہو۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
② روایت: جب نماز کا حکم نازل ہوا تو صحابہ رضی اللہ عنہم خوش ہو گئے کہ ہمیں اللہ تعالی سے مانگنے کا ذریعہ مل گیا۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
③ روایت: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم کا خوبصورت اور چمکدار پیالے میں موجود شہد اور بال کو مختلف اشیاء کے ساتھ تشبیہ دینا۔	سنداً نہیں ملتی، اس کو بیان نہ کیا جائے۔
④ روایت: "إني إذا أطعت رضيت، وإذا رضيت باركت، وليست لبركتي نهاية، وإني إذا عصيت غضبت، وإذا غضبت لعنت ولعنتي تبلغ السابع من الولد". بے شک جب میری اطاعت کی جائے تو میں راضی ہو جاتا ہوں، اور جب میں راضی ہوتا ہوں تو برکت دیتا ہوں اور میری برکت کی کوئی حد نہیں ہے، اور اگر میری نافرمانی کی جائے تو میں ناراض ہوتا ہوں، اور اگر میں ناراض ہو جاؤں تو لعنت کرتا ہوں اور میری لعنت اولاد میں سات پشتوں تک پہنچتی ہے۔	سنداً آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات میں یہ روایت نہیں ملتی، اس لئے اس کو بیان نہ کیا جائے، البتہ یہی روایت "اسرائیلی روایت" کے طور پر ملتی ہے، اس لئے اسے "اسرائیلی روایت" کہہ کر بیان کیا جائے، واللہ اعلم۔

روایت	حکم
⑤ روایت: حضرت ایوب علیہ السلام سے ان کی بیماری کے ایام کے بعد پوچھا گیا کہ یہ صحت کا زمانہ اچھا ہے یا وہ بیماری کا زمانہ اچھا تھا؟ حضرت ایوب علیہ السلام نے فرمایا: صحت بھی اللہ تعالی کی نعمت ہے، اور بیماری بھی اللہ تعالی کی نعمت ہے، لیکن ایک عجیب بات ہے کہ جب میں بیمار تھا اور صبح ہوتی تو اللہ رب العزت پوچھتے تھے کہ ایوب تیرا کیا حال ہے؟ مجھے اس بات سے اتنی لذت ملتی تھی کہ پورا دن مجھے کوئی تکلیف نہیں ہوتی تھی، اور جب شام ہوتی تو اللہ تعالی پھر عیادت فرماتے تھے کہ ایوب تیرا کیا حال ہے؟ اس سے ساری رات مجھے کوئی تکلیف محسوس نہیں ہوتی تھی، بیماری تو چلی گئی لیکن اللہ رب العزت کی عیادت کرنے کا لطف اور مزہ مجھے آج بھی یاد آتا ہے۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
⑥ روایت: فرشتوں کا بندہ کی توبہ پر آسمان میں چراغاں کرنا۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
⑦ روایت: شہد کی مکھیوں کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ بتانا کہ ہم پھلوں کا رس چوستے وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتی ہیں، جس کی وجہ سے شہد میں مٹھاس پیدا ہو جاتی ہے۔	سنداً نہیں ملتی، اس کو بیان نہ کیا جائے۔
⑧ روایت: "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: "من أراد أن ينظر إلى ميت يمشي على وجه الأرض، فلينظر إلى أبي بكر". جو شخص یہ چاہتا ہے کہ وہ میت کو زمین پر چلتا ہوا دیکھے، تو اسے چاہئے کہ وہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھے"۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
⑨ روایت: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا اپنی اور غیر محرم مردوں کی نگاہ کے چاند پر اکٹھا ہونے کی وجہ سے پہلی تاریخ کا چاند نہ دیکھنا۔	سنداً نہیں ملتی، اس کو بیان نہ کیا جائے۔
⑩ روایت: تشہد کی حالت میں جس شخص کی انگلیاں گھٹنوں سے نیچے ہوں گی تو وہ قیامت کے دن کاٹ دی جائیں گی۔	سنداً نہیں ملتی، اور ایسی خبر صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد ہی سے معلوم

روایت	حکم
	ہوسکتی ہے، اس لئے اس کو بیان نہ کیا جائے، واللہ اعلم۔
(۱۱) روایت: مال داروں، مصیبت زدہ، نوجوانوں، غلاموں اور فقیروں سے اللہ تعالی کے حقوق کی کوتاہی سے متعلق قیامت کے دن سوال کا ہونا، اور حضرت سلیمان علیہ السلام کا بادشاہت، حضرت ایوب علیہ السلام کا ان کی بیماری، حضرت یوسف علیہ السلام کا خوبصورتی اور غلامی، حضرت عیسی علیہ السلام کا فقر کے باوجود اللہ تعالی کے ذکر سے غافل نہ ہونا۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔ البتہ یہ روایت تھوڑے فرق کے ساتھ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے طور پر ملتی ہے، اس لئے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی ذکر کردہ روایت کو ان کے قول کے طور پر بیان کرسکتے ہیں، واللہ اعلم۔
(۱۲) روایت: جنتی جنت میں اللہ تعالی کا پہلا دیدار آٹھ لاکھ برس تک کرتے رہیں گے۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
(۱۳) روایت: جنتیوں کا تین سو سال تک باری تعالی کا دیدار کرنا۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
(۱۴) روایت: ”نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو عورت نماز پڑھ کر اپنے خاوند کے لئے دعا نہ مانگے تو اس کی نماز قبول نہیں ہوتی“۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
(۱۵) روایت: حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی میں دیمک کی وجہ سے نقصان کا ہونا اور اس کی حفاظت کے لئے کشتی کے چاروں کونوں پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نام لکھنا۔	سنداً نہیں ملتی، اس کو بیان نہ کیا جائے۔
(۱۶) روایت: جس بندہ نے اپنے غصہ کے گھونٹ کو پیا، جبکہ وہ غصہ کو پورا کرنے کی حالت میں تھا، تو اللہ تعالی قیامت کے دن ہر ہر گھونٹ کے بدلہ میں اس بندے کو اپنا مشاہدہ عطا فرمائیں گے۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔

روایت	حکم
(۱۷)روایت: " آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:"من تعمم قاعدا أو تسرول قائما ابتلاه الله تعالى ببلاء لا دواء له". جس نے بیٹھ کر عمامہ باندھا، یا کھڑے ہو کر پاجامہ یا شلوار پہنی تو اللہ تعالی اسے ایسی مصیبت میں مبتلا فرمائیں گے جس کی کوئی دواء نہیں ہو گی"۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
(۱۸)روایت:"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: موسم ربیع (بہار) کی سردی کو غنیمت سمجھو، اس لئے کہ وہ تمہارے بدنوں پر وہی عمل کرتی ہے جو تمہارے درختوں پر کرتی ہے، اور موسم خزاں کی سردی سے بچو، اس لئے کہ وہ تمہارے جسموں پر وہی عمل کرتی ہے جو تمہارے درختوں پر کرتی ہے"۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔ بعض مزید اہم امور تفصیل میں ضرور ملاحظہ فرمائیں۔
(۱۹)روایت: جو شخص اس طرح درود شریف پڑھے گا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی شفاعت فرمائیں گے، اور اسے، اس کے والدین، عزیز واقارب اور اس کے دوست احباب کو رتبۂ شفاعت عطا فرمائیں گے:"اللهم صل على محمد وتقبل شفاعته الكبرى، وارفع درجته العليا، وآته سؤله في الآخرة والأولى كما آتيت إبراهيم وموسى".	یہ درود پاک اور اس کی مذکورہ فضیلت سنداً آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات میں نہیں ملتی، اس لئے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے، تاہم زیرِ بحث درود پاک کے فقط الفاظ کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی جانب منسوب کرنا درست ہے، واللہ اعلم۔
(۲۰)روایت: " آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:"إن لله جنة ليس فيها حور ولا قصور، يتجلى فيها ربنا ضاحكا". **بیشک اللہ تعالی** کی ایک جنت ہے جس میں نہ حور ہے نہ قصور (محلات)، اس میں اللہ تعالی ہنستے ہوئے تجلی فرمائے گا"۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
(۲۱) روایت:" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:" أبو أمامة كنز الأدب والصيانة". ابوامامہ رضی اللہ عنہ ادب اور صیانت کا خزانہ ہیں"۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔

روایت	حکم
(۲۲) روایت: "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: "الوقاية خير من العلاج". پرہیز علاج سے بہتر ہے"۔	سنداً نہیں ملتی، اس کو بیان نہ کیا جائے۔
(۲۳) روایت: "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: جس بندہ نے ایسی جگہ پر نگاہ ڈالی جہاں پر نگاہ ڈالنے سے منع کیا گیا ہے، تو اسے ایک نظر کے بدلے میں جہنم میں چالیس سال تک جلنا پڑے گا"۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
(۲۴) روایت: بد نظری کی وجہ سے اللہ تعالی کے دیدار سے محروم ہونا۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
(۲۵) روایت: "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: جس نے کسی اجنبی (غیر محرم) عورت کی طرف دیکھا تو قیامت کے دن اس کی آنکھ میں انگارے ڈالے جائیں گے، اور ایک اور حدیث پاک میں ہے کہ اس کی آنکھ میں قیامت کے دن فرشتے لوہے کی سلاخیں ڈالیں گے"۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
(۲۶) روایت: "ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا: اے اللہ کے نبی! مجھے اپنی بیوی پر بھروسہ نہیں ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تو اپنی نگاہیں غیروں کی عورتوں سے محفوظ کر لے اللہ تعالی تیری بیوی کی حفاظت فرمائیں گے"۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔

فائدہ:

① ”بیان نہیں کر سکتے“ سے مراد ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے انتساب سے بیان نہیں کر سکتے۔

② ”بیان کرنا موقوف رکھا جائے“یعنی معتبر سند ملے بغیر ہر گز بیان نہ کریں،مزید تفصیل ”مقدمہ حصہ دوم“میں ملاحظہ فرمائیں، اور کتاب کے اندر اس قسم کی روایات کے تحت اکثر ضمنی روایات لکھی گئی ہیں، جنہیں بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے،اسے ضرور ملاحظہ فرمائیں۔

③ ”بے اصل“اکثر من گھڑت کے معنی میں ہے۔

④ ”اسرائیلی روایت“ سے مراد وہ روایات ہیں جو بنی اسرائیل سے چلی آرہی ہیں، یہ روایات اگر ہماری شریعت کے مخالف نہ ہوں تو ان کو اسرائیلی روایت کہہ کر بیان کیا جاسکتا ہے،آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے انتساب سے بیان نہیں کر سکتے۔

⑤ بعض مقامات پر لکھا گیا ہے کہ یہ حدیث نہیں ہے،بلکہ کسی کا قول ہے، محدثین کرام کی تصریح کے مطابق صاحبِ قول کا نام بھی لکھا جاتا ہے، ممکن ہے کہ یہی قول ان کے علاوہ کسی اور کی جانب بھی منسوب ہو،یہ کوئی تعارض نہیں ہے، کیونکہ ایک ہی قول ایک سے زائد افراد سے مشہور ہو سکتا ہے۔

فہارس

فہرست آیات

فہرست احادیث وآثار

فہرست رُوات

١٤	جعفر بن عامر الضبعي		لم أجده	٦٣
١٥	حَلْبَس بن محمد أبو غالب الكلابي البصري		جرح	١٨٣
١٦	زيادبن ميمون أبو عمار البصري الثقفي الفَاكِهِيْ	توفي مابين ١٥٠ـ١٦٠هـ	جرح	٨٧
١٧	سعد بن طَريف إسكاف الحذاء الحنظلي الكوفي	توفي مابين ١٤٠ـ١٥٠هـ	جرح	٧٦
١٨	سعيد بن موسى الأزدي الجهني الحمصي		جرح	٣١١
١٩	سليمان بن سلمة بن عبد الجبار أبو أيوب الخبائري الحمصى		جرح	٣٠٤
٢٠	سليمان بن مرقاع		جرح	١٣٠
٢١	صالح بن سهل		جرح	٢١٦
٢٢	الصلت		لم أجده	١٣٧
٢٣	عائذ الله أبو معاذ المجاشعي		جرح	٢٧
٢٤	عبد الكبير بن محمد بن عبد الله بن حفص بن هشام أبو عمير الأنصاري البخاري الأنسي البصري	توفي ٢٩١هـ	جرح	١٥٣
٢٥	عبد الله بن ضرار بن عمرو أبو معاذ الرحبي الملطي		جرح	١٦٨
٢٦	عبد الله بن عبد الرحمن الأصم البصري المسمعي		جرح	٤٩
٢٧	كعب بن عمرو بن جعفر بن محمد أبو النضر البلخي المؤدب	توفي ٣٩١هـ	جرح	٢٢٧
٢٨	مجاشع بن عمروبن حسان أبو يوسف الأسدي		جرح	١٤٢
٢٩	محمد بن إسحاق السلمي المروزي		جرح	٢٩٧
٣٠	محمد بن حسن بن شمون أبو جعفر البصري		جرح	٤٩

۳۱	محمد بن عامر بن رشيد بن خباب أبو عبد الله الرَمْلي		جرح	٦١
۳۲	محمد بن عبد الله بن محمد أبو المفضل الشيباني	توفي ۳۸۷ھـ	جرح	٤٦
۳۳	محمد بن عبد الرحمن بن أبي بكر الجُدْعَاني		جرح	۱۳۱
۳٤	محمد بن عبد بن عامر أبو بكر التميمي السغدي السمرقندي	توفي في حدود ۳۰۰ھـ	جرح	۱۱۰
۳۵	محمد بن محمد بن أشعث أبو الحسن الكوفي ثم المصري		جرح	۲۰۷
۳٦	مِيْنَا بن أبي مِيْنَا مولى عبد الرحمن بن عوف القرشي الزهري الخرّاز		جرح	۸۰
۳۷	نُفيع بن الحارث أبو داود الأعمى الهمداني الكوفي السبيعي الدارمي	توفي مابين ۱۰۰ـ۱۱۰ھـ	جرح	۳۰
۳۸	هلال		لم أجده	۱۳۷
۳۹	يزيد بن يزيد البَلَوِي المَوْصِلي		جرح	۲٤۲
٤۰	يحيى بن إسماعيل القزويني		لم أجده	٦۳
٤۱	يحيى بن ميمون بن عطاء أبو أيوب القرشي البصري التمار	توفي مابين ۱۸۰ـ۱۹۰ھـ	جرح	۳۲۰

مصادر اور مراجع

اب تک استعمال ہونے والی کتابوں کی یہ فہرست حروفِ تہجی کے مطابق تیار کی گئی ہے، البتہ جن کتابوں کے شروع میں ''الف لام'' آتا ہے، حروفِ تہجی میں ان حروف کا اعتبار نہیں کیا گیا ہے، نیز اگر کسی کتاب کے ایک سے زائد نسخے زیرِ استعمال رہے ہیں تو ان میں سے ہر ایک کی علیحدہ تعیین کی گئی ہے۔

- الأباطيل والمناكير والصِّحاح والمشاهير: للحافظ أبي عبد الله الحسين بن إبراهيم الجَوزَقاني (٥٤٣هـ)، الناشر إدارة المبعوث الإسلامية والدعوة والإفتاء بالجامعة السلفية بنارس، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.
- الأباطيل والمناكير والصِّحاح والمشاهير: للحافظ أبي عبد الله الحسين بن إبراهيم الجَوزَقاني (٥٤٣هـ)، ت:عبد الرحمن عبد الجبار الفريوائي، المطبعة السلفية ـ الهند، الطبعة الأولى ١٤٠٣هـ.
- الإبانة عن شريعة الفرقة الناجية: للحافظ أبي عبد الله عبيد الله بن محمد المعروف بابن بطة (٣٠٤هـ/ ٣٨٧هـ)، دار الراية ـ الرياض، الطبعة الثانية ١٤١٨هـ.
- البلدانيات: للعلامة شمس الدين أبي الخير محمد بن عبد الرحمن السخاوي (٨٣١هـ/٩٠٢هـ)، ت:حسام بن محمد القطان، دار العطاء ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.
- الأبواب والتراجم لصحيح البخاري: للعلامة المحدث محمد زكريا بن يحيى الكاندهلوي (١٣١٥هـ/ ١٤٠٢هـ)، ايچ ايم سعيد ـ كراتشي.
- إتحاف الخِيَرَةُ المَهرَة بزوَائِد المسَانيد العَشْرة: للإمام أحمد بن أبي بكر بن إسماعيل البُوصِيري (٧٦٢هـ/٨٤٠هـ)، ت:أبو تميم ياسر بن إبراهيم، دار الوطن للنشر ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.
- إتحاف الخِيَرَةُ المَهرَة بزوَائِد المسَانيد العَشْرة: للإمام أحمد بن أبي بكر بن إسماعيل البُوصِيري (٧٦٢هـ/٨٤٠هـ)، ت: أبو عبد الرحمن عادل بن سعد و أبي إسحاق السيّد بن محمود بن إسماعيل، مكتبة الرُشد ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.
- إتحاف السَّادة المُتَّقين بشَرْح إحياء علوم الدين: للعلاّمة السيّد محمّد بن محمّد الحُسَيْني الزَّبِيْدِي الشهير بمُرْتَضَى (١١٤٥هـ/١٢٠٥هـ)، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثالثة ١٤٢٦هـ.
- إتحاف السَّادة المُتَّقين بشَرْح إحياء علوم الدين: للعلاّمة السيّد محمّد بن محمّد الحُسَيْني الزَّبِيْدِي الشهير بمُرْتَضَى (١١٤٥هـ/١٢٠٥هـ)، مؤسسة التاريخ العربي ـ بيروت، الطبعة ١٤١٤هـ.

● -إتحاف المهرة: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العَسْقَلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)،ت:عبد القدوس محمد نذير،مجمع الملك فهد ـالمدينة المنوره،الطبعة الأولى١٤١٨هـ.

● - إتْقَان مايَحْسُنُ مِنَ الأخْبَار الوَارِدَة على الألْسُن: للعلاّمة نجم الدين محمد بن محمد بن محمد الغَزِّي (٩٩٧هـ/١٠٦١هـ)،ت:يحيى مُراد،دار الكتب العلمية ـبيروت،الطبعة الأولى٢٠٠٤ء.

● - التوسعة على العيال: للحافظ أبي الفضل زين الدين عبد الرحيم بن الحسين العراقي(٧٢٥هـ/٨٠٦هـ)، مخطوط من الشاملة.

● - الآثار المرفوعة في الأخبار الموضوعة: للعلامة أبي الحسنات محمد عبد الحي بن محمد عبد الحليم اللكنوي(١٢٦٢هـ/١٣٠٤هـ)،ت:محمدبن سعيدبسيوني زغلول،دار الكتب العلمية ـبيروت.

● - الآثار المروية في الأطعمة السرية: للحافظ أبي القاسم خلف بن عبد الملك بن مسعود بن موسى بن بَشْكُوَال(٤٩٤هـ/٥٧٨هـ)،ت:أبو عمار محمد ياسر الشعيري،أضواء السلف ـالرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

● - إثبات صفة العلو: للحافظ موفق الدين عبد الله بن أحمد بن قدامة المقدسي (٥٤١هـ/٦٢٠هـ)، ت:أحمد بن عطية بن علي الغامدي،مكتبة العلوم والحكم ـالمدينة المنورة،الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.

● - الأجوبة الفاضلة: للعلامة أبي الحسنات محمد عبد الحي بن محمد عبد الحليم اللكنوي (١٢٦٢هـ/ ١٣٠٤هـ)،ت:عبدالفتاح أبوغدة، مكتب المطبوعات الإسلامية ـبحلب،الطبعة السابعة١٤٣٧هـ.

● -الأجوبة المرضية: للعلامة شمس الدين أبي الخيرمحمد بن عبد الرحمن السخاوي (٨٣١هـ/٩٠٢هـ)، ت:محمد إسحاق محمد إبراهيم،دار الراية ـ الرياض،الطبعة الأولى١٤١٨هـ.

● - أحاديث الشيوخ الثقات: للقاضي أبي بكر محمد بن عبد الباقي بن محمد(٥٣٥هـ)،ت:الشريف حاتم بن عارف العوني،دار عالم الفوائد ـمكة المكرمة.

● - الأحاديث القدسية: للشيخ محمد عوامة حفظه الله،دار المنهاج ـجده،الطبعة الخامسة ١٤٣٢هـ.

● - أحاديث القصاص: للإمام تقي الدين أحمد بن تيمية الحراني(٦٦١هـ/٧٢٧هـ)،ت:محمد بن لطفي الصباغ، المكتب الإسلامي ـبيروت،الطبعة الثانية١٤٠٥هـ.

● -الأحاديث المائة: للعلامة تقي الدين أبي الفضل سليمان بن حمزة بن أحمد بن عمر بن محمد بن أحمد بن قدامة المقدسي(٧١٥هـ)،مخطوط.

● -الأحاديث المختارة: للإمام ضياء الدين أبي عبد الله محمد بن عبد الواحد الحنبلي المقدسي (٥٦٧هـ/٦٤٣هـ)،ت:عبد الملك بن عبد الله بن دهيش،دار خضر ـبيروت،الطبعة الثالثة١٤٢٠هـ.

- أحاديث مسلسلات: للعلامة أبي بكر أحمد بن علي الطريثيثي المعروف بابن الزهراء (٤٩٧هـ)، مخطوط.
- الآحاد والمثاني: للحافظ أبي بكر أحمد بن عمرو بن الضحاك الشيباني(٢٠٦هـ/٢٨٧هـ)،ت:باسم فيصل أحمد الجوابرة،دار الراية ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١١هـ.
- الأحكام الوسطى: للحافظ أبي محمد عبد الحق بن عبد الرحمن الإشبيلي(٥٨١هـ)،ت: حمدي السلفي و صبحي السامرائي مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة١٤١٦هـ.
- أحوال الرجال: للحافظ أبي إسحاق إبراهيم بن يعقوب السعدي الجوزجاني(٢٥٩هـ)،ت:عبد العليم عبد العظيم البستوي،حديث أكادمي ـ فيصل آباد،باكستان.
- إحياء علوم الدين: للإمام أبي حامد محمد بن محمد بن محمد الغزالي(٤٥٠هـ/٥٠٥هـ)،دار المعرفة ـ بيروت.
- إحياء علوم الدين: للإمام أبي حامد محمد بن محمد بن محمد الغزالي(٤٥٠هـ/٥٠٥هـ)،دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٢٦هـ.
- أخبارمكة: للإمام محمد بن إسحاق بن العباس الفاكهي،ت:عبد الملك بن عبد الله بن دهيش، دار خضر ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤١٤هـ.
- أخبارمكة: للإمام أبي الوليد محمد بن عبد الله الأزرقي،ت:رشدي الصالح ملحس،دار الأندلس ـ بيروت،الطبعةالثالثة١٤٠٣هـ.
- الاختيار لتعليل المختار: للإمام أبي الفضل عبد الله بن محمود بن مودود الموصلي الحنفي (٥٩٩هـ/ ٦٨٣هـ)،ت:محمود أبو دقيقة،دار الكتب العلمية ـ بيروت.
- اختيار معرفة الرجال: لشيخ الشيعة أبي جعفر محمد بن حسن الطوسي(٣٨٥هـ/٤٦٠هـ)،ت:جواد القيومي الأصفهاني،مؤسسة النشر الإسلامي ـ قم،الطبعة الأولى١٤٢٧هـ.
- أداء ما وجب: للإمام أبي الخطاب عمر بن حسن بن دحية الكلبي(٥٤٤هـ/٦٣٣هـ)،ت: محمد زهير الشاويش،المكتب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.
- أدب الإملاء والاستملاء: للإمام أبي سعد عبد الكريم بن محمد بن منصور السمعاني (٥٠٦هـ/٥٦٢هـ)، دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠١هـ.
- أدب الدين والدنيا: للقاضي أبي الحسن علي بن محمد البصري الماوَرْدِي(٤٥٠هـ)،دار المنهاج ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٣٤هـ.

● - أدب النساء:للفقيه عبد الملك بن حبيب(٢٣٨هـ)،ت:عبد المجيد تركي،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.

● - الأذكار النواوية: للإمام محيى الدين أبي زكريا يحيى بن شرف النووي الشافعي(٦٣١هـ/٦٧٦هـ)، ت:بسام عبد الوهاب،دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

● - الأذكار النواوية: للإمام محيى الدين أبي زكريا يحيى بن شرف النووي الشافعي (٦٣١هـ/٦٧٦هـ)، ت:محي الدين مستو،دار ابن كثير ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤١٠هـ.

● -أربع مجالس: للحافظ أبي بكر أحمد بن علي بن ثابت الخطيب البغدادي(٣٩٢هـ/٤٦٣هـ)،مخطوط من الشاملة .

● - الأربعين في أصول الدين: للإمام أبي حامد محمد بن محمد بن محمد الغزالي (٤٥٠هـ/٥٠٥هـ)، ت:عبد الله عبد الحميد عرواني،دار القلم ـ دمشق،الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.

● - ارتياح الأكباد بارباح فقد الأولاد: للعلامة شمس الدين أبي الخيرمحمد بن عبد الرحمن السخاوي (٨٣١هـ/٩٠٢هـ)،مخطوط .

● - الإرشاد في معرفة علماء الحديث: للحافظ أبي يعلى الخليل بن عبد الله بن أحمد الخليلي القزويني (٤٤٦هـ)،ت:محمد سعيد بن عمر إدريس، مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.

● - الأسامي والكنى: للحافظ أبي أحمد محمد بن محمد بن أحمد الحاكم الكبير النيسابوري(٢٧٨هـ)، ت:أبي عمر محمد بن علي الأزهري،الفاروق الحديثية ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤٣٦هـ.

● - الاستغناء في معرفة المشهورين: للحافظ أبي عمر يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر النمري (٣٦٨هـ/٤٦٣هـ)،ت:عبد الله مرحول السوالمة،دار ابن تيمية ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

● - الاستيعاب في معرفة الأصحاب: للحافظ أبي عمر يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر النمري (٣٦٨هـ/٤٦٣هـ)،ت:علي محمد البجاوي،دار الجيل ـ بيروت،الطبعةالأولى ١٤١٢هـ.

● -أسد الغابة في معرفة الصحابة: للحافظ عز الدين أبي الحسن علي بن محمد الجزري (٥٥٥هـ/ ٦٣٠هـ)،ت:علي محمد معوض وعادل أحمد عبد الموجود،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعةالثانية ١٤٢٤هـ.

● - الأسرار المرفوعة في الأخبار الموضوعة: للملاّ علي بن سلطان الهَرَوِي القاري(١٠١٤هـ)،ت: محمد بن لطفي الصباغ،المكتب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٠٦هـ.

● - الأسرار المرفوعة في الأخبار الموضوعة: للملا علي بن سلطان الهروي القاري(١٠١٤هـ)، ت:محمد الصباغ،مؤسسة الرسالةـ بيروت،الطبعة ١٣٩١هـ.

● - أسماء شيوخ الإمام مالك بن أنس: للحافظ أبي بكر محمد بن إسماعيل بن محمد بن خلفون الأندلسي (٥٥٥هـ/٦٣٦هـ)،ت:محمد زينهم محمد عزب،مكتبة الثقافة الدينية ـ الظاهر .

● -الأسماء والصفات: للحافظ أبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي(٣٨٤هـ/ ٤٥٨هـ)،ت:عبد الله بن محمد ، مكتبة السوادي ـ جدة،الطبعة الأولى ١٤١٣هـ.

● - أسنى المطالب في أحاديث مختلفة المراتب: للعلامة محمد بن درويش بن محمد الحُوت (١٢٠٣هـ/١٢٧٧هـ)،ت:مصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

● - الإصابة في تمييز الصحابة:للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)، ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلى محمد معوض ،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

● - الإصابة في تمييز الصحابة:للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)، ت:عبدالله بن عبدالمحسن ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤٢٩هـ.

● - أطراف الغرائب والأفراد للإمام الدارقطني: للإمام أبي الفضل محمد بن طاهر بن علي المقدسي المعروف بابن القيسراني(٤٤٨هـ/٥٠٧هـ)،ت:جابر بن عبدالله السريع،الطبعة الأولى ١٤٢٨هـ.

● -أطراف الغرائب والأفراد للإمام الدارقطني: للإمام أبي الفضل محمد بن طاهر بن علي المقدسي المعروف بابن القيسراني(٤٤٨هـ/٥٠٧هـ)،ت:محمود محمد محمود حسن نصار،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

● - أطْرَافُ المُسْنِد المُعْتَلِي بأطراف المسند الحنبلي: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العَسْقَلاني (٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)،ت: زهير بن ناصر،دار ابن كثير ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٤هـ.

● -اعتلال القلوب: للحافظ أبي بكر محمد بن جعفر بن محمد سهل السامري الخرائطي(٣٢٧هـ)، ت:حمدي الدمرداش،مكتبة نزار مصطفى الباز ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٠هـ.

● - إعجاز البيان: للعلامة صدر الدين أبي عبد الله محمد بن إسحاق الصوفي القونوي (٦٧٣هـ)،ت: السيد جلال الدين الآشتياني،مكتبة الأعلام الإسلامي ـ الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

● - الإعجاز والإيجاز: للعلامة أبي منصور عبد الملك بن محمد الثعالبي(٣٥٠هـ/ ٤٣٠هـ)،ت:إبراهيم صالح،دار البشائر ـ دمشق،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

● - الإعجاز والإيجاز: للعلامة أبي منصور عبد الملك بن محمد الثعالبي(٣٥٠هـ/ ٤٣٠هـ)،ت:إسكندر آصاف،المطبعة العمومية ـ مصر،الطبعة الأولى ١٨٩٧ء .

● - الإعلام بفضل الصلاة على النبي والسلام: للحافظ أبي عبد الله محمد بن عبد الرحمن بن علي النميري (٥٠٠هـ/٥٤٤هـ)،ت:حسين محمد علي شكري،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ٢٠٠٩ء.

- الأعلام: للعلامة خير الدين الزركلي(١٣٩٦هـ)،دار العلم للملايين ـ بيروت .

- الإفصاح عن أحاديث النكاح: للعلامة أبي العباس شهاب الدين أحمد بن محمد بن علي بن حجر الهيتمي(٩٠٩هـ/٩٧٤هـ)،ت:محمد شكور المياديني،دارعمان ـ عمان،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

- اقتضاء الصراط المستقيم: للإمام تقي الدين أحمد بن تيمية الحراني(٦٦١هـ/٧٢٧هـ)،ت: ناصر عبد الكريم العقل،مكتبة الرشد ـ الرياض .

- إكمال تهذيب الكمال: للحافظ أبي عبد الله علاء الدين مغلطاي بن قُلَيْج بن عبد الله البَكْجَرِي الحَكْرِي الحنفي (٦٨٩هـ/٧٦٢ هـ)،ت:أبوعبدالرحمن عادل بن محمد،الفاروق الحديثة ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

- الإكمال في رفع الارتياب: للحافظ علي بن هبة الله المعروف بابن ماكولا(نحو ٤٨٥هـ)، الفاروق الحديثية ـ القاهرة .

- إكمال المعلم: للقاضي أبي الفضل عياض بن موسى بن عياض اليحصبي البستي المالكي(٤٧٦هـ/ ٥٤٤هـ)،ت:يحيى إسماعيل،دار الوفاء ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

- الإلماع إلى معرفة أصول الرواية وتقييد السماع: للقاضي أبي الفضل عياض بن موسى بن عياض اليحصبي البستي(٤٧٦هـ/٥٤٤هـ)،ت:السيد أحمد صقر،دار التراث ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٣٨٩هـ.

- أمالي الصدوق: لأبي جعفر محمد بن علي بن الحسين الصدوق(٣٨١هـ)،موسسة الأعلمي للمطبوعات ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ.

- الأمالي: للعلامة أبي القاسم عبد الملك بن محمد بن عبد الله بن بشران الأموي(٤٣٠هـ)، ت:أحمد بن سليمان،دار الوطن ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.

- الأمالي المطلقة: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)،ت: حمدي بن عبد المجيد السلفي،المكتب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.

- إمتاع الأسماع: للعلامة تقي الدين أبي العباس أحمد بن علي بن عبد القادر المقريزي (٧٦٦هـ/ ٨٤٥هـ)،ت:محمد عبد الحميد النميسي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.

- الإمتاع بالأربعين المتباينة السماع: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني (٧٧٣هـ/ ٨٥٢هـ)،ت:محمد حسن محمدحسن،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

- أمثال الحديث: للقاضي أبي محمد الحسن بن عبد الرحمن بن خلاد الرامهرمزي الفارسي، ت:أحمدعبد الفتاح تمام،مؤسسة الكتب الثقافية . بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.

- الإنابة إلى معرفة المختلف فيهم من الصحابة: للحافظ أبي عبد الله علاء الدين مغلطاي بن قُلَيْج بن عبد الله البَكْجَرِي الحَكْرِي الحنفي (٦٨٩هـ/٧٦٢هـ)،ت:عزت المرسي و إبراهيم إسماعيل القاضي، مكتبة الرشد ـ الرياض.
- إنباه الرواة على أنباه النحاة: للعلامه جمال الدين علي بن يوسف الشيباني القفطي (٥٦٨هـ/ ٦٤٦هـ)،ت:محمد أبو الفضل إبراهيم،دار الفكر العربي ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.
- الأنساب: للإمام أبي سعد عبد الكريم بن محمد بن منصور السَّمْعَاني(٥٠٦هـ/٥٦٢هـ)، مجلس دائرة المعارف العثمانية ـ حيدر آباد الدكن ـ الهند،الطبعة الأولى ١٣٩٧هـ.
- الأنساب: للإمام أبي سعد عبد الكريم بن محمد بن منصور السَّمْعَاني(٥٠٦هـ/٥٦٢هـ)، ت:محمد عبدالقادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.
- الأنساب: للإمام أبي سعد عبد الكريم بن محمد بن منصور التميمي السَّمْعَاني(٥٠٦هـ/٥٦٢هـ)، ت:عبدالله عمر البارودي،دار الجنان ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.
- إنسان العيون المعروف بالسيرة الحلبية: للعلامة نور الدين أبي الفرج علي بن إبراهيم بن أحمد الحلبي (١٠٤٤هـ)،المطبعة العامرة الزاهرة ـ مصر،الطبعة ١٢٩٢هـ.
- إنسان العيون المعروف بالسيرة الحلبية: للعلامة نور الدين أبي الفرج علي بن إبراهيم بن أحمد الحلبي (١٠٤٤هـ)،مطبعة محمد علي صبيح ميدان الأزهر ـ مصر،الطبعة ١٣٥٣هـ.
- أنوار التنزيل وأسرار التأويل المعروف بالتفسير البيضاوي: للعلامة ناصر الدين أبي الخير القاضي عبد الله بن عمر البيضاوي (٦٨٥هـ)،ت:محمد عبد الرحمن المرعشلي،دار إحياء التراث العربي ـ بيروت.
- الأنوار العلوية والاسرار المرتضوية: لجعفر النقدي،المطبعة الحيدرية ـ النجف،الطبعة الثانية ١٣٨١هـ.
- أوجز المسالك: لشيخ الحديث محمد زكريا بن محمد يحيى الكاندهلوي(١٣١٥هـ/١٤٠٢هـ)،ت: تقي الدين الندوي،دار القلم ـ دمشق الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.
- الأوراد القادرية: للشيخ محيي الدين أبي محمد عبد القادر بن موسى بن عبد الله الجيلاني (٤٧١هـ/ ٥٦١هـ)،ت:محمد سالم بواب،دار الأبواب ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤١٣هـ.
- إيثار الإنصاف في آثار الخلاف: للعلامة شمس الدين أبي المظفر سبط ابن الجوزي (٦٥٤هـ)، ت:ناصر العلي الناصر الخليفي،دار السلام ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.
- بحر الدم فيمن تكلم فيه الإمام أحمد بمدح أو ذم: للعلامة جمال الدين يوسف بن حسن بن أحمد الدمشقي المعروف بابن المبرد(٩٠٩هـ)،ت:روحية عبد الرحمن،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٣هـ.

- -بحر الدموع: للحافظ جمال الدين أبي الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد ابن الجوزي (٥٠٨هـ /٥٩٧هـ)،دار الصحابة للتراث ـ بطنطا،الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.
- - البحر الرائق: للعلامة زين الدين بن إبراهيم بن محمد المعروف بابن نجيم المصري الحنفي (٩٢٦هـ/ ٩٦٩هـ أو ٩٧٠هـ)،المطبعة العلمية ـ مصر،الطبعة ١٣١١هـ.
- - البحر الرائق: للعلامة زين الدين بن إبراهيم بن محمد المعروف بابن نجيم المصري الحنفي (٩٢٦هـ/ ٩٦٩هـ أو ٩٧٠هـ)،مكتبة رشيدية ـ كوئتة .
- - البَحْرُ الزَّخَّار المعروف بمسند البزّار: للحافظ أبي بكر أحمد بن عَمرو بن عبد الخالق العَتَكِي البزَّار (٢٩٢هـ)،ت:محفوظ الرحمن زين الله،مكتبة العلوم والحكم ـ المدينة المنورة،الطبعة ١٤٠٩هـ.
- - بحر الفوائد: للعلامة أبي بكر محمد بن إبراهيم بن يعقوب الكلاباذي البخاري(٣٨٠هـ)،ت: محمد حسن محمد حسن إسماعيل وأحمد فريد المزيدي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.
- - بحر الكلام: للإمام أبي المعين ميمون بن محمد النسفي(٤١٨هـ/٥٠٨هـ)،ت:ولي الدين محمد صالح الفرفور،مكتبة دار الفرفور ـ دمشق،الطبعة الثانية ١٤٢١هـ.
- - البحر المحيط: للعلامة أبي حيان محمد بن يوسف بن علي بن حيان الأندلسي(٧٤٥هـ)،ت: صدقي محمد جميل،دار الفكر ـ بيروت،الطبعة ١٤٣١هـ.
- - البحور الزاخرة في علوم الآخرة: للعلامة محمد بن أحمد السفاريني الحنبلي(١١١٤هـ/١١٨٨هـ)، ت:عبد العزيز أحمد بن محمد،دار العاصمة ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ.
- - بدائع السلك في طبائع الملك: للعلامة شمس الدين أبي عبد الله ابن الأزرق الأصبحي الأندلسي الغرناطي (٨٩٦هـ)،ت:علي سامي النشار،منشورات وزارة الإعلام ـ العراقية .
- - البداية والنهاية: للحافظ أبي الفداء إسماعيل بن كثير الدمشقي (٧٠٠هـ /٧٧٤هـ)،ت:عبد الله بن عبد المحسن التركي،دارهجر ـ مصر،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.
- - البداية والنهاية: للحافظ أبي الفداء إسماعيل بن كثير(٧٠٠هـ /٧٧٤هـ)،ت:رياض عبد الحميد مراد،دارابن كثير ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٨هـ.
- -البداية والنهاية: للحافظ أبي الفداء إسماعيل بن كثير الدمشقي(٧٠٠هـ/٧٧٤هـ)،مكتبة المعارف ـ بيروت،الطبعة ١٤١٢هـ.
- - البدر المنير: للحافظ أبي حفص سراج الدين عمر بن علي بن أحمد الشافعي المصري المعروف بابن الملقن(٧٢٣هـ/٨٠٤هـ)،ت:مصطفى أبوالغيظ وعبدالله بن سليمان ويا سر بن كمال،دار الهجرة ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ .

- -البدرالمنير في غريب أحاديث البشير والنذير: للعلامة أبي محمد عبد الوهاب الشعراني(٩٧٣هـ)، مخطوط.
- - البُرهان في علوم القرآن: للإمام بدر الدين أبي عبد الله محمد بن عبد الله بن بهادر الزَرْكَشِي (٧٤٥هـ/ ٧٩٤هـ)،ت:محمد أبو الفضل إبراهيم،دارالتراث ـ القاهرة.
- - بستان الواعظين: للحافظ جمال الدين أبي الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد ابن الجوزي (٥٠٨هـ/٥٩٧هـ)،ت:أيمن البحيري،مؤسسة الكتب الثقافية ـ بيروت.
- - بصائر الدرجات: لشيخ الشيعة أبي جعفر محمد بن حسن بن فروخ الصفار (٢٩٠هـ)،شركة الأعلمي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.
- - بصائر ذوي التمييز: للعلامة مجد الدين أبي طاهر محمد بن يعقوب الفيروز آبادي(٨١٧هـ)، ت:عبد الحليم الطحاوي،لجنة إحياء التراث الإسلامي ـ مصر، الطبعة الثالثة١٤١٦هـ.
- - بغية الباحث: للحافظ نور الدين علي بن أبي بكر الهيثمي(٧٣٥هـ/٨٠٧هـ)،ت:حسين أحمد صالح الباكري،مركز خدمة السنة ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى١٤١٣هـ.
- - بغية الطلب في تاريخ حلب: للحافظ كمال الدين عمر بن أحمد بن هبة الله ابن العديم (٦٦٠هـ)، ت:سهيل زكار،دار الفكر ـ بيروت.
- - بغية النقاد النقلة فيما أخل به كتاب البيان وأغفله أو ألم به فما تممه ولاكمله: للحافظ أبي عبد الله ابن المواق (٥٨٣هـ/٦٤٢هـ)،ت:محمد خرشافي،مكتبة أضواء السلف ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.
- - بلوغ الأماني من أسرار الفتح الرباني بذيل الفتح الرباني: للعلامة أحمد بن عبد الرحمن الساعاتي (بعد ١٣٧١هـ)،دار إحياء التراث العربي ـ بيروت،الطبعة الثانية.
- - البناية: للحافظ بدر الدين العيني الحنفي(٧٦٢هـ/٨٥٥هـ)،ت:أيمن صالح شعبان،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.
- - بهجة النفوس وتحليها بمعرفة ما لها وما عليها: للعلامه أبي محمد عبد الله بن سعد بن سعيد بن أبي جمره الأزدي الأندلسي (٦٩٥هـ)،دار الجيل ـ بيروت،الطبعة الثالثة.
- - بيان المختصر شرح مختصر ابن الحاجب: للعلامة شمس الدين محمود بن عبد الرحمن الأصفهاني (٦٧٤هـ/٧٤٩هـ)، ت:محمد مظهر بقا،دار المدني ـ جده،الطبعة الأولى١٤٠٦هـ.
- - بيان الوهم والإيهام: للحافظ أبي الحسن علي بن محمد ابن القطان الفاسي (٦٢٨هـ)،ت: الحسين آيت سعيد،دار طيبة ـ الرياض،الطبعة الأولى١٤١٧هـ.

- تاريخ ابن يونس: للحافظ أبي سعيد عبد الرحمن بن أحمد بن يونس الصدفي المصري (٢٨١هـ /٣٤٧هـ)،ت:عبد الفتاح فتحي عبد الفتاح ،دار الكتب العلمية ـبيروت،الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.
- تاريخ أبي زرعة الدمشقي: للإمام عبيد الله بن عبد الكريم بن يزيد بن فروخ المعروف بكنيته أبي زرعة(١٩٤هـ/٢٦٤هـ)،ت:خليل المنصور،دار الكتب ـبيروت،الطبعة الأولى١٤١٧هـ.
- تاريخ الإسلام: للإمام أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي (٦٧٣هـ/٧٤٨)،ت:بشار عواد معروف،دار الغرب الإسلامي ـبيروت،الطبعة الأولى٢٠٠٣ء.
- تاريخ الإسلام: للإمام أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي (٦٧٣هـ/٧٤٨هـ)،ت:عمر عبد السلام تدمري،دار الكتاب العربي ـبيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٧هـ.
- تاريخ الإسلام: للإمام أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي (٦٧٣هـ/ ٧٤٨)،ت:مصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـبيروت،الطبعة الأولى ٢٠٠٥ء.
- تاريخ أسماء الضعفاء والكذابين: للإمام أبي حفص عمر بن أحمد ابن شاهين(٢٩٧هـ/٣٨٥هـ)، ت:عبد الرحيم محمد أحمد القشقري،الطبعة الأولى١٤٠٩هـ.
- تاريخ أسماء الثقات: للإمام أبي حفص عمر بن أحمد ابن شاهين(٢٩٧هـ/٣٨٥هـ)،ت:صبحي السامرائي،الدار السلفية ـالكويت،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.
- تاريخ أصبهان: للحافظ أبي نعيم أحمد بن عبد الله الأصبهاني(٣٣٦هـ/٤٣٠هـ)،ت:سيد كسروي حسن،دار الكتب العلميةـبيروت،الطبعة الأولى ١٤١٠هـ.
- تاريخ بغداد: للحافظ أبي بكر أحمد بن علي بن ثابت الخطيب البغدادي(٣٩٢هـ/٤٦٣هـ)،ت: مصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلميةـبيروت،الطبعة الثانية١٤٢٥هـ.
- تاريخ بغداد: للحافظ أبي بكر أحمد بن علي بن ثابت الخطيب البغدادي(٣٩٢هـ/٤٦٣هـ)،ت: بشّار عواد معروف،دار الغرب الإسلامي ـبيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.
- تاريخ الثقات: للحافظ أبي الحسن أحمد بن عبد الله بن صالح العجلي(١٨١هـ/٢٦١هـ)،ت:عبد المعطي قلعجي،دار الكتب العلمية ـبيروت،الطبعة الأولى١٤٠٥هـ.
- تاريخ الخلفاء: للعلامة جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السُيوطي (٨٤٩هـ/٩١١هـ)،مطبعة الصحابة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣٨٦هـ.
- تاريخ الخميس: للعلامة حسين بن محمد الديار بكري(٩٦٦هـ)،مؤسسة شعبان ـبيروت.
- تاريخ الخميس: للعلامة حسين بن محمد الديار بكري(٩٦٦هـ)،الطبعة الوهبية ـمصر،الطبعة ١٢٨٣هـ.

● - تاريخ دِمَشْق: للحافظ أبي القاسم علي بن الحسن بن هبة الله بن عبد الله المعروف بابن عساكر (٤٩٩هـ/٥٧١هـ)،ت:محبّ الدين أبو سعيد عمر بن غرامة العَمروي،دارالفكر- بيروت، الطبعة ١٤١٥هـ.

● - التاريخ الصغير: للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم الجُعْفِي البخاري (١٩٤هـ/٢٥٦هـ)، ت:محمود إبراهيم زايد،دار المعرفة-بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٦ هـ.

● - تاريخ الطبري: للإمام لأبي جعفر محمد بن جرير الطبري(٢٢٤هـ/٣١٠هـ)،ت:محمد أبو الفضل إبراهيم،دار المعارف ـ مصر،الطبعة الثانية ١٣٨٧هـ.

● - تاريخ عثمان بن سعيد الدارمي: للحافظ عثمان بن سعيد الدارمي(٢٨٠هـ)،ت:أحمد محمد نور سيف،دار المأمون للتراث ـ بيروت.

● - التاريخ الكبير: للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم الجُعْفِي البخاري(١٩٤هـ/٢٥٦هـ)، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

● - التاريخ الكبير: للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم الجُعْفِي البخاري (١٩٤هـ/٢٥٦هـ)،ت: مصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤١٩هـ.

● - تاريخ المدينة المنورة: للحافظ أبي زيد عمر بن شبه النميري المصري(٢٦٢هـ)،ت:فهيم محمد شلتوت،تم طبعه ونشره على نفقة حبيب محمود أحمد.

● - تاريخ يحيي بن معين رواية الدوري: للإمام أبي زكريا يحيي بن معين(١٥٨هـ/٢٣٣هـ)، ت:أحمد محمد نور سيف،جامعة الملك عبد العزيز ـ مكة المكرمة،الطبعة الأولى ١٣٩٩هـ.

● - تاريخ يحيى بن معين برواية الدوري: للإمام أبي زكريا يحيي بن معين(١٥٨هـ/٢٣٣هـ)، ت: عبد الله أحمد حسن،دار القلم ـ بيروت.

● - تأويل مختلف الحديث: للحافظ أبي محمد عبد الله بن مسلم بن قتيبة الدينوري(٢٧٦هـ)، ت:محمد محيي الدين الأصفر،المكتب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤١٩هـ.

● - تبصير المنتبه بتحرير المشتبه: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)،ت:محمد علي النجار،المؤسسة المصرية العامة.

● - تبيين الحقائق: للعلامة فخر الدين عثمان بن علي الزيلعي(٧٤٣هـ)،المطبعة الكبرى الأميرية ـ مصر، الطبعة الأولى ١٣١٥هـ.

● - تبيين الحقائق: للعلامة فخر الدين عثمان بن علي الزيلعي (٧٤٣هـ)، مكتبة امدادية ـ ملتان باكستان.

● - تبيين العجب بما ورد في فضل رجب: للحافظ أبي الفضل شهاب الدين أحمد بن علي بن محمد بن حجر العسقلاني (٧٧٣هـ/٨٥٢ هـ)،ت:أبو أسماء إبراهيم بن إسماعيل آل عصر،دار الكتب العلمية ـ بيروت .

● - تجريد أسماء الصحابة: للحافظ أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي(٦٧٣هـ /٧٤٨)،دار المعرفة ـ بيروت .

● - التحبير لإيضاح معاني التيسير: للعلامة محمد إسماعيل الأمير الصنعاني(١٠٩٩هـ/١١٨٢هـ)، ت:محمد صبحي بن حسن حلاق،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٣٣هـ.

● - تحفة الأبرار بنكت الأذكار: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السُيوطي(٨٤٩هـ/٩١١هـ)،ت:محيى الدين مستو،مكتبة دار التراث ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ١٤٠٧هـ.

● - تحفة الأحوذي بشرح جامع الترمذي: للعلامة أبي العلي محمد عبد الرحمن بن عبد الرحيم المباركفوري (١٣٥٣هـ)،ت: عبدالوهاب عبداللّطيف،دارالفكر ـ بيروت .

● - تحفة الأشراف بمعرفة الأطراف: للحافظ جمال الدين أبي الحجاج يوسف المزي (٦٥٤هـ/٧٤٢هـ)، ت:عبد الصمد شرف الدين،المكتب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠٣هـ.

● - تحفة الذاكرين: للعلامة محمد بن علي بن محمد الشوكاني(١١٧٣هـ/ ١٢٥٠هـ)،ت:سيد إبراهيم،علي حسن،إبراهيم المصري،دار الحديث ـ القاهرة، الطبعة ١٤٢٥هـ.

● - تحفة الصديق: للعلامة أبي القاسم علي بن بلبان المقدسي(٦٨٤هـ)،ت:محيي الدين مستو،دار ابن كثير ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.

● - تحفة المحتاج بشرح المنهاج: للعلامة أبي العباس شهاب الدين أحمد بن محمد بن علي بن حجر الهيتمي(٩٠٩هـ/٩٧٤هـ)،ت:سيد بن محمد السناري،دار الحديث ـ القاهرة،الطبعة ١٤٣٧هـ.

● - تحفة المخلصين بشرح عدة الحصن الحصين: للعلامة أبي عبد الله محمد بن عبد القادر الفاسي (١١١٦هـ)،ت:محمد بن عزوز،دار ابن حزم ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٨هـ.

● - تحفة المسؤول في شرح مختصر منتهى السول: للعلامة أبي زكريا يحيى بن موسى الرهوني (٧٧٤هـ أو ٧٧٥هـ)،ت:يوسف الأخضر القيم،دار البحوث للدراسات الإسلامية وإحياء التراث ـ دبي،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

● - تحفة النبلاء من قصص الأنبياء: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني (٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)،ت:غنيم بن عباس بن غنيم،مكتبة الصحابة ـ جدة،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

● - التحقيق في أحاديث الخلاف: للحافظ أبي الفرج عبد الرحمن بن علي بن الجوزي القرشي(٥٠٩هـ/ ٥٩٧هـ)،ت:مسعد عبد الحميد محمد السعدني،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

● - التحقيق والبيان في شرح البرهان: للعلامة علي بن إسماعيل الأبياري (٥٥٧هـ/٦١٨هـ)،ت:علي بن عبد الرحمن الجزائري،إدارة شؤون الإسلامية ـ دولة قطر،الطبعة الأولى ١٤٣٤هـ.

● - تخريج الأحاديث والآثار الواقعة في تفسير الكشاف: للحافظ جمال الدين أبي محمد عبد الله بن يوسف الزيلعي الحنفي(٧٦٢هـ)،ت:سلطان بن فهد،دار ابن خزيمة ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٤هـ .

● - التدبيرات الإلهية في في إصلاح المملكة الإنسانية: للعلامة أبي بكر محمد بن علي بن محمد المعروف بابن العربي(٥٦٠ هـ/٦٣٨هـ)،ت:عاصم إبراهيم الكيالي،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٤هـ.

● - تدريب الراوي في شرح تقريب النواوي: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السيوطي(٨٤٩هـ/٩١١هـ)،ت:أبو قتيبة نظر محمد الفاريابي، مكتبة الكوثر ـ الرياض، الطبعة الثانية ١٤١٥هـ.

● - التدوين في أخبارقزوين: للحافظ أبي القاسم عبد الكريم بن محمد الرافعي القزويني،ت: عزيز الله العطاردي،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة ١٤٠٨هـ.

● - تذكرة الحفاظ: للحافظ أبي الفضل محمد بن طاهر بن علي المقدسي المعروف بابن القيسراني (٤٤٨هـ/٥٠٧هـ)،ت:حمدي عبدالمجيد،دارالصميعي ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

● - تذكرة الحفاظ: للحافظ أبي الفضل محمد بن طاهر بن علي المقدسي المعروف بابن القيسراني (٤٤٨هـ/٥٠٧هـ)،ت:زكريا عميرات،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

● - التذكرة الحمدونية: للعلامة محمد بن حسن بن محمد بن علي بن حمدون(٥٦٢هـ)،ت:إحسان عباس وبسكر عباس،دار صادر ـ بيروت،الطبعة الأولى١٩٩٦ء .

● - التذكرة في الاحاديث المُشْتَهـرَة: للحافظ بدرالدين أبي عبد الله محمد بن عبد الله بهادر الزَرْكَشِي(٧٤٥هـ/٧٩٤هـ)،ت:مصطفى عبد القادر عطا،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة ١٤٠٦هـ.

● - تذكرة الموضوعات: للعلامة محمد طاهر بن علي الفتني(٩١٠هـ/٩٨٦هـ)،دار إحياء التراث العربي ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٣٩٩هـ.

- تذكرة الموضوعات: للعلامة محمد طاهر بن علي الفتني(٩١٠هـ/٩٨٦هـ)،كتب خانه مجيديه ـ ملتان،باكستان.
- تذكرة الواعظين: للعلامة محمد جعفر،مطبع محمدي، بمبئي.
- الترجيح لحديث صلاة التسبيح: للحافظ شمس الدين أبي عبد الله محمد بن أبي بكر عبد الله الدمشقي المعروف بابن ناصر الدين(٧٧٧هـ/٨٤٢هـ)،ت:محمود سعيد ممدوح،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٠٩هـ.
- الترغيب في الدعاء: للحافظ ضياء الدين أبي عبد الله محمد بن عبد الواحد بن أحمد المقدسي (٥٦٩هـ/٦٤٣هـ)،ت:فواز أحمد زمرلي،دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.
- الترغيب والترهيب: للحافظ عبدالعظيم بن عبد القوي المنذري(٥٨١هـ/٦٥٦هـ)،ت:إبراهيم شمس الدين،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعةالثانية ١٤٢٤هـ.
- الترغيب والترهيب: للحافظ عبدالعظيم بن عبد القوي المنذري (٥٨١هـ/٦٥٦هـ)،دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.
- الترغيب والترهيب: للحافظ عبد العظيم بن عبد القوي المنذري(٥٨١هـ/٦٥٦هـ)،ت:أبو عبيدة مشهور بن حسن آل سلمان،مكتبة المعارف ـ رياض،الطبعة ١٤٢٤هـ.
- الترغيب والترهيب: للحافظ قوام السنة أبي القاسم إسماعيل بن محمد بن الفضل الأصبهاني (٤٥٧هـ/٥٣٥هـ)،ت:أيمن بن صالح بن شعبان،دار الحديث ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤١٤هـ.
- التسلي والاغتباط بثواب من تقدم من الأفراط: للحافظ عبد المؤمن بن خلف الدمياطي (٦١٣هـ/٧٠٥هـ)،ت:مجدي السيد إبراهيم،مكتبة القرآن.
- تسمية مشايخ أبي عبد الرحمن النسائي الذين سمع منهم: للإمام الحافظ أبي عبد الرحمن أحمد بن شعيب الخراساني النسائي (٢١٥هـ/٣٠٣هـ)،ت:الشريف حاتم العوني،دار عالم الفوئد ـ مكة المكرمة،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.
- تسهيل السبيل إلى كشف الالتباس مما دار من الأحاديث بين الناس: للعلامة محمد غرس الدين الأنصاري الخليلي(١٠٥٧هـ)،مخطوط.
- تصفية القلوب من أدران الأوزار والذنوب: للعلامة يحيى بن حمزة بن علي الذمّاري (٦٦٩هـ/ ٧٤٩هـ)،ت:حسن محمد مقبولي الأهدل،مؤسسة الكتب الثقافية ـ بيروت،الطبعة الثالثة ١٤١٥هـ.
- تعجيل المنفعة بزوائد رجال الأئمة الأربعة: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)،ت:إكرم الله إمداد الحق، دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.

- تعظيم قدر الصلاة: للحافظ أبي عبد الله محمد بن نصر المروزي(٢٠٢هـ/٢٩٤هـ)،ت:عبد الرحمن بن عبدالجبار الفريوائي،مكتبة الدار ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى١٤٠٦هـ.
- التعليق الكبير: للقاضي أبي يعلى محمد بن الحسين بن محمد البغدادي الحنبلي(٣٨٠هـ/٤٥٨هـ)، ت:محمد بن فهد بن عبد العزيز الفريح،دار النوادر ـ دمشق،الطبعة الأولى ١٤٣٥هـ.
- التعليقات الحافلة على الأجوبة الفاضلة: للشيخ عبد الفتّاح أبو غُدَّة(١٣٣٦هـ/١٤١٧هـ)، دار السلام ـ القاهرة،الطبعة الخامسة١٤٢٨هـ.
- التَعليقات الحافلة على الأجْوِبَة الفاضلة: للشيخ عبد الفتّاح أبو غُدَّة(١٣٣٦هـ/١٤١٧هـ)، مكتبة المطبوعات الإسلامية ـ حلب،الطبعة ١٤٢٦هـ.
- تعليم المتعلم: للعلامة برهان الدين الزرنوجي،ت:مروان قباني،المكتب الإسلامي ـ بيروت، الطبعةالأولى ١٤٠١هـ.
- تفسير ابن أبي حاتم: للإمام عبد الرحمن بن محمد أبي حاتم الرازي(٢٤٠هـ/٣٢٧هـ)،ت:أسعد محمد الطيب،مكتبة نزار مصطفى الباز ـ الرياض،الطبعة الأولى١٤١٧هـ.
- تفسير ابن كثير: للحافظ عماد الدين أبي الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي الدمشقي(٧٠٠هـ/٧٧٤هـ)،ت:محمد حسين شمس الدين،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعةالأولى ١٤١٩هـ.
- تفسير ابن كثير: للحافظ عماد الدين أبي الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي الدمشقي(٧٠٠هـ/٧٧٤هـ)،ت:سامي بن محمد سلامة،دار طيبة ـ الرياض،الطبعةالأولى ١٤٢٠هـ.
- تفسير ابن منذر: للحافظ أبي بكر محمد بن إبراهيم بن المنذر النيسابوري(٣١٨هـ)،ت:سعد بن محمد السعد،دار المآثر ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى١٤٢٣هـ.
- تفسير روح البيان: للعلامة إسماعيل حقي بن مصطفى الإستانبولي(١١٢٧هـ)،دار إحياء التراث العربي ـ بيروت.
- تفسير روح البيان: للعلامة إسماعيل حقي بن مصطفى الإستانبولي(١١٢٧هـ)،مطبعة العثمانية ـ إستانبول،الطبعة ١٣٣١هـ.
- تفسير سفيان الثوري: للإمام أبي عبد الله سفيان بن سعيد بن مسروق الثوري(٩٧هـ/١٦١هـ)، دار الكتب العلمية ـ بيروت.
- تفسير السمرقندي المسمى بحر العلوم: للإمام الفقيه أبي الليث نصر بن محمد السمرقندي (٣٧٣أو ٣٧٥هـ)،ت:علي محمد معوض،عادل أحمد عبد الموجود،دارالكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٤هـ.

- تفسير الشعراوي: للعلامة محمد متولي الشعراوي (١٤١٨هـ)،ت:أحمد عمر هاشم،دار أخبار اليوم.
- تفسير غرائب القرآن: للعلامة نظام الدين حسن بن محمد القمي النيسابوري(المتوفى بعد ٨٥٠هـ)، ت:زكريا عميرات،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤١٦هـ.
- تفسير مظهري: للعلامة محمد ثناء الله المظهري(١٢٢٥هـ)،ت:غلام نبي التونسوي،مكتبة الرشيد ـ الباكستان،الطبعة١٤١٢هـ.
- تفسير النسفي (مدارك التنزيل):للإمام أبي البركات عبد الله بن أحمد النسفي (٧١٠هـ)،ت:يوسف علي بديوي،دار الكلم الطيب ـ بيروت،الطبعة١٤١٩هـ.
- تقريب التهذيب: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)، ت:محمد عوامة،دار الرشيد ـ سوريا،الطبعة الثالثة ١٤١١هـ.
- تكملة الإكمال: للحافظ معين الدين محمد بن عبد الغني المعروف بابن نقطة الحنبلي(٦٢٩هـ)، ت:عبد القيوم عبد رب النبي،مركز الإحياء التراث الاسلامي ـ مكة المكرمة،الطبعة الأولى١٤٠٨هـ.
- تكملة البحر الرائق: للعلامة محمد بن حسين بن علي الطوري(١١٣٨هـ)،ت:زكريا عميرات، مكتبة رشيدية ـ كوئته ـ باكستان.
- التكميل في الجرح والتعديل: للحافظ عماد الدين أبي الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي الدمشقي(٧٠٠هـ/٧٧٤هـ)،ت:شادي بن محمد بن سالم آل نعمان،مكتبة ابن عباس ـ مصر، الطبعة الأولى ١٤٣٢هـ.
- تلبيس إبليس: للحافظ جمال الدين أبي الفَرَج عبد الرحمن بن علي بن محمد ابن الجوزي (٥٠٨هـ/٥٩٧هـ)،ت:أحمد بن عثمان المزيد،دار الوطن.
- التلخيص الحَبِير في تخريج أحاديث الرافعي الكبير: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني (٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.
- التلخيص الحَبِير في تخريج أحاديث الرافعي الكبير: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)،ت:أبو عاصم حسن بن عباس بن قطب،مؤسَّسَة قرطبة ـ مصر، الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.
- تلخيص العلل المتناهية: للإمام أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي (٦٧٣هـ/٧٤٨)،ت:أبو عبيد محفوظ الرحمن زين الله،الجامعة الإسلامية ـ المدينة المنورة، الطبعة ١٤٠٠هـ.

- - تلخيص كتاب الموضوعات: للإمام أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي (٦٧٣هـ/٧٤٨)،ت:أبو تميم ياسربن إبراهيم بن محمد،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.
- - تلخيص المتشابه في الرسم: للحافظ أبي بكر أحمد بن علي بن ثابت الخطيب البغدادي (٣٩٢هـ/ ٤٦٣هـ)،ت:سكينة الشهابي ـ دمشق،الطبعة الأولى ١٩٨٥ء.
- - تلخيص المستدرك بذيل المستدرك: للإمام أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي (٦٧٣هـ/٧٤٨)،ت:يوسف عبد الرحمن المرعشلي،دار المعرفة ـ بيروت.
- - التمهيد: للحافظ أبي عمر يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر النمري(٣٦٨هـ/٤٦٣هـ)،ت:بشار عواد معروف،مؤسسة الفرقان للتراث الإسلامي،الطبعة الأولى ١٤٣٩هـ.
- -التمييز: للإمام أبي الحسين مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري(٢٠٦هـ/٢٦١هـ)،ت:محمد مصطفى الأعظمي،شركة الطباعة العربية ـ الرياض،الطبعة الثانية ١٤٠٢هـ.
- -تمييز الطيب من الخبيث: للعلامة أبو محمد عبد الرحمن بن علي بن محمد الشيباني الشافعي الأثري المعروف بابن الدِيْبَع (٨٦٦هـ/٩٤٤هـ)،دار الكتاب العربي ـ بيروت،الطبعة ١٤٠٥هـ.
- - تمييز الطيب من الخبيث: للعلامة أبو محمد عبد الرحمن بن علي بن محمد الشيباني الشافعي الأثري المعروف بابن الدِيْبَع (٨٦٦هـ/٩٤٤هـ)،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٠٨هـ.
- - التنبيه على مشكلات الهداية: للعلامة صدر الدين ابن أبي العز(٧٩٢هـ)،ت:أنور صالح أبو زيد،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.
- - تنبيه الغافلين: للإمام الفقيه أبي الليث نصر بن محمد السمرقندي(٣٧٣ أو ٣٧٥هـ)،ت:يوسف علي بديوي،دارابن كثير ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢١هـ.
- - تنبيه الغافلين: للإمام الفقيه أبي الليث نصر بن محمد السمرقندي(٣٧٣ أو ٣٧٥هـ)،ت:يوسف علي بديوي،ت:عبد اللطيف حسن عبد الرحمن،دار الكتب العلمية ـ بيروت.
- - تنبيه الغافلين: للإمام الفقيه أبي الليث نصر بن محمد السمرقندي(٣٧٣أو ٣٧٥هـ)،مترجم:عبد المجيد أنور،مكتبة الحرمين ـ لاهور،باكستان.
- - تنزيه الشريعة المرفوعة عن الأحاديث الشنيعة الموضوعة: للعلامة أبي الحسن علي بن محمد بن عَرّاق الكتاني (٩٠٧هـ/ ٩٦٣هـ)،ت: عبد الوهاب عبد اللطيف و عبد الله محمد الصديق، دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

- تنقيح التحقيق في أحاديث التعليق: للحافظ أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي(٦٧٣هـ/٧٤٨)،ت:مصطفى أبو الغيط عبد الحي،دار الوطن ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.
- التنوير شرح الجامع الصغير: للعلامة محمد إسماعيل الأمير الصنعاني(١٠٩٩هـ/١١٨٢هـ)، ت:محمد إسحاق محمد إبراهيم، مكتبة دار السلام ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٣٢هـ.
- تنوير الغبش في فضل السودان والحبش: للحافظ جمال الدين أبي الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد ابن الجوزي(٥٠٨هـ/٥٩٧هـ)،ت:مرزوق علي إبراهيم،دارالشريف ـ الرياض،الطبعةالثانية ١٤١٩هـ.
- التوضيح بشرح الجامع الصحيح: للحافظ أبي حفص سراج الدين عمر بن علي بن أحمد الشافعي المصري المعروف بابن الملقن(٧٢٣هـ/٨٠٤هـ)،ت:خالد محمود الرباط،دار النوادر ـ دمشق، الطبعة الأولى ١٤٢٩هـ.
- توضيح المشتبة: شمس الدين محمد بن عبد الله بن محمد القيسي الدمشقي المعروف بابن ناصر الدين(٧٧٧هـ/٨٤٢هـ)،ت:محمد نعيم العرقسوسي،مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة ١٤٠٦هـ.
- تهذيب الآثار: للإمام لأبي جعفر محمد بن جرير الطبري(٢٢٤هـ/٣١٠هـ)،ت:أبو فهر محمود محمد شاكر،مطبعة المدني ـ القاهرة.
- تهذيب التهذيب: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني (٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)، ت: إبراهيم زيبق وعادل مرشد،مؤسَّسَة الرسالة ـ بيروت،الطبعة ١٤١٦هـ.
- تهذيب التهذيب: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)، ت:عادل أحمد وعلي محمد معوض،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ
- تهذيب التهذيب: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)، مطبعة دائرة المعارف النظامية ـ الهند،الطبعة الأولى١٣٢٦هـ.
- تهذيب الكمال في أسماء الرجال: للحافظ جمال الدين أبي الحجاج يوسف المِزِّي (٦٥٤هـ/ ٧٤٢هـ)،ت:الشيخ أحمد علِيّ عبيد وحسن أحمد آغا،دار الفكر ـ بيروت،الطبعة ١٤١٤هـ.
- تهذيب الكمال في أسماء الرجال: للحافظ جمال الدين أبي الحجاج يوسف المِزِّي(٦٥٤هـ/٧٤٢هـ)،ت:بشار عواد معروف،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٣هـ.

- تهذيب اللغة: للعلامة أبي منصور محمد بن أحمد الهروي الأزهري اللغوي (٢٨٢هـ/ ٣٧٠)، ت: عبد الكريم ومحمد علي النجار، الدار المصرية للتأليف والترجمة.

- التَيسِير بشرح جامع الصغير: للعلامة محمد عبد الرؤف بن تاج العارفين المُنَاوي (٩٥٢هـ/ ١٠٣١هـ)، مكتبة الإمام الشافعي ـ الرياض، الطبعة الثالثة ١٤٠٨هـ.

- التَيسِير بشرح جامع الصغير: للعلامة محمد عبد الرؤف بن تاج العارفين المُنَاوي (٩٥٢هـ/ ١٠٣١هـ)، دار الطباعة الخديوية ـ مصر، الطبعة ١٢٨٦هـ.

- الثقات: للإمام محمد بن حبان بن أحمد بن أبي حاتم البُستِي (بعد ٢٧٠هـ/ ٣٥٤هـ)، دائرة المعارف العثمانية ـ حيدر آباد الدكن، الطبعة ١٣٩٣هـ.

- الثقات ممن لم يقع في الكتب الستة: للعلامة زين الدين قاسم بن قطلوبغا السودوني الجمالي الحنفي (٨٠٢هـ/ ٨٧٩)، ت: شادي بن محمد بن سالم آل نعمان، مركز النعمان للبحوث والدراسات الإسلامية وتحقيق التراث والترجمة ـ اليمن، الطبعة الأولى ١٤٣٢هـ.

- جامع الآثار في السير ومولد المختار: للحافظ شمس الدين أبي عبد الله محمد بن أبي بكر عبد الله الدمشقي المعروف بابن ناصر الدين (٧٧٧هـ/ ٨٤٢هـ)، ت: أبو يعقوب نشأت كمال، دار الفلاح ـ الفيوم، الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.

- جامع الأحاديث (الجامع الصغير وزوائده والجامع الكبير): للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السُيوطي (٨٤٩هـ/ ٩١١هـ)، ت: عباس أحمد صقر و أحمد عبد الجواد، دار الفكر ـ بيروت، الطبعة ١٤١٤هـ.

- جامع الأصول من أحاديث الرسول: للحافظ أبي السعادات المبارك بن محمد بن محمد بن عبد الكريم الشيباني الجَزَرِي (٥٤٤هـ/ ٦٠٦)، ت: محمد حامد الفقي، إحياء التراث العربي ـ بيروت، الطبعة الرابعة ١٤٠٤هـ.

- جامع الأصول: للحافظ أبي السعادات المبارك بن محمد بن محمد بن عبد الكريم الشيباني الجَزَرِي (٥٤٤هـ/ ٦٠٦)، ت: عبدالقادر الأرنوؤط، مكتبة دار البيان ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٣٩٢هـ.

- جامع البيان: للإمام أبي جعفر محمد بن جرير الطبري (٢٢٤هـ/ ٣١٠هـ)، ت: عبد الله بن عبد المحسن التركي، دار هجر، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

- جامع بيان العلم وفضله: للحافظ أبي عمر يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر النمري (٣٦٨هـ/ ٤٦٣هـ)، ت: أبي الأشبهال الزهيري، دار ابن الجوزي ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٤هـ.

- جامع التحصيل في أحكام المراسيل: للحافظ صلاح الدين خليل بن كيكلدي العلائي (٦٦٤هـ/٧٦١هـ)، ت:حمدي عبد المجيد السلفي،عالم الكتب ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٠٧هـ.
- جامع الرسائل: للإمام تقي الدين أحمد بن تيمية الحراني (٦٦١هـ/٧٢٧هـ)،ت:محمد رشاد سالم، دار العطاء ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.
- جامع العلوم والحكم: للحافظ عبد الرحمن بن أحمد بن رجب الحنبلي(٧٩٥هـ)،ت:شعيب الأرنؤوط،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الثامنة ١٤١٩هـ.
- الجامع في الأحكام: للإمام عبد الله بن وهب بن مسلم القرشي المصري(١٢٥هـ/١٩٧هـ)، ت:رفعت فوزي عبد المطلب،دار الوفاء ـ منصورة،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.
- الجامع الكبير: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السُيوطي (٨٤٩هـ/٩١١هـ)،دار السعادة،الطبعة ١٤٢٦هـ.
- الجامع لأحكام القرآن (تفسير قرطبي): للعلامة محمد بن أحمد بن أبي بكر بن فرح الأنصاري القرطبي (٦٧١هـ)،ت:عبدالله بن عبد المحسن،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ.
- الجامع لأخلاق الراوي: للحافظ أبي بكر أحمد بن علي بن ثابت الخطيب البغدادي(٣٩٢هـ/٤٦٣هـ)،ت:محمود الطحان،مكتبة المعارف ـ الرياض،الطبعة ١٤٠٣هـ.
- جامع المضمرات: للعلامة يوسف بن عمر بن يوسف الكادوري(٨٣٢هـ)،ت:عمر عبد الرزاق حمد الفياض،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٣٩هـ.
- جامع المعجزات: للشيخ محمد الرَهَاوِي الواعظ،مطبعة نبات المصري.
- الجَدُّ الحَثِيث في بيان ما ليس بحديث: للعلامة أحمد بن عبد الكريم الغزّي العامري (١١٤٣هـ)، ت:فواز أحمد زمرلي،دار ابن حزم ـ بيروت.
- الجد الحثيث: للعلامة أحمد بن عبد الكريم الغزّي العامري(١١٤٣هـ)،دار الراية ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.
- الجرح والتعديل: للإمام عبد الرحمن بن محمد أبي حاتم الرازي(٢٤٠هـ/٣٢٧هـ)،ت: مصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.
- الجرح والتعديل: للإمام عبد الرحمن بن محمد أبي حاتم الرازي(٢٤٠هـ/٣٢٧هـ)،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.
- جزء أبي الجهم: للحافظ أبي الجهم العلاء بن موسى الباهلي(٢٢٨هـ)،ت:عبد الرحيم محمد أحمد القشقري،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.

- جزء آدم بن أبي إياس: للحافظ أبي الحسن آدم بن أبي أياس الخراساني المروزي العسقلاني (١٣٢هـ/٢٢١هـ)،مخطوط من الشاملة .
- الجزء الأول من معجم أسامي مشايخ أبي علي الحداد:رواية أبي الحسن مسعود بن أبي منصور الخياط: للإمام أبي علي حسن بن أحمد بن الحسن الحداد الأصبهاني (٤١٩هـ/٥١٥هـ)، مخطوط، مكتبة الأستاذ الدكتور محمد بن تركي التركي .
- الجزء الثامن من الفوائد العوالي رواية الحافظ أبي طاهر السلفي: للعلامة أبي عبد الله قاسم بن الفضل الثقفي (٣٩٧هـ/٤٨٩هـ)، مخطوط،مكتبة الأستاذ الدكتور محمد بن تركي التركي .
- الجزء العشرون من المشيخة البغدادية: للحافظ أبي طاهر أحمد بن محمد بن أحمد الأصبهاني السلفي (٥٧٦هـ)،مخطوط .
- جزء في فضل رجب:تحت كتاب أداء ماوجب لابن دحية الكلبي: للحافظ أبي القاسم علي بن الحسن بن هبة الله بن عبد الله المعروف بابن عساكر (٤٩٩هـ/٥٧١هـ)،ت:جمال عزون .
- جزء فيه ذكر أبي القاسم سليمان بن أحمد بن أيوب الطبراني: للحافظ يحيى بن عبد الوهاب بن محمد بن إسحاق ابن منده العبدي الأصبهاني (٤٣٤هـ/٥١١)،ت:أبي هاشم إبراهيم بن منصور الهاشمي الأمير،مؤسسة الريان ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٨هـ.
- جزء فيه حديث المصيصي لوين: للعلامة أبي جعفر محمد بن سليمان المصيصي (٢٤٦هـ)، ت:أبو عبد الرحمن مسعد بن عبد الحميد السعدني،أضواء السلف ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.
- الجزء فيه من حديث أبي الطيب الحوراني تحت كتاب سلوك طريق السلف: للحافظ أبي الطيب محمد بن حميد بن محمد الكلابي الحوراني (٣٤١هـ)،ت:أبو عبد الله حمزة الجزائري، الدار الأثرية ـ أردن،الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ.
- جزء فيه من حديث الفقيه أبي القاسم الشهرزوري عن شيوخه: للعلامة أبي القاسم عبد العزيز بن علي الشهرزوري المالكي (٤٢٧هـ)،مخطوط .
- الجزء فيه من فوائد أبي علي عبد الرحمن بن محمد: للعلامة أبي علي عبد الرحمن بن محمد بن أحمد النيسابوري (٤٢٠هـ)،مخطوط.
- الجزء من فوائد حديث أبي ذر الهروي: للحافظ أبي ذر عبد بن محمد بن أحمد الهروي المعروف بابن السماك (٤٣٤هـ)،ت:أبي الحسن سمير بن حسين،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

- الجعفريات: رواية محمد بن محمد بن الأشعث الكوفي،ت:مشتاق صالح المظفر،دار الكتب والوثائق ـ العراق،الطبعة الأولى ١٤٣٤هـ.
- الجليس الصالح الكافي: للحافظ أبي الفرج المعافى بن زكريا بن يحيى المعروف بابن طرار الجريري النهرواني(٣٩٠هـ)،ت:عبد الكريم سامي الجندي،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى١٤٢٦هـ.
- جمع الجوامع: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السيوطي(٨٤٩هـ/٩١١هـ)،دار السعادة ـ الأزهر،الطبعة١٤٢٦هـ.
- جمع الوسائل: للملاّ علي بن سلطان الهَرَوِي القاري(١٠١٤هـ)،دار المعرفة ـ بيروت.
- الجواب الكافي: للعلامة محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين ابن قَيِّم الجوزية (٦٩١هـ/٧٥١هـ)،ت:عمرو عبد المنعم بن سليم،مكتبة ابن تيمية ـ القاهرة،الطبعة الأولى١٤١٧هـ.
- الجوهرة في نسب النبي وأصحابه العشرة: للعلامة محمد بن أبي بكر بن عبد الله بن موسى الأنصاري البري (٥٩٦هـ/٦٨٠)، ت:محمد التونجي،دار الرفاعي ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٠٣هـ.
- الجوهرة النيرة: للعلامة أبي بكر بن علي الحداد(٨٠٠هـ)،ت:إلياس قبلان،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ.
- الجوهر النقي على سنن البيهقي: للحافظ علاء الدين أبي الحسن علي بن عثمان ابن التركماني الحنفي(٦٣٥هـ/٧٥٠)،دائرة المعارف العثمانية ـ حيدر آباد الدكن،الطبعة الأولى ١٣٥٦هـ.
- حاشية ابن عابدين: للعلامة محمد أمين بن عمر بن عبد العزيز المعروف بابن عابدين الدمشقي الحنفي(١١٩٨هـ/١٢٥٢هـ)،ت:عادل أحمد عبدالموجود وعلي محمد معوض، دار عالم الكتب ـ الرياض،الطبعة١٤٢٣هـ.
- حاشية الشهاب: للعلامة شهاب الدين أحمد بن محمد بن عمر المصري الخفَاجي(٩٧٧هـ/١٠٦٩هـ)،دار صادر ـ بيروت.
- حاشية الطحطاوي على الدر المختار: للعلامة أحمد بن محمد بن إسماعيل الطحطاوي(١٢٣١هـ)، المطبعة المصرية ـ القاهرة،الطبعة ١٢٥٤هـ.
- حاشية الطحطاوي على الدر المختار: للعلامة أحمد بن محمد بن إسماعيل الطحطاوي(١٢٣١هـ)، مكتبة رشيدية ـ كوئتة.
- حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح: للعلامة أحمد بن محمد بن إسماعيل الطحطاوي(١٢٣١هـ)، ت:محمد عبد العزيز الخالدي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة ١٤١٧هـ.

● - الحاوي الكبير: للقاضي أبي الحسن علي بن محمد البصري الماوَرْدِي(٤٥٠هـ)،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٤هـ.

● - الحاوي للفتاوِي: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السُيوطي(٨٤٩هـ/٩١١هـ)،ت:عبد اللطيف حسن،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة ١٤٢١هـ.

● - الحاوي للفتاوِي: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السُيوطي(٨٤٩هـ/٩١١هـ)،ت:خالد طرطوسي،دار الكتاب العربي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

● - الحجة في بيان المحجة وشرح عقيدة أهل السنة: للحافظ قوام السنة أبي القاسم إسماعيل بن محمد بن الفضل الأصبهاني(٤٥٧هـ /٥٣٥هـ)،ت:محمد بن محمود أبو رحيم،دار الراية ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١١هـ.

● - حديث أبي القاسم الحلبي: للعلامة أبي القاسم إسماعيل بن القاسم بن إسماعيل الحلبي الخياط (٣٧٠هـ)،مخطوط من الشاملة .

● - حديث الجويباري في مسائل عبد الله بن سلام:تحت مجموعة أجزاء حديثية: للحافظ أبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي(٣٨٤هـ/٤٥٨هـ)،ت:أبو عبيدة مشهور بن حسن آل سلمان،دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

● - حديث الزهري: للحافظ أبي الفضل عبيد الله بن عبد الرحمن البغدادي(٣٨١هـ)،ت:حسن بن محمد بن علي شبالة البلوط،أضواء السلف ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

● -حسن الأثر في ما فيه ضعف واختلاف من حديث وخبر وأثر: للعلامة محمد بن درويش بن محمد الحُوت(١٢٠٣هـ/١٢٧٧هـ)،مطبعة الكشاف ـ بيروت،الطبعة ١٣٥٣هـ.

● - حسن التنبه لما ورد في التشبه: للعلامة نجم الدين محمد بن محمد بن محمد الغزي (٩٩٧هـ /١٠٦١هـ)،دار النوادر ـ الكويت،الطبعة الأولى ١٤٣٢هـ.

● - حسن الظن بالله: للحافظ أبي بكر عبد الله بن محمد القرشي المعروف بابن أبي الدنيا (٢٠٨هـ/ ٢٨٠هـ)،ت:مخلص محمد،دار طيبة ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.

● - حصن الحصين: للحافظ أبي الخير محمد بن محمد الدمشقي المقري الجزري(٧٥١هـ/٨٣٣هـ)، ت:عبد الرؤف الكمايى،مكتبة غراس ـ الكويت،الطبعة الأولى ١٤٢٩هـ.

● - حصن الحصين: للحافظ أبي الخير محمد بن محمد الدمشقي المقري الجزري(٧٥١هـ/٨٣٣هـ)، ت:هيثم طعيمي،المكتبة العصرية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

- حلبة المجلي: للعلامة ابن الأمير الحاج(٨٧٩ هـ)،ت:أحمد بن محمد الغلاييني الحنفي، دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٣٦هـ.
- حلية الأولياء: للحافظ أبي نعيم أحمد بن عبد الله الأصبهاني(٣٣٦هـ/٤٣٠هـ)،دار الفكر ـ بيروت،الطبعة١٤١٦هـ.
- حلية الأولياء: للحافظ أبي نعيم أحمد بن عبد الله الأصبهاني(٣٣٦هـ/٤٣٠هـ)،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.
- حياة الحيوان الكبرى: للعلامة كمال الدين محمد بن موسى بن عيسى بن علي الدميري (٨٠٨هـ)،ت:أحمد حسن بسج،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٤هـ.
- خزينة الأسرار: للعلامة محمد حقي بن علي بن إبراهيم النازلي(١٣٠١هـ)،المطبعة الخيرية، الطبعة ١٣٠٩هـ.
- خزينة الجواهر في زينة المنابر: لعلي أكبر بن حسين النهاوندي الشيعي،كاتب:محمد حسن السبزواري،دون ذكر مطبع،سنة١٣٥٨هـ.
- الخصائص الكبرى: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السيوطي (٨٤٩هـ/٩١١هـ)،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الخامسة١٤٣٨هـ.
- خلاصة الأقوال في معرفة الرجال: لأبي منصور حسن بن يوسف بن علي الحلي الأسدي (٦٤٨هـ/٧٢٦هـ)،ت:جواد القيومي،مؤسسة نشر الفقاهة ـ قم، الطبعة ١٤٣١هـ.
- خلاصة البدر المنير: للحافظ أبي حفص سراج الدين عمر بن علي بن أحمد الشافعي المصري المعروف بابن الملقن (٧٢٣هـ/٨٠٤هـ)،ت:حمدي عبد المجيد السلفي،مكتبة الرشد ـ الرياض.
- الخلافيات بين الإمامين: للحافظ أبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي(٣٨٤هـ/٤٥٨هـ)، الروضة للنشر والتوزيع ـ القاهرة،الطبعة الأولى١٤٣٦هـ.
- الخلعيات: للعلامة القاضي أبو الحسن علي بن الحسن بن الحسين الخلعي (٤٠٥ هـ/٤٩٢هـ)، ت:أحمد بن حسن الشيرازي،مؤسسة الريان ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.
- الداء والدواء: للحافظ محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين ابن قيم الجوزية (٦٩١هـ/٧٥١هـ)،ت:محمد أجمل الإصلاحي،دار عالم الفوائد ـ مكة المكرمة،الطبعة الأولى ١٤٢٩هـ.
- الدراية: للحافظ أبي الفضل شهاب الدين أحمد بن علي بن محمد بن حجر العسقلاني (٧٧٣هـ/٨٥٢ هـ)،ت:عبدالله هاشم اليماني،دار المعرفة ـ بيروت.

- الدرة الغراء في نصيحة السلاطين والقضاة والأمراء: للعلامة محمود بن إسماعيل الخَيْربَيْتي (٨٤٣هـ)، مخطوط من الشاملة.
- درة الناصحين: للعلامة عثمان بن حسن بن أحمد الشاكر الخوبوي الرومي الحنفي(١٢٤١هـ)، فيضي كتب خانه ـ كوئته.
- الدر الثمين والمورد المعين: للعلامة محمد بن أحمد ميارة المالكي،ت:عبدالله المنشاوي، دار الحديث ـ القاهرة،الطبعة١٤٢٩هـ.
- الدرر الحسان في البعث ونعيم الجنان على هامش دقائق الأخبارللقاضي عبد الرحيم: المنسوب إلى الحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السيوطي (٨٤٩هـ/٩١١هـ)،الحرمين ـ اندونيسيا،الطبعة الأولى١٤٢٦هـ.
- درر الحكام: للعلامة ملا خسرو(٨٨٥ هـ)،مير محمد كتب خانة ـ كراتشي،باكستان.
- الدر المختار: للعلامة علاء الدين محمد بن علي بن محمد الحصكفي(١٠٨٨هـ)،ت:عبد المنعم خليل إبراهيم،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٢٣هـ.
- الدُرَرُ المُنْتشرة في الأحاديث المُشْتَهَرَة: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السُيوطي(٨٤٩هـ/ ٩١١هـ)،ت:محمد عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٠٨هـ.
- الدُرَرُ المُنْتشرة في الأحاديث المُشْتَهَرَة: للعلامةجلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السُيوطي(٨٤٩هـ/ ٩١١هـ)،ت:عبد الله بن عبد المحسن التركي، مركز هـجر ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٣٢٤هـ.
- الدرر المنتشرة في الأحاديث المشتهرة للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السيوطي(٨٤٩هـ/٩١١هـ)،ت:محمد بن لطفي الصباغ،عمادة شؤون المكتبات ـ الرياض.
- الدر المنضود: للعلامة أبي العباس شهاب الدين أحمد بن محمد بن علي بن حجر الهيتمي (٩٠٩هـ/٩٧٤هـ)،ت:بوجمعة عبد القادر مكري ومحمد شادي مصطفى،دار المنهاج ـ جده، الطبعة الأولى ١٤٢٦هـ.
- الدر النظيم في خواص القرآن العظيم: للعلامة أبي محمد عبد الله بن أسعد اليمني اليافعي،المكتبة العلامية ـ مصر.

● - دستور العلماء أو جامع العلوم في اصطلاحات الفنون: للعلامة القاضي عبد النبي بن عبد الرسول، ت:حسن هاني فحص،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.

● - الدعوات الكبير: للحافظ أبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي(٣٨٤هـ/ ٤٥٨هـ)،ت:بدر بن عبد الله البدر،غراس للنشر والتوزيع ـالكويت،الطبعة الأولى ١٤٢٩هـ.

● - دقائق الأخبار فی ذكرالجنة والنار: المنسوب إلى العلامة عبد الرحيم بن أحمد،المطبعة الميمنية ـمصر،الطبعة١٣٠٦هـ.

● - دقائق الأخبار فی ذكرالجنة والنار: المنسوب إلى العلامة عبد الرحيم بن أحمد،مطبع قيومي ـ كانبور،الطبعة ١٣١٥هـ.

● - دقائق الأخبار فی ذكرالجنة والنار: المنسوب إلى العلامة عبد الرحيم بن أحمد،الحرمين ـ الطبعة الأولى ١٤٢٦هـ.

● - دلائل الخيرات وشوارق الأنوار: للعلامه أبي عبد الله محمد بن سليمان الجزولي(٨٧٠ هـ)، مطبعة مصطفى البابي الحلبي ـمصر،الطبعة١٣٥٦هـ.

● - دلائل النبوة: للحافظ أبي نعيم أحمد بن عبد الله الأصبهاني(٣٣٦هـ/٤٣٠هـ)،ت:محمد رواس قلعه جي،دار النفائس ـبيروت،الطبعة الثانية١٤٠٦هـ.

● - دلائل النبوة: للحافظ أبي العباس جعفر بن محمد بن المعتز المستغفري النسفي(٣٥٠هـ/٤٣٢هـ)، ت:محمد بن فارس السلوم دار النوادر ـبيروت الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.

● - دلائل النبوة: للإمام أبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي(٣٨٤هـ/ ٤٥٨هـ)،ت:الدكتور عبد المعطي قلعجي،دارالكتب العلمية ـبيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.

● - دلائل النبوة: للحافظ قوام السنة أبي القاسم إسماعيل بن محمد بن الفضل الأصبهاني(٤٥٧هـ /٥٣٥هـ)،ت:محمد بن محمد الحداد،دار طيبة ـالرياض،الطبعة الأولى١٤٠٩هـ.

● - الديباج: للحافظ أبي القاسم إسحاق بن إبراهيم الختلي(٢٨٣هـ)،ت:إبراهيم صالح،دار البشائر ـ بيروت،الطبعة الأولى١٩٩٤ء.

● - ديوان الضعفاء: للحافظ أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي (٦٧٣هـ/٧٤٨)،ت:حماد بن محمد الأنصاري،مكتبة النهضة الحديثة ـمكة،الطبعة١٣٨٧هـ.

● - الذخيرة: للعلامة شهاب الدين أحمد بن إدريس القرافي(٦٨٢هـ)،ت:محمد حجي،دار الغرب الإسلامي ـبيروت،الطبعة الأولى١٩٩٤ء.

- ● - ذخيرة الحفاظ: للإمام أبي الفضل محمد بن طاهر بن علي المقدسي المعروف بابن القيسراني (٤٤٨هـ/٥٠٧هـ)،ت: عبدالرحمن الفريوائي،دار السلف ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.
- ● - ذريعة الوصول إلى جناب الرسول: للعلامة المخدوم محمد هاشم السندهي(١١٠٤هـ/١١٧٤هـ)، مترجم:علامة محمد يوسف لدهيانوي الشهيد،مكتبة لدهيانوي ـ كراتشي.
- ● - ذكر الأقران: للحافظ أبي الشيخ عبد الله بن محمد الأصبهاني(٣٦٩هـ)،ت:مسعد عبد الحميد محمد السعدني،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.
- ● - ذم الدنيا: للحافظ أبي بكر عبد الله بن محمد القرشي المعروف بابن أبي الدنيا (٢٠٨هـ/٢٨٠هـ)، ت: فاضل بن خلف الحمادة الرقي،دار أطلس الخضراء ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٣٣هـ.
- ● - ذم الكلام وأهله: للحافظ أبي إسماعيل عبد الله بن محمد بن علي الهروي الأنصاري(٣٩٦هـ/ ٤٨١هـ)،ت:عبد الرحمن بن عبد العزيز الشبل،مكتبة العلوم والحكم ـ المدينة المنورة.
- ● - ذم الملاهي: للحافظ أبي بكر عبد الله بن محمد القرشي المعروف بابن أبي الدنيا (٢٠٨هـ/٢٨٠هـ)، ت:عمرو عبد المنعم سليم،مكتبة ابن تيمية ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.
- ● - ذم الهوى: للحافظ جمال الدين أبي الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد ابن الجوزي (٥٠٨هـ /٥٩٧هـ)،ت:خالد عبد اللطيف،دار الكتاب العربي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.
- ● -ذيل تاريخ بغداد: للحافظ أبي عبد الله محمد بن محمود بن الحسن البغدادي المعروف بابن النجار (٥٧٨هـ/٦٤٣هـ)،ت:مصطفى عبد القادر،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٥هـ.
- ● - ذيل ديوان الضعفاء: للحافظ أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي(٦٧٣هـ/٧٤٨هـ)،ت:حماد بن محمد الأنصاري،مكتبة النهضة الحديثة ـ المكة المكرمة.
- ● - ذيل اللآلئ المصنوعة: للعلامة جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السُيوطي(٨٤٩هـ/٩١١هـ)،ت:زياد نقشبندي،دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٣٢هـ.
- ● - ذَيل اللآلئ المصنوعة: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السُيوطي (٨٤٩هـ/٩١١هـ)،المكتبة الأثرية ـ شيخو بوره،الطبعة ١٣٠٣هـ.
- ● - ذيل ميزان الاعتدال: للحافظ أبي الفضل زين الدين عبد الرحيم بن الحسين العراقي(٧٢٥هـ/ ٨٠٦هـ)،ت:عبد القيوم عبد رب النبي،إحياء التراث الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.
- ● - ذيل ميزان الاعتدال: للحافظ أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي(٦٧٣هـ/٧٤٨هـ)،ت:أبو رضا الرفاعي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.

- ربيع الأبرار: للعلامة أبي القاسم محمود بن عمر الزمخشري(٤٦٧هـ/٥٣٨هـ)،ت:عبد الأمير مهنا، مؤسسة العلمي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.
- رجال الكشي: لشيخ الإمامية أبي عمرو محمد بن عمر بن عبد العزيز الكشي،مؤسسةالأعلمي للمطبوعات ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ.
- رجال النجاشي: لأبي العباس أحمد بن علي بن أحمد الأسدي الكوفي النجاشي (٣٧٢هـ/٤٥٠هـ)، شركة الأعلمي للمطبوعات ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.
- الرحمة في الطب والحكمة: منسوب إلى الإمام السيوطي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة ٢٠١٠ء.
- الرد علي البَكْرِي: للإمام تقي الدين أحمد بن تيمية الحرّاني(٦٦١هـ/٧٢٧هـ)،ت:عبد الله دحين، دار الوطن ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.
- ردُّ المُحتَارعلي الدُرّ المُخْتَار يعرف بحا شية ابن عابدين: للإمام محمد أمين بن عمر بن عبد العزيز عابدين الدِمَشْقِي(١١٩٨هـ/١٢٥٢هـ)،دارعالم الكتب ـ الرياض،الطبعة ١٤٢٣هـ.
- الردود والنقود شرح مختصر ابن الحاجب: للعلامة أكمل الدين أبي عبد الله محمد بن محمد بن محمود الحنفي البابرتي(نحو ٧١٠هـ/٧٨٦هـ)،ت:ترحيب بن ربيعان الدوسري،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٦هـ.
- الرسالة القشيرية: للعلامة أبي القاسم عبد الكريم بن هوازن القشيري(٤٦٥هـ)،ت:عبد الحليم محمود ومحمود بن الشريف،المكتبة التوقيفية ـ القاهرة.
- الرسالة المغنية في السكوت ولزوم البيوت: للعلامة أبو علي حسن بن أحمد بن عبد الله الحنبلي (٤٧١هـ)،ت:عبد الله بن يوسف الجديع،دار العاصمة ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.
- رسائل البركوي: للعلامة محمد بن بير علي بن إسكندر الرومي البركوي(٩٨٠هـ)،ت:أحمد هادي القصار،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ٢٠١١ء.
- رسائل: للشاه ولي الله الدهلوي(١١٧٤هـ)،مترجم:محمد فاروق القادري،تصوف فاؤنديشن ـ لاهور ـ باكستان،الطبعة ١٤٢٠هـ.
- الرصف لما روي عن النبي صلى الله عليه وسلم من الفعل والوصف: للعلامه غياث الدين محمد بن محمد ابن العاقولي(٧٣٣هـ/٧٩٧هـ)،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٤هـ.
- الرقة والبكاء: للحافظ موفق الدين عبد الله بن أحمد بن قدامة المقدسي(٥٤١هـ/٦٢٠هـ)، ت:محمد خير رمضان يوسف،دار القلم ـ دمشق،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

- -روح البيان: للعلامة إسماعيل حقي الإستنبولي(١١٢٧هـ)،دار إحياء التراث العربي ـ بيروت.
- - روح المعاني في تفسير قرآن العظيم والسبع المثاني: للعلامة أبي الفضل شهاب الدين السيد محمود الآلوسي البغدادي(١٢١٧هـ/١٢٧٠هـ)،ت:علي عبد الباري عطية،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.
- - روح المعاني في تفسير قرآن العظيم و السبع المثاني: للعلامة أبي الفضل شهاب الدين السيد محمود الآلوسي البغدادي (١٢١٧هـ/ ١٢٧٠هـ)،إحياء التراث العربي ـ بيروت.
- -روض الأخيار المنتخب من ربيع الأبرار: للعلامة محيي الدين محمد بن قاسم بن يعقوب الأماسي (٩٤٠هـ)،دار القلم العربي ـ حلب،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.
- - روض الرياحين في حكايات الصالحين: للعلامة عفيف الدين عبد الله بن أسعد اليافعي(٧٦٨هـ)، ت:محمد عزت،المكتبة التوقيفية.
- - الروض المعطار: للمؤرخ محمد بن عبد المنعم الحميري(٧٢٧هـ)،ت:إحسان عباس،مكتبة لبنان.
- - روضة العقلاء: للإمام محمد بن حبان بن أحمد بن أبي حاتم البُستِي(بعد ٢٧٠هـ/٣٥٤هـ)، ت:محمد محيي الدين عبد الحميد،دار الكتب العلمية ـ بيروت.
- - روضة العلماء ونزهة الفضلاء: للعلامة أبي علي حسين بن يحيي الزندويستي البخاري الحنفي (٢٨٢هـ)،ت:بشير برمان،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٤٢هـ.
- - روضة المحبين: للعلامة محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين ابن قَيِّم الجوزية (٦٩١هـ/٧٥١هـ)،ت:أحمد شمس الدين،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٤هـ.
- - رياضة المتعلمين: للحافظ أبي بكر أحمد بن محمد بن إسحاق الدينوري المعروف بابن السني (٣٦٤هـ)،ت:نظام محمد صالح يعقوبي،دار النوادر ـ دمشق،الطبعة الأولى ١٤٣٦هـ.
- - زاد المَعَاد في هَدْيِ خير العباد : للحافظ محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين ابن قَيِّم الجوزية(٦٩١هـ/٧٥١هـ)،ت: شعيب الأرنوؤط وعبدالقادر الأرنوؤط،مؤسَّسَة الرسالة ـ بيروت،الطبعة السابعة وعشرون ١٤١٥هـ.
- - الزواجر عن اقتراف الكبائر: للعلامة أبي العباس شهاب الدين أحمد بن محمد بن علي بن حجر الهيتمي (٩٠٩هـ/٩٧٤هـ)،مطبعة حجازي ـ القاهرة،الطبعة ١٣٥٦هـ.
- - الزواجر عن اقتراف الكبائر: للحافظ أبي العباس شهاب الدين أحمد بن محمد بن علي بن حجر الهيتمي (٩٠٩هـ/٩٧٤هـ)،ت:محمد محمود عبدالعزيز،سيد إبراهيم صادق،جمال ثابت،دار الحديث ـ القاهرة،الطبعة ١٤٢٣هـ.

- زوائد ابن ماجة: للإمام أحمد بن أبي بكر بن إسماعيل البوصيري (٧٦٢هـ/٨٤٠هـ)،ت:محمد مختار حسين،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٤هـ.
- الزهد: للإمام عبد الله بن المبارك (١٨١هـ)،ت:حبيب الرحمن الأعظمي،مؤسسة الرسالة ـ بيروت.
- الزهد: للإمام أبي عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل الشيباني (١٦٤هـ/٢٤١هـ)،ت:محمد عبد السلام شاهين،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.
- الزهد: للإمام أبي داود سليمان بن الأشعث الأزدي السجستاني (٢٠٢هـ/٢٧٥هـ)،ت:أبو تميم ياسر بن إبراهيم بن محمد،دار المشكاة ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤١٤هـ.
- الزهد: للإمام أبي سفيان وكيع بن الجراح بن مليح الكوفي (١٢٩هـ/١٩٧هـ)،ت:عبد الرحمن عبد الجبار الفريوائي،مكتبة الدار ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.
- الزهر الفائح في ذكر من تنزه عن الذنوب والقبائح: للحافظ أبي الخير محمد بن محمد الدمشقي المقري الجزري (٧٥١هـ/٨٣٣هـ)،ت:محمد عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.
- الزهر النضر في حال الخضر: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني (٧٧٣هـ/ ٨٥٢ هـ)،ت:صلاح الدين مقبول أحمد،مجمع البحوث الإسلامية ـ دهلي،الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.
- الزيادات على الموضوعات: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السيوطي (٨٤٩هـ/٩١١هـ)،ت:رامز خالد حاج حسن،مكتبة المعارف ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.
- سبل الهدى والرشاد: للعلامة محمد بن يوسف الصالحي الشامي (٩٤٢هـ)،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة ١٤١٤هـ.
- السراج المنير في الإعانة على معرفة بعض معاني كلام ربنا الحكيم الخبير: للعلامة شمس الدين محمد بن أحمد الخطيب الشربيني (٩٧٧هـ)،المطبعة المصرية ـ بولاق.
- سفر السعادة: للعلامة أبي طاهر مجد الدين محمد بن يعقوب الفيروز آبادي (٧٢٩هـ/٨١٦أو٨١٧هـ) ت: احمدعبدالكريم السايح و عمر يوسف حمزه، مركز الكتاب ـ مصر، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.
- سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة وأثرها السيئ في الأمة: للشيخ أبي عبد الرحمن محمد ناصر الدين الألباني (١٣٤٤هـ/١٤٢٠هـ)،دار المعارف ـ الرياض.
- سنن ابن ماجه: للإمام أبي عبد الله محمد بن يزيد القزويني المعروف بابن ماجه (٢٠٩هـ/٢٧٣هـ)، ت:محمد فؤاد عبد الباقي دار إحياء الكتب العربية ـ حلب.

● - سنن ابن ماجه: للإمام أبي عبد الله محمد بن يزيد القزويني المعروف بابن ماجه (٢٠٩هـ/٢٧٣هـ)، ت:شعيب الأرنؤوط،دار الرسالة العالمية ـبيروت،الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ.

● - سنن أبي داود: للإمام أبي داود سليمان بن الأشعث الأزدي السجستاني(٢٠٢هـ/٢٧٥هـ)، ت:شعيب الأرنؤوط،دارالرسالة العالمية ـدمشق،الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ.

● - سنن الترمذي: للإمام أبي عيسى محمد بن عيسى بن سورة بن موسى بن الضحاك السلمى الترمذى الضرير(٢٠٩هـ/٢٧٩هـ)،ت:إبراهيم عطوه عوض،مطبعة مصطفي البابي ـالقاهرة،الطبعة الثانية١٣٩٨هـ.

● - سنن الترمذي: للإمام أبي عيسى محمد بن عيسى بن سورة بن موسى بن الضحاك السلمى الترمذي الضرير(٢٠٩هـ/٢٧٩هـ)،ت:بشار عواد معروف،دار الغرب الإسلامي ـبيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

● - سنن الدار قطني: للإمام أبي الحسن علي بن عمر بن أحمد بن مهدي الدارقطني(٣٠٦هـ/٣٨٥هـ)، ت:شعيب الأرنؤوط،مؤسسة الرسالةـبيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.

● - سنن الدارمي: للإمام أبي محمد عبد الله بن عبد الرحمن بن الفضل السمرقندي التيمي الدارمي (١٨١هـ/٢٥٥هـ)،ت:حسين سليم أسد الداراني،دار المغني ـالرياض، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.

● - السنن الكبرى: للحافظ أبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي(٣٨٤هـ/ ٤٥٨هـ)،ت:محمد عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية ـبيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٤هـ.

● -السنن الكبرى:للإمام الحافظ أبي عبد الرحمن أحمد بن شعيب الخراساني النسائي (٢١٥هـ/٣٠٣هـ)، ت:حسن عبد المنعم شلبي، مؤسسة الرسالة ـبيروت،الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.

● - السنن الواردة في الفتن: للحافظ أبي عمرو عثمان بن سعيد بن عثمان الأموي الداني (٣٧١هـ/٤٤٤هـ)، ت:رضاء الله بن محمد إدريس المباركفوري،دار العاصمة ـالرياض.

● - سؤالات ابن أبي شيبة لعلي بن المديني: لأبي جعفر محمد بن عثمان بن أبي شيبة(٢٩٧هـ)،ت:موفق بن عبد الله مكتبة المعارف ـالرياض،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

● -سؤالات ابن الجنيد لأبي زكريا يحيى بن معين: للحافظ أبي إسحاق إبراهيم بن عبد الله بن الجنيد الختلي،ت:أحمد محمد نور سيف،مكتبة الدار ـالمدينة المنورة،الطبعة الأولى١٤٠٨هـ.

● - سؤالات أبي عبيد الآجري لأبي داود السجستاني: للعلامة أبي عبيد محمد بن علي بن عثمان الآجري البصري،ت:محمد علي قاسم العمري،المجلس العلمي ـالمدينة المنورة،الطبعة ١٣٩٩.

● - سؤالات أبي عبيد الآجري لأبي داود السجستاني: للعلامة أبي عبيد محمد بن علي بن عثمان الآجري البصري،ت:عبد العليم عبد العظيم البستوي،مؤسسة الريان ـبيروت،الطبعة الأولى١٤١٨هـ.

- -سؤالات البرذعي: للحافظ أبي عثمان سعيد بن عمرو بن عمار البرذعي(٢٩٢هـ)،ت:أبو عمر محمد بن علي الأزهري،الفاروق الحديثية ـالقاهرة،الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ.
- - سؤالات البرقاني للدارقطني: للحافظ أبي بكر أحمد بن محمد الخوارزمي البرقاني(٣٣٦هـ/٤٢٥)، ت:عبد الرحيم محمد أحمد القشقري،كتب خانه جميلي ـلاهور ـباكستان،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.
- - سؤالات الحاكم للدارقطني: للحافظ أبي عبد الله محمد بن عبد الله الحاكم النيسابوري (٣٢١هـ/ ٤٠٥هـ)،ت:موفق بن عبد الله بن عبد القادر،مكتبة المعارف ـالرياض،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.
- - سؤالات حمزة بن يوسف السهمي للدار قطني وغيره من المشايخ في الجرح والتعديل: للحافظ أبي القاسم حمزة بن يوسف الجرجاني السهمي (٤٢٧هـ)،ت:موفق بن عبد الله بن عبد القادر، مكتبة المعارف ـالرياض،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.
- - سؤالات السلمي للدارقطني: لأبي عبد الرحمن محمد بن الحسين السلمي الصوفي(٣٢٥هـ/٤١٢)، ت:سعد بن عبدالله الحميد وخالد بن عبدالرحمن الجريسى،مكتبة الملك فهد الوطنية ـ الرياض، الطبعة الأولى١٤٢٧هـ.
- - سؤالات مسعود بن علي: للحافظ أبي عبد الله محمد بن عبد الله الحاكم النيسابوري (٣٢١هـ/ ٤٠٥هـ)،ت: موفق بن عبد الله بن عبد القادر،دار الغرب الإسلامي ـبيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.
- - سير أعلام النبلاء: للحافظ أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي(٦٧٣هـ/٧٤٨)،ت:شعيب الأرنؤوط،مؤسسة الرسالة ـبيروت،الطبعةالثالثة ١٤٠٥هـ.
- -السيرة النبوية: للحافظ أبي الفداء إسماعيل بن كثير الدمشقي(٧٠٠هـ/٧٧٤هـ)،ت:مصطفى عبد الواحد، دار المعرفة ـبيروت،الطبعة١٣٩٦هـ.
- - السيرة النبوية: للعلامة أبي محمد عبد الملك بن هشام بن أيوب الحميري المعافري (٢١٢هـ)، ت:مصطفى السقا وإبراهيم الأبياري وعبد الحفيظ الشلبي،شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي وأولاده ـمصر،الطبعة الثانية ١٣٧٥هـ.
- - سير سلف الصالحين: للحافظ قوام السنة أبي القاسم إسماعيل بن محمد بن الفضل الأصبهاني(٤٥٧هـ /٥٣٥هـ)،ت:كرم بن حلمي بن فرحات بن أحمد،دار الراية ـالرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.
- -الشذا الفياح من علوم ابن الصلاح: للعلامة أبي إسحاق برهان الدين إبراهيم بن موسى بن أيوب الأبناسي (٧٢٥هـ/٨٠٢هـ)،ت:صلاح فتحي هلل،مكتبة الرشد ـالرياض،الطبعة الأولى١٤١٨هـ.
- -الشذرة في الأحاديث المشتهرة: للعلامة محمد بن طولون(٩٥٣هـ)،ت:كمال بن بسيوني زغلول،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية١٤١٣هـ.

- شرح أبيات سيبويه: للأديب اللغوي أبي محمد يوسف بن الحسن بن عبد الله بن المرزبان السيرافي (٣٨٥هـ)،ت:محمد على الريح هاشم، دار الفكر ـ القاهرة،الطبعة ١٣٩٤هـ).
- شرح الأربعين النووية: للعلامة محمد عبد الرؤف بن تاج العارفين المناوي(٩٥٢هـ/١٠٣١هـ)، ت:محمد عبد الكريم حسن الإسحاقي،الجامعة الإسلامية ـ المدينة المنورة.
- شرح أسماء الله الحسنى: للعلامة أبي القاسم عبد الكريم بن هوازن القشيري(٤٦٥هـ)،دار آزال ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.
- شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة: للحافظ أبي القاسم هبة الله بن الحسن بن منصور الرازي الطبري اللالكائي(٤١٨هـ)،ت:أحمد بن سعدبن حمدان الغامدي،دارطيبة.
- شرح التلويح على التوضيح: للعلامة سعد الدين مسعود بن عمر التفتازاني الشافعي (٧٩٣هـ)، دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة ١٣٧٧هـ.
- شرح الخَرْبُوتِي: للعلامة عمر بن أحمد آفندي الحنفي الخَرْبُوتي(١٢٩٩هـ)،نور محمد كتب خانه ـ كراتشي باكستان.
- شرح الزرقاني على الموطا: للعلامة أبي عبد الله محمد بن عبد الباقي بن يوسف الزرقاني (١١٢٢هـ)، طبع بالمطبع الخيرية.
- شرح الزرقاني على المواهب اللدنية: للعلامة أبي عبد الله محمد بن عبد الباقي بن يوسف الزرقاني (١١٢٢هـ)،ت:محمد عبد العزيز الخالدي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.
- شرح السنة: للإمام محيى السنة الحسين بن مسعود الفراء البغوي (٥١٦هـ)،ت:شعيب الأرناؤوط ومحمد زهير الشاوش،المكتب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠٣هـ.
- شرح سنن ابن ماجة القزويني: للعلامة أبي الحسن محمد بن عبد الهادي التتوي السندي الحنفي (١١٣٨هـ)،دار الجيل ـ بيروت.
- شرح سنن أبي داود: للعلامة شهاب الدين أحمد بن حسين المعروف بابن رسلان(٨٤٤هـ)، ت:ياسر كمال و أحمد سليمان،دار الفلاح ـ الفيوم،الطبعة الأولى ١٤٣٧هـ.
- شرح الشفاء: للملا علي بن سلطان الهروي القاري(١٠١٤هـ)،ت:الحاج أحمد طاهر القنوي، دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣١٩هـ.
- شرح الشِّفاء: للملاّ علي بن سلطان الهَرَوِي القاري(١٠١٤هـ)،ت:عبد الله محمد الخليلي،دار الكتب العلمية ـ بيروت.

- شرح صحيح البخاری لابن بطال: للإمام أبي الحسن علي بن خلف بن بطال البكري القرطبي(٤٤٩هـ)، ت:أبو تميم ياسر،مكتبة الرشد ـ الرياض.
- شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السيوطي(٨٤٩هـ/٩١١هـ)،مطبعة المدني ـ القاهرة.
- شرح علل الترمذي: للحافظ عبد الرحمن بن أحمد بن رجب الحنبلي(٧٠٦هـ/٧٩٥هـ)،ت:همام عبد الرحيم سعيد،مكتبة المنار ـ الأردن،الطبعة الأولى ١٤٠٧هـ.
- شرح الكرماني: للإمام شمس الدين محمد بن يوسف بن علي بن سعيد الكِرْماني(٧١٧هـ/٧٨٦هـ) ت:محمد عثمان،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة ٢٠١٠ء.
- شرح مذاهب أهل السنة: للإمام أبي حفص عمر بن أحمد ابن شاهين(٢٩٧هـ/٣٨٥هـ)،ت:عادل بن محمد،مؤسسة قرطبة،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.
- شرح مشكل الوسيط: للحافظ عثمان بن عبد الرحمن الشهرزوري المعروف بابن الصلاح (٥٧٧هـ/ ٦٤٣هـ)،ت:محمد بلال بن محمد أمين،داركنوز إشبيليا ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٣٢هـ.
- شرح مصابيح السنة: للعلامة محمد بن عبد اللطيف المعروف ابن ملك الكرماني الحنفي(٨٥٤هـ)، إدارة الثقافة الإسلامية،الطبعة الأولى ١٤٣٣هـ.
- شرح المعالم في أصول الفقه:للعلامة شرف الدين عبد الله بن محمد بن علي المعروف بابن التلمساني (٦٤٤هـ)،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،عالم الكتب ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.
- شرح منتهي الإرادات: للعلامة أبي السعادات منصور بن يونس البهوتي(١٠٥١هـ)،عالم الكتب ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٤هـ.
- شرح المولد النبوي: للعلامة جعفر البرزنجي،المطبعة الميمنية ـ مصر.
- شروط الأئمة: رسالة في فضل الأخبار وشرح مذاهب أهل الآثار وحقيقة السنن: للحافظ أبي عبد الله محمد بن إسحاق ابن منده العبدي الأصبهاني(٣١٠هـ/٣٩٥ هـ)،ت:عبد الرحمن بن عبد الجبار الفريوائي،دار المسلم ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.
- شعب الإيمان: للحافظ أبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي(٣٨٤هـ/ ٤٥٨هـ)،ت:محمد السعيد بن بسيوني زغلول،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.
- شُعَبُ الإيمان: للحافظ أبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي(٣٨٤هـ/٤٥٨هـ)،ت:مختار أحمد الندوي، مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

- شفاء السقام في زيارة خير الأنام: للحافظ تقي الدين علي بن عبد الكافي بن علي بن تمام السبكي (٦٨٣هـ/٧٥٦هـ)،ت:حسين محمد علي شكري،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٩هـ.
- شمائل ترمذي مع اردو شرح خصائل نبوي: للحافظ محمد زكريا المهاجر المدني (١٣١٥هـ/١٤٠٢هـ)، دار الإشاعت ـ كراتشي،الطبعة ١٤١١هـ.
- الشمائل المحمدية: للإمام أبي عيسى محمد بن عيسى بن سورة بن موسى بن الضحاك السلمي الترمذى الضرير (٢٠٩هـ/٢٧٩هـ)،ت:سيد بن عباس الجليمي،المكتبة التجارية ـ مكة المكرمة،الطبعة ١٤١٣هـ.
- شمائل النبوة: للحافظ أبي بكر محمد بن علي بن إسماعيل القفال (٢٩١هـ/٣٦٥هـ)،ت:أبو عبد الله عمر بن أحمد بن علي،دار التوحيد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٣٦هـ.
- شواهد النبوة: للعلامة عبد الرحمن بن أحمد الجامي (٨٩٨هـ)،مكتبة الحقيقة ـ إستنبول.
- الصارم المنكي: للإمام شمس الدين محمد بن أحمد بن عبد الهادي الحنبلي (٧٠٥هـ/٧٤٤هـ)،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.
- الصارم المنكي: للإمام شمس الدين محمد بن أحمد بن عبد الهادي الحنبلي (٧٠٥هـ/٧٤٤هـ)،ت:أبو عبد الرحمن السلفي عقيل بن محمد بن زيد المقطري،مؤسسة الريان ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٤هـ.
- صب الخمول: للعلامة جمال الدين يوسف بن حسن بن أحمد الدمشقي المعروف بابن المبرد (٩٠٩هـ)،ت:نور الدين طالب،دار النوادر ـ لبنان،الطبعة الأولى ١٤٣٢هـ.
- الصحاح تاج اللغة وصحاح العربية: للعلامة أبي نصر إسماعيل بن حماد الجوهري (٣٩٣هـ)، ت:أحمد عبد الغفور عطار،دار العلم للملايين ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٣٩٩هـ.
- صحيح ابن حبان: للإمام محمد بن حبان بن أحمد بن أبي حاتم البُستِي (بعد ٢٧٠هـ/٣٥٤هـ)،ت: شعيب الأرنؤوط،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.
- صحيح ابن خزيمة: للإمام أبي بكر محمد بن إسحاق بن خزيمة السلمي النيسابوري (٢٢٣هـ/٣١١هـ)، ت: محمد مصطفى الأعظمي،المكتب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة ١٤٠٠هـ.
- الصحيح للبخاري: للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة الجعفي البخاري (١٩٤هـ/٢٥٦هـ)،ت:محمد زهير بن ناصر الناصر،دار طوق النجاة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.
- الصحيح للبخاري: للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة الجعفي البخاري (١٩٤هـ/٢٥٦هـ)،قديمي كتب خانه ـ كراتشي.

● - الصحيح لمسلم: للإمام أبي الحسين مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري(٢٠٦هـ/٢٦١هـ)،ت: محمد فواد عبد الباقي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.

● - صفة الصفوة: للحافظ جمال الدين أبي الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد ابن الجوزي (٥٠٨هـ/٥٩٧هـ)،ت:أحمد بن علي،دار الحديث ـ القاهرة،الطبعة ١٤٣٠هـ.

● - الصمت وآداب اللسان: للحافظ أبي بكر عبد الله بن محمد بن عبيد ابن أبي الدنيا (٢٠٨هـ/٢٨١هـ)،ت:أبو إسحاق الحويني، دار الكتاب العربي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٠هـ.

● - الصواعق المحرقة: للحافظ أبي العباس أحمد بن محمد بن علي بن حجر الهَيْتَمِي(٩٠٩هـ/٩٧٤هـ)،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٩٩٧ء.

● - الصواعق المحرقة: للحافظ أبي العباس أحمد بن محمد بن علي بن حجر الهَيْتَمِي(٩٠٩هـ/٩٧٤هـ)،ت:عبد الرحمن بن عبد الله التركي،دار الوطن ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

● -صيانة صحيح مسلم من الإخلال والغلط: للحافظ عثمان بن عبد الرحمن الشهرزوري المعروف بابن الصلاح(٥٧٧هـ/٦٤٣هـ)،ت:موفق بن عبد الله بن عبد القادر،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة ١٤٠٤هـ.

● -صيد الخاطر: للحافظ جمال الدين أبي الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد ابن الجوزي(٥٠٨هـ/٥٩٧هـ)،ت:حسن السماجي سويدان،دار القلم ـ دمشق،الطبعة الثالثة ١٤٣٣هـ.

● - الضعفاء الصغير: للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم الجُعْفِي البخاري(١٩٤هـ/٢٥٦هـ)،ت:محمود إبراهيم زايد،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

● - الضعفاء الكبير: للحافظ أبي جعفر محمد بن عمرو بن موسى بن حماد العُقَيلي المكي(٣٢٢هـ)، ت:عبدالمعطي أمين قلعجي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

● - الضعفاء الكبير: للحافظ أبي جعفر محمد بن عمرو بن موسى بن حماد العُقَيلي المكي(٣٢٢هـ)، مخطوط:مكان وجودها من المكتبة العثمانية بطولقة بسكرة الجزائر، نشرها جمال عزون الجزائري.

● -الضعفاء الكبير: للحافظ أبي جعفر محمد بن عمرو بن موسى بن حماد العُقَيلي المكي (٣٢٢هـ)، مخطوط:مكتبة الأستاذ الدكتور محمد بن تركي التركي.

● - الضعفاء وأجوبة أبي زرعة الرازي على سؤالات البرذعي: للإمام عبيد الله بن عبد الكريم بن يزيد بن فروخ المعروف بكنيته أبو زرعة(١٩٤هـ/٢٦٤هـ)،ت:سعدي الهاشمي الجامعة الإسلامية ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ١٤٠٢هـ.

● - الضعفاء والمتروكون: للإمام أبي الحسن علي بن عمر بن أحمد بن مهدي الدار قطني الشافعي (٣٠٦هـ/٣٨٥هـ)،ت:موفق بن عبد الله،مكتبة المعارف ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

● -الضعفاء والمتروكين: للإمام الحافظ أبي عبد الرحمن أحمد بن شعيب الخراساني النسائي (٢١٥هـ/ ٣٠٣هـ)،ت:عبد العزيز عزالدين السيروان،دار القلم ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

● - الضعفاء والمتروكين: للإمام الحافظ أبي عبد الرحمن أحمد بن شعيب الخراساني النسائي (٢١٥هـ/٣٠٣هـ)،ت:محمد إبراهيم زايد،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٠٦هـ.

● - الضعفاء والمتروكين: للإمام الحافظ أبي عبد الرحمن أحمد بن شعيب الخراساني النسائي(٢١٥هـ /٣٠٣هـ)،ت:كمال يوسف الحوت،مؤسسة الكتب الثقافية ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٠٥هـ.

● - الضعفاء والمتروكين: للحافظ جمال الدين أبي الفَرَج عبد الرحمن بن علي بن محمد ابن الجوزي (٥٠٨هـ/٥٩٧هـ)،ت:أبو الفداء عبد الله القاضي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

● -طبقات أعلام الشيعة: أغا بزرگ الطهراني،دار إحياء التراث العربي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ.

● - طبقات الشافعية الكبري: للحافظ تاج الدين أبي نصر عبد الوهاب بن علي بن عبد الكافي السُبكي (٧٢٧هـ/٧٧١هـ)،ت:مصطفى عبد القادر أحمد عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.

● - طبقات الشافعية الكبرى: للحافظ تاج الدين أبي نصر عبد الوهاب بن علي بن عبد الكافي السُبكي(٧٢٧هـ/٧٧١هـ)،ت:محمود محمد الطناحي،عبد الفتاح محمد الحلو،هجر للطباعة والنشر، الطبعة الثانية١٤١٣هـ.

● - طبقات علماء الحديث: للحافظ أحمد بن عبد الهادي الدمشقي(٧٣٣هـ)،ت:أكرم البوشي وإبراهيم الزيبق،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الثانية١٤١٧هـ.

● - الطبقات الكبرى: للحافظ أبي عبد الله محمد بن سعد القرشي البصري(١٦٨هـ/٢٣٠هـ)، ت:محمد عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية١٤١٨هـ.

● - الطبقات الكبرى: للحافظ أبي عبد الله محمد بن سعد القرشي البصري(١٦٨هـ/٢٣٠هـ)، دار صادر ـ بيروت .

● - طبقات المحدثين بأصبهان: للحافظ أبي الشيخ عبد الله بن محمد الأصبهاني(٣٦٩هـ)،ت: عبد الغفور عبد الحق حسين البلوشي،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.

● - طرح التثريب في شرح التقريب: للحافظ ولي الدين أبي زرعة العراقي بن أبي الفضل زين الدين عبد الرحيم بن الحسين العراقي(٧٦٢هـ/٨٢٦هـ)،دار إحياء التراث العربي ـ بيروت .

- طوق الحمامة: للإمام ابن حزم الأندلسي(٤٥٦هـ)،مؤسسة هنداوي ـ مصر،الطبعة الأولى ٢٠١٦ء.
- الطيوريات: للحافظ أبي طاهر أحمد بن محمد بن أحمد الأصبهاني السلفي(٥٧٦هـ)،ت: دسمان يحيى معالي،أضواء السلف ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.
- الطيوريات: للحافظ أبي طاهر أحمد بن محمد بن أحمد الأصبهاني السلفي(٥٧٦هـ)،مخطوط.
- عارضة الأحوذي: للعلامة محمد بن عبد الله المعافري الأندلسي المعروف بأبي بكر ابن العربي (٤٦٨هـ/ ٥٤٣هـ)،ت:جمال مرعشلي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.
- العاقبة في ذكر الموت والآخرة: للحافظ أبي محمد عبد الحق بن عبد الرحمن الإشبيلي (٥٨١هـ)،خضر محمد خضر،مكتبة دار الأقصى ـ الكويت،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.
- العجاب في بيان الأسباب: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/ ٨٥٢هـ)،ت:عبد الحكيم محمد الأنيس،دار ابن الجوزي ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.
- العجالة في أحاديث المسلسلة: للعلامة أبي الفيض محمد ياسين بن محمد عيسى الفاداني المكي (١٤١١هـ)،دار البصائر ـ دمشق،الطبعة الثانية ١٤٠٥هـ.
- العرف الشذي: للعلامة أنور الشاه الكشميري(١٢٩٢هـ/١٣٥٢هـ)،ت:محمود شاكر،دار إحياء التراث العربي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.
- العزيز شرح الوجيز: للحافظ أبي القاسم عبد الكريم بن محمد الرافعي القزويني،ت:علي محمد معوض وعادل أحمد عبد الموجود،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.
- عصيدة الشهدة المعروف بشرح الخربوتي: للعلامة عمر بن أحمد آفندي الحنفي الخَرْبُوْتي (١٢٩٩هـ)،مكتبة المدينة ـ كراتشي،الطبعة الأولى ١٤٣٤هـ.
- العقد الفريد: للعلامة أبي عمر أحمد بن محمد بن عبد ربه الأندلسي (٣٢٨هـ)،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة ١٤٠٢هـ.
- علل الترمذي الكبير: للإمام أبي عيسى محمد بن عيسى بن سورة بن موسى بن الضحاك السلمي الترمذي الضرير(٢٠٩هـ/٢٧٩هـ)،ت:السيدصبيحي السامرائي وغيره،عالم الكتب ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.
- علل الحديث لابن أبي حاتم: للإمام عبد الرحمن بن محمد أبي حاتم الرازي(٢٤٠هـ/ ٣٢٧هـ)،ت:خالد بن عبدالرحمن،مكتبة الملك الفهد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ.
- علل الحديث لابن أبي حاتم: للإمام عبد الرحمن بن محمد أبي حاتم الرازي (٢٤٠هـ/ ٣٢٧هـ)،ت:سعد بن عبد الله عبد الحميد وخالد بن عبد الرحمن الجُريسي،مكتبة الملك الفهد ـ الرياض،الطبعة ١٤٢٧هـ.

- علل الشرائع: لرأس الإمامية ابن بابويه القمي المعروف بالشيخ الصدوق أبو جعفر القمي (٣٨١هـ)، دار المرتضى ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ.
- العلل المتناهية: للحافظ أبي الفرج عبد الرحمن بن علي بن الجَوزي القُرَشِي (٥٠٩هـ/٥٩٧هـ)، ت: خليل الميس، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٣هـ.
- العلل المتناهية: للحافظ أبي الفرج عبد الرحمن بن علي بن الجوزي القرشي (٥٠٩هـ/٥٩٧هـ)، ت: إرشاد الحق الأثري، إدارة العلوم الأثرية ـ فيصل آباد ـ باكستان، الطبعة الأولى ١٣٩٩هـ.
- العِلَل الواردة في الأحاديث النبوية: للإمام أبي الحسن علي بن عمر بن أحمد بن مهدي الدارَقُطْنِي الشافعي (٣٠٦هـ/٣٨٥هـ)، ت: محفوظ الرحمن زين الله، دار طيبة ـ رياض، الطبعة ١٤٠٥هـ.
- العلل الواردة: للإمام أبي الحسن علي بن عمر بن أحمد بن مهدي الدارقطني الشافعي (٣٠٦هـ/ ٣٨٥هـ)، ت: محمد بن صالح بن محمد، دار ابن الجوزي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ.
- العلل ومعرفة الرجال: للإمام أبي عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل الشيباني (١٦٤هـ/٢٤١هـ)، ت: وصي الله بن محمد عباس، دار الخاني ـ الرياض، الطبعة الثانية ١٤٢٢هـ.
- العلو للعلي الغفار: للحافظ أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي (٦٧٣هـ/٧٤٨)، ت: أبو محمد أشرف بن عبد المقصود، مكتبة أضواء السلف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.
- عمدة التحقيق في بشائر آل الصديق: للعلامة إبراهيم بن عامر العبيدي المالكي (١٠٩١هـ)، مطبعة جمعية المعارف.
- عمدة الرعاية: للعلامة أبي الحسنات محمد عبد الحي بن محمد عبد الحليم اللكنوي (١٢٦٢هـ/ ١٣٠٤هـ)، مكتبة إمدادية ـ ملتان.
- عمدة القاري: للإمام بدر الدين أبي محمد محمود بن أحمد العيني الحنفي (٧٦٢هـ/٨٥٥هـ)، ت: محمد أحمد الحلاق، دار إحياء التراث العربي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.
- عمدة القاري: للإمام بدر الدين أبي محمد محمود بن أحمد العيني الحنفي (٧٦٢هـ/٨٥٥هـ)، دار الفكر.
- عمدة القاري: للإمام بدر الدين أبي محمد محمود بن أحمد العيني الحنفي (٧٦٢هـ/٨٥٥هـ)، ت: عبد الله محمود محمد عمر، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.
- عمل اليوم والليلة: للحافظ أبي بكر أحمد بن محمد بن إسحاق الدينوري المعروف بابن السني (٣٦٤هـ)، ت: عبد الرحمن كوثر، شركة دار أرقم ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

- -عمل اليوم والليلة: للإمام الحافظ أبي عبد الرحمن أحمد بن شعيب الخراساني النسائي (٢١٥هـ/ ٣٠٣هـ)،ت:فاروق حمادة،مؤسسة الرسالة ـ بيروت .
- - العناية شرح الهداية على هامش شرح فتح القدير: للعلامة أكمل الدين أبي عبد الله محمد بن محمد بن محمود الحنفي البابرتي (نحو ٧١٠هـ/٧٨٦هـ)،المطبعة الأميرية ـ مصر،الطبعة الأولى ١٣١٥هـ.
- - العناية شرح الهداية: للعلامة أكمل الدين أبي عبد الله محمد بن محمد بن محمود الحنفي البابرتي (نحو ٧١٠هـ/٧٨٦هـ)،دار الفكر .
- - عيون الأخبار: للحافظ أبي محمد عبد الله بن مسلم بن قتيبة الدينوري(٢٧٦هـ)،دار الكتاب العربي ـ بيروت .
- - غاية النهاية في طبقات القراء: للحافظ أبي الخير محمد بن محمد الدمشقي المقري الجزري (٧٥١هـ/ ٨٣٣هـ)،ت:أبو إبراهيم عمرو بن عبد الله،دار اللؤلؤة ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤٣٨هـ.
- - الغرائب الملتقطة: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢ هـ)،ت: خسيري حسيني جميل،جميعة دار البر ـ دبئي،الطبعة الأولى ١٤٣٩هـ.
- - الغرائب الملتقطة: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢ هـ)، مخطوط من الشاملة .
- - غريب الحديث: للإمام أبي عبيد قاسم بن سلام القاضي البغدادي الهروي (١٥٧هـ/٢٢٤هـ)، ت:حسين محمد محمد شرف،الهيئة العامة لشئون المطابع الأميرية ـ القاهرة، الطبعة ١٤٠٤هـ.
- - غريب الحديث: للحافظ أبي محمد عبد الله بن مسلم بن قتيبة الدينوري (٢١٣هـ/٢٧٦هـ)،ت: عبد الله الجبوري،مطبعة العاني ـ بغداد، الطبعة الأولى ١٣٩٧هـ.
- - غريب الحديث: للحافظ جمال الدين أبي الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد ابن الجوزي (٥٠٨هـ/٥٩٧هـ)،ت:عبد المعطي أمين القلعجي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة ١٤٢٥هـ.
- - الغريبين في القرآن والحديث: للعلامة أبي عبيد أحمد بن محمد الهروي (٤٠١هـ)،ت: أحمد فريد المزيدي،مكتبة نزار مصطفى الباز ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.
- - الغماز على اللماز: للعلامة نور الدين أبي الحسن السمهودي(٩١١هـ)،ت:مصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.
- - الغنية فهرست شيوخ القاضي عياض: للقاضي أبي الفضل عياض بن موسى بن عياض اليحصبي البستي(٤٧٦هـ/٥٤٤هـ)،ت:ماهر زهير الجرار،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٢هـ.

● - الغنيةلطالبي طريق الحق عز وجل: للشيخ محيى الدين أبي محمد عبد القادر بن موسى بن عبد الله الجيلاني (٥٦١هـ)،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

● - غنية المستملي: للعلامة إبراهيم بن محمد بن إبراهيم الحلبي (٩٥٦ هـ)،مخطوط.

● - غنية المستملي: للعلامة إبراهيم بن محمد بن إبراهيم الحلبي (٩٥٦ هـ)،ت: نديم الواجدي، مكتبة نعمانية كانسي رود ـ كوئيته.

● -غيث المواهب العلية في شرح الحكم العطائية: للعلامة أبي عبد الله محمد بن إبراهيم بن عَبَّاد (٧٩٢هـ)،ت:عبد الله سليم المختار،دار الكتب العلمية ـ بيروت.

● - الفائق في غريب الحديث: للعلامة أبي القاسم محمود بن عمر الزمخشري (٤٦٧هـ/٥٣٨هـ)، ت:علي محمد البجاوي ومحمد أبو الفضل إبراهيم،مطبعة عيسى البابي الحلبي وشركاءه.

● - الفتاوى البزازية على هامش الفتاوى الهندية: للعلامة محمد بن محمد بن شهاب الكردي البزازي (٨٢٧هـ)،المطبعة الكبرى الأميرية ـ مصر،الطبعة الثانية ١٣١٠هـ.

● - الفتاوى التاتارخانية: للعلامة فريد الدين عالم بن العلاء الدهلوي الهندي (٧٨٦هـ)،ت:شبير أحمد القاسمي،مكتبة زكريا ديوبند ـ هند،الطبعة ١٤٣١هـ.

● - الفتاوى الحديثية: للعلامة أبي العباس شهاب الدين أحمد بن محمد بن علي بن حجر الهيتمي (٩٠٩هـ/٩٧٤هـ)،دار المعرفة ـ بيروت.

● - الفتاوى الفقهية الكبرى: للعلامة أبي العباس أحمد بن محمد بن علي بن حجر الهَيْتَمِي (٩٠٩هـ /٩٧٤هـ)،دار الفكر ـ بيروت.

● - الفتاوى الولوالجية: للعلامة أبي الفتح ظهير الدين عبد الرشيد بن أبي حنيفة الوَلْوَالِجِي (المتوفى بعد ٥٤٠هـ)،ت:مقداد بن موسى فريوي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.

● - فتح باب العناية: للملا علي بن سلطان الهروي القاري (١٠١٤هـ)،ت:محمد نزار تميم وهيثم نزار تميم شركة دار الأرقم ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

● - فتح الباب في الكنى والألقاب: للحافظ أبي عبد الله محمد بن إسحاق ابن منده العبدي الأصبهاني (٣١٠هـ/٣٩٥هـ)،ت:أبو قتيبة نظر محمد الفاريابي،مكتبة الكوثر ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

● - فتح الباري: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني (٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)،ت:محمد فؤاد عبد الباقي،المكتبة السلفية.

● - فتح الباري: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني (٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)،إشراف: الشيخ عبد العزيز بن عبد الله بن باز،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة ١٣٧٩هـ.

- فتح الباري شرح صحيح البخاري: للحافظ عبد الرحمن بن أحمد بن رجب الحنبلي (٧٩٥هـ)، ت:محمود بن شعبان بن عبد المقصود ومجدي بن عبد الخالق الشافعي وغيره ،مكتبة الغرباء الأثرية ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.
- الفتح السماوي: للعلامة محمد عبد الرؤف بن تاج العارفين المناوي(٩٥٢هـ/١٠٣١هـ)، ت:أحمد مجتبى السلفي،دار العاصمة ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.
- فتح القدير: للعلامة محمد بن علي بن محمد الشوكاني(١١٧٣هـ/١٢٥٠هـ)،دار الكلم الطيب ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤١٩هـ.
- الفتح المبين: للعلامة أبي العباس شهاب الدين أحمد بن محمد بن علي بن حجر الهيتمي (٩٠٩هـ/ ٩٧٤هـ)،ت:أحمد جاسم محمد المحمد،دار المنهاج ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٨هـ.
- فتح المغيث بشرح ألفية الحديث: للحافظ شمس الدين أبي الخير محمد بن عبد الرحمن السَخَاوي (٨٣١هـ/٩٠٢هـ)،ت:علي حسين علي،مكتبة السنة ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.
- الفتوحات الربانية على الأذكار النواوية: للعلامة محمد علي بن محمد علان الصديقي الشافعي (٩٩٦هـ/١٠٥٧هـ)،دار إحياء التراث العربي ـ بيروت .
- الفتوحات الربانية على الأذكار النواوية: للعلامة محمد علي بن محمد علان الصديقي الشافعي (٩٩٦هـ/١٠٥٧هـ)،ت:عبد المنعم خليل إبراهيم،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.
- الفتوحات المكية: للعلامة أبي بكر محمد بن علي بن محمد المعروف بابن العربي(٥٦٠هـ/٦٣٨هـ)، ت:أحمد شمس الدين،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.
- الفرج بعد الشدة: للقاضي محسن أبي علي التنوخي (٣٨٤هـ)،ت:عبود الشالجي،دار صادر ـ بيروت، الطبعة ١٣٩٨هـ.
- الفردوس بمأثور الخطاب: للحافظ أبي شجاع شيرويه بن شهردار بن شيرويه الديلمي(٤٤٥هـ/ ٥٠٩هـ)،ت:السعيد بن بسيوني زغلول،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.
- فصول البدائع في أصول الشرائع: للعلامة شمس الدين محمد بن حمزة بن محمد الفَنَاري الرومي الحنفي(٨٣٤ هـ)،ت:محمد حسن محمد حسن إسماعيل،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ.
- الفصول في سيرة الرسول: للحافظ عماد الدين أبي الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي الدمشقي (٧٠٠هـ/٧٧٤هـ)،ت:محمد العيد الخطراوي ومحيي الدين مستو،مؤسسة علوم القرآن ـ بيروت، الطبعة الثالثة ١٤٠٣هـ.

- فضائل الأوقات: للحافظ أبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي (٣٨٤هـ/٤٥٨هـ)،ت:عدنان عبد الرحمن مجيد القيسي،مكتبة المنارة ـ مكة المكرمة،الطبعة الأولى ١٤١٠هـ.
- فضائل بيت المقدس: للإمام ضياء الدين أبي عبد الله محمد بن عبد الواحد الحنبلي المقدسي (٥٦٧هـ/٦٤٣هـ)،ت:محمد مطيع الحافظ،دار الفكر ـ سورية،الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.
- فضائل الخلفاء الأربعة: للحافظ أبي نعيم أحمد بن عبد الله الأصبهاني (٣٣٦هـ/٤٣٠هـ)،ت:صالح بن محمد العقيل،دار البخاري ـ المدينة المنورة.
- فضائل شهر رجب: للحافظ أبي محمد الحسن بن محمد الخلال (٣٥٢هـ/٤٣٩هـ)،،ت:أبو يوسف عبد الرحمن بن يوسف،دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.
- فضائل الصحابة: للإمام أبي عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل الشيباني (١٦٤هـ/٢٤١هـ)،ت: وصي الله بن محمد عباس،إحياء التراث الإسلامي ـ مكة المكرمة،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.
- فضائل القرآن: للحافظ أبي العباس جعفر بن محمد بن المعتز المستغفري النسفي (٣٥٠هـ/٤٣٢هـ)، ت:أحمد بن فارس السلوم،دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ.
- فضائل القرآن وما أنزل من القرآن بمكة وما أنزل بالمدينة: للحافظ أبي عبد الله محمد بن أيوب بن يحيى بن ضريس البجلي الرازي (٢٠٠هـ/٢٩٤هـ)،ت:عروة بدير،دار الفكر ـ دمشق،الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.
- فضل التهليل وثوابه الجزيل: للحافظ أبي علي حسن بن أحمد بن عبد الله البغدادي الحنبلي المعروف بابن البَنَّاء (٣٩٦هـ/٤٧١هـ)،ت:عبد الله بن يوسف الجديع،دار العاصمة ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.
- فضل الصلوة على النبي: للحافظ إسماعيل بن إسحاق الجهضمي القاضي (٢٨٢هـ)،ت:محمد عوامة، دار المنهاج،جدة،الطبعة الثالثة ١٤٣٢هـ.
- الفضل المبين في الصبر عند فقد البنات والبنين: للعلامة محمد بن يوسف الصالحي الشامي (٩٤٢هـ)، مخطوط.
- فضل يوم عرفة: للحافظ أبي بكر محمد بن إسماعيل البغدادي المستملي الوراق (٢٩٣هـ/٣٧٨هـ)، مخطوط من الشاملة.
- الفقيه والمتفقة: للحافظ أبي بكر أحمد بن علي بن ثابت الخطيب البغدادي (٣٩٢هـ/٤٦٣هـ)،ت:أبو عبد الرحمن عادل بن يوسف العزازي،دار ابن الجوزي ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.
- الفواتح الإلهية والمفاتح الغيبية: للعلامة نعمت الله بن محمود النخجواني (٩٢٠هـ)،المطبعة العثمانية ـ دار الخلافة العلية الإسلامية،الطبعة الأولى ١٣٢٥هـ.

- -الفوائد: للحافظ أبي القاسم تمام بن محمد الرازي البجلي (٣٣٠هـ/٤١٤هـ)،ت:حمدي عبد المجيد السلفي،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.
- -الفوائد: للحافظ عبد الوهاب بن محمد بن إسحاق ابن منده العبدي الأصبهاني (٣١٠هـ/٣٩٥هـ)، ت:خلاف محمود عبد السميع،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.
- - فوائد ابن نصر: للعلامة أبي القاسم عبد الرحمن بن عمر بن نصر بن محمد الشيباني البزاز (٤١٠هـ)، ت:أبو عبد الله حمزة الجزائري،دار النصيحة،الطبعة الأولى ١٤٢٨هـ.
- - الفوائد البَهِيَّة في تراجم الحنفية: للعلامة أبي الحسنات محمد عبد الحي بن محمد عبد الحليم اللكنوي (١٢٦٢هـ/١٣٠٤هـ)،المطبع المصطفائي.
- - الفوائد الجليلة في مسلسلات ابن عقيلة: للعلامة محمد بن أحمد بن سعيد الحنفي المكي (١١٥٠هـ)، ت:محمد رضا القهوجي،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.
- - فوائد حديثية: للحافظ محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين ابن قيم الجوزية (٦٩١هـ/ ٧٥١هـ)،ت:أبو عبيدة مشهور بن حسن، أبو معاذ إياد بن عبد اللطيف القيسي،دار ابن الجوزي ـ المملكة العربية السعودية،الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.
- -الفوائد المجموعة في الأحاديث الموضوعة: للعلامة محمد بن علي بن محمد الشَوْكَانِي (١١٧٣هـ/١٢٥٠هـ)،ت:رضوان جامع رضوان،مكتبة نزار مصطفى الباز ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.
- - الفوائد المجموعة في الأحاديث الموضوعة: للعلامة محمد بن علي بن محمد الشَوْكَانِي (١١٧٣هـ/١٢٥٠هـ)،ت:عبد الرحمن بن يحيي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة ١٤١٦هـ.
- - الفوائد الموضوعة: للعلامة مرعي بن يوسف الكرمي المقدسي (١٠٣٣هـ)،ت: محمد بن لطفي الصباغ،دار الوراق ـ الرياض،الطبعة الثالثة ١٤١٩هـ.
- - الفهرست: لأبي جعفر محمد بن حسن بن علي الطوسي (٣٨٥هـ/٤٦٠هـ)،المكتبة المرتضوية ـ النجف.
- - فيض القدير شرح الجامع الصغير: للعلامة محمد عبد الرؤف بن تاج العارفين المناوي (٩٥٢هـ/ ١٠٣١هـ)،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٣٩١هـ.
- - فيض القدير شرح الجامع الصغير: للعلامة محمد عبد الرؤف بن تاج العارفين المناوي (٩٥٢هـ/ ١٠٣١هـ)،ت:أحمد نصر الله،دار الحديث ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤٠٣هـ.
- - القاموس المحيط: للعلامة مجد الدين أبي طاهر محمد بن يعقوب الفيروز آبادي (٧٢٩هـ/٨١٧هـ)، مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الثامنة ١٤٢٦هـ.

- قبول الأخبار ومعرفة الرجال: للحافظ أبي القاسم عبد الله بن أحمد البلخي(٣١٩هـ)،ت:أبي عمرو الحسيني بن عمر،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.
- قرة العيون ومفرح القلب المحزون: للإمام الفقيه أبي الليث نصر بن محمد السمرقندي(٣٧٣أو ٣٧٥هـ) مكتبة النصر ـ مصر .
- قصر الأمل: للحافظ أبي بكر عبد الله بن محمد القرشي المعروف بابن أبي الدنيا (٢٠٨هـ/٢٨٠هـ)، ت:محمد خير رمضان يوسف،دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤١٦هـ.
- قصص الأنبياء عليهم الصلاة والسلام: للعلامة أبي عبد الله محمد بن محمد بن عبد الله الثقفي النيسابوري الكسائي(٣٤٩هـ/٤٢٥هـ)،ت: إسحاق بن ساؤول، مطبعة بربل،الطبعة ١٩٢٢ء.
- القضاء والقدر للبيهقي: للحافظ أبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي(٣٨٤هـ/ ٤٥٨هـ)،ت:محمد بن عبد الله آل عامر،مكتبة العبيكان ـ الرياض،الطبعة الثانية١٤٢٧هـ.
- القند في ذكر علماء سمرقند: للعلامة نجم الدين عمر بن محمد بن أحمد النسفي(٤٦١هـ/٥٣٧هـ)، ت:يوسف الهادي،آينه ميراث ـ تهران،الطبعة الأولى١٣٧٨هـ.
- قواعد تفسير الأحلام: للعلامة شهاب الدين أحمد بن عبد الرحمن بن عبد المنعم بن نعمة النابلسي الحنبلي(٦٢٨هـ/٦٩٧هـ)،ت:حسين بن محمد جمعة،مؤسسة الريان ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.
- قوت القلوب في معاملة المحبوب: للعلامة أبي طالب محمد بن علي بن عطية المكي(٣٨٦هـ)، ت:محمود إبراهيم محمد الرضواني،مكتبة دار التراث ـ القاهرة،الطبعة الأولى١٤٢٢هـ.
- القول البديع في الصلاة على الحبيب الشفيع صلى الله عليه وسلم: للعلامة شمس الدين أبي الخير محمد بن عبد الرحمن السخاوي (٨٣١هـ/٩٠٢هـ)، ت:محمد عوامة،دار اليسر ـ المدينة المنورة،الطبعة الثالثة١٤٣٢هـ.
- قيمة الزمن عند العلماء: للشيخ عبد الفتّاح أبي غُدَّة (١٣٣٦هـ/١٤١٧هـ)،دار عالم الكتب ـ بيروت، الطبعة١٤٠٤هـ.
- الكاشف عن حقائق السنن: للعلامة شرف الدين الحسين بن عبد الله بن محمد الطيبي(٧٤٣هـ)، ت:عبد الحميد هنداوي، مكتبة نزار مصطفى الباز ـ الرياض،الطبعة الأولى١٤١٧هـ.
- الكاشف في معرفة من له رواية في الكتب الستة: للحافظ أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي(٦٧٣هـ/٧٤٨)،ت:محمد عوامة،دار القبلة للثقافة الإسلامية ـ جده،الطبعة الأولى١٤١٣هـ.

● - الكاشف في معرفة من له رواية في الكتب الستة: للحافظ أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي(٦٧٣هـ/٧٤٨)،ت:عزت علي عيد عطية وموسي محمد علي الموشي،دار الكتب الحديثية ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٣٩٢هـ.

● - الكافي الشاف: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)،دار إحياء التراث العربي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

● - الكافي: لشيخ الشيعة أبو جعفر محمد بن يعقوب الكُلِيني(٣٢٨هـ أو ٣٢٩هـ)،منشورات الفجر ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٨هـ.

● - الكامل في ضعفاء الرجال: للحافظ أبي أحمد عبد الله بن عدي الجرجاني(٢٧٧هـ/٣٦٥هـ)،ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت .

● - الكامل في ضعفاء الرجال: للحافظ أبي أحمد عبد الله بن عدي الجرجاني (٢٧٧هـ/ ٣٦٥هـ)، ت:يحيى مختارغزاوي،دار الفكر ـ بيروت،الطبعة الثالثة ١٤٠٩هـ.

● - الكامل في ضعفاء الرجال: للحافظ أبي أحمد عبد الله بن عدي الجرجاني(٢٧٧هـ/٣٦٥هـ)،ت: محمدأنس مصطفى الخن،دار الرسالة العالمية ـ دمشق،الطبعة الأولى ١٤٣٣هـ.

● - الكامل في اللغة والأدب: للعلامة أبي العباس محمد بن يزيد المعروف بالمبرد(٢٨٥هـ)،ت: محمد أبو الفضل إبراهيم،دار الفكر العربي ـ القاهرة،الطبعة الثالثة ١٤١٧هـ.

● - كتاب الأربعين في فضل الرحمة والراحمين: للعلامة محمد بن طولون(٩٥٣هـ)،ت:محمد خير رمضان يوسف،دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.

● - كتاب الأمالي: لأبي جعفر محمد بن حسن بن علي الطوسي(٣٨٥هـ/ ٤٦٠هـ)،دار الثقافة ـ قم، الطبعة الأولى ١٤١٤هـ.

● - كتاب الأمالي: للعلامة يحيى بن الحسين بن إسماعيل الحسني الشجري(٤١٢هـ/٤٩٩هـ)،ت: محمد حسن محمد حسن إسماعيل،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

● - كتاب تاريخ المدينة المنورة: للحافظ أبي زيد عمر بن شبه النميري البصري(١٧٣هـ/٢٦٢هـ)، ت: فهيم محمد شلتوت .

● - كتاب التاريخ وأسماء المحدثين وكناهم: للحافظ أبي عبد الله محمد بن أحمد المقدمي القاضي (٣٠١هـ)،ت:محمد بن إبراهيم اللحيدان،دار الكتاب والسنة ـ الباكستان،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

● - كتاب التذكرة بأحوال الموتى وأمور الآخرة: للعلامة محمد بن أحمد بن أبي بكر بن فرح الأنصاري القرطبي(٦٧١هـ)،ت:الصادق بن محمد بن إبراهيم،دارالمنهاج ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

- كتاب التعيين في شرح الأربعين: للعلامة نجم الدين سليمان بن عبد القوي الطوفي الصرصري (٧١٦هـ)،ت:أحمد حاج محمد عثمان،مؤسسة الريان ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.
- كتاب التوابين: للحافظ موفق الدين عبد الله بن أحمد بن قدامة المقدسي (٥٤١هـ/٦٢٠هـ)، ت: عبد القادر الأرناؤوط،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة١٤٠٧هـ.
- كتاب التوبة: للحافظ أبي بكر عبد الله بن محمد القرشي المعروف بابن أبي الدنيا (٢٠٨هـ/٢٨٠هـ)، ت:مجدي السيد إبراهيم،مكتبة القرآن ـ القاهرة.
- كتاب التوحيد: للإمام أبي بكر محمد بن إسحاق بن خزيمة السلمي النيسابوري (٢٢٣هـ/٣١١هـ)، ت:عبد العزيز بن إبراهيم الشهوان،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة السادسة١٤١٨هـ.
- كتاب التوكل: للقاضي أبي يعلى محمد بن الحسين بن محمد ابن الفراء الحنبلي (٣٨٠هـ/٤٥٨هـ)، ت:يوسف بن علي الطريف،دار الميمان ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٣٥هـ.
- كتاب الدعاء: للإمام أبي القاسم سليمان بن أحمد الطبراني(٢٦٠هـ/٣٦٠هـ)،ت:مصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤١٣هـ.
- كتاب الدعاء: للحافظ أبي عبد الرحمن محمد بن فضيل بن غزوان الضبي(١٩٥هـ)،ت:عبد العزيز بن سليمان بن إبراهيم البعيمي،مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.
- كتاب الزهد: للإمام أبي السري هناد بن السري التميمي الدارمي الكوفي (١٥٢هـ/٢٤٣هـ)،ت: عبد الرحمن عبد الجبار الفريوائي،دار الخلفاء للكتاب الإسلامي ـ الكويت،الطبعة الأولى١٤٠٦هـ.
- كتاب الزهد: للحافظ أبي بكر عبد الله بن محمد القرشي المعروف بابن أبي الدنيا (٢٠٨هـ/٢٨٠هـ)، دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.
- كتاب الزهد الكبير: للحافظ أبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي(٣٨٤هـ/٤٥٨هـ)،ت:عامر أحمد حيدر،دار الجنان ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٠٨هـ.
- كتاب الزهرة: للعلامة أبوبكر محمد بن داود الأصبهاني(٢٩٧هـ)،ت:إبراهيم السامرائي،مكتبة المنار ـ أردن،الطبعة الثانية١٤٠٦هـ.
- كتاب السنة: للحافظ أبي بكر أحمد بن عمرو بن أبي عاصم(٢٨٧هـ)،المكتب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٠هـ.
- كتاب السنن: للحافظ أبي عثمان سعيد بن منصور بن شعبة الخراساني(٢٢٧هـ)،ت:حبيب الرحمن الأعظمي، الدار السلفية ـ الهند،الطبعة الأولى١٤٠٣هـ.

- کتاب الشريعة: للعلامة أبي بكر محمد الحسين الآجري(٣٦٠هـ)،ت:عبدالله بن عمربن سليمان الدميجي،دار الوطن ـ الرياض،الطبعة الأولى١٤١٨هـ.
- كتاب الضعفاء: للحافظ أبي نعيم أحمد بن عبد الله الأصفهاني(٣٣٦هـ/٤٣٠هـ)،ت:فاروق حمادة، دار الثقافة ـ قاهرة،الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.
- كتاب ضوء الشموع: للعلامة أبي عبد الله محمد بن محمد بن أحمد السنباوي الأزهري المالكي المعروف بالأمير الكبير (١١٥٤هـ/ ١٢٣٢هـ)،المكتبة الأزهرية للتراث.
- كتاب الطب: للحافظ أبي العباس جعفر بن محمد بن المعتز المستغفري النسفي(٣٥٠هـ/٤٣٢هـ)، مخطوط.
- كتاب العدة للكرب والشدة: للحافظ ضياء الدين أبي عبد الله محمد بن عبد الواحد بن أحمد المقدسي(٥٦٩هـ/٦٤٣هـ)،ت:ياسر بن إبراهيم بن محمد دار المشكاة ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤١٤هـ.
- كتاب العرش: للحافظ أبي جعفر محمد بن عثمان بن أبي شيبة(٢٩٧هـ)،ت:محمد بن خليفة التميمي،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى١٤١٨هـ.
- كتاب العظمة: للحافظ أبي الشيخ عبد الله بن محمد بن جعفر بن حيان الأصبهاني(٢٧٤هـ /٣٦٩هـ)،ت:رضاء الله بن محمد إدريس المباركفوري،دار العاصمة ـ الرياض.
- كتاب العلل ومعرفة الرجال: للإمام أبي عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل الشيباني(١٦٤هـ / ٢٤١هـ)،ت:وصي الله بن محمدعباس،دار الخاني ـ الرياض،الطبعة الثانية ١٤٢٢هـ.
- كتاب العين: للإمام أبي عبد الرحمن خليل بن أحمد البصري النحوي الفراهيدي (١٠٠هـ/ نحو ١٧٠هـ)،ت:عبد الحميد هنداوي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.
- كتاب الكبائر: للحافظ أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي (٦٧٣هـ/٧٤٨هـ)،دار الندوة الجديدة ـ بيروت.
- كتاب الكبائر: للحافظ أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي(٦٧٣هـ /٧٤٨هـ)،ت:أبو عبيدة مشهور بن حسن آل سلمان،مكتبة الفرقان،الطبعة الثانية ١٤٢٤هـ.
- كتاب المبسوط: للإمام شمس الأئمة أبو بكر محمد بن أحمد السرخسي(٤٨٨هـ)،دار المعرفة ـ بيروت.
- كتاب المجروحين من المحدثين والضعفاء والمتروكين: للإمام محمد بن حبان بن أحمد بن أبي حاتم البستي(بعد ٢٧٠هـ/٣٥٤هـ)،ت:محمود إبراهيم زايد،دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ١٤١٢هـ.

- کتاب المراسیل: للإمام عبد الرحمن بن محمد أبي حاتم الرازي(٢٤٠هـ/٣٢٧هـ)،ت: شكر الله بن نعمة الله قوجاني،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى١٣٩٧هـ.
- كتاب المسلسلات: للحافظ جمال الدين أبي الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد ابن الجوزي (٥٠٨هـ/٥٩٧هـ)،مخطوط .
- الكتاب المصنف في الأحاديث والآثار: للإمام أبي بكر عبد الله بن محمد بن أبي شيبة الكوفي العبسي(١٥٩هـ/٢٣٥هـ)،ت:كمال يوسف الحوف،دار التاج ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٠٩هـ.
- كتاب المعجم: للإمام أبي سعيد أحمد بن محمد ابن الأعرابي(٢٤٦هـ/٣٤٠هـ)،ت:عبد المحسن بن إبراهيم بن أحمد الحسيني،دار ابن الجوزي ـ الرياض،الطبعة الأولى١٤١٨هـ.
- كتاب المعجم: للإمام أبي يعلى أحمد بن علي التيمي الموصلي(٢١٠هـ/٣٠٧هـ)،ت:إرشاد الحق الأثري،إدارة العلوم الأثرية ـ فيصل آباد،باكستان، الطبعة الأولى١٤٠٧هـ.
- كتاب مقتل أمير المؤمنين: للحافظ أبي بكر عبد الله بن محمد القرشي المعروف بابن أبي الدنيا (٢٠٨هـ/٢٨٠هـ)،ت:إبراهيم صالح،دار البشائر ـ دمشق،الطبعة الأولى١٤٢٢هـ.
- كتاب من عاش بعد الموت: للحافظ أبي بكر عبد الله بن محمد القرشي المعروف بابن أبي الدنيا (٢٠٨هـ/٢٨٠هـ)،ت:محمد حسام بيضون،مؤسسة الكتب الثقافية ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤١٣هـ.
- كتاب الموضوعات: للحافظ أبي الفرج عبد الرحمن بن عليبن الجوزي القرشي(٥٠٩هـ/ ٥٩٧هـ)،دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٩هـ.
- كتاب الموضوعات: للحافظ أبي الفرج عبد الرحمن بن عليبن الجوزي القرشي(٥٠٩هـ/ ٥٩٧هـ)،ت:عبدالرحمن محمد عثمان،المكتبة السلفية ـ المدنية المنورة،الطبعة الأولى ١٣٨٦هـ.
- كتاب الموضوعات: للحافظ أبي الفرج عبد الرحمن بن علي بن الجوزي القرشي(٥٠٩هـ/٥٩٧هـ)، ت:نورالدين بن شكري بن علي بوياجيلار،أضواء السلف ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.
- كرامات أولياء الله: للحافظ أبي القاسم هبة الله بن الحسن بن منصور الرازي الطبري اللالكائي (٤١٨هـ)،ت:أحمد بن سعد بن حمدان الغامدي دار طيبة ـ السعودية،الطبعة الثانية ١٤١٥هـ.
- كشاف اصطلاحات الفنون والعلوم: للعلامة محمد علي التهانوي (توفي بعد ١١٥٨هـ)،ت:علي دحروج،مكتبة لبنان ناشرون ـ بيروت،الطبعة الأولى١٩٩٦ء .
- كشف الالتباس فى استحباب اللباس: للعلامة محمد عبد الحق الدهلوي(١١٧٤هـ)،جمعيت إشاعت أهلسنت باكستان ـ كراتشي، الطبعة ١٤٢٤هـ.

● -كشف الأسرار عن أصول فخر الإسلام البزدوي: للعلامة علاء الدين عبد العزيز بن أحمد بن محمد البخاري (٧٢٩هـ)،مطبعة الشركة الصحافية العثمانية .

● -الكشف الإلهي: للعلامة محمد بن محمد الطرابلسي السندروسي الحنفي(١١٧٧هـ)،ت:محمد محمود أحمد بكار،دار السلام ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤٣٢هـ.

● - الكشف الحثيث عمن رمي بوضعِ الحديث: للعلامةأبي الوفاءإبراهيم بن محمد بن خليل الطرابلسي(٧٥٣هـ/٨٤١هـ)،صبحي السامرائي،مكتبة النهضة العربية ـ بيروت،الطبعة١٤٠٧هـ.

● - كشف الخفاء ومزِيل الإلباس عما اشتهرمن الأحاديث على ألسنة الناس: للعلامة أبي الفداء إسماعيل بن محمد العجلوني الجراحي(١٠٨٧هـ/١١٦٢هـ)،ت:عبد الحميد هـنداوي،المكتبة العصرية ـ بيروت،الطبعة١٤٢٧هـ.

● - كشف الخفاء ومزِيل الإلباس عما اشتهرمن الأحاديث على ألسنة الناس: للحافظ أبي الفداء إسماعيل بن محمد العجلوني الجراحي(١٠٨٧هـ/١١٦٢هـ)،ت: يوسف بن محمود،مكتبة العلم الحديث ـ دمشق،الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.

● - كشف الخفاء ومزِيل الإلباس عما اشتهرمن الأحاديث على ألسنة الناس: للحافظ أبي الفداء إسماعيل بن محمد العجلوني الجراحي(١٠٨٧هـ/١١٦٢هـ)،مكتبة القدسي ـ القاهرة،الطبعة ١٣٥١هـ.

● - الكشف والبيان: للعلامة أبو إسحاق أحمد بن محمد بن إبراهيم الثعلبي النيسابوري (٤٢٧هـ)،ت: أبومحمد بن عاشور،دار إحياء التراث العربي ـ بيرت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

● - كفاية الأتقياء ومنهاج الأصفياء: للعلامة أبوبكر بن محمد شطا الدِمْيَاطِي البَكْرِي(١٣١٠هـ)،المطبعة الخيرية ـ مصر،الطبعة١٣٠٣هـ.

● - كنز العمال في سنن أقوال والأفعال: للعلامة علاء الدين عَلِي المتَّقي بن حسام الدين الهِندي (٨٨٨هـ/٩٧٥هـ)،ت:محمود عمر الدمياطي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية١٤٢٤هـ.

● - كنزالعمال: للعلامة علاء الدين عَلِي المتَّقي بن حسام الدين الهندي (٨٨٨هـ/٩٧٥هـ)،ت: بكر يحياني،صفوة السقا،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الخامسة ١٤٠٥هـ.

● - كنوز الذهب في تاريخ حلب: للعلامة أحمد بن إبراهيم المعروف سبط ابن العجمي(٨٨٤هـ)، ت:شوقي شعث وفالح البكور،دار القلم العربي ـ حلب،الطبعة الأولى١٤١٨هـ.

● - الكنى والأسماء: للإمام أبي الحسين مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري(٢٠٦هـ/٢٦١هـ)، ت:عبد الرحيم محمد أحمد القشقري،الجامعة الإسلامية ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

- الكنى والأسماء: للحافظ أبي بشر محمد بن أحمد بن حماد الدولابي (٢٢٤هـ/٣١٠هـ)،ت:أبو قتيبة نظر محمد الفاريابي،دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.
- كوثر النَّبِيّ وزُلَالُ حَوْضِهِ الرَّوِيّ (فنّ معرفة الموضوعات): للعلامة أبي عبد الرحمن عبد العزيز بن أبي حفص أحمد بن حامد القرشي (١٢٠٦هـ/١٢٣٩هـ)المخطوط،كتبه العلامة عبد الله الولْهَاري(١٢٨٣هـ).
- اللامع الصبيح بشرح الجامع الصحيح: للعلامة شمس الدين محمد بن عبد الدائم البرماوي العسقلاني (٧٦٣هـ/ ٨٣١هـ)،دار النوادر ـ سوريا،الطبعة الأولى ١٤٣٣هـ.
- اللآلئ المصنوعة: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السيوطي(٨٤٩هـ/٩١١هـ)،ت:محمدعبد المنعم رابح،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٨هـ.
- اللآلئ المصنوعة: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السيوطي(٨٤٩هـ/٩١١هـ)،ت:أبوعبد الرحمن صلاح بن محمد بن عويضة،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.
- اللآلئ المنثورة في الأحاديث المشهورة: للحافظ بدر الدين أبي عبد الله محمد بن عبد الله الزركشي (٧٤٥هـ/٧٩٤هـ)،ت:مصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.
- لباب الآداب: لمؤيد الدولة أبي المظفر أسامة ابن منقذ الكناني (٥٧٤هـ)،ت:أحمد محمد شاكر،مكتبة السنة ـ القاهرة،الطبعة ١٤٠٧هـ.
- اللباب في تهذيب الأنساب: للحافظ مجد الدين أبي السعادات المبارك بن محمد بن محمد الجزري المعروف بابن الأثير(٥٤٤هـ/٦٠٦هـ)،دار صادر ـ بيروت،الطبعة ١٤٠٠هـ.
- اللباب في علوم الكتاب: للعلامة أبي حفص سراج الدين عمر بن علي بن عادل الحنبلي(٨٨٠هـ)، ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.
- لسان العرب: للعلامة أبي الفضل جمال الدين محمد بن مكرم ابن المنظور الإفريقي(٦٣٠هـ/٧١١هـ)، دار صادر ـ بيروت.
- لسان الميزان: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)، ت:عبد الفتاح أبوغدة،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.
- لطائف المعارف: للحافظ عبد الرحمن بن أحمد بن رجب الحنبلي(٧٩٥هـ)،ت:ياسين محمد السواس،دار ابن كثير ـ دمشق،الطبعة الخامسة ١٤٢٠هـ.

● -لمحات الأنوار ونفحات الأزهار: للحافظ أبي القاسم محمد بن عبد الواحد الغافقي الملاحي (٥٤٩هـ)،ت:رفعت فوزي عبد المطلب،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.
● -لوامع الأنوار البهية وسواطع الأسرار الأثرية: للعلامة محمد بن أحمد السفاريني الحنبلي (١١١٤هـ/ ١١٨٨هـ)،مؤسسة الخافقين ومكتبتها ـ دمشق،الطبعة الثانية ١٤٠٢هـ.
● - اللؤلؤ المرصوع فيما لا أصل له أو باصله موضوع: للعلامة أبي المحاسن محمد بن خليل بن إبراهيم القاؤقجي (١٢٢٤هـ/١٣٠٥هـ)،ت:فواز أحمد زمرلي،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة ١٤١٥هـ .
● - ما ثبت بالسنة: للعلامة عبد الحق بن سيف الدين الدهلوي (٩٥٩هـ/١٠٥٢هـ)، مطبع مجتبائي ـ دهلي .
● - المتفق والمفترق: للحافظ أبي بكر أحمد بن علي بن ثابت الخطيب البغدادي (٣٩٢هـ/٤٦٣هـ)، ت:محمد صادق آيدن الحامدي،دار القاري ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.
● - مثنوي مولوي معنوي: للعارف بالله مولانا جلال الدين محمد الرومي (٦٧٢هـ)،مترجم:قاضي سجاد حسين،حامد أيند كمبني ـ لاهور .
● - مثير الغرام الساكن إلى أشرف الأماكن: للحافظ أبي الفرج عبد الرحمن بن علي بن الجوزي القرشي (٥٠٩هـ/ ٥٩٧هـ)،ت:مصطفى محمد الذهبي،دار الحديث ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.
● - مجابوالدعوة: للحافظ أبي بكر عبد الله بن محمد القرشي المعروف بابن أبي الدنيا (٢٠٨هـ/٢٨٠هـ)، ت:فاضل بن خلف الحمادة الرقي،دار اطلس الخضراء ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٣٣هـ.
● - المجالسة وجواهر العلم: للعلامة أبي بكر أحمد بن مروان الدينوري (٣٣٣هـ)،ت:أبو عبيدة مشهور بن حسن آل سلمان،دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.
● - مجلسان من مجالس الحافظ ابن عساكر في مسجد دمشق: للحافظ أبي القاسم علي بن الحسن بن هبة الله بن عبد الله المعروف بابن عساكر (٤٩٩هـ/٥٧١هـ)،ت:محمد مطيع الحافظ،دار الفكر ـ دمشق، الطبعة الأولى ١٣٩٩هـ.
● - مجمع الآداب في معجم الألقاب: للعلامة كمال الدين عبد الرزاق بن أحمد المعروف بابن الفوطي البغدادي الشيباني (٦٤٢هـ/٧٢٣هـ)،ت:محمد الكاظم،مؤسسة الطباعة والنشر وزارة الثقافة والإرشاد الإسلامي ـ طهران،الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.
● - مجمع الأنهر: للعلامة عبد الرحمن بن محمد بن سلمان المعروف شيخي زاده (١٠٧٨هـ)، ت:خليل عمران المنصور،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.
● - مجمع الزوائد ومنبع الفوائد: للحافظ نور الدين علي بن أبي بكر الهيثمي (٧٣٥هـ/٨٠٧هـ)، ت:حسام الدين القدسي،دار الكتاب العربي ـ بيروت .

● - مجمع الزوائد ومنبع الفوائد: للحافظ نور الدين علي بن أبي بكر الهيثمي(٧٣٥هـ/٨٠٧هـ)، ت:عبد الله الدرويش،دار الفكر-بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

● - مجمل اللغة: للعلامة أبي الحسين أحمد بن فارس الرازي المالكي(٣٩٥هـ)،ت:زهير عبد المحسن سلطان،مؤسسة الرسالة -بيروت،الطبعة الثانية١٤٠٦هـ.

● - مجموعة رسائل اللكنوي: للعلامة أبي الحسنات محمد عبد الحي بن محمد عبد الحليم اللكنوي (١٢٦٢هـ/١٣٠٤هـ)،ت:نعيم أشرف نور أحمد،إدارةالقرآن -كراتشي،الطبعة الثالثة ١٤٢٩هـ.

● - مجموعة رسائل: للإمام أبي حامد محمد بن محمد بن محمدالغزالي(٤٥٠هـ/٥٠٥هـ)،ت:إبراهيم أمين محمد،المكتبة التوفيقية -القاهرة.

● - مجموعة رسائل: للحافظ شمس الدين محمد بن أحمد بن عبد الهادي المقدسي(٧٤٤هـ)، ت:أبو عبد الله حسين بن عكاشة،الفاروق الحديثية -القاهرة،الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ.

● - المجموع شرح المهذب: للإمام محيى الدين أبي زكريا يحيى بن شرف النووي الشافعي (٦٣١هـ/ ٦٧٦هـ)،إدارة الطباعة المنيرية .

● - مجموع فتاوى: للإمام تقي الدين أحمد بن تيمية الحراني(٦٦١هـ/٧٢٧هـ)،ت:عبد الرحمن بن محمد بن قاسم،مجمع الملك فهد -المدينة،الطبعة ١٤٢٥هـ.

● - مجموع الفتاوى: للإمام تقي الدين أحمد بن تيمية الحرّاني(٦٦١هـ/٧٢٧هـ)،ت:عامر الجزائر و أنور الباز،دارالوفاء،الطبعة الثالثة١٤٢٦هـ.

● -مجموع فيه التوبة وغيره: للحافظ أبي القاسم علي بن الحسن بن هبة الله بن عبد الله المعروف بابن عساكر (٤٩٩هـ/٥٧١هـ)،ت:أبو عبد الله مشعل بن باني الجبرين المطيري، دار ابن حزم -بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

● - مجموع فيه رسائل: للحافظ شمس الدين أبي عبد الله محمد بن أبي بكر عبد الله الدمشقي المعروف بابن ناصر الدين(٧٧٧هـ/٨٤٢هـ)،ت:أبي عبد الله مشعل بن باني الجبرين،دار ابن حزم -بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

● - مجموع فيه مصنفات أبي العباس الأصم (٣٤٦هـ) وإسماعيل الصفار (٣٤١هـ):ت:نبيل سعد الدين جرار،دار البشائر الإسلامية - بيروت،الطبعة ١٤٢٥هـ.

● - المجموع المغيث: للحافظ أبي موسى محمد بن أبي بكر المديني الأصبهاني (٥٠١هـ/٥٨١هـ)، ت: عبد الكريم الغرباوي،دار المدني -جدة،الطبعة الأولى١٤٠٦هـ.

- المحاسن والأضداد: للعلامة عمرو بن بحر المعروف بالجاحظ(۲۵۵هـ)،ت:محمد سويد،دار إحياء العلوم ـ بيروت،الطبعة الثانية١٤١٨هـ.
- المحاسن والمساوي: للعلامة إبراهيم بن محمد البيهقي(۳۲۰هـ)،طبع بمطبعة السعادة ـ مصر، الطبعة١٢٢٥هـ.
- محاضرات الأدباء ومحاورات الشعراء والبلغاء: للعلامة أبي القاسم الحسين بن محمد بن المفضل المعروف بالراغب الأصبهاني(٥٠٢ هـ)،ت:عمر الطباع،شركة دار الأرقم بن أبي الأرقم ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.
- المحبة لله سبحانه: للعلامة أبي إسحاق إبراهيم بن عبد الله الختلي(المتوفى نحو٢٧٠هـ)،ت: عبد الله بدران،دار المكتبي ـ دمشق،الطبعة الأولى١٤٢٣هـ.
- المحصول في علم أصول الفقه: للعلامة فخر الدين أبي عبد الله محمد بن عمر الرازي (٥٤٤هـ/ ٦٠٦هـ)،ت:طه جابر فياض،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الثانية١٤١٢هـ.
- المحكم والمحيط الأعظم: للعلامة أبي الحسن علي بن إسماعيل المرسى اللغوي المعروف بابن سيده (٤٥٨هـ)،ت:عبد الحميد هنداوي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.
- المُحَلّى بالآثار: للإمام أبي محمدعلي بن أحمدبن سعيد بن حزم الأندلسي(٣٨٤هـ/٤٥٦هـ)، المنيرية ـ مصر،الطبعة١٣٥٢هـ .
- المحلى بالآثار: للإمام أبي محمدعلي بن أحمدبن سعيد بن حزم الأندلسي(٣٨٤هـ/٤٥٦هـ)،ت:عبد الغفار سليمان،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٢٥هـ.
- المحيط البرهاني: للعلامة برهان الدين محمود بن أحمد بن عبد العزيز البخاري المرغيناني الحنفي (٥٥١هـ/ ٦١٦هـ)،ت:نعيم أشرف نور أحمد،إدارة القرآن والعلوم الإسلامية ـ كراتشي،باكستان، الطبعة١٤٢٤هـ.
- مختصر المقاصد الحسنة: للعلامة أبو عبد الله محمد بن عبد الباقي الزرقاني المصري المالكي (١٠٥٥هـ/١١٢٢هـ)،ت:محمد بن لطفي الصباغ المكتب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الرابعة ١٤٠٩هـ.
- مختصر منهاج القاصدين: للعلامة نجم الدين أحمد بن عبد الرحمن ابن قدامة المقدسي (٦٨٩هـ)، ت:محمد أحمد دهمان،مكتبة دار البيان ـ دمشق،الطبعة١٣٩٨هـ.
- المختلف فيهم: للإمام أبي حفص عمر بن أحمد ابن شاهين(٢٩٧هـ/٣٨٥هـ)،ت:عبد الرحيم بن محمد بن أحمد القشقري،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.

- المخصص: للعلامة أبي الحسن علي بن إسماعيل المرسى اللغوي المعروف بابن سيده (٤٥٨هـ)، ت:خليل إبراهم جفال،دار إحياء التراث العربي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.
- المخلصيات: للحافظ أبي طاهر محمد بن عبد الرحمن بن العباس المُخَلِّص البغدادي(٣٠٥هـ/٣٩٣هـ)،ت:نبيل سعد الدين جرار،دار النوادر ـ الكويت،الطبعة الثانية ١٤٣٢هـ.
- مدارج السالكين بين المنازل إياك نعبد وإياك نستعين: للعلامة محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين ابن قَيِّم الجوزية(٦٩١هـ/٧٥١هـ)،دار إحياء التراث العربي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.
- مدارج السالكين: للحافظ محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين ابن قيم الجوزية (٦٩١هـ/٧٥١هـ)،ت:محمد المعتصم بالله البغدادي،دار الكتاب العربي ـ بيروت،الطبعة السابعة ١٤٢٣هـ.
- مدارج النبوة: للعلامة محمد عبد الحق الدهلوي(١١٧٤هـ)،مترجم:مفتي غلام معين الدين نعيمي، ممتاز أكيدمي ـ لاهور.
- المداوي: للعلامة أبي الفيض أحمد بن محمد بن الصديق الغماري الحسني(١٣٨٠هـ)،دار الكتبي ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٩٩٦ء.
- المدخل إلى الصحيح: للحافظ أبي عبد الله محمد بن عبد الله الحاكم النيسابوري (٣٢١هـ/٤٠٥هـ)،ت:ربيع بن هادي عمير المدخلي،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.
- المدخل إلى السنن الكبرى: للحافظ أبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي(٣٨٤هـ/٤٥٨هـ)،ت: محمد ضياء الرحمن الأعظمي،دار الخلفاء للكتاب الإسلامي ـ الكويت.
- المدخل إلى كتاب الإكليل: للحافظ أبي عبد الله محمد بن عبد الله الحاكم النيسابوري،(٣٢١هـ/٤٠٥هـ)، ت:فؤاد عبد المنعم أحمد،دار الدعوة ـ الإسكندرية.
- المدخل لابن الحاج: للعلامة أبي عبد الله محمد بن محمد بن محمد ابن الحاج العبدري المالكي (٧٣٧هـ)،مكتبة دار التراث ـ القاهرة.
- مراقي الفلاح: للعلامة حسن بن عمار بن علي الشُرُنْبُلالي الحنفي(١٠٦٩هـ)،ت:أبو عبد الرحمن صلاح بن محمد بن عويضة،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٤هـ.
- مرآة الزمان في تواريخ الأعيان: للعلامة شمس الدين أبي المظفر سبط ابن الجوزي(٦٥٤هـ)، ت:محمد بركات وعمار ريحاوي،الرسالة العالمية ـ دمشق،الطبعة الأولى ١٤٣٤هـ.

● - مُرشد الحائر لبيان وضع حديث جابر: للعلامة أحمد بن محمد بن الصديق الغماري(١٣٨٠هـ)، مكتبة طبرية ـ الرياض،الطبعة ١٤٠٨هـ.

● - مرقاة المفاتيح: للملا علي بن سلطان الهروي القاري(١٠١٤هـ)،ت: جمال عتاني،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

● - مسائل الإمام أحمد برواية إسحاق بن إبراهيم بن هانئ: للحافظ أبي يعقوب إسحاق بن إبراهيم النيسابوري (٢١٨هـ/٢٧٥هـ)،ت:زهير الشاوش،المكتب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة ١٤٠٠هـ.

● - مسائل الإمام أحمد بن حنبل: للحافظ أبي الفضل صالح بن أحمد بن حنبل الشيباني(٢٠٣هـ/٢٦٦هـ)، ت:فضل الرحمن دين محمد،الدار العلمية ـ الهند،الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.

● - مسائل الإمام أحمد بن حنبل وإسحاق بن راهويه برواية المروزي: للحافظ أبي يعقوب إسحاق بن منصور المروزي(٢٥١هـ)،الجامعة الإسلامية ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

● - المستدرك على الصحيحين: للحافظ أبي عبد الله محمد بن عبد الله الحاكم النيسابوري (٣٢١هـ/٤٠٥هـ)،ت:مصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٢هـ.

● - المستدرك على الصحيحين: للحافظ أبي عبد الله محمد بن عبد الله الحاكم النيسابوري (٣٢١هـ/٤٠٥هـ)،ت:يوسف عبد الرحمن المرعشلي،دار المعرفة ـ بيروت.

● -مستدرك الوسائل: للميرزا حسين النوري الطبري،مؤسسة آل البيت لإحياء التراث،الطبعة الثالثة ١٤١٢هـ.

● - المستطرف في كل فن مستظرف: للعلامة شهاب الدين محمد بن أحمد الأبشيهي(٨٥٢هـ)،ت: سعد حسن محمد،مكتبة الصفا ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤٢٦هـ.

● - المستطرف في كل فن مستظرف: للعلامة شهاب الدين محمد بن أحمد الأبشيهي(٨٥٢هـ)، دار مكتبة الحياة ـ بيروت،الطبعة ١٤١٢هـ.

● - المستطرف في كل فن مستظرف:للعلامة شهاب الدين محمد بن أحمد الأبشيهي(٨٥٢هـ)مكتبة الجمهورية العربية ـ مصر.

● - المستغيثين بالله: للحافظ أبي القاسم خلف بن عبد الملك بن مسعود بن موسى بن بَشْكُوَال(٤٩٤هـ/٥٧٨هـ)،ت:مانويلا مارين،المجلس الأعلى للأبحاث العلمية.

● - مسند ابن أبي شيبة: للإمام أبي بكر عبد الله بن محمد بن أبي شيبة الكوفي العبسي(١٥٩هـ/٢٣٥هـ)، ت:أبو عبد الرحمن عادل بن يوسف الغزاوي،دار الوطن ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

● - مسند أبي عوانة: للحافظ أبي عوانة يعقوب بن إسحاق بن إبراهيم النيسابوري الإسفرائيني (٣١٦هـ)،ت:أيمن بن عارف الدمشقي،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

- مسند أبي يعلى: للإمام أبي يعلى أحمد بن علي التيمي الموصلي(٢١٠هـ/٣٠٧هـ)،ت:حسين سليم أسد،دار المأمون للتراث ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٠٦هـ.
- مسند أحمد: للإمام أبي عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل الشيباني(١٦٤هـ/٢٤١هـ)،ت:أحمد محمد شاكر،دار الحديث ـ القاهرة،الطبعة الأولى١٤١٦هـ.
- مسند أحمد: للإمام أبي عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل الشيباني(١٦٤هـ/٢٤١هـ)،عالم الكتب ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.
- مسند أحمد: للإمام أبي عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل الشيباني(١٦٤هـ/٢٤١هـ)،ت: شعيب الأرنوؤط،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.
- مسند البزار: للحافظ أبي بكر أحمد بن عمرو البزار(٢٩٢هـ)،ت:محفوظ الرحمن زين الله، مكتبة العلوم والحكم ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى١٤٠٩هـ.
- مسند السراج: للحافظ أبي العباس محمد بن إسحاق بن إبراهيم السراج(٢١٦هـ/٣١٣هـ)، ت:إرشاد الحق الأثري،إدارة العلوم الأثرية ـ فيصل آباد،باكستان،الطبعة الأولى١٤٢٣هـ.
- مسند الشاميين: للإمام أبي القاسم سليمان بن أحمد الطبراني(٢٦٠هـ/٣٦٠هـ)،ت:حمدي عبد المجيد السلفي،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٠٩هـ.
- مسند الشهاب: للقاضي أبي عبد الله محمد بن سلامة القُضَاعي(٤٥٤هـ)،ت:حمدي عبد المجيد السلفي،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٠٥هـ.
- المسند للشاشي: للحافظ أبي سعيد الهيثم بن كليب بن سريج الشاشي(٣٣٥هـ)،ت:محفوظ الرحمن زين الله،مكتبة العلوم والحكم ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى١٤١٤هـ.
- المسند المستخرج على صحيح مسلم: للحافظ أبي نعيم أحمد بن عبد الله الأصبهاني(٣٣٦هـ/٤٣٠هـ)،ت:محمد حسن محمد حسن إسماعيل،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤١٧هـ.
- مسند الموطأ: للحافظ أبي القاسم عبد الرحمن بن عبد الله المالكي الجوهري (٣٨١هـ)،ت: لطفي بن محمد الصغير،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٩٩٧ء.
- مشيخة الآبنوسي: للعلامة أبي الحسين محمد بن أحمد الصيرفي الآبنوسي(٣٨١هـ/٤٥٧هـ)، مخطوط من الشاملة.
- مشيخة القزويني: للعلامة أبي حفص سراج الدين عمر بن علي بن عمر القزويني(٦٨٣هـ/٧٥٠هـ)،ت:عامر حسن صبري،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٢٦هـ.

- مصباح الزجاجة: للعلامة أحمد بن محمد بن الصديق الغماري(١٣٨٠هـ)،مكتبة القاهرة ـ مصر،الطبعة الثانية ١٤٢٩هـ.
- المصنف: للإمام أبي بكر عبد الرزاق بن همام الصنعاني(١٢٦هـ/٢١١هـ)،ت:حبيب الرحمن الأعظمي،المكتب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٠٣هـ.
- المصنف: للإمام أبي بكر عبد الرزاق بن همام الصنعاني(١٢٦هـ/٢١١هـ)،ت:حبيب الرحمن الأعظمي،المجلس العلمي ـ الهند،الطبعة الأولى ١٣٩٢هـ.
- المصنوع في معرفة الحديث الموضوع: للملا علي بن سلطان الهروي القاري(١٠١٤هـ)، ت:عبد الفتاح أبو غدة،مكتب المطبوعات الإسلامية ـ حلب،الطبعة الثانية ١٣٩٨هـ.
- المصنوع في معرفة الحديث الموضوع: للملا علي بن سلطان الهروي القاري(١٠١٤هـ)، ت:عبد الفتاح أبو غده،ایچ ایم سعیدکمپني ـ كراتشي،باكستان .
- المطالب العالية بزوائد المسانيد الثمانية: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني (٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)،ت:باسم بن طاهر خليل عناية،دار العاصمة ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.
- المطالب العالية بزوائد المسانيد الثمانية: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني (٧٧٣هـ/٨٥٢ هـ)،ت:محمد حَسَّه،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ٢٠٠٣ء .
- مطالع المسرات: للعلامة محمد مهدي بن أحمد بن علي الفاسي(١٠٣٣هـ/١١٠٩هـ)،مطبعة وادي النيل ـ مصر،الطبعة ١٢٨٩هـ.
- معترك الأقران في إعجاز القرآن: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السُيوطي(٨٤٩هـ/٩١١هـ)،ت:أحمد شمس الدين،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.
- المعجم الأوسط: للإمام أبي القاسم سليمان بن أحمد الطبراني(٢٦٠هـ/٣٦٠هـ)،ت:طارق بن عوض الله وعبد المحسن بن إبراهيم،دار الحرمين ـ القاهرة،الطبعة ١٤١٥هـ .
- معجم البلدان: للعلامة المؤرخ شهاب الدين أبي عبد الله ياقوت بن عبد الله الحموي (٦٢٦هـ)،دار صادر ـ بيروت،الطبعة ١٣٩٧هـ.
- معجم رجال الحديث: لأبي القاسم الموسوي الخوئي الشيعي،مكتبة الإمام الخوئي ـ النجف .
- معجم السفر: للحافظ أبي طاهر أحمد بن محمد السلفي الأصبهاني(٥٧٦هـ)،ت:عبد الله عمر البارودي،دار الفكر ـ بيروت،الطبعة ١٤١٤هـ.

- معجم الشيوخ: للحافظ أبي القاسم علي بن الحسن بن هبة الله بن عبد الله المعروف بابن عساكر (٤٩٩هـ/٥٧١هـ)،ت:وفاء تقي الدين،دارالبشائر ـدمشق،الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.
- معجم الصحابة: للحافظ أبي الحسين عبد الباقي بن قانع بن مرزوق الأموي،ت:أبو عبد الرحمن صلاح بن سالم المصراتي،مكتبة الغرباء الأثرية ـالمدينة المنورة.
- المعجم في أصحاب القاضي الإمام أبي علي الصدفي: للحافظ أبي عبد الله محمد بن عبد الله بن أبي بكر المعروف ابن الباز القضاعي البلنسي (٥٩٥هـ/٦٥٨هـ)،مكتبة الثقافة الدينية ـالظاهر،الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.
- المعجم الكبير: للإمام أبي القاسم سليمان بن أحمد الطبراني (٢٦٠هـ/٣٦٠هـ)،ت:حمدي عبد المجيد السلفي،مكتبة ابن تيمية ـالقاهره،الطبعة ١٤٠٤هـ.
- معرفة التذكرة: للإمام أبي الفضل محمد بن طاهر بن علي المقدسي الشيباني (٤٤٨هـ/٥٠٧هـ)،ت: عماد الدين أحمد حيدر،مؤسسة الكتب الثقافية ـبيروت،الطبعة الأولى١٤٠٦هـ.
- معرفة التذكرة: للإمام أبي الفضل محمد بن طاهر بن علي المقدسي الشيباني(٤٤٨هـ/٥٠٧هـ)،نور محمد كتب خانه ـ كراتشي.
- معرفة الرجال رواية ابن محرز: للإمام أبي زكريا يحيى بن معين(١٥٨هـ/٢٣٣هـ)،ت:محمد كامل القصار،مجمع اللغة العربية ـدمشق،الطبعة ١٤٠٥هـ.
- معرفة السنن والآثار: للحافظ أبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي (٣٨٤هـ/٤٥٨هـ)،ت:عبد المعطي أمين قلعجي،دار قتيبة ـبيروت،الطبعةالأولى ١٤١١هـ.
- معرفة الصحابة: للحافظ أبي عبد الله محمد بن إسحاق بن يحيى بن مندة الأصبهاني (٣١٠هـ/٣٩٥هـ)،ت:عامر حسن صبري،مطبوعات جامعة الإمارات العربية المتحدة،الطبعة الأولى١٤٢٦هـ.
- معرفة الصحابة: للحافظ أبي نعيم أحمد بن عبد الله الأصفهاني(٣٣٦هـ/٤٣٠هـ)،ت:عادل بن يوسف العزازي،دارالوطن ـالرياض.
- معرفة القراء الكبار: للحافظ أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي (٦٧٣هـ/٧٤٨)،ت:شعيب الأرناؤوط،مؤسسة الرسالة ـبيروت،الطبعة الثانية١٤٠٨هـ.
- المعرفة والتاريخ: للحافظ أبي يوسف يعقوب بن سفيان الفارسي الفسوي(٢٧٧هـ)،ت:أكرم ضياءالعمري،مكتبة الدار ـالمدينة المنورة،الطبعة الأولى ١٤١٠هـ.
- المعين على تفهم الأربعين: للحافظ أبي حفص سراج الدين عمر بن علي بن أحمد الشافعي المصري المعروف بابن الملقن(٧٢٣هـ/٨٠٤ هـ)،ت:دغش بن شبيب العجمي،مكتبة أهل الأثر ـ الكويت، الطبعةالأولى١٤٣٣هـ.

- مغاني الأخيار: للإمام بدر الدين أبي محمد محمود بن أحمد العيني الحنفي(٧٦٢هـ/٨٥٥هـ)،ت: محمد حسن محمد حسن إسماعيل،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ.
- المغني عن الحفظ والكتاب: للحافظ أبي حفص عمر بن بدر الدين الموصلي الحنفي(٦٦٣هـ)، جمعية نشر الكتب العربية ـ القاهرة،الطبعة ١٣٤٢هـ.
- المغني عن حمل الأسفار في تخريج ما في الإحياء من الأخبار: للحافظ أبي الفضل زين الدين عبد الرحيم بن الحسين العراقي(٧٢٥هـ/٨٠٦هـ)،دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٦هـ.
- المغني عن حمل الأسفار في تخريج ما في الإحياء من الأخبار: للحافظ أبي الفضل زين الدين عبد الرحيم بن الحسين العراقي(٧٢٥هـ/٨٠٦هـ)،دار المعرفة ـ بيروت.
- المغني عن حملِ الأسفار في تخريج ما في الإحياء من الأخبار: للحافظ أبي الفضل زين الدين عبد الرحيم بن الحسين العراقي(٧٢٥هـ/٨٠٦هـ)،ت:أبومحمد أشرف بن عبد المقصود،مكتبة دار طبرية ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.
- المُغني في الضعفاء: للإمام أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي(٦٧٣هـ/٧٤٨)،ت:نور الدين عتر،إحياء التراث الإسلامي بدولة ـ قطر،الطبعة ١٤٠٧هـ.
- المُغني في الضعفاء: للإمام أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي(٦٧٣هـ/٧٤٨)،ت:أبو الزهراء حازم القاضي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.
- المغير على الأحاديث الموضوعة في الجامع الصغير: للعلامة أحمد بن محمد بن الصديق الغُماري (١٣٨٠هـ)،دار العهد الجديد ـ بيروت.
- المغير على الأحاديث الموضوعة في الجامع الصغير: للعلامة أحمد بن محمد بن الصديق الغُماري (١٣٨٠هـ)،دار الرائد العربي ـ بيروت.
- مفتاح الجنان: للعلامة يعقوب بن سيد علي البروسوي(٩٣١هـ)،المطبعة العثمانية،الطبعة ١٣١٧هـ.
- مفتاح دار السعادة: للحافظ محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين ابن قيم الجوزية (٦٩١هـ/٧٥١هـ)،ت:عبد الرحمن بن حسن بن قائد،دار عالم الفوائد للنشر والتوزيع،الطبعة الأولى ١٤٣٢هـ.
- مفاتيح الغيب المعروف بالتفسير الكبير: للعلامة فخر الدين أبي عبد الله محمد بن عمر الرازي (٥٤٤هـ/٦٠٦هـ)،دار الفكر ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠١هـ.
- المفهم لما أشكل من تلخيص كتاب مسلم: للإمام أبي العباس أحمد بن عمر بن إبراهيم القرطبي (٦٥٦هـ)،ت:محيي الدين ديب مستو وأحمد محمد السيد،دار ابن كثير ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

- - مفيد العلوم ومبيد الهموم: للعلامة جمال الدين أبي بكر الخوارزمي،دارالتقدم ـ مصر،الطبعة ١٣٢٣هـ.
- - المقاصد الحَسَنَة في بيان كثير من الأحاديث المُشْتَهَرة على الأ لْسِنَة: للحافظ شمس الدين أبي الخيرمحمد بن عبد الرحمن السَخَاوي (٨٣١ هـ/٩٠٢هـ)،ت:عبد الله محمد الصديق، دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٧هـ.
- - المقاصد الحَسَنَة في بيان كثير من الأحاديث المُشْتَهَرة على الأ لْسِنَة: للحافظ شمس الدين أبي الخيرمحمد بن عبد الرحمن السَخَاوي(٨٣١هـ/٩٠٢هـ)،ت:محمد عثمان الخشت، دارالكتاب العربي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.
- - مقاصد السالكين: لمولانا ضياء الله النقشبندي،مترجم:ملك فضل الدين النقشبندي،إسلامك فاؤنديشن .
- - المقتنى في سرد الكنى: للحافظ أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي(٦٧٣هـ/٧٤٨)،ت:محمد صالح عبد العزيز المراد،المجلس العلمي ـ المدينة المنورة، الطبعة١٤٠٨هـ.
- - مقدمةابن خلدون: للعلامة ولي الدين عبد الرحمن بن محمد بن محمد ابن خلدون الحضرمي الإشبيلي(٨٠٨هـ)،ت:خليل شحادة وسهيل زكار،دار الفكر ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠١هـ.
- - مكارم الأخلاق: للإمام أبي القاسم سليمان بن أحمد الطبراني(٢٦٠هـ/٣٦٠هـ)،ت:محمد عبد القادر أحمد عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٠٩هـ.
- - مكارم الأخلاق: للحافظ أبي بكر محمد بن جعفر بن محمد سهل السامري الخرائطي (٣٢٧هـ)، ت:أيمن عبد الجبار البحيري،دارالآفاق العربية ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.
- - مكارم الأخلاق: للحافظ أبي بكر محمد بن جعفر بن محمد سهل السامري الخرائطي (٣٢٧هـ)، ت:عبدالله بن بجاش الحميري،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعةالأولى ١٤٢٧هـ .
- -مكاشفة القلوب: للإمام أبي حامد محمد بن محمد بن محمد الغزالي(٤٥٠هـ/٥٠٥هـ)،ت: أحمد جاد،دار الحديث ـ القاهرة،الطبعة١٤٢٥هـ.
- - مكاشفة القلوب: للإمام أبي حامد محمد بن محمد بن محمد الغزالي(٤٥٠هـ/٥٠٥هـ)،ت: صلاح محمد عويضة،دار الكتب العلمية ـ بيروت.
- - مكاشفة القلوب: للإمام أبي حامد محمد بن محمد بن محمد الغزالي(٤٥٠هـ/٥٠٥هـ)،ت:أحمد جاد دار الحديث ـ القاهرة،الطبعة١٤٢٥هـ.

- مکتوبات: للعلامة أحمد بن عبد الأحد الفاروقي السرهندي مجدد الألف الثاني (١٠٣٤هـ)، (مترجم)،زوار أكيدمي ـ كراتشي ٢٠١٤ء.
- المنار المنيف: للحافظ محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين ابن قَيِّم الجوزية(٦٩١هـ /٧٥١هـ)،ت:عبد الفتاح أبو غدة،مكتب المطبوعات الإسلامية ـ حلب،الطبعة الأولى ١٣٩٠هـ.
- مناقب الأسد الغالب: للحافظ أبي الخير محمد بن محمد الدمشقي المقري الجزري(٧٥١هـ/ ٨٣٣هـ)،ت:طارق الطنطاوي،مكتبة القرآن ـ القاهرة.
- مناقب آل أبي طالب: لأبي جعفر محمد بن علي بن شهر آشوب،ت:يوسف البقاعي،دار الأضواء ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤١٢هـ.
- مناهل السلسة في الأحاديث المسلسلة: للعلامة محمد عبد الباقي الأيوبي اللكنوي،مكتبة القدسي، الطبعة ١٣٥٧هـ.
- مناهل الصفا: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السُيوطي (٨٤٩هـ/٩١١هـ)،ت:سمير القاضي،مؤسسة الكتب الثقافية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.
- منبهات ابن حجر:در مطبع مصطفائي.
- المُنتَخب من العِلَل: للإمام أبي محمد موفق الدين عبد الله بن محمد بن قدامة المقدسي الحنبلي (٥٤١هـ/٦٢٠هـ)،ت:أبو معاذ طارق بن عوض الله،دار الرأية ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.
- المنتخب من مسند عبد بن حميد: للحافظ أبي محمد عبد بن حميد بن نصر(٢٤٩هـ)، ت:أبو عبد الله مصطفى،داربلنسية ـ الرياض،الطبعة الثانية ١٤٢٣هـ.
- المنتخب من معجم شيوخ السمعاني: للإمام أبي سعد عبد الكريم بن محمد بن منصور السَّمْعَاني (٥٠٦هـ/٥٦٢هـ)،ت:موفق بن عبد الله بن عبد القادر،دار عالم الكتب ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.
- المنتظم في تاريخ الملوك والأمم: للحافظ أبي الفرج عبد الرحمن بن علي بن الجوزِي القرشي (٥٠٩هـ/ ٥٩٧هـ)،ت:محمد عبد القادر عطا و مصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.
- المنتقى من مسموعات مرو: للحافظ ضياء الدين أبي عبد الله محمد بن عبد الواحد بن أحمد المقدسي(٥٦٩هـ/٦٤٣هـ)،مخطوط.
- المنتقى مِنْ منهاج الاعتدال في نقض كلام أهل الرفض والاعتزال وهو مختصر منهاج السنة: للحافظ أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي(٦٧٣هـ/٧٤٨هـ)، ت:محب الدين الخطيب،الرئاسة العامة ـ الرياض،الطبعة الثالثة ١٤١٣هـ.

- منحة السلوك في شرح تحفة الملوك: للإمام بدر الدين أبي محمدمحمود بن أحمد العيني الحنفي (٧٦٢هـ/٨٥٥هـ)،ت:أحمد عبد الرزاق الكبيسي،إدارة الشؤون الإسلامية ـقطر،الطبعة الأولى ١٤٢٨هـ.
- منح الروض الأزهر في شرح الفقه الأكبر: للملا علي بن سلطان الهروي القاري(١٠١٤هـ)،دار البشائر الإسلامية ـبيروت،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.
- المنح المكية: للعلامة أبي العباس شهاب الدين أحمد بن محمد بن علي بن حجر الهيتمي (٩٠٩هـ/٩٧٤هـ)،دار المنهاج ـبيروت،الطبعة الرابعة ١٤٣٧هـ.
- من فضائل سورة الإخلاص: للحافظ أبي محمد الحسن بن محمد الخلال(٤٣٩هـ)،ت: محمد بن رزق بن طرهوني،مكتبة لينة ـالقاهرة الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.
- من كلام أبي زكريا يحيى بن معين برواية ابن طهمان: للإمام أبي زكريا يحيي بن معين (١٥٨هـ/٢٣٣هـ)،ت:أحمد محمد نور سيف، دار المامون للتراث ـدمشق .
- منهاج السنة النبوية: للإمام تقي الدين أحمد بن تيمية الحراني(٦٦١هـ/٧٢٧هـ)،ت:محمد رشاد سالم،جامعة الإمام محمد بن سعود الإسلامية،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.
- منهاج السنة النبوية: للإمام تقي الدين أحمد بن تيمية الحراني (٦٦١هـ/٧٢٧هـ)،ت: الدكتور محمد رشاد سالم،مؤسسة قرطبة ـالقاهرة،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.
- المنهاج شرح صحيح مسلم: للإمام محيى الدين أبي زكريا يحيى بن شرف النووي الشافعي (٦٣١هـ/٦٧٦هـ)،المطبعة المصرية ـالأزهر،الطبعة الأولى ١٣٤٧هـ.
- المنهيات: للإمام أبي عبد الله محمد الحكيم التِرْمَذِي (نحو ٣٢٠هـ)،ت:محمد عثمان الخشت، مكتبة القرآن ـالقاهرة .
- موافقة الخبر الخبر: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)، ت:حمدي السلفي وصبحي السيد جاسم ،مكتبة الرشد ـالرياض،الطبعة الثانية ١٤١٤هـ.
- المواهب اللدنية: للعلامة أحمد بن محمد القسطلاني(٨٥١ هـ/٩٢٣هـ)،ت: صالح أحمد الشامي، المكتب الاسلامي ـ بيروت،الطبعة ١٤٢٥هـ.
- موسوعة: للحافظ أبي بكر عبد الله بن محمد القرشي المعروف بابن أبي الدنيا (٢٠٨هـ/٢٨٠هـ)،ت: فاضل بن خلف الحمادة الرقي،دار إطلس الخضراء ـالرياض،الطبعة الأولى ١٤٣٣هـ.
- موسوعة: للحافظ أبي بكر عبد الله بن محمد القرشي المعروف بابن أبي الدنيا (٢٠٨هـ/٢٨٠هـ)، المكتبة العصرية ـبيروت،الطبعة ١٤٢٩هـ.

● - موسوعة رسائل: للحافظ أبي بكر عبد الله بن محمد القرشي المعروف بابن أبي الدنيا (٢٠٨هـ/ ٢٨٠هـ)،ت:محمد عبد القادر أحمد عطا،مؤسسة الكتب الثقافية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٣هـ.

● - موضح أوهام الجمع والتفريق: للحافظ أبي بكر أحمد بن علي بن ثابت الخطيب البغدادي (٣٩٢هـ/٤٦٣هـ)،ت:عبد الرحمن بن يحيى المعلمي اليماني،دار الفكر الإسلامي، الطبعة الثانية ١٤٠٥هـ.

● - الموضوعات الصغاني: للعلامة رضي الدين الحسن بن محمد بن الحسن بن حيدرالعدوي العمري الصغاني(٥٧٧هـ/ ٦٥٠هـ)،ت:نجم عبد الرحمن خلف،دار نافع،الطبعة الأولى ١٤٠١هـ.

● - الموضوعات الصغاني: للعلامة رضي الدين الحسن بن محمد بن الحسن بن حيدرالعدوي العمري الصغاني (٥٧٧هـ/ ٦٥٠هـ)،دار المأمون للتراث ـ دمشق .

● - موطا: للإمام أبي عبد الله مالك بن أنس(٩٣هـ/١٧٩هـ)،ت:محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي ـ بيروت،الطبعة١٤٠٦هـ.

● -المؤتلف والمختلف: للإمام أبي الحسن علي بن عمر بن أحمد بن مهدي الدارَقُطْنِي الشافعي (٣٠٦هـ/٣٨٥هـ)،دار الكتب العلمة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١١هـ.

● - المؤتلف والمختلف: للإمام أبي الحسن علي بن عمر بن أحمد بن مهدي الدار قطني الشافعي (٣٠٦هـ/٣٨٥هـ)،ت:موفق بن عبد الله بن عبد القادر،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

● - المهذب في اختصار السنن الكبير: للحافظ أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي(٦٧٣هـ/٧٤٨)،ت:أبي تميم ياسر بن إبراهيم،دار الوطن ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

● - ميزان الاعتدال في نقد الرجال: للحافظ أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي (٦٧٣هـ/٧٤٨هـ)،ت: علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت.

● - ميزان الاعتدال في نقد الرجال: للحافظ أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي(٦٧٣هـ/٧٤٨هـ)،ت:محمد رضوان عرقسوسي،الرسالة العالمية ـ دمشق، الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ.

● - النبراس: للعلامة محمد عبد العزيز الفرهاري(١٢٣٩هـ)،مكتبة رشيدية ـ كوئته .

● - نتائج الأفكار: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)،ت: حمدي عبد المجيد السلفي،دارابن كثير ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٩هـ.

- -النجم الوهاج في شرح المنهاج: للعلامة كمال الدين محمد بن موسى بن عيسى بن علي الدميري (٨٠٨هـ)،دار المنهاج ـ جدة،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.
- - نخب الأفكار في تنقيح مباني الأخبار: للإمام بدر الدين أبي محمد محمود بن أحمد العيني الحنفي (٧٦٢هـ/٨٥٥هـ)،ت:أبو تميم ياسر بن إبراهيم،دار النوادر ـ دمشق،الطبعة الأولى ١٤٢٩هـ.
- - النُخْبَة البَهِيَّة في الأحاديث المكذوبة على خير البَرِيَّة: للعلامة محمد الأمير الكبير المالكي (١١٥٤هـ/١٢٣٢هـ)،المكتب الإسلامي ـ بيروت.
- - نزهة الألباب في الألقاب: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني (٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)، ت:عبد العزيز محمد بن صالح السديري،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.
- - نزهة المجالس: للعلامة عبد الرحمن بن عبدالسلام الصفوري الشافعي (٨٩٤هـ)،دار الفكر.
- - نزهة المجالس: للعلامة عبد الرحمن بن عبدالسلام الصفوري الشافعي (٨٩٤هـ)،المكتب الثقافي ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.
- - نزهة المجالس: للعلامة عبد الرحمن بن عبدالسلام الصفوري الشافعي (٨٩٤هـ)،المكتبة العصرية ـ بيروت،الطبعة ١٤٣٨هـ.
- - نزهة المجالس أردو: ايچ ايم سعيد كمبني ـ كراتشي.
- - نزهة النظر في توضيح نخبة الفكر في مصطلح أهل الأثر: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني (٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)،ت:عبد الله بن ضيف الله الرحيلي،مطبعة سفير ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.
- - نسيم الرياض في شرح شفاء القاضي عياض: للعلامة شهاب الدين أحمد بن محمد بن عمر الخفاجي المصري (٩٧٧هـ/١٠٦٩هـ)،المكتبة السلفية ـ المدينة المنورة.
- - نسيم الرياض في شرح شفاء القاضي عياض: للعلامة شهاب الدين أحمد بن محمد بن عمر الخفاجي المصري (٩٧٧هـ/١٠٦٩هـ)،ت:محمد عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.
- - نصاب الاحتساب: للعلامة ضياء الدين عمر بن محمد بن عوض السنامي (المتوفى قبل ٧٢٥هـ)، ت:مريزن سعيد مريزن عسيري،مكتبة الطالب الجامعي ـ مكة المكرمة،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.
- - نصب الراية: للحافظ جمال الدين أبي محمد عبد الله بن يوسف الزيلعي الحنفي (٧٦٢هـ)،ت: محمد عوامه،دار القبلة للثقافة الإسلامية ـ جده.

- نظم الدرر في تناسب الآيات والسور: للعلامة برهان الدين أبي الحسن إبراهيم بن عمر البِقَاعِي (٨٨٥هـ)،دار الكتاب الإسلامي ـ القاهرة.
- نفح الطيب من غصن الأندلس الرطيب: للعلامة شهاب الدين أحمد بن محمد المقري الأندلسي التلمساني المالكي (٩٨٦هـ/١٠٤١هـ)،ت:إحسان عباس،دار صادر ـ بيروت،الطبعة ١٣٨٨هـ.
- نقد الرجال: لمصطفى بن حسين الحسيني التفرشي،مؤسسة آل البيت لأحياء التراث ـ قم.
- النقد الصحيح: للحافظ صلاح الدين خليل بن كيكلدي العلائي (٦٦٤هـ/٧٦١هـ)،ت:عبد الرحيم محمد أحمد القشقري،الجامعة الإسلامية ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.
- النكت الوفية بما في شرح الألفية: للعلامة برهان الدين أبي الحسن إبراهيم بن عمر بن حسن البقاعي (٨٨٥ هـ)،ت:ماهر ياسين الفحل،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٨هـ.
- نوادر الأصول في معرفة أحاديث الرسول: للإمام أبي عبد الله محمد الحكيم التِرْمَذِي (نحو ٣٢٠هـ)،ت: إسماعيل إبراهيم،مكتبة الإمام البخاري ـ مصر،الطبعة الأولى ١٤٢٩هـ.
- نوادر الأصول في معرفة أحاديث الرسول: للإمام أبي عبد الله محمد الحكيم التِرْمَذِي (نحو ٣٢٠هـ)،ت:توفيق محمود تكلة،دار النوادر ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٣هـ.
- نهاية الإقدام: للعلامة محمد بن عبد الكريم الشهرستاني (٥٤٨هـ)،ت:أحمد فريد المزيدي،دار الكتب العلمية ـ بيروت الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.
- النهاية في اتصال الرواية: للعلامة يوسف بن حسن بن أحمد ابن المبرد المقدسي الدمشقي الحنبلي (٨٤٠هـ/٩٠٩هـ)،دار النوادر ـ سوريا،الطبعة الأولى ١٤٣٢هـ.
- النهاية في غريب الحديث والأثر: للحافظ مجد الدين أبي السعادات المبارك بن محمد بن محمد الجزري المعروف بابن الأثير (٥٤٤هـ/٦٠٦هـ)،ت:طاهر أحمد الزاوي ومحمود محمد الطناحي، المكتبة الإسلامية،الطبعة الأولى ١٣٨٣هـ.
- النهاية في غريب الحديث والأثر: للحافظ مجد الدين أبي السعادات المبارك بن محمد بن محمد الجزري المعروف بابن الأثير (٥٤٤هـ/٦٠٦هـ)،دار ابن الجوزي ـ الرياض،ت:علي بن حسن الحلبي، الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.
- النهاية في الفتن والملاحم: للحافظ أبي الفداء إسماعيل بن كثير الدمشقي (٧٠٠هـ/٧٧٤هـ)، ت:عصام الدين الصبابطي،دار الحديث.
- نهاية المطلب في دراية المذهب: للإمام الحرمين أبي المعالي عبد الملك بن عبد الله الجويني (٤١٩هـ/٤٧٨هـ)،ت:عبد العظيم محمود الديب،دار المنهاج ـ جدة،الطبعة الأولى ١٤٢٨هـ.

- -نهاية الوصول في دراية الأصول: للعلامة صفي الدين محمد بن عبد الرحيم الأرموي الهندي (٦٤٤هـ/٧١٥هـ)،ت:صالح بن سليمان اليوسف،المكتبة التجارية ـمكة المكرمة .
- -نيل الأوطار: للعلامة محمد بن علي بن محمد الشوكاني(١١٧٣هـ/١٢٥٠هـ)،ت:عصام الدين الصبابطي،دار الحديث ـالقاهرة،الطبعة الأولى١٤١٣هـ.
- -الوسيط في المذهب: للإمام أبي حامد محمد بن محمد بن محمد الغزالي(٤٥٠هـ/٥٠٥هـ)، ت:محمد محمد تامر،دار السلام ـمصر،الطبعة الأولى١٤١٧هـ.
- - وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفى: للعلامة نور الدين أبي الحسن علي بن عبد الله بن أحمد الحسني السمهودي(٨٤٤هـ/٩١١هـ)،ت:خالد عبد الغني محفوظ،دار الكتب العلمية ـبيروت، الطبعة الأولى١٤٢٧هـ.
- -الهجرة والجهاد: لمرتضى المطهري، مترجم:محمد جعفر باقري،معاونية العلاقات الدولية ـإيران .
- - الهداية: للإمام برهان الدين علي بن أبي بكر بن عبد الجليل المرغيناني الحنفي(٥٩٣هـ)، ت:نعيم أشرف نور أحمد،إدارة القرآن والعلوم الإسلامية ـ كراتشي،باكستان،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.
- - هدية الأحياء للأموات: للعلامة أبي الحسن علي بن أحمد بن يوسف الهكاري (٤٠٩هـ/٤٨٦هـ)، مخطوط .
- - الهواتف: للحافظ أبي بكر عبد الله بن محمد القرشي المعروف بابن أبي الدنيا(٢٠٨هـ/٢٨٠هـ)، ت:فاضل بن خلف الحمادة الرقي،دار اطلس الخضراء ـالرياض،الطبعة الأولى١٤٣٣هـ.
- - اليواقيت الغالية: للعلامة محمد يونس الجونفوري(١٣٥٥هـ/١٤٣٨هـ)،ترتيب:محمد أيوب سورتي، مجلس دعوة الحق لستر،الطبعة١٤٢٩هـ.